U 5634 P Pahl-14-Koy

Title - HAQEEQATUL MAZHAB.

Creator - Abdul Salaam Khan.

Publisher - N.A

Date - 1910

Pages - 415

Subjects - Museehiat; Mazahib.

فہرست مضامین

حصہ اوّل تاریخ مذہب

حقیقت المذہب
مولانا عبد السلام

۱۹۰۷ء
۱۳۲۴ھ

تمہید

مذہب پر مضمون نگاری کی نہ مجھے قابلیت تھی نہ میری معلومات اِسقدر تھی کہ مین قلم اُٹھاتا۔ مگر یورپ نے جب صدی گذشتہ مین مذاہب دُنیا کی کتابین فراہم کر کے ترجمے کرنے شروع کئے۔ اور مذہب کو علم کے سانچے مین ٹھونسنا شروع کیا تو پہلے بسم اللہ بت پرستی سے کی۔ اور اُسکو ابجدِ مذہب قرار دیا۔ اُسوقت سے میرا خیال اِدہر رجوع ہوا۔ اور اس ابجد پر مدتون غور کرتا رہا اور اِسکی معلومات حاصل کرتا رہا اور یہ دیکھکر تعجب ہوتا تھا کہ ہر بڑی قوم کے پُرانے اور موجودہ مذہبون مین خدا پرستی اور بت پرستی بالاستقلال دونون ایک ہی وقت مین جاری اور ساری ہین۔ پھر بت پرستی کیسے ابجد ہوسکتی ہے۔ اور حقیقت کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ اعتقاد بت پرستی جُہلا کے توہمات سے پیدا ہوا ہے۔ پھر خدا پرستی کی تلاش اور تحقیقات کی تو اُسکا شیوع محض رہنما کی ہدایت پر پایا۔ اور قوم نے اُسکو سچا باور کر کے اُسکی ہدایتون کو قبول کیا۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اِسی خدا پرست قوم مین ایک مدت کے بعد بتون کا بھی اعتقاد پیدا ہوگیا۔ خدا۔ اور بت۔ دونون ایک وقت مین پُجنے لگے سُننے دیکھا کہ سر سیّد کا خیال اِدہر رجوع ہوا ہے کہ اِس زمانہ مین علوم کی بے انتہا ترقی ہوگئی ہے۔ اور مذہبی اعتقادات متزلزل ہوتے جاتے ہین جسطرح عباسیہ کے زمانہ مین علم کلام ایجاد کر کے مذہبِ اسلام کو مضبوط کیا تھا اِسی طرح اسوقت بھی

نئے فلسفہ کی ضرورت ہے۔ پرانا اب بیکار ہوگیا ہے۔ مینے سرسید سے امداد چاہی۔ چونکہ وہ خود اس فکر مین تھے اس لئے پوری رہبری نکر سکے حقیقت مین سرسید کے جواب نے مجھے اس ارادہ مین مستقل رکھا اور میری ہمت باندہی۔ اس لئے وہ تحریر اس موقع پر بجنسہ درج کیجاتی ہے

نقل خط

جناب نواب صاحب مخدوم مکرم من نواب عبدالسلام خانصاحب

آپکا عنایت نامہ مورخہ ۸ ر دسمبر پھنچا۔ ممنون عنایت ہوا۔ آپ نے ایسا مشکل کام اختیار کیا ہے۔ جسکی مشکلات کا بیان نہین ہوسکتا۔ ایک طرف تو آپ کے ہان یعنی مسلمانون کی کتابین تفسیر و حدیث وغیرہ کتب مذہبی مین جو آماجگاہِ اعتراضات مخالفین ہوگئی ہین جسکی جوابدہی اور حمایت نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے دوسری طرف عیسائیون کے اعتراضات ہین جو مشکلات سے خالی نہین ہین اور بحمایت کتب سابق جو اسلام پر لکھی گئی ہین اُنکی جوابدہی غیر ممکن ہے۔ کوئی کتاب عربی یا فارسی مین آپکو ایسی نہین ملنے کی جسمین تقلید کو چھوڑ کر خالص اسلام کے اُدہر بحث کی ہو۔ علاوہ اُنکے ایک تیسرے شخص ہین یعنی ملحد جو تمام مذہبون کی جڑ کاٹتے ہین۔ آپ نے جو فہرست لکھی ہے اُسمین بہت سی دفعات ایسی ہین کہ جب تک تمام و کمال بحثین نہ کیجاتین اُن پر کوئی مضمون نہین لکھا جاتا۔ مثلاً آپ نے ایک دفعہ

قایم کی ہے کہ مذہب شخصی ایجاد ہے یا جماعتی - اگر آپ اُسکو شخصی ایجاد
قرار دین تو بھی غلط ہے - اور جماعتی ایجاد قرار دین تو بھی غلط ہے - کیونکہ
سچا مذہب خدا کی طرف سے دیا گیا ہے - اور جب اِسکو ثابت کرنے بیٹھینگے
تو اُن تمام اُمور سے بحث کرنی پڑے گی جنکا مینے اُوپر ذکر کیا ہے -
ایک دفعہ آپ نے قائم کی ہے - کہ بت پرستی کیا شئے ہے - اور خدا پرستی
کیا ہے - مگر جب آپ کعبہ کی طرف سجدہ کرنا اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کا
ایک پتھر کو کھڑا کرکے اُس طرف عبادت کرنا اور اُسپر نظر چڑھانا بت پرستی سے
خارج کرنا چاہینگے تو آپکو معلوم ہوگا کہ کیا مشکلات پیش آتی ہین - اور اور بہت
سی باتین ہین مین کہانتک لکھون - آپ لکھتے ہین کہ مین کوئی نظام یا منصوبہ
قایم کرکے لکھنا نہین چاہتا ہون بلکہ زیادہ تر اصل واقعات ظاہر کرکے اُنسے
استنباط کرنا چاہتا ہون - جناب من یہی کام سب سے زیادہ مشکل ہے -
جسوقت آپ اصل واقعات ثابت کرینگے تو آپکو اُن تمام باتون سے جو اصل
واقعات مین شامل ہوگئی ہین بہت لمبی بحث کرنی پڑے گی -
غرض کہ جو کام آپ چاہتے ہین وہ ایسا مشکل ہے کہ اُس سے زیادہ مشکل اور
کام نہین - خدا آپکی مدد کرے اور آپ کی ہمت قایم رکھے -
بہرحال عربی یا فارسی مین کوئی کتاب آپکو نہین ملنے کی جو اس باب مین
مدد دے - مگر انگریزی مین بہت سی کتابین ہین جو اس باب مین آپکو مدد
دے سکتی ہین - مجکو تو انگریزی کتابون کے نام معلوم نہین ہین - لیکن شاید آپکو یاد ہو
ہین جو کانفرنس ہوگی اُس مین سید محمود اور مولوی مہدی علی صاحب دونون

تشریف لائین گے اور بہت سی کتابون کے نام آپ کو بتائین گے جو
اس قسم کے مضامین سے متعلق ہین۔ اور اُن کتابون کا منگانا اور پڑھنا
آپکو نہایت ضرور ہے۔ والسلام۔ ۱۱ دسمبر ۱۸۹۵ء

سید احمد

تاہم اسی محقق کے دیگر متفرق مضامین سے مجھے بہت کچھ مدد ملی جنکا
تذکرہ اپنے اپنے موقع پر اِس کتاب مین آئیگا۔

مینے اِس کتاب مین چند نئے اُمور پر بحث کی ہے۔ یہ بحث مکمل نہین ہے
تاہم لایق توجہ محققین و علما کے ہے۔

مینے صرف یہ خاکہ بتایا ہے اِس سے آئندہ بحث مباحثہ ہوکر بہت سے
امور منکشف ہونگے جنسے مذہب کی صداقت کی معیار ظاہر ہوگی۔ مینے
مختلف مذاہب کی تاریخین و واقعات کا انتخاب نمبر (۳) مین درج کیا ہے
مگر اُس موقع پر نہ اُنپر بحث کی نہ نتیجہ نکالا ہے۔ اول تو مجھے فرصت نہین
ملی علاوہ اِسکے یہ ذخیرہ دوسرون کے آئندہ غور کرنے کے لئے یکجا
کر دیا ہے۔

میری صحت نہایت خراب ہی۔ مین اپنے خیال کے موافق اِس ہیولہ
کی تکمیل نکر سکا جو کچھ کہا تہا اُسکی بہزار مشکل ایک صورت قایم کی ہے۔
کیا بعید ہے کہ اِس طریقے سے آیندہ کامیابی ہو۔

میرا خیال یہ ہے کہ جس روش پر کہ اہل مذہب چل رہے ہین کہ مذہب
اور علوم کی تطبیق دیکر اُسکو مضبوط کیا جائے۔ یہ تباہی مذہب کا باعث ہوگا

یہ مینے مذہب اور تہذیب کی بحث مین دکھایا ہے - میری یہ راے ہے
کہ عام طور سے مذہب کی حقیقت اور اصلیت پہلے ثابت کیجاے - پھر معیار
صداقت مذہب قائم کیا جاے - اور بعد ازان مذہب اور تہذیب کا فرق
ثابت کیا جاے - اِن اُمور کی تحقیقات مین بہت سے مسئلے زیر بحث ہونگے
اور مذہب کی حقیقت کھلجائیگی - یہی میرا اصل مدعا اس کتاب کی ترتیب سے ہے
اِس کتاب مین تکرار مضمون اکثر پائی جائیگی - اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ جسقدر
ایک مضمون کے حصے زیادہ کئے جاتے ہین اُن مین جب جداگانہ بحث
کسی حصہ پر ہوگی تو اصل مضمون کا کسی نہ کسی طرح اعادہ ہوگا - اور دوسرے
حصے کے مضمون بھی کچھ نہ کچھ پھر آجائینگے - اگر میری صحت اچھی ہوتی تو مین
اس تکرار مضمون مین کچھ کمی کر سکتا مجھے یہ بھی اُمید نہ تھی کہ یہ مضمون ایسی صورت
مین آجائیگا - کہ مین ملک کے سامنے پیش کر سکون - خدا کا شکر ہے کہ اِسکی
ترتیب مین میری ہمت بندھی -

مینے اِس کتاب کو چار حصون پر تقسیم کیا ہے -

اوّل - تاریخ مذہب -

دوم - نوعیت و مدارج مذہب -

سوم - طریقہ نشو و نما مذہب -

چارم - اسباب فضیلت و صداقت مذہب -

اور نام اسکا **حقیقۃ المذہب** رکھا -

محمد عبد السلام خان - ۱۸ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

۴۸۶

حصّہ اول

نمبر ۱
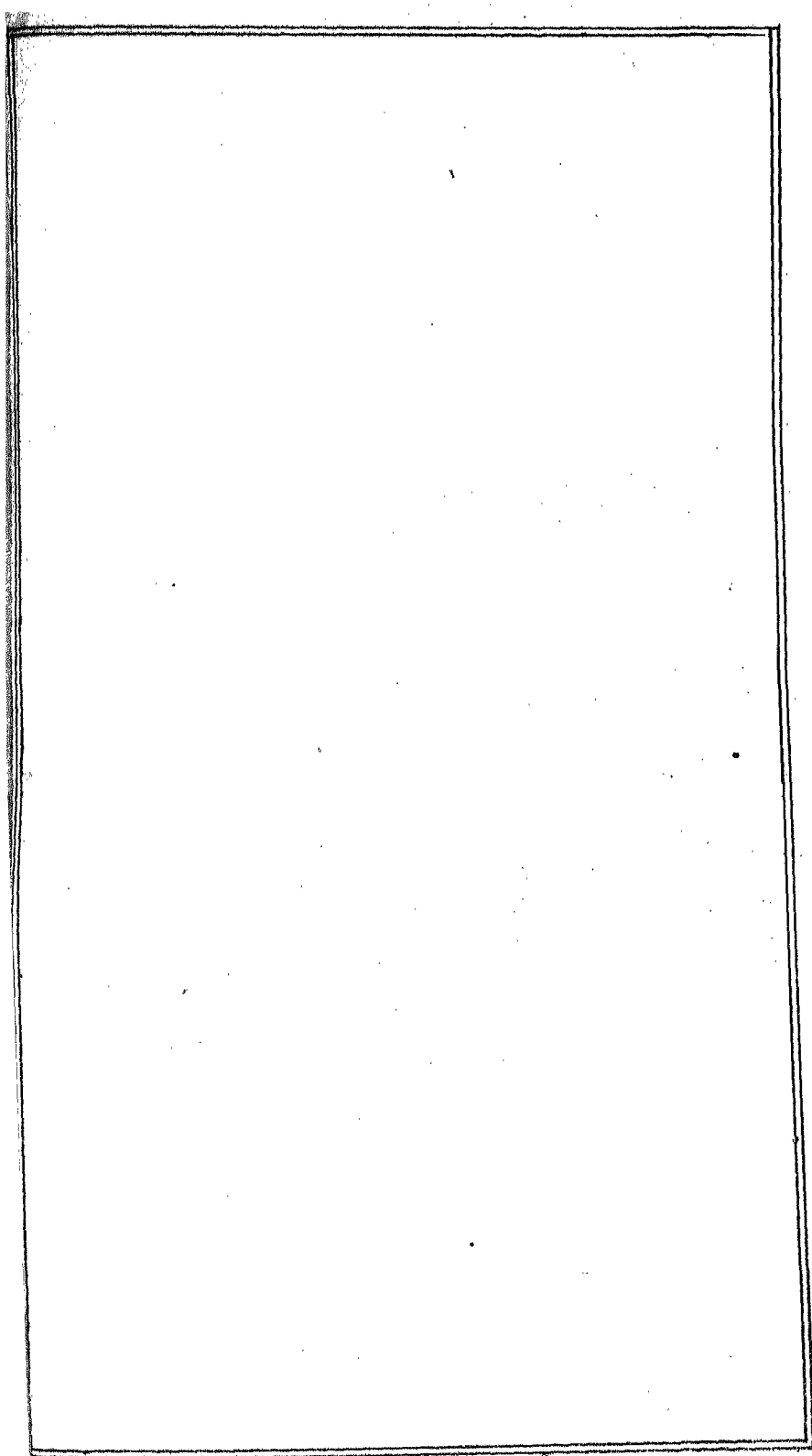
مذہب اور تہذیب کا وجود کب سے ہے

انسانی معاشرت دو شئے سے بنی ہے مذہب اور تہذیب۔ دونوں کے باہم تقدیم اور تاخیر قرار دینا ناممکن ہے

مسٹر لینگ تہذیب کی بابت یہہ لکھتا ہے۔

بابل کا تاریخی زمانہ بعض مستند مورخ چھ ہزار برس قبل حضرت عیسیٰ کے قرار دیتے ہیں صحیح تاریخی نوشتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چھہ ہزار برس اور غالباً سات ہزار برس حال کے زمانہ سے تہذیب کا پتہ چلتا ہے اور وہ تہذیب آگے سے اور قدیم معلوم ہوتی ہے۔

علم نجوم کی بابت یہ مورخ لکھتا ہے۔

بابل کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے علم نجوم میں بہت ترقی کی تھی ایک کتاب علم نجوم اور ہیئت کی عہد سارگت اول کی ملی ہے۔ یہہ کتاب شاہی کتب خانہ کے لئے تصنیف کی گئی تھی۔ زمانہ تصنیف تین ہزار آٹھ سو برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہے اس امر کا ثبوت کافی ہے کہ سات ہزار برس سے فنون تعمیر و انجنیری و آبپاشی

اور زراعت مصر مین جاری تھے۔

نجوم بھی پرانی تہذیب کا ایک جزو ہے۔ اوسکا وجود زمانہ حال سے قریب سات ہزار برس پہلے سے ثابت ہے۔ اور اس مورخ کے قول کی بموجب تین ہزار آٹھہ سو برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے بمقام سرگلہ ایک ہیکل نیر اعظم کی ملی ہر اس سے کواکب پرستی کا زمانہ قریب چھہ ہزار برس کے پایا جاتا ہے۔ یہ مورخ بالآخر سات ہزار برس کا زمانہ تہذیب قرار دیتا ہے۔

مذہب کی قدامت کے متعلق اس مورخ کی یہ رائے ہے۔

قدیم نوشتون سے مصری مذہب بہت قدیم معلوم ہوتا ہے اور بہت بڑا وسیع علم ادب مذہبی طریقہ کا ظاہر ہوتا ہے۔ ایک کتاب موتی کی ملی ہے جسمین نماز میت اور قیامت کا ذکر ہے۔ ایک حصہ اس کتاب کا عہد مینس بادشاہ سے قبل کا ہے۔ (مینس ۵۰۰۰ برس قبل حضرت عیسی سے تھا۔ صفحہ ۱۰ -

بہت سے مشہور شہر اور معبد گاہ مصر کے عہد بادشاہ مینس سی قبل کے دریافت ہوئے ہین

ایک دوسرا محقق میکس میولر اپنے لکچر مین مذہب کی بابت یہ تحریر کرتا ہی۔

مذہب ایک نئی ایجاد نہین ہے۔ اگرچہ وہ اسقدر قدیم نہین ہی جسقدر دنیا ہی مگر وہ اسقدر ضرور ہی کہ جسقدر ہم دنیا کا حال تاریخی جانتے ہین۔ نتیجہ اس رائے کا یہ ہے کہ جہانتک تاریخی حالات دنیا کے دریافت ہوے ہین اوسی وقت سی مذہب کا وجود ہے۔

اور مذہب مجوس یعنی مذہب اہل ایران کا وجود یونانی مورخونکے اقوال سی

آٹھہ ہزار برس سے ثابت ہو۔ (صفحہ ۱۸۳ تاریخ اسمتہ)

یہود اور نصاریٰ خلقت آدم کو سات ہزار برس کا زمانہ قرار دیتے ہین اور اول انسان سے مذہب کا وجود ثابت کرتے ہین۔ اگرچہ بابتہ تاریخ خلقت آدم اول مابین اہل مذہب اور اہل علم کے اختلاف ہے مگر مذہب کا وجود دونوں کی رائے سے سات ہزار برس سے بالاتفاق ثابت ہے اور مجوس کی مذہب کا لحاظ کیا جائے تو اوسکا وجود آٹھہ ہزار برس سے ثابت ہوتا ہے۔

تہذیب اور مذہب۔ دونوں کا تاریخی زمانہ آٹھہ سات ہزار برس کا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی تمدنی حالت سے مذہب کا وجود ہے۔ جب سے انسان نے اپنی حالت کی درستی کی اوسی وقت سے مذہب بھی قایم ہوا۔ تمدنی حالت کا بقاء اور قیام حکومت سے ہوا یعنی جب تمدنی حالت قایم ہوئی اوسکے بعد ضرورتاً حکومت قایم کی گئی مگر تہذیب اور تمدن مین ایسا بدیہی امتیاز نہین ہے کہ کسی کو لازمی طریقہ سے مقدم کیا جائے البتہ ایک چیز ایسی ہے جو ابتداً قیام تمدن کا باعث ہوئی اور وہ حکومت سے پہلے ہے یعنی اخلاق۔ اور وہی پہلا حاکم تمدن کا متصور ہوتا ہے۔ اوسکے بعد یا اوسکی مددگار حکومت ہوئی۔

اخلاق جماعت کے یکجا کرنے کا پہلا آلہ ہے۔ اور یہی مذہب کا بڑا جزو ہے۔ جب عمدہ اخلاق کے انسان پیدا ہوے اوسکے بعد تمدنی سامان پیدا ہونے شروع ہوئے اخلاق کے نیک و بد کی امتیاز مذہب سے ہوئی اور مذہب نے اوسپر اپنی صداقت کی مہر لگائی اوسوقت حکومت کو استحکام ہوا ہے۔ اسلئے مذہب کو تمدن پر ترجیح ہو۔

نمبر ۲

آیا مذہب دنیا کی تمام اقوام وحشی اور مہذب مین پایا جاتا ہی

دنیا کے چار براعظم ہین۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ اور باقی جزائر ہین۔ انہین جسقدر اقوام آباد ہین بلحاظ تہذیب کے اونکے تین درجہ ہین۔

(۱) مہذب۔

(۲) نیم مہذب۔

(۳) وحشی۔

ان تینون درجات مین مذہب ہے۔ مہذب اور نیم مہذب کا تو بدیہی ثبوت اون کے مذہبی عقائد اور کتابون سے ملتا ہے جیساکہ مضمون آیندہ سے ظاہر ہوگا۔ اور وحشی اقوام کے مذاہب کی بابت یورپین محققین کی رائے یہہ ہے۔

میکس میولر اپنے لکچر مذہب مین لکھتے ہین۔

"عام خیال یہ تھا کہ مذہب وحشی اقوام مین نہین ہے۔ مگر مشنریون کی تحقیقات" سے یہ ثابت ہوا کہ ضرور انمین مذہب ہے۔ اور ہم دعوی سے یہہ کہتے ہین کہ جہانتک تحقیقات ہوی یہ ثابت ہوا کہ دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے جس مین مذہب نہو۔ مذہب انسان کا جزو لاینفک ہے

اسپنسر ایک بڑا نامی فلسفی ہے اوسکی رائے یہہ ہے۔

مذہبی خیالات کسی نہ کسی طرح کی دنیا مین بالعموم پائے جاتے ہین۔ بالعموم مذہبی خیالات کا پایا جانا اور اون خیالات کی ترقی اور نشو نما ہونا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اونکی جڑ گہری ہے سطحی نہین ہے۔ جبکہ مذہبی خیالات بالمرہ عادتاً تمام مخلوق مین پائے جاتے ہین اور کبھی کبھی اون اقوام مین پیدا ہو جاتے ہین جن مین یہہ خیالات نہین ہین تو اسکو انسان کی خواہش نفسانی قرار دینا واجب ہے اور ہمکو عقلاً اس سے چشم پوشی نہ کرنا چاہیئے۔

ان رایون سے یہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مذہب انسان مین عام طور سے پایا جاتا ہے اور کوئی متنفس ان خیالات سے خالی نہین۔ اور مذہبی خیالات داخل طبیعت انسان ہین۔ یہ گمان نہین ہوسکتا کہ یہ خیالات مصنوعی پیرون کی ایجاد ہین + چونکہ تمام دنیا کی اقوام مین مختلف ڈہنگ سے پائے جاتے ہین تو پیرون کی مصنوعی ایجاد یہ کبھی خیال نہین ہوسکتے۔ یہ بہی قیاس نہین ہوسکتا کہ یہہ خیالات تقلیدی ایک قوم سے دوسری قوم مین منتقل ہوتے رہے ہین تقلیدی خیالی امور مین جب تک نتیجہ اوسکا مترتب نہو قیاس نہین ہوسکتی۔ اگر کسی نتیجہ سے یہ تقلید ہوئی ہے تو مذہب کے وجود یا اصلیت مین فرق نہین آسکتا۔

بحث ماسبق اور حال سے دو امر ثابت ہوے۔ ایک یہہ مذہب کا وجود اوسوقت سے ثابت ہے جب سے انسان کا تاریخی حال معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے یہہ کہ تمام دنیا کی اقوام مین اوسوقت سے ابتک برابر جاری ہے۔ اور محققین علم الانسان کی یہہ رائے ہے کہ مذہب جزو انسان اور اوسکی فطرت سے ہے۔

نمبر ۳

قدیم بڑے بڑے مذاہب دنیا کے

اور

اونکا مرکز۔ اور نشو نمار

دنیا کے چار بر اعظم ہین اور اونکے ساتھہ جزائر بھی لگے ہوئے ہین مگر انسانی نظام کا مرکز ابتدائی یہی بر اعظم ہین اسلئے اونہین سے مذہب کے فروع کا بیان کیا جائیگا۔

قدرت کی حکمت ہر نظام کائنات سے ظاہر ہوتی ہے مذہبی فروع اور دنیاوی تہذیب کی مرکز نشو نمار ایک ہی ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون کا چولی دامن کا ساتھہ ہے۔

تمدن کی نشو نمار کے لئے جو جگہہ موزون تھی وہی جگہہ مذہب کے لئے بھی مناسب تھی۔ تاریخ کچھہ نہین بتاتی کون مقدم کون موخر ہے۔ شاید توام ہون ۔ یا یہ کہ تخم ایک ہو پرورش مختلف طریقہ سے ہوئی ہو دونون مین فرق اور امتیاز تہذیب یورپ کی پیدایش سے ہوگیا ہے۔ محافظ مذہب ۔ اور محافظ تہذیب جدا ہونے سے نشو نما علیحدہ ہونے لگا۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ چار مرکز مذہب کی فروع کے ہین انہین سے یہ بھی نہین کھلتا کہ ہر جگہہ بلا معاونت دوسرے کے مذہبی خیال کو ترقی ہوئی۔ یا باہم مبادلہ خیالات کا ہوا ۔ نہ انہین قدامت کی

ترتیب ثابت ہوتی ہے۔ دنیا مین سب سے قدیم براعظم ایشیا ہے۔ اس لئے مذہب اور تمدن کا سہرا اوسی کے لئے شایان ہے افریقہ اوس سے دوسرے درجہ پر ہے اور یورپ تیسرے درجہ پر۔ اور امریکہ چوتھے درجہ پر ہے۔

ایشیا اس سبب سے بھی مقدم ہے کہ اسمین پرانی تہذیب۔ اور پرانے مذہب ہنوز باقی ہین۔ افریقہ۔ یورپ۔ امریکہ مین پرانے مذاہب اور پرانی تہذیب دونون معدوم ہوگئے اور ان تینون براعظم مین نئی تہذیب کی سلطنت ہی۔ مذہب ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے۔

ایشیا کے پورے دو حصہ مذہب نے کردئے ہین۔ نصف شرقی ایشیا مین فلسفی مذہب بودہ نشو نما ہوتا رہا۔ رشابا سے لیکر مہاویرا تک ۲۴ بودہ ہوے ہین اور پچیسوان اور آخر گوتم ہے۔

ان سب کی مدت مین بہت مبالغہ ہے۔ بودہ مذہب کے قول کی بموجب حضرت آدمؑ سے بھی پہلے یہ اوتار ہوے ہین مگر چھ سات ہزار برس مین تو کوئی کلام نہین اسکے چھ سات ہزار برس سے شرقی حصہ ایشیا مین بودہ مذہب ہے اور ہزار برس سے سنکرا چارج نے ہند سے بودہ مذہب کو مٹا دیا۔ اور تثلیث کی بت پرستی کو فروغ دیا۔ بودہ مذہب مین خالق کا نام نہین عقل کل کے ہاتھہ مین نظام عالم ہی اور ہر بودہ ترقی کرکے اوس درجہ پر پہونچ جاتا ہے اور تمام عالم کا محافظ بن جاتا ہی۔ جزا سزا۔ بذریعہ تناسخ ہے اور آخر اور انتہائی درجہ مکتی یعنی عقل کل ہو جانیکا ہی۔ اس مذہب کا اصول تارک الدنیا ہے۔ سب بودہ اسی طریقہ پر رہے۔

اس مذہب مین ⅓ دنیا اب بھی ہی تصوف ہمہ اوست اور مادہ پرستی کے اصول

بالکل ملتے ہین۔

اس مذہب مین ہمیشہ آخر درجہ مین کھلم کھلا خدائی کے مدعی ہوے ہین اور انا الحق پکارا ہے۔ اور اس مذہب اور برہمنی مذہب کے اصول مین مراسم ظاہری کا فرق ابتدا مین رہا۔ بعد کو دونون مذہب مین مراسم ظاہری شدومد کو ساتھہ ایک سے ہو گئے۔

اور نصف مغربی حصۂ ایشیا مین حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت رسالتمآب تک پانچ چھہ ہزار برس تک مذہب اہل کتاب جاری رہا۔ اور ایک دوسرا مذہب اہل کتاب زردشت کا (جس مین اسی نام کے رہنما ہوتے رہے ہے) یہہ بھی چھہ سات ہزار برس سے چلا آتا ہے۔ اس مذہب اہل کتاب مین الہام بنیاد مذہب ہے اور خالق و مخلوق۔ جزا۔ سزا (قیامت) ہے۔

افریقہ کے شمال مین مذہب نے فروغ پایا۔ پرانے مذہب کھنڈرون سے کھود کر نکالے ہین۔ اونمین بت پرستی اور خدا پرستی کا پتہ لگتا ہے اور جزا۔ سزا اور قیامت اور تناسخ سب مشترک نظر آتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی شرقی اور کبھی غربی مذہب ایشیا نے اپنا اثر پھیلایا۔ اب یہان مذہب اسلام ہے۔

یورپ مین جنوب سے مذہب نے نشو نما پایا۔ غالب مذہب بت پرستی تھا اور حکما بھی پیدا ہوئے جنھون نے توحید محض اختیار کی۔ اور تصوف کی بھی صورت جاری کی۔ گوتم کے مذہب کا بھی اثر پڑا۔ پتھی گورس یونان کا گوتم بدھ ہی اور گوتم گا معصر ہے۔ اوسنے بھی خالق و مخلوق کا امتیاز نہین کیا۔

امریکہ مین پیرو۔ میکسو۔ وسط امریکہ مرکز مذہب کا ہے۔ وہان بھی خدا پرستی بُت پرستی دونون کا پتہ لگتا ہے۔ ایشیا مین چارون سمت سے مذہب اور تہذیب کا فروغ ہوا یعنی چین۔ ہند۔ ایران۔ کلدانیہ۔ بابل۔ شام مرکز تہذیب اور مذہب کے ہین انہین مذاہب کے مختصر حالات اس مضمون کے ذیل مین اس ترتیب سے لگائے جاتے ہین
(۱) مجوس (۲) مصر (۳) بابل قدیم (۴) آریہ ہند (۵) پیرو میکسو۔ مذاہب اہل کتاب یعنی یہودی۔ عیسائی۔ مسلمانونکی حالات سب کو پیش نظر ہین۔ اس لئے اونکا انتخاب بیان درج نہین کیا

مذہب مجوس

یہ اُس قوم کا مذہب ہے۔ جسے انگریزی مورخ آریہ اور ایشیا کے ایرانی کہتے ہین۔
ان مؤرخون کے اقوال کے بموجب اصل قوم ایرانی ہے۔
ایک گروہ اُس قوم کا ایران مین رہا۔
ایک گروہ ہند مین آیا۔
اور ایک یورپ مین جاکر آباد ہوا۔
زمانہ متفرق ہونیکا ٹھیک معلوم نہین ہوتا ہی۔ مگر قرینہ اسکا مقتضی ہی کہ یہ تفرقہ عہد ضحاک مین قبل طوفان نوح ہوا ہے۔ ضحاک سے قبل سلطنت ایرانی قوم مین رہی۔ اسوقت متفرق ہونے کے اسباب ظاہر نہین ہوتے۔ بقول مصنف نامۂ دانشوران کل سلاطین ایران نے ۶۰۲۴ برس تک سلطنت کی بعد ازان عربون کی حکومت ہوئی۔ یعنی اہل اسلام کا تسلط ایران مین ہوا اس تسلط کو تیرہ سو برس ہوئے۔ پس زمانہ آغاز سلطنت اول بادشاہ ایران یعنی کیومرث کو ۷۳۲۴ برس ہوئے اور جب ضحاک کی سلطنت شروع ہوئی تو قریب نوسو یا ہزار برس کے ایرانی بادشاہون کی حکومت

کو ہو چکا تھا۔ اس حساب سے قریب سات چھ ہزار برس کے شروع عہد ضحاک کو ہوئے۔
ضحاک کو بعض ایشیائی مؤرخ تازی الاصل کہتے ہین اور وہ ضحاک تازی لکھتے ہین۔
بعض بابل کے خاندان سے قرار دیتے ہین اور اوسے ضحاک علوی کہتے ہین۔ بہرحال
یہ غیرقوم کا بادشاہ تھا اور ایشیائی مورخ اسکو نہایت سفاک اور بیرحم کہتے ہین۔ اور آخر
عہد مین اوس نے ہزارون قتل اپنے زخم پر خون لگانے کو کیئے۔ اس بادشاہ کا زمانہ
سلطنت ہزار برس ایشیائی مؤرخ لکھتے ہین۔ چونکہ یہ غیرقوم کا بادشاہ تھا اور سفاک تھا
اسلئے اوسکے خاندان کے فرمانروایون کا نام بھلا دیا۔ اور اسی ظالم کا نام یاد رہا۔
یہ قیاس ہوتا ہے کہ اسکے خاندان کی حکومت ہزار برس رہی اور اسی ظالم خاندان کے
عہد مین ایرانی قوم متفرق ہوئی ہے۔
اور ایک قرینہ اسی خاندان کے عہد مین ایرانیون کی قوم کے تفرقہ کا یہ ہے کہ جب کاوہ آہنگر
نے ضحاک کو قتل کیا تو ایرانی خاندان سے جانشین کرنیکا ارادہ ہوا۔ اور اُسی خاندان کی
تلاش ہوئی تو فریدون کو افغانستان کی طرف سے تلاش کرکے لائے۔ اور بعض
ایشیائی مورخ لکھتے ہین کہ فریدون ہند مین ملا اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ضحاک کے عہد
مین ایرانی قوم متفرق ہوئی ہے اور اس تفرقہ کو کم سے کم پانچ چھہ ہزار برس کا زمانہ ہوا۔
رامیس چندر مصنف تاریخ قدیم ہند لکھتا ہی کہ آریہ قوم پنجاب مین دو ہزار برس حضرت
عیسی سے پہلے آکر آباد ہوئی۔ اس قول کے بموجب تاحال قریب چار ہزار برس کے ہوئے
اس تذکرہ تاریخی سے میری غرض یہ ہی کہ مذہب۔ آریا۔ بودھ۔ یونانی۔ رومی۔
اصل مذہب نہین ہین۔ جن اقوام کا یہ مذہب ہی وہ شاخ ایرانی یا مجوس مذہب کی ہین
اور متفرق ہونے سے پہلے ایرانی قوم مین اسقدر تہذیب آگئی تھی کہ سلطنت قایم ہوگئی

تھی۔ اور جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا ایرانی قوم مین تفرقہ سے پہلے ایک مستقل مذہب تھا۔

تذکرۂ قدامت مذہب مجوس

بالعموم ایرانی مذہب آتش پرست یا مذہب زردشت کے نام سے مشہور ہی۔ واقعی زردشت کا مذہب جدید نہ تھا۔ زردشت عہد گستاسپ شاہ ایران مین پیدا ہوا۔ اس امر مین عام ایشیائی مورخ متفق ہین کہ گستاسپ اور زردشت ہمعصر تھے اور اسکے عہد کو تین ہزار برس سے زائد نہین ہوے اور بموجب قول جیکبین مصنف حیات زردشت ستائیس سو برس ہوئے۔ زردشت کا مذہب کوئی نیا مذہب نہ تھا۔ وہ قدیم ایرانی مذہب کے سلسلہ مین جاری ہوا تھا۔ خود زردشت کی کتاب ژند مین یہ لکھا ہی کہ "آئین بزرگ آبادرا استوارکن" مذہب زردشت مین یزدان پرستی مثل سابق کے تھی اور باقی تغیر بہت کم ہوا تھا اس مذہب مین آتش کو قبلہ اپنے نماز کا سمجھتے تھے اور اسکو انوار الہی کا ایک ذرہ سمجھکر اوسکی تعظیم اور پرستش کرتے تھے۔

اسمتہ مصنف تاریخ قدیم بعد بحث کرنے زمانہ زردشت کے یہ لکھتا ہی کہ بغیر زردشت کے زمانہ کے بحث کرنے کے اور اسکی ذاتی حالت تحقیق کرنے کے ہم اس امر کے یقین کرنے پر مطمئن ہین کہ جو قواعد مذہبی اُسکے نام سے منضبط ہوئے وہ بہت قدیم زمانہ کے ہین۔ اور وہ اُسوقت کے ہین جب آریا قوم متفرق نہوئی تھی بلکہ سب یکجا تھی۔ اسی تاریخ مین پہلے یونانی مورخون کے حوالہ سے زردشتی مذہب کی مختلف تاریخین بیان کی ہین اونکا ذکر بھی خالی دلچسپی سے نہین ہے۔

قدیم مورخ زردشتی مذہب کو بہت پرانا خیال کرتے ہین بلکہ اوسکی قدامت مین اسقدر

مبالغہ ہی کہ وہ محض افسانہ خیال کیا جاتا ہے۔
ہرمیپس یونانی مترجم زردشتی مذہب کا عہد پانچ ہزار برس قبل فتح ٹرائی کے بیان کرتا ہی
یوڈوسر چھہ ہزار برس قبل وفات فلاطون کے کہتا ہے۔
حال کے مورخ چھٹی صدی قبل دارا کے بیان کرتے ہین۔ یعنی گیارہ سو برس قبل حضرت عیسیٰ کے۔

میری یہ راے ہی کہ قدیم مورخ مذہب زردشت کی یہ تاریخین نہین بتلاتے ہین بلکہ جس سلسلہ مین یہ مذہب جاری ہوا ہے اسکی قدامت ظاہر کرتے ہین۔
حال کے مورخ صحیح عہد زردشت کا بیان کرتے ہین جسسے ستائیس سو برس ہوئے اور وہ ایشیائی مورخون کے اقوال کے مطابق ہے۔
ٹرائی کی فتح ۱۱۸۴ برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہوئی اوراسمین ۵۰۰۰ اور نیز ۱۹۰۰ برس اضافہ کئے جائین تو ۸۰۸۴ برس ایک قول کے بموجب تاریخ زردشت کے قرار پاتے ہین۔

دوسرے قول کے بموجب ۶۰۰۰ قبل وفات فلاطون کے ہے اور فلاطون کا زمانہ ۳۶۰ برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہے۔ اس سے ۶۳۶۰ برس قبل حضرت عیسیٰ کے زمانہ مذہب قدیم کا ہے۔ اسمین ۱۹۰۰ اضافہ کرکے ۸۲۶۰ ہوتے ہین۔ دونون اقوال مین بہت تھوڑا فرق ہی اوران اقوال کے بموجب تاحال قریب ۸۰۰۰ برس کا زمانہ انگریزی مورخون کے تذکرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔
ایشیائی مورخ مذہب اہل ایران کا آغاز مہ آباد سے بتلاتے ہین۔ اوسکے خاندان کا نام آبادمان تھا۔ اس خاندان کے علاوہ تین اور خاندان جیان۔ ساسیان

ماسایان کے ہین۔ ان چارون خاندانون کے تاریخی حالات کچھ معلوم نہین ہوتے فردوسی نے انکا تذکرہ متروک کیا۔ تاریخ مالکم مین بحوالۂ دبستان مذاہب کے ان خاندانون کا نام ظاہر کیا ہے مگر بجز نام خاندان کے اور کچھ نہین لکھا۔ زردشت کی کتاب ژندمین مہ آباد کے مذہب کا ذکر ہے کہ آئین بزرگ آباد را استوار کن۔ اور کتاب دساتیر جو مجوس مذہب کی ہی اسمین ان چارون خاندانون کے نام کے صحیفۂ آسمانی درج ہین۔ ان صحیفون مین یزدان پرستی کی ہدایت ہی اور کواکب کی عظمت اور وقت پرستش اونکی ہیکلون کو سامنے رکھنے کا حکم ہی اور جانوران بے آزار کا مارنا منع ہے۔ اور دیگر اخلاقی اصول تحریر ہین۔ اس جگہ کتاب مہ آباد کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

(ترجمہ کتاب مہ آباد ماخوذ از کتاب دساتیر بجنسہٖ)

نخستین شمناد[1]

(۱) پناہیم بہ یزدان[2] از منش و خوی بد و زشت گمراہ کنندہ براہ ناخوب برندہ رنج دہندہ آزار رسانندہ۔

(۲) بنام ایزد بخشایندہ بخشایش گر مہربان دادگر۔

(۳) بنام یزدان۔ [3]

(۴) بن بود[4] ایزد نتوان دانست چنانکہ ہست جز او کہ یارد۔

(۵) ہستی و یکتائی سراسر فروزہا[5] روند گوہر اوست و از او بیرون نیست۔

(۶) جز آغاز و انجام و انباز و دشمن و مانند و یار و پدر و مادر و زن و فرزند

و جای و سوی و تن و تن آسا و تنائی و رنگ و بوی است۔

(۷) زنده و دانا و توانا و بے نیاز و دادگر و بر شنودن و دیدن و بودن آگاه است۔

(۸) و هستی نزد دانش او یکبار بے دمان و هنگام پیداست و براو هیچ چیز پوشیده نیست رسا دانای کر دانش او هنگامی نیست و در فرباره او گزشته و اکنون و آینده نگارش نتوان کرد گشش دمان و درازی هنگام با نوشد ها که پیوسته لختان و لختهای اوست یکبار نزد یزدان پدید آرهست نه چون دانش که بلختی نوشدگان گذشته و باندی بیدا و با چندی آینده است۔

(۹) بدی نکند و بد خواهان نباشد و زشت نخواهد و خواستار ناخوشی نبود انچه کرده خوب است۔

دومین سمناد

(۱) بنام یزدان۔

(۲) یکتای اکمان تا گنج فزونے بخشش خداوند از بخشندگی و نیکوئی کردن بے میه مزد نخست آزاد و رسته گوهری بے پیوند و بند و مایه و پیکر و دمان و هنگام و تن و تنائی و نیاز و آرزو بتن و گوهر و فروزه بهنام نام و سرو شبد و فرشته سالار مهر خوان آفرید۔ نهی ایزد بخشاینده بخشایشگر و مهربان دادار و هش دوست که بخواست خواهشگر و نیاز نیازمند و آرزوی از روینده هستی بخشید آفرینش او را کرانه پدید نیست سپاس سزا شناس او را۔

(۳) او که بهنام باشد و او را خرد نخستین و هوش خوانند سراسر خوبی و کران تا کران

عقل اول ست کہ عقل کل گویند

بهی است ازو گوہر آمشام که خرد و فرشته دومین است تا نیستار که نام روان برترین سپهر است و روامید مهرخوان اوست چه روانید و روان سالارست و تن فرازین سپهر که اورا تانیستار نام است و ساسامید مهرخوان آورید۔

(۴) و از سروش آمشام که دوم خردست خرد چرخ فزود برترین سپهر فامتسام نام و روان آن سپهر فرازجام و تن او ساسام از نام۔

(۵) بدین گونه از هر خردی هوشی و روانی و تنی پیدا گردانید تا سپهرستان انجامانید و بپایان رسانید۔

(۶) مانند هوش کیوان سپهر فرنسا نام و روانش لاتینسا و تن اوارنسا دارد۔

(۷) و خرد هرمزد سپهر انجمدار و روان او نجم آزاد و شید آراو تنش۔

(۸) و خرد و روان و تن و بهرام سپهر که نامیده به بهمن نژاد و فرشاد و زرباد داد۔

(۹) خرد و روان و تن خورشید چرخ شاد آرام و شاد ایام و شادارسام نام۔

(۱۰) و خرد و روان و تن ناهید آسمان نروان و فروان و زروان نام۔

(۱۱) خرد و روان و تن تیر چرخ ارلاس و فرلاس و دورلاس نامند۔

(۱۲) خرد و روان و تن ماه آسمان فرنوش و درنوش و اردوش آفرید۔

(۱۳) بر سائے و همگی اندک گفته شد ورنه سروشان بے شمارند۔

(۱۴) کران روشاره بسیار است و هر کدام را خردی و روانیست با تن۔

(۱۵) و چنین با هر کدام لحتی آسمانها و کردان ستارگان هوشها و روانها است۔

(۱۶) شمارهٔ خردها و روانها و ستارگان و آسمانها یزدان داند۔

سیومین سمناد

(۱) بنام یزدان -

(۲) سراسر سپهران گوئے ووشیره و پاکند و مرده نمیشوند -

(۳) و سبک و گران و سرد و گرم و تر و خشک نیستند -

(۴) بالیدن و پژمردن و کام و خشم ندارند -

(۵) پذیرنده گرفتن پیکر و گذاشتن نگار و پاره شدن و فراهم آمدن نیند دریده و دوخته و گسسته و پیوسته و جدا و پیوندیده و شگافته و بهم آئی نمیکردند -

(۶) همیشه گردنده اند بچرخ و گردش ایشان خود خواسته و آهنگیده خود ست چه زنده و دریابنده خردیها اند -

(۷) و وران سراشمردن و زائیدن و گرفتن پیکر و گذاشتن نگار نیست -

(۸) فرودین جهان را دگفت و فرازمان فرازین جهان کرد -

چهارمین سمناد

(۱) بنام یزدان -

(۲) خرد را با تن نیاز نیست و روان رسائی از تن گیرد -

(۳) سروشستان و روان گرد و سپهر آباد هشت است -

(۴) هرکس که نزد پاک فرشتگان که خردان و روانان سپهرند رسید گوهر خدائی جهان را دید -

(۵) بدان خرمی هیچ خرمی و شادی فرودین جهانے نرسد زبان آن شادی و خرمی خوشی و مزه را نتواند بیرون داد و گوش نیارد شنید و چشم نتواند دید -

(۶) در آسمان چندان خوشی است که جز ریگان ندانند۔
(۷) کمینه پایه بهشت آنست که فرومایه را برابر فرودین جهان دهند۔
(۸) چه این جائے در دانش روان ماہ چرخ است۔
(۹) جز این انجه از پیکرہاے زنان و کنیزان و بندگان و خوردو آشام و پوشش و گستردو نشیم
دراد دست بفرودین جہانے شمار در نیاید۔
(۱۰) بہشتیان را تنہے از بخشش یزدان برتر باشد که نه ریزد و نه کہنه شود و نه درد گیرد
و نه آلایش در و فراز آید۔

پنجمین سیمناد

(۱) بنام یزدان۔
(۲) خرد چرخ ماہ کردنیہاے و فراز آمدگاه تواناے و نیروے بالا است بیان چه
فرودش که خرد ماه سپہرست و پیکرہا و ناگوہرہا و فرزدگان بر آخشیجان رسته فرو بیارد
براے اینکه فراز آمده اورا از توانشہای گزیده بمیانجی گردشہاے سپہرہا و پیوند
ستارگان و نہاد اختران۔
(۳) روان ماه چرخ پیکر بندہاست و نگار آراے۔
(۴) در فرود چرخ ماه آخشیجستان کرده شد۔
(۵) بر آتش و باد و آب و خاک چہار فرشته گماشته گشت بدین نام۔
(۶) ایراب و ہیراب و سمیراب و زہیطرب۔
(۷) انچه از اخشیجان آمیخته شد ناگرانی ست و گرانی اگرچه پیوندش کمینه پاید گرانے ست
ور نه ناگرانے۔

بعضی مرکبات غیر تامه است

(Margin notes, handwritten:) نسیم مخفف نسیم / که مقام و مسکن / خرد کہ / در فتح ثالث / عقل است ۱۲ / فروزگان / فروزه است که / نعت و صفت / آخشیجان / را گویند که / در فلک باشد / پیوند / او ضاع کواکب / نسبت / مقارنه / اخشیج / تحت فلک / موضع عناصر / گران / کاف / سنگین و ثقیل

(۸) ناگران چین باد و ہاوگران دود و برف و باران و آسمان غرنبو و ابرو ورخش مانند آن۔

(۹) بہرکدام سروشی فرشتہ دارندہ است۔

(۱۰) چنانکہ پروردگاران باد و ہاوگران دود و برف و باران و آسمان و ابرو درخش میلرام و سپلرام دنیلرام مہتام بہتام نیتام نامند و چنین دیگران را۔

(۱۱) وزگران آمیختہ نخست کانی ست۔

(۱۲) درا و بخشش و گونہ بسیار ست چون شرخ ارج و بہران و زنبان۔

(۱۳) و دارندگان دارند چنانکہ بہزرانام دارندہ و پرورندہ سرخ ارج ست و نہزرام پروردگار بہران۔

(۱۴) پس رستنی درا و ہم بخشہا و گونہا است چو راست بالا و خار و پروردگاران اینان ازروان و نوزروان نام دارند۔

(۱۵) پس جانور درا و ہم بخشہا بسیار ست چون اسپ و مردم۔

(۱۶) و ہرکدام را پروردگاریست چون پرورندہ و دارندہ اسپ کہ فرارش نام دارد و پروردگار و پاس دار مردم فرزین رام۔

(۱۷) در ہر سہ پور کہ کانے و رستنی و جانور باشد روان یا بندہ آزاد و رستہ بے پیوند است۔

ششمین سیناد

(۱) بنام یزدان یزدان والا مردم را کہ زبا یہ جانوران برفرو داست کہ گوہر آزاد و رستہ از مایہ و پیکر و ناتن و تنانے و تنانے و سوپانے و باد فر فرشتگان فراز آید۔

(۲) روان را میانجی فرزانگی و زیرکی و دانش بتن آخشیجی پیوست۔

(۳) اگر در آخشیجی تن نیکوئی کند و خوب دانش و کنش دارد۔ ہرتاشپ است و ہرتاپ

یزدان پرستی را گوید که از خورد و خواب بیش بهره دار نگردد و جانور بی آزار نیازارد

(۴) چون فرودین تن گذارد در سروشستانش رسانم تا مرا با نزدیک فرشتگان بنگرد

(۵) و اگر هرتاسب نیست و با این دانشور و ارزشتی دوست هم بسروشی پایه او را برآرم

(۶) و هرکس در خورد دانش و کنش خویش در پایه خرد و روان و آسمان و اختران جای گیرند

و در آن خرم آباد جاوید پایند۔

(۷) و آنکس که فرودین جهان خواهد و نیکوکار باشد او را در خورد دانش و کنش از خسروی و دستوری و سپهبدی و دهی و نوهمندی پایه بخشد۔

(۸) تا چون کند چنان انجام یابد۔ شرح خود ایشان میگوید تا چون کند در این پایه آبهنگی چنان انجام یابد و خشور آباد روان شاد که یزدان آباد برآورد بر یزدان پاک نهاد باز درخواست که ای مهربان دادار و ای دادگر پروردگار پاک خسروان و جهانداران و نوهمندان را بیماریها در تن و اندوهها از خویش و پیوند و مانند آن پیش می آید آن چیست و چراست جهان خدای هستی خدیو پاسخ داد۔

(۹) اینکه در هنگام خرمی آزار و رنج می یابند در گفتار و کردار گذشته و رفته تن است که دادگر ایشان را اکنون میگیرد۔ شرح خود ایشان است باید دانست چنانکه کسی پیش بدکار پس بس نیکی کرد و بگذشت و بتن دیگر پیوست کامبخش در این بار او را آبادی رساند و با این از دادگری پاداش بدکاری باو رسانید و از کیفر نکاست چه اگر در باد افراه فرو گذاشته شود نه دادگر باشد۔

هفتمین سیمناد

(۱) بنام یزدان هرکس زشت کار و بدکار است او را لخست در پیکر مردم رنجه دارد چون

بیماری و رنج خوردن در شکم مادر و بیرون آن و خود را خود کشتن و از شد یار و جانور آزارمند آزرده و رنجور شدن و مردن و بینوائی پیش آمدن از هنگام زادن تا مرگ همه پاداش کردار رفته باشد و چنین نیکی باید دریافت - شرح خود ایشان است میفرماید که از هنگام زادن تا مردن هرچه از خرمی و خوشی پیش می آید همه کیفر کردار گزشته است که این بار می یابد -

(۲) شیر و پلنگ و ببر و یوز و گرگ و همه تندبار که جانوران آزارده رنجکار زند از مزنده و روناره و خزناره بزرگی و پرمانوهی داشتند و هرکسے را که مے کشتند پتیکاران و پرستاران را و یاوران ایشان بوده اند که بگفت و یاوری و پشت گرمی این گروه آهمندی و زشتی میکردند و زناربارکه جانوران بے آزار و جانداران ناکشنده مے آزردند اکنون از خداوندان خود سزاے یابند -

(۳) انجام این بزرگان تندبار بسیار برنجی و بیماری یا بزخمی در خورد کار گذارند و اگر گناه بازماند بار دیگر آمده با یاوران خود سزا خواهند یافت و بکیفر خود رسند تا هرگاه بکران کش یک بار یا ده بار یا صد بار و مانند آن -

هشتمین سیمناد

(۱) بنام یزدان جهاندار را همین فرخشور آبادی پیرایه -

(۲) زناربار که جانور بے آزار و ناکشنده جاندار است چون اسپ و گاو و اشتر و استر و خر و مانند آن بکشید و بیجان نکنید که سزاے کردار و پاداش کار اینها را دگرگونه است از هوشیار خردمند جنانکه اسپ را سواری کند و گاو و شتر

واستر وخر را یارچه اینها مردم را نیز ور بار کروند ے۔

(۳) اگر ہوشیار دانستہ زندبار کشد و در این بار پاداش و سزاے کار راز نہان یا مرزبان نیاید در بار آینده کیفر و باد افراہش رسد۔

(۴) کشتن زندبار برابر کشتن نادان مرد بے آزار است۔

(۵) واینده زندبار کش بخشم یزدان والا گرفتار آید۔

(۶) بترسید از خشم خداے والا۔

نہمین سیناد

(۱) بنام یزدان اگر تندبار کہ جانور جاندار آزار و جانور کشنده است زندبار را کشد سزاے کشتہ شده و کیفر کردار خون ریختہ و پاداش بے جان گشتہ باشد چہ تند باران براے سزا و کیفر دادن اند۔

(۲) کشتن تند باران راستوده و شایستہ در خور است چہ آنہا بارفتہ و گذشتہ خونریز و کشنده بوده اند و بیگناہان را مے کشتند سزا دہنده اینہا را بہر باشد نہان چہ سزا دادن با آنہا نیکی کردن بہ پرمان والا یزدان رہ سپردن است ازین دانستہ شد کہ پرمان داد تا تندباران را بکشند چہ سزاے تند باران است کہ او را بکشند۔

دہمین سیناد

(۱) بنام یزدان کسانے کہ از مردان بے آگاہی و ناخوش کنش و بدکردار نہ تن پیوستہ و بکالبد رونده پیوند گرفتہ سزاے بیخودی و ناہوشیاری بدکردار یا بند و بباد افراہ ناآگاہی و زشت کاری رسند۔

(۲) وآنانے کہ ناخوب دانش وکنش اند بکالبد کاسے بپوندند ۔

(۳) تا آنکہ گناہان ہرکدام کرانے شود ونماند پس ازین ازاو رہند وبتن مردم پپوندند ودرآن تا چہ کنند آن چنان پاداش یابند ۔

یازدہمین سمیناد

(۱) بنام یزدان اگر مردم نیکو دانش و بدکنش است چون فرودین تن بیاشد دیگر آخشیجی تن نیابد وروانش را بفراز آباد راہ ندہند و بدخوئیہاے او در پیکر آتش سوزندہ و برف فسرندہ وسرد کنندہ ومار وکژدم وجز ان آزار رندگان ورنج اوران شدہ آزارش دہند ۔

(۲) واز دوری آغازندہ وآغازگاہ ویزدان وسروش وفرشتہ وفرودین تن بیاشد دیگر وآخشیجی پیکرد آتش ناکامی سوزد وان زشت ترین پایہ دوزخ است اکنون با یاد روان شادے پرماید ۔

دوازدہمین سمیناد

(۱) اول بنام یزدان چون گرسنہ وبے خواب دل را بیزدان بندید از تن آخشیجانی جدا شدہ آسمان وستارہ وفرشتہ وخدارا ببنید ونگرید ۔

(۲) پس برگردید بتن آخشیج وچون فرودین تن باشد واز ہم گسلد باز بر آن پایہ کہ دیدہ آید رسید وجاوید دران باشید وپائید ۔

(۳) نیکوی یزدان تراوہ دستانست را ازمہ رنج نگہ دارد ۔

سیزدہمین سیمناد

(۱) بنام یزدان نماز[۵۱] برون سو ہمہ سوی ہست و بہتر ستارہ و فروغ[۵۲] دانید بیان می پرماید کہ آن گوہر بے سوی را در ہمہ سو نماز توان برد و بہر سو کہ او را پرستی رواست و با این بہتر نماز برون سوے اختر و فروغہا است و نماز برون خوشتر سوے ستارگان و روشنیہا است

(۲) زن خواہید و جفت گیرید و ہم جفت شہنواید دیگرے را نہ بینید و با او میامیزید -

(۳) بدکرداران را سزا دہید -

(۴) پیمان مشکنید و سوگند دروغ یاد مکنید -

(۵) گناہ گار ہرانچہ کرد با او چنان کنید بیان مے پرماید سزا مے باید برابر کار بد باشد نہ آنکہ گناہ افزون را پاداش آزار کم بجا آرند و چنین کم را افزون ناگزیر است اگر کسے را بسنگ کشد کشندہ را نیز بدان بگذارند و بہ تیغ بشمشیرش بیجان سازند -

(۶) ہوش[۵۳] زداے آنمایہ کہ بے ہوش شو یا مخورید -

(۷) چیز نارسیدہ[۵۴] و نادان بدانائے دادگر دست پیمان سپارید تا دانا و رسیدہ شدن او بیان ازین آن خواہد کہ چون خود دمبردی رسد سپردارا بدو سپارند -

(۸) چیز باز[۵۵] ماندہ پدر و مادر بہ پسر و دختر برابر دہید و بزن اندک -

(۹) زیردست را نیکو دارید تا از یزدان والا فرد یابید -

(۱۰) خداوند والا بندہ را توان کن کرد انچہ خواہد از نیک و بد آرد کرد - اگر نیکوی کند بہشت یابد و ربدی دوزخ نشیم[۵۶] شو د بیان چون دادگر آفریدہ خویش را توانا شناسے نیک از بد بخشیدہ و نیرومند گردانیدہ کہ بہر کدام تواند گرائید پس اگر بفرمان دادار کہ جز نکوئی و بہی در او نیست کار کند بہشت برین و مینوے گزین جاے او ست

ورتباه خودبه شود دوزخ نشیمن یابد آشکار است که کردار ستوده و نکوهیده و خوب و زشت کردار بهشت و دوزخ است و پربان داداربی همال چون سخن پزشک هرکس پند مهربان دانا شنود از رنجوری رست و با اندک پرهیز تندرستی جاوید یافت و آنکو نشنود بیماری خویش افزود پزشک از رنج و تنهٔ و رستی از او است ـ

(۱۱) بدی از خداوند هستی نیاید و بنا خوب خواهش ندارد ـ

چهاردهمین سیمناد

(۱) بنام یزدان هست شده گان فرازین و بودیافتگان فرودین بخشش بخشنده اند و از او جدا نشود بوده اند و هستند و باشند زیرا که بخشنده هرآئینه آنچه بخشد باز نگیرد که آن خوی زشت مرد است ـ

(۲) جهان پرتو سا از خورشید گوهر ایزد والا جدائی نگرفته و نگیرد ـ

(۳) فرودین جهان درگفت فرازین جهان است ـ

(۴) نخست و آغاز چرخ خسروی فرودین جهان بگردان رفتار ستاره باشد ـ

(۵) تا هزار سال تنها و بی انباز از او ست ـ

(۶) و در دیگر هزار ها با او هرکدام از گران روستارگان و تند روستارگان هزار هزار سال انباز شوند ـ ستاره هفت سیاره شبان است

(۷) انجام ماه انباز ش باشد هزار سال چه هر ستاره یکهزار سال انباز است ـ

(۸) پس نخستین بار و انباز آغازین خسروی و شاهی یابد چه ستاره که نخستین بار خسروی یافت او را نخستین شاه بنامیم و آن ستاره که در هزار دویم با او انباز شد دویم شاه چه پس از گذشتن بار خسروی نخستین شاه دوم شاه پادشاه گشت چنانکه فرمود که پس از

رفتن بار پادشاهی نخستین شاه نخستین انباز که در آغاز انباز نخست شاه بود خسرو شود۔

(۹) دومین شاه را نیز چنین کنون و دوراست نخستین شاه سان با او انباز نه و یار گردد

(۱۰) انجام نخستین شاه که اکنون هنگام شاهی او گذشته و رفته هزار سال یاد دومین خسرو انباز باشد۔

(۱۱) پس بار خسروی دومین شاه هم گذرد۔

(۱۲) و چنین همه راوان چه هر کدامی از ستارگان گران رو و سکرو۔ و پادشاه شوند و هزار سال شمها کامران باشند و در هزار هاے دیگر انباز منند۔

(۱۳) چون ماه پادشاه شود و بدو همه انباز ند و خسروی او هم انجام گیرد یک مهین[۱] چرخ رود

(۱۴) و زین پس بار شاهی خسروی نخستین پادشاه رسد و همیشه چنین گذران باشد چه آغاز چرخ از نخستین شاه و انجام بماه شید[۲] است۔

(۱۵) در آغاز مهین چرخ کار پیوند فرودین[۳] جهانیان از سر گرفته شود۔

(۱۶) و پیکر و دانش و کارهاے مهین چرخ گذشته مانا[۴] و آسانه[۵] همه آن و همگی همان پیدا کرده اید و پدیدار کرده شود شرح خود ایشان[۶] است میگوید که در آغاز مهین چرخ پیوستن اخشیج سر کند و پیکرها پدید آرد که در نگار و کرو و کار و کردار و گفتار مانند پیکر و دانش و کنش رفته مهین چرخ باشد نه آنکه همان پیکرها پدید آید چه باز آوردن رفته از فرازانه[۷] نه سزاست زیرا که اگر خواستی باز آرد چرا بر کند و از هم ریختی[۸] زیرک[۹] آمیغی کارے نکند که از آن پشیمان شود۔

(۱۷) و هر مهین چرخ آمده از آغاز تا انجام مانند مهین[۱۰] چرخ رفته باشد۔

(۱۸) اے برگزیده آباد و نخست این مهین چرخ تو با جفت و همخوا به باز ماندی[۱۱] دیگری

نیا نید اکنون مردمان از شما آیند شرح خود ایشان است - باید دانست که در انجام
مهین چرخ جزو و تن که مرد و زن باشند باز نمانند و همه مردمان فرو روند پس آغاز
مردم از زن و مرد باز مانده شود و در مهین چرخ نو از نژاد ایشان پرشو ولاد برین
به آباد پرمود که آغاز از تو شود و همه از نژاد تو آیند و تو پدر همه باشی -

پانزدهمین سیماد

(۱) بنام یزدان به آباد روان شاد میگوید -
(۲) بهترین و خوشترین مردمان پیرمان بر و پیروان تواند -
(۳) گرامی تر نزد یزدان والا کسی است که بگفت تو کار کند -
(۴) آنکس را که تو رانی یزدان او را راند -
(۵) تو بخشش مردمانی -
(۶) پیروان تو بسیار سال در جهان پادشاه باشند و خسروی کنند -
(۷) بدان خوشی و خرمی و آرام و داد جهان هرگز نباشد که در هنگام خسروان کیش تو
(۸) تا مردم بسیار بد نکنند و گناهکار و بزه گر نشوند آیین تو که مهر یزد دانست از پرمان
دهان و ستر گان نرود -
(۹) یکے از آزارهاے دوزخ جاییان را برخواستن آیین تو است از پرمان دهان -

شانزدهمین سیماد

(۱) بنام یزدان اکنون از کیشهاے که پدید آید آگهی مے بخشد -
(۲) گروهے آشکارا شوند نیکو دانا و کارکن و پرستنده و در بندگی سالار -

بیان تپاس درراه خدا و پرستش او کم خوردن و آشامیدن و خواب است چنین کس را تپاسبد و ہرتاسپ گویند۔

(۳) واین گروه خجسته راه اند۔

(۴) وہم گروہے بے تپاسبدے و ہرتاسپی نیکو دانش و کنش باشند در بر ہہبر خردی او بہ بود چیزہا جویند و خداجوی بے آزارنده تن خود در پرستاری گردند۔
بیان سروہسپ خداجوئے است کہ بے کمخواری و کمخوابی و جز تنہا گزینی بر ہہبر خردپسند خدا جوید و نہان چیزہا آشکارا سازد و آزار جانوری روا شمرد و زین دو گرده نشان پرتویان و رہبریان داده۔

(۵) پس گروہے آیند نیکو دانش و بدکردار و زند بار آزار و این نشان گروہہاست کہ فرزانگی و زیرکی دوست دارند و با آن زند بار آزارند و دہن بجون جانوران بے آزار آلایند و شکم بدان پُرسازند۔

(۶) گروہے سروزرام و نیرورام و جرازرام را بہم آمیزند بیان در ہنگام پرستش یزدان در نخست انچہ بر دل تابد آنرا سروزرام نامند و رہبر خردی و سخن ہوش پسند را نیرورام خوانند و بازگفت دور از خرد کہ بیگانہ ہوش باشد آنرا جرازرام گویند و زین نشان ویژه دروناں داده۔

(۷) گروہے گویند کہ جز گوہر خدائے والا آزاد و رستہ نباشد۔ بیان و زین گروہے را نشان داده کہ گمان برده اند ہمہ فرشتگان تن و تنانے اند آزاد و رستہ گوہر خداست۔

(۸) گروہے سرایند کہ یزدان تن است بیان و زین تنانے کیشان را خواہند کہ

میگویند که یزدان به پیکر مردم است و مانند آن -

(۹) واندی برآن روند که یزدان خوی و نقش است بیان و آن نیروی است و بیژه تن -

(۱۰) ابنوی خود را پیغمبر و پیام رسان خدا گیرند با آزردن زندبار -

(۱۱) بے مهر زندبار که جانوری بے آزار است و هر تابے که پرستاری بسیار در رنج بردن بهرداد راست بفرشتگان رسیدن نتوان -

(۱۲) اینها در زیر چرخ ماه مانند نا پیوند بدیگر چیز مانند کنند و بدین اینها نادرست کار شوند بیان مے بر باید که گروهے خود را پیغمبر گیرند و پیام رسانان یزدان شمارند چون بے گداختن تن و انداختن خوی بد و اندوختن نیکو کاری سپهر بخشش آن مهر زندبار است بر سپهر برآمدن و بستاره و فرشته رسیدن نارواست و این گروه بدین گونه ره نسپرده اند باندک پرستاری و کم رنج بردن فروغی در زیر سپهر ماه بنگرند و چون هنوز روان بر پندار نده چیره نشده مانند پیوند دیده ایشان با چیزے دیگر مانند کنند چنانکه دانش را بسمرادین راه آنچه دیده اند بن بودان نیابند و هر یکی پندار بدیشان نموده بگزیدند و از راست بکاست افتند و پیروان را در تباهی افگنند -

(۱۳) گروهے تنگیر ند که مردمان در رنجه بهین نکشتن ایشان پسند کنند -

(۱۴) چه گروهے مردم کشتن را به و خوب دانند بیان زین نشان گروهے میدند که برای رام شدن بزرگان خود و فرشتگان مردم را به تیغ کشند و خود را بیجان کنند گمان آنکه خدا خشنود شود -

(۱۵) چندکیش آور گویند که آئین ما رانده نشود و نبرنجیزد بیان ازین نشان گروہے مید ہد که با پیروان خود گویند که آئین ما رفتنی نیست وازین کیش برنگردید۔

(۱۶) دوایشان نبردها وجنگها پدید آید بیان آگاه میسازد که درراه این کیش آوران وآئین انگیزان نبردها پدید شود وباهم درافتند ودریک آئین راهها بسے شود وازیک بیخ شاخ بسیار گردد وهرشاخے شاخ دیگرا تبه کار شمرد۔

(۱۷) گروہے که اندک نیکو دانند خوب کردار نباشند وآنانکه اندک خوش دارند نیک دانش نباشند بیان ازین نشان گروہے دہد که راه فرزانگان پذیرند وگفته ایشان کار نکنند وہمچنین گروه دیگر که خود را پاک گهر گیرند واندک کردار خوب دارند با این دانا نباشند۔

(۱۸) چندان آئین وخسروی آید که نامها پر شود۔

(۱۹) اے برگزیده یزدان والا آباد وخبر کیش آباد یانے راه خدایابی نباشد بدین راه هرکس که شد از گروه هورستارام وروزستارام ہنیوسد ودر خور کردار پایه یابد بیان فرستادح نام کیش مه آبادست وهورستارام را به پهلوی اتهوزمان گویند ایشان موبدان وهیربدان انداز برائے نگاهداشت آئین وپایداری راه وشناخت کیش وآرمش داد وتورستارام را به پهلوی رتهشتاران نامند وایشان خسروان وپهلوانانند از برائے بزرگی وبرتری ومهتری وکامروائی پیکری وسورستارام را به پهلوی واستر

یوشان خوانند وایشان بهر ہرگونہ پیشکاری و پرستاری اند و روزشارام را
بہ پہلوے ہوتخشان سرایند وایشان پیشہ ور وکشاورزند وگروہ مردم
زین بیرون نیابی۔

ہفدہمین سیمناد

(۱) بنام یزدان ہرکس درآشکارا کردن فرتسنداج کوشد در مینو بلند پایہ باشد
(۲) بیگمان دانید کہ فرتسنداج راہ رست بیان بمردم میگوید سراسر بیگمان
دانید و بدین گروید کہ آئین آباد روان شاد کہ ہمیر آباد خردمندان بر وان
او و پیروانش باو راہ راست بے کاست است و ہرکس اندک خرد
داشتہ باشد و بنیدیشد براو پیدا آید کہ این خجستہ آئین چہ مایہ از دیگر
کیشہا فرہمند ہست و ہیچ راہے باین پاکیزگی وگوارائی نیست اگر خواہد
بے گمان آنچہ گفتہ آمد بنگرد و داند بر دوگونہ سزد یا ہرتاسپ شود کہ رنج
کشیدن وآمیغ چیزہا بدیدۂ دل دیدن ہست یا سرداسپ گردد کہ بہ آمیغ
کارہا در یابد۔

ہیجدہمین سیمناد

(۱) بنام یزدان با مردم مے سراید۔
(۲) بترسید از گناہ و بہراسید از کار تباہ وکہتران را مہتر و خوردان را بزرگ دانید
کہ آسان بیماری دشوار رنجوری مے شود بیان چہ در آغاز بیماری اندک ہست چون
بگفتہ ترخشک بیمر ہنرکوشد روسے بہ بہبودی آرد و این بیماری را آسان شمرد
و بہ پزشک ننگراید زود فزایش گیرد تا بجائے رسد کہ از چارہ درگذرد گفتہ

پیغمبران و دستوران و موبدان چون سخن پزشکان است اگر کسے از گناہان پشیمان شود
و بپاکی گراید و پتیت پذیرد ازین درد باز رہد و ازین نہراسد بجاے کشد کہ بیمار
جاودانی گردد۔ ناامید از مہربانی و بخشندگی او مشوید شرح خود ایشان است میگوید
کہ در آغاز از کار بد برگردید و آنچہ ناد انستہ از شما سرزدہ بگذرید و پشیمان گردید و
از مہر یزدان ناامید مباشید کہ مہربان و بخشندہ است بندہ را از خشم رنجور دارد۔
او آموزگار را ماند کہ چون شاگرد فرہنگ نپذیرد او را بچوب زند و از آن بہبود
او خواہد۔
(۴) چون ہر کدام از ہفت ستارہ گردندہ کہ ایشان را شارستان نامند چرخ آنجا مانند
و بانجام رسانند و بگران آرند یا در خانہ خود باشند جشن دانید۔
(۵) پرستار ایزد و پرستشید و دانا و موبد را دوست دارید و فرگفت برید۔
(۶) ہنگام زادن فرزند نامہ خدا کہ دساتیر نام اوست خوانید و در راہ یزدان چیزہا بدہید۔
(۷) مردہ را در خم تیزاب و تنداب یا در آتش یا در خاک سپرید۔ شرح خود ایشان است
فرستنداجان دربارہ مردہ کردہ اند اینست کہ پس از جدای روان تن را بآب
پاک شویند و جامہاے نیکو و بو یا در او پوشانند پس بدینگونہ تن او را در خم تیزاب
اندازند چون گداختہ شود آنرا بجاے دور از شہر بردہ ریزند و رنہ بدین آرایش
باتش سوزانند یا گنبدے سازند و درون آن جاے پہن کنند و آنرا بسنگ و
خشت درشت استوار و سفید سازند در کنار آن جایہا باشد و تختہا گذاشتہ
مردہ را بر افراز تخت خوابانند یا خم خاک فرو برند و در آن مردہ را جا دہند
یا تابوت ہا در زمین نہان سازند و آنچہ بیشتر فرستنداجان کار کردند خم تنداب است

(۸) پس مژده نامه یزدان خوانید و چیز بایزد پرستان دهید تا روان او را نیکوی رسد
(۹) نزد پاک یزدان والا هیچ چیز بهتر و خوشتر از داد و دهش و بخشش نیست۔
(۱۰) از گناه گروه تیت[۵۱] کنید و پشیمان شوید۔
(۱۱) و هم آئین و هم کیش در نیکو کاری یاوری دهید۔
(۱۲) از دزد آنچه برده دو برابر آن ستانید و بچوب زده چند گاه در زندان دارید۔
(۱۳) اگر بند نگیرد شهر گردان گروه و گرد کوئی[۵۲] و بازار بخواری گردانیده در بار کشانش دارند۔ بیان آئین خسروان فرشتداج کیش چنان است که دزد دو بار گرفتار شود و را بخواری گرد شهر گردانند که آنرا دکار گویند پس بزدن چوب رنجور داشته بند بر پا بازکشند و خشت و خاک بهر سرا پیراسے بردنش گویند و پیوسته درین آرزو بود۔
(۱۴) مرد بزن شوهر دار آمیزنده را که طومار[۵۳] کاج است از چوب زدن و شهر گردان بخواری کردن اگر باز نگردد نامرد کنید و زن شوهر دار را بند شرح خود نشیان است مے پیرا باید اگر زن شوهر دار با مردے آمیزد او را پس از چوب زدن و شهر گردانی اگر باز دران کار گیرند در بند جاوید[۵۴] کنید۔
(۱۵) ستاره گان رونده را که هفت ستاره روان باشد پس یزدان ستائی ستایش کنید و افروختنی افروزید۔
(۱۶) و پیکر هر هفت[۵۶] ستاره روان سازید و پرستش[۵۵] سوی دانید۔
(۱۷) گروهے از شرودیان خود را بدروغ از فرزیان و آسمانیان خوشتر و بهتر گیرند بدان مگروید۔

(۱۸) فرودینِ زمینی بہ برینِ آسمانی برابر نتوانند شد۔

(۱۹) روان مردم ہر چند فرازی است با این چون بامُوبدی[1] در پرستشبدی از تن فرودین جدا شود مانند ایشان گردد بیان می پرماید روان با آنکہ آسمانی است اگر دانا و نیکوکار باشد چون از تن رہد مانند آسمانیان شود نہ آنکہ بہتر و خوشتر گردد پس ازین دانستہ شد کہ تا در فرودین جاست او را ہمسری بفراز ستانیان نرسد وگروہے کہ فروکش[2] بہتری کنند دروغ گوی کاست آئین باشند۔

(۲۰) اے آباد گفت و گفتار یزدان آنست کہ فرشتہ بر دل تو آرد۔

(۲۱) یا چون از تن برآئی با سروشے کہ بہمن[3] است از یزدان بشنوی۔

بیان نمیدن[4] برآمدن از فرودین تن است و باز بہ پیوستن و بجسم آمدن ہم آمدہ میگوید گفتار یزدان با وے نیست دبا دآہنگ[5] درا و نبود آن چنین است کہ میانجی فرشتہ بر دل فرود آید یا چون بیرون آئی از تن از یزدان دریابی و چون بتن پیوندی آن چم را بزبان آری و بباد نوا بیرون دہی۔

(۲۲) تو مرا دیدی و گفتارم شنیدی این گفتار مرا ہمہ نبدگان فرودینِ زمینی رسان چہ آسمانیان و فرازیان ہمہ پرمان برند و نزدیکان یزدان بہ وخشور[6] فرودین نیاز نہ دارند۔

(۲۳) پس از تو آئین ترا چہ افرام زندہ کند و او پیغمبری باشد سترگ[7] از این آگہی بخشد با با د روان شاد کہ چون این خجستہ آئین از ناخوبی مردم بزبونی گراید و برافتد چہ افرام کہ یکے از نژاد تو باشد آئین ترا زندہ گرداند و از نو میان مردم بگستراند و او پیغمبرے باشد سترگ +

موبد یعنی حکیم دانا ۱۲
[2] فروکش بکاف دعوی کردن بالجاح و سماجت
[3] بہمن آفرید نخست را گویند اول باشد ۱۲
[4] نمیدن یعنی میل و توجہ کردن باشد
[5] باد آہنگ بمعنی بانگ صوت و خوانندگی و گویندگی را گویند ۱۲ برہان
[6] وخشور بمعنی پیغمبر و نبی است
[7] سترگ بمعنی قوی ۱۲

تمام شد کتاب مہ آباد از اول تا آخر و چون بنای دین مجوس بر کتاب مہ آبادست و کتب سائر پیغمبرانے کہ قائل اند از جی افرام گرفتہ تا ساسان پنجم کہ آخری پیغمبران ایشان است تاکید و شرح و بیان دین مہ آبادست کہ بایدتخلف از دین او نکنند لہذا تمام کتاب اورا از اول تا آخر ذکر کردم و اکتفا بہمان کردہ چراکہ ذکر سائر کتب سائر پیغمبران ایشان موجب تطویل بود و خلاصہ تمام انہا ہمان دین مہ آباد بود کہ درہمین کتاب مذکور و ثبت است و از برائے شاہد بر مدعا مناسب است کہ تمام کتاب ساسان پنجم را ہم ذکر کنم تا از روے بصیرت بدانی کہ بناے دین ایشان بر کتاب مہ آبادست

و بس پس ملتفت باش کہ ساسان پنجم و آخر پیغمبر ایشان میگوید در نخستین سمیناد خود

(۱) پناہیم بہ یزدان از منش و خوے بد و زشت و گمراہ کنندہ براہ ناخوب برندہ رنج دہندہ آزار رسانندہ۔

(۲) بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر مہربان دادگر۔

(۳) بنام یزدان۔

(۴) اے ساسان پنجم پور ساسان چہارم

(۵) اکنون ترا بہ پیغمبری گزیدم۔

(۶) و تو دوست منی در راہ راست پیونشان۔

(۷) و راہ راست راہ بزرگ آبادست۔

(۸) آئین او را فیروز۔

(۹) و ہیچکس نباشد کہ مرا جوید و نیابد۔

(۱۰) و ہیچکس نیست کہ مرا ہست نداند و نیست شمارد۔

(۱۱) ہمہ دانند مر ابمایہ دریافت خود۔

(۱۲) چیزے میگویند و چیزے پیش گرفتہ اند۔

(۱۳) درست و درست از را دانند۔

(۱۴) و این ناراستی از دو چیز است۔

(۱۵) یکے نادانے و دیگرے دوستی آبست۔

(۱۶) اکنون راہ رست تو مردمان را نمای۔ تبان مے پرمایدا سے ساسان پنجم ہیچکس نیست کہ مرا جوید و بخواہد و باخواہش خویش نیاید سراسر مے جویند و بمایہ دریافت خود مے یابند و ہیچ گروہے نیستند کہ گویند مر نیست این ہرچہ میگویند آنرا درست و راست دانند جز آنکہ ایشان درست نہ پندارند و شوہ این دو چیز ہست یکے نخست نادانے کہ از بیخردی انچہ نشاید درست شمارند دوم از آنکہ خواہند مردم را بخود گردانند و بزرگی و پیشوائی دوست و سزاواری آن فرہ در گہر ایشان نیست ناچار بکاستکاری و زند بار آزاری و نشت بیخردانہ گروہے را تباہ ساختہ خود سرور شوند۔

دومین سیمناد

(۱) بنام یزدان۔

(۲) دیدی بدکاری ایرانیان را کہ پرویز را کشتند۔

(۳) آنکس را کہ من برکشیدم اینہا براندا ختند۔

(۴) برائے انچہ این بدکار کردند نیابند۔

(۵) و رسانم بجائے گرامی بود و برتری خواری ایشان را۔

مایہ بمعنی مقدار و آب یکے از چہار عنصر باشد و بمعنی رواج و رونق و عزت و آبرو و صفا و لطافت و قدرت و قیمت و فیض عطا و رحمت و دولت و ترقی و جاہ و مرتبت ہم آمدہ ۱۲

(٦) ایشان را بهر دوستے کیان گرامی وخجسته داشتم۔

(٧) پس از کیان ده اک شود پادشاه اینها۔

(٨) اینک از تازیان پاداش یابند۔

(٩) بردارند از سبز پوشان و سیه پوشان کشته خود را۔

(١٠) و با دشکران گروهے باشند آزنی۔

(١١) و در هم افتاده و بدکار و انچه بزرگ ایشان گفته هم نکنند۔

(١٢) و بهر نوا بزرگان خود را کشند۔

(١٣) و نیکی و ارزایش ایشان زند بار گشتن و نماز بایه تنویش کردن۔

(١٤) ولمودان نیز چیره شوند۔

(١٥) چون هزار سال تازی آئین را گذرد چنان شود آن آئین از جدائیها که اگر بآئین گر نمایند نشناسندش۔

(١٦) و چنان ایرانیان را بینی که خردی گفته کس از ایشان نشنود۔

(١٧) اگر راست گویند آزار یابند۔

(١٨) بجاے سخن خردائی یا ساز جنگ با ایشان پاسخ دهند۔

(١٩) از بدکاری مردمان است که چون کے شاه فرشته منشی از ایرانیان بیرون رود

(٢٠) اسے ساسان ترا رنجها پیش آید۔

(٢١) تو و خشور من هستی۔

(٢٢) اگر مردمان نگردند ایشان را بد هست نه ترا چه پایه پیام گذاردن نه همین است که مردم همه آنرا در پذیرند و او را خبری بردارند و نه کام آنست که سزاوار برتری

وسخن راست گوی توئی۔

(۲۳) نیکان براہ تو آیند۔

(۲۴) ودر تخمۂ تو پیغمبری ہمیشہ ماند۔

(۲۵) اندوہ مدار کہ انجام یزدان بخشد۔

(۲۶) وانجام از بیم وہ شما در روندان گریزند چون موش از سوراخ بسوراخے نیردان این بندہ سپاس دار خودرا در ہنگام پرویز شہنشاہ کہ بمردم فرستاد و پدر بزرگوار این چم را ازجہان برین دریافت وستر گان وشاہنشاہ نیز در خواب دیدند وبانبوہ آمدہ بمن گرویدند وداورمرا چندان بارہ برافراز افراخت کہ نیارم شمردہ وہنوز ہمہ افزایش در کار ست ومن تنستان را برابر توجہ[لہ] دیدم در دریاے روان سار وروان سار را توجہ دیدم در دریاے خردستان وخردسار را توجہ دیدم در دریاے گوہر یزدانی۔

تمام شد کتاب ساسان پنجم از اول تا آخر دیدی کہ در آیہ ہفتم از سیمناد اول تصریح کردہ کہ راہ راست راہ بزرگ آباد ست وچون ساسان پنجم آخر پیغمبر ایشان ست ہمین کہ تصریح بچیزے کرد چنان ست کہ ہمہ پیغمبران قبل از او تصریح کردہ باشند پس محتاج نخواہیم بود بذکر تصریح ہر یک جدا جدا اگرچہ ہر یک تصریح نکردہ باشد چہ جاے آنکہ ہر یک تصریح کردہ اند چنانکہ در آیہ سیّم تا بعد از سیمناد سیم از کتاب جی افرام میگوید ترا بہ پیغمبری گزیدیم وفرشتہ اج را بتو سپردیم وزیور بندیم اینک آسمانی سخن را براے فرستادیم نخت دساتیرش کن کہ نامہ مہ آباد روان شاد ست وراہ مہ آباد نیکو داد کہ آن آئین خداست واین کیش از میان یزدانیان برنیفتد ہر کس دوست خداست ادبدین راہ آید پس نظر کن بتصریح جی افرام کہ اول پیغمبر صاحب کتاب ایشان ست بعد از

مہ آباد و بتصریح ساسان پنجم کہ آخر پیغمبر ایشان است و بدان کہ دین و آئین جمیع ایشان
ہمہ دین و آئین مہ آباد ست و کتاب مہ آباد از اول تا آخر ہمین کتاب بود کہ تمام آنرا
ذکر کردم کہ دین و آئین او در آن کتاب ثبت است۔
اب اس جگہ سے انتخاب کتاب دساتیر کا درج کیا جاتا ہی دساتیر کو مجوس صحیفہ آسمانی کہتے ہین

انتخاب از کتاب دساتیر

بسوئیش نماز اد کنید از بہر خدا۔ یعنی تماثیل و اشکال سبعہ سیارہ را ہنگام نماز کردن بہر خدا
پیش رُو دارید۔ و بدان سو نماز گذارید۔
اور چہارم خاندان کے نام جو صحیفہ ہی اوسمین آتش پرستی کی بابت یہ لکھا ہی کہ اگر وقت نماز کے آگ
سامنے ہو تو یہ کہے کہ "اے پروردگار ما زہرا بہ یزدان رسان"۔ یعنی اے فرشتہ کہ
رب النوع آتش ہستی و پرورندہ آن و اے پروردگار آب و رب النوع آن پس این خواستن
از موکل آتش و آب است۔

بعد ان چار خاندانون کے تاریخی زمانہ کا آغاز ہی اور بادشاہت شروع ہوئی ہی اور
پہلا بادشاہ کیومرث ہی جسکی بابت فردوسی لکھتا ہے ؎ سخن خدیوے کہ کشور کشود ؛
سر نامہ و اران کیومرث بود ؛ اسکو مجوس ابو البشر اور سر پیغمبر کہتے ہین اوسکے نام پر بھی
صحیفہ ہے اوسمین حکم ہی کہ شریعت مہ آباد کو تازہ کر اور یزدان پرستی کر اور خدا کی تعریف
اوسمین تحریر ہے۔ اور اسی قسم کا صحیفہ سیامک۔ ہوشنگ۔ طہمورث۔ جمشید۔ فریدون
منوچہر۔ کیخسرو کے نام ہین۔ اور آخر نامہ زردشت کے نام ہے اوسمین تحریر ہے کہ :-
اے پیغمبر تو گشتاسپ سے کہہ کہ اے شہنشاہ تجکو اسفندیار سا بیٹا اور جاماسپ سا وزیر دیا

اور ایران سا ملک عطا کیا۔ اور بادشاہون کو تیرا مطیع کیا۔ تجکو سب سے برگزیدہ کیا تو زردشت کو پہچان ۔ وہ تیر اپیغمبر ہی۔ اس ذکر کے علاوہ اور بھی حالات ہین اور جو دلچسپ ہین اور قابل اندراج ہین۔

زردشت نے خالق سے پوچھا کہ جہان کیسے پیدا کیا۔ جواب ملا کہ وجود موجودات مبدا فیاض است و نور را ہویدا شدن ناگزیر۔ عظمت و کبریائی خداوندی برکمال خویش نظری انداخت ۔ خرد روان و تن پدید آمد۔ برزمین ہرچہ ہست پیکر و سایہ جزی است کہ او در سپہر است۔

توتا لوس حکیم یونان سے ایران مین زردشت کے دیکھنے کو آیا اور جو سوالات یہ حکیم زردشت سے کرنے والا تہا اونکے جواب زردشت پر ظاہر ہو گئے تھے۔

اول باعث رسالت و نبوت پژوہش کند۔ جواب این است کہ پیغمبر ازین باید کہ مردمان در کار زندگانی و زیست ہمہ بدیگر نیاز مندند۔ وہمین سبب قانون بستن و آئین نہادن در کار است کہ کسے در شرکت و معاملہ ستم نکند بر دیگرے۔ پس بدین فرمان پذیری انتظام جہان پائدار ماند و مردم بہ نیستی نگرایند۔ از حکمت انتظام جہان بعثت انبیا بظہور آید۔ حکیم پرسید علامت صدق نبوت او چہ بود۔ (جواب) چیزے کہ او داند دیگران ندانند۔ آنچہ در دل شما باشد بے آنکہ گویند بگوید۔ وآنچہ پرسند در پاسخ فرو نماند۔ بعد اسکے اس حکیم سے زردشت نے پیشین گوئی کی کہ جب ایرانیان بدکار ہو جائین گے تو سکندر اونپر مسلط ہو گا۔

اس حکیم کے بعد جنگرن کا ہند سے آنے کا مذکور ہی اور بعد جنگرن کے بیاس حکیم کا ہند سے زردشت کے پاس آنا لکھا ہے۔ اور اسکے سوال و جواب بھی زردشت کو پہلے

سے معلوم ہو گئے تھے۔

سوال بہاس - ایزد تعالے بر ہمہ چیز قادرست عقول راچرا وسائط وجود موجودات گردانید۔ خود بلا واسطہ دیگر از بہر چہ نیا فرید۔

جواب زردشت - کہ عمل فاعل بہ مفعول چون خامہ ہست۔ یعنی اول عقل بذات خود بلا واسطہ آفرید۔ و دیگر موجودات را بوسائط بوجود کشید بعض موجودات را بعلم الہی توانائی و قابلیت قبول فیض نورانی بے واسطہ نبود۔ زردشت نے ہندی حکیم سے کچھ ابتدائی اصول بطور رموز جانور اور انسان کے مباحثہ مین ظاہر کئے اور بالآخر کہا۔

کہ غرض این رمز این مطلب ہست کہ اگر انسان بہ اعمال حسنہ و اقوال مستحسنہ و افکار صنائع موصوف بود فرشتہ ماہست۔ و اگر چنین نبود بلکہ جاندار از ارشود چون سباع زشتی گراست۔ غرضکہ استعداد ہر دو کار در نہادش نہادہ اند۔

نامہ زردشت کا خلاصہ ختم ہوا۔ اب نامہ ساسان کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔ ساسان نے ایرانیون کو بلا کر یہ اظہار کیا۔ اینک نشان بدرسید۔ راستکاری و جانسپاری در ایرانیان نماند از ملک عرب مردے پیدا شود کہ پیروان او دیہیم و تخت و تاج ایرانیان برہم کنند و عرب غالب آیند و آتش کدہ ہا را خانہ نماز سازند۔ و بیت المعمور (خانہ کعبہ) تہی شود از اصنام۔ و قبلہ نماز آنمردم شود۔

(یہ انتخاب کتاب ساتیر سے مذہب مجوس کا کیا گیا)

اب صاحب دبستان کی کتاب سے اسی مذہب کے عقائد درج کئے جاتے ہین۔ انسان کے خلق کی بابت عقیدہ پارسیون کا یہ ہے۔

مردم بے پدر و مادر از نوع خود بہم نرسد۔ و بدایت وجود انسان معلوم نیست و علم بشری

احاطۂ آن نکنند"

چارون خاندان آبادمان - جہان شاسان - یاسان کے عقائد کی بابت مصنف یہ لکھتا ہے کہ وہ یزدان پرست تھی - اور کواکب کو غایت برتر سمجھتے تھے - اون کا عقیدہ یہ تہا - کہ ستارگان و آسمانہاے سایہ ہاے انوار الٰہی بودہ اند -
بنابران ہیاکل سیارہ ہفتگانہ بیاراستندے - وہنگام منسوب بہ آن بندگی کردندے وراہ پرستاری سپردندے - چون پرستش آن قدسی پیکرہا بجاے آوردندے ہنگام مخصوص انچہ بایستے افروختندے -
در اخترستان آمدہ کہ پیکر شت کیوان (حضرت کیوان) از سنگ سیاہ تراشیدہ بودندے - سر او چون سر بوزنہ - و بدنے چون تن مردم - و دنبالش چون دنبال خوکے و بر سر تاجی نہادہ - بدست راستش پرویزن - و در دست چپ مارے - گنبدست بیتر از سنگ کبود و پیکر عطارد نیز ازو بود - تن او چون تن ماہی - و رویش چون روے خوک -
حوادث عالم سفلی مطیع حرکات علوی اجرام اند - و ہر ستارہ را مناسبتے ہست با بعضے از حوادث و ہر برجے را طبیعتے است - چون خواستند کہ فعل کواکب در عالم ظاہر گردد آنوقت را نگاہ داشتند - ملوک فرس کواکب را قبلۂ دعاے میدانستند واز ہیکلہا کہ در خانہ کعبہ بود ہیکر ماہ بغایت نیکو بود - بنابران خانہ را مہ کہ گفتندے - و ہیکلہا کہ مہ آباد و خلفاے نامدارش در خانہ کعبہ گذاشتند یکے حجر الاسود است کہ ہیکل کیوان ست -
و در بعضے جاہا ہند گویند ہیکر کدہ ہاے کواکب بودہ است - چنانچہ در دوارکا ہیکر کدہ

زحل بود۔ وز کیوان نام کہ ہندیان دوارکاش گویند و درگیا ہم ہیکل کدہ کیوان بود
گاہ کیوان نام گرگیا۔ ش ہ۔
بسیارے از جاہہائے نصاری و خبر آن قوم را نام برند کہ ہیکل کدہ ہائے
ایشان بود۔ چون آبادیان بدینجا رسند مراسم زیارت بجا مے آرند۔
اور پارسیون کے عقائد مین یہ بھی لکھا ہے۔
کہ نزد ایشان نکوہش ہیچ دین و آئین روا نیست۔ بہر کیشے توان بہ ایزد رسید
گویند بسیاری از پیغمبران ازان ست کہ راہ بخدا نماید۔ اما ستارہ رسیدن بخدا
کشتن زندہ بار یعنے جانوران بے آزار چون گاؤ۔ گوسفند۔ شتر است کہ از آزار
آنہا رستگار نباشند۔
صاحب دبستان مذاہب یہ لکھتا ہے کہ مذہب زردشت مین اکثر رموز پائے
جاتے ہین چنانچہ اُن رموز کا انتخاب یہان نقل کیا جاتا ہے۔
آبادیان گویند مدارشت زردشت بر ہمہ اشارات است۔ نزد عوام افسانہ دور از عقل باشد
شکوہ مند است۔ دیگر آنکہ نادانے را از وجود وبے نیازی واجب الوجود خواہیم
آگاہی دہیم نہ فہمد۔ واز تجرد عقول وبساطت نفوس و فضل سپہر و کوکب گوئیم
متحیر ماند۔ ولذات و عقوبات روحانی درک نکند و حقیقت در نیابد احکام رموز شریعت بافہام
عوام نمیرسد۔
بقوال طریقت۔ حکمت۔ حقیقت۔ را خواص فہم میکند۔ بیشتر عوام از ان منکر میباشند
پس سخنان حکمت را بہ لباس شریعت ادا باید کرد۔ نیز ایشان گویند کہ کتاب ژند بر دو
قسم بود۔ یک قسم صریح وبے رمز کہ آن را مہ ژند نیز مے گفتند۔ و قسم دوم رمز و

اشارات کہ انرا کہ ژند ہم مے خوانند۔ ہمہ ژند از تسلط ترکان و رومیان از میان رفت و کہ ژند ماند۔ بسیاری از کہ ژند ہم در تاخت از میان رفت اکنون ہنگام آنست کہ سخنے از رمز و اشارات کہ منسوب است بہ مجوس آوردہ شود مشہور است کہ ایشان گفتہ اند کہ گیتی را دو صانع است یزدان۔ و اہرمن۔ یزدان اندیشہ بد کرد کہ مبادا امرا ضدے پدید شود۔ اہرمن از فکر او پدید آمد۔ چون اہرمن شر و فساد انگیخت یزدان ملائکہ را آفرید۔ و بدین لشکر با اہرمن جنگ کرد۔ با کید گر صلح کردند بشرط آنکہ مدتے متعین اہرمن در جہان باشد۔ چون اہرمن از جہان بیرون رود عالم خیر محض شود۔

حکیم جاماسپ فرماید۔ باید دانست گیتی گفتہ و اشارت بہ بدن کرد و از یزدان روح را خواستہ۔ و اہرمن طبیعت عنصری۔ فکر را بہ نفس میل بسوے امور مادیہ و انچہ گفتہ آید کہ اہرمن شر و فساد کرد مراد ازین جنگ۔ تسلط قوی است بر نفس روح و آنکہ کشیدہ اند بسوے عالم سفلی و آن نیز تسلط قوی است بر روح۔ آفریدن ملائکہ اشارت است بوجود صفات حمیدہ و تسخیر قوی بریاضت۔ صلح اشارت است کہ بیکبار صفات ذمیمہ کہ ذات ابلیس اند دور نشود۔ بودن اہرمن بمدت متعین در عالم۔ اشارت بہ تسلط و برتری قوای تن است خاصتہ در صغر سن و بلوغ و بیرون رفتن اہرمن از جہان بموت بسیاری کہ سلوک است۔ و اضطراری کہ مرگ طبعی است۔ چون نفس آزاد شود خود را متصف بکمالات یابد۔

اسی کتاب دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ :۔

اہل فارس در قدیم الزمان در دین جماعے بودند۔ و کواکب پرست تا زمان گشتاسپ

بن لہراسپ از عہد او زردشت دعوی پیغمبری کرد و گشتاسپ باو ایمان آورد
زردشت آتش را قبلہ نماز ساخت۔

اسمتہ مصنف تاریخ قدیم لکھتا ہے کہ مجوس بُت پرستی سے تنفر کرتے تھے اور
اوسکی تصدیق ہیرو ڈوٹس کے قول سے ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ اہل ایران مین
نہ کوئی اصنام تھے نہ دیوتا تھے۔ اور نہ عبادتگاہ (شوالہ) تھی اور نہ قربانی گاہ
تھی۔ اور ان افعال کو حمق سے تعبیر کرتے تھے۔ اہل ایران پہاڑون پر چڑھکر
کل نظام فلکی کے نام پر قربانیان کرتے تھے۔

فردوسی دربارۂ عقائد و مذہب شاہان ایران کے کہتا ہے

عقائد ہوشنگ

ہمہ کوہ شان بود آرامگاہ نیا را ہمین بود آئین کیش	چنین بود آئین ہوشنگ شاہ پرستیدن ایزدی بود پیش

عقائد کیخسرو جد گشتاسپ

بہ یزدان شوم زین سپنجی سرای سوئے داور پاک خواہم شدن	بدین رہ سروش آمدم رہنمای نہ بینیم ہمین رسے باز آمدن

وصیت کیخسرو

ہمہ شاد و خرم بہ یزدان بوید کنون چون بہ آرد سپہر آفتاب	چو رفتن بود شاد و خندان روید نہ بینید ازان پس مرا جز بخواب

شما نیز فردا بدین ریگ خشک　　مباشید گر بارد از ابر مشک
زکوه اندر آید یکے باد سخت　　کزو بشکند نرد و شاخ درخت
چو من گم شوم از میان سپاه　　شما بان برآیید زین جایگاه
دگر نشنوید این دمویش کنید　　بمانند در برف جانرا کنید

گستاسپ نے جب دین زردشت اختیار کیا تو شاہ توران ارجاسپ نے اوسکو نامہ لکھا اور خدا کی طرف توجہ دلائی

که اے نامور شہریار جہان　　فروزندہ تاج شاہنشہان
شنیدم که راه گرفتی تباه　　مرا روز روشن بکردی سیاه
بیامد یکے پیر مهتر فریب　　ترا دل پر از بیم کرد و نهیب
سخن گفت از دوزخ و از بهشت　　بر آن اندرون هیچ شادی نهشت
تو او را پذیرفتی و کیش را　　چرا ننگری پس و پیش را
زگیتی ترا برگزیده خدائے　　مهانت همه پیش بوده به پائے
نکردی خدائے جهان را سپاس　　نبودی تو بهره بری از سپاس
ازان پس که ایزد ترا شاد کرد　　یکے پیر جادوت بیراه کرد
گرایدون که تو پند من بشنوی　　ز من خود نیابی هرگز بدی

نجوم کے اہل ایران سب پابند تھے چنانچہ گستاسپ نے احکام نجوم دیکھنے کے لیے جاماسپ کو ہدایت کی

بفرمود رومی به پیش اندرون　　ببین راز این کار تا چه و چون

بیندیشش یکهفته زین روز و شب | ازین هفته یکبس تو بگشا دو لب
چو دل را بدین کار کردی تمام | بیابیم ازین رزم ارجاسپ کام

آگاه کردن ارجاسپ

از اول به ایران برآید شکست | شکستی که آنرا نشاید به بست
وزان پس دگرباره ایرانیان | به بندند زرتشت میان
شکسته شود لشکر چینیان | سراسر شود سود ایشان زیان

تاریخ طبری مین نسبت کیومرث بادشاه اول کے عقائد مذہبی کے جو ذکر ہین بجنسہ نقل کیا جاتا ہے -

کیومرث بہمہ عالم و ہر شہرے خطبہ کرد - وگفت مرا خدائے تعالے بر شما باد کردہ است - اکنون گناہ مکنید کہ اگر خدا ئیتعالے گناہ درگذا شتے از آدم علیہ السلام درگذاشتے - و خطبہ درمیان فرزندان آدم او کرد - ہر کہ گناہ کند ازوے نہ پسندم - و سر خطبہ این بود کہ ما تبازی یافتم - نہ دانیم کہ او تبازی گفت یا بہ سریانی - الحمد للہ الذی من علینا بکرامتہ وسمعنا بعاقبتہ و اصطلانا لدنہ احمدہ علی آلائہ و اشکرہ علے نعماء الذی - من انبیاء برفتہ و قبول معذرتہ - فکونوا لہ عابدین -

اور نسبت بادشاہ دوم شداد یان یعنے ہوشنگ کے یہ لکھا ہی کہ :- او جہان آبادان کرد - و خلق را بخدائے تعالے خواند -

بادشاہ سویم طہورث کی بابت یہ لکھا ہے۔
مغان گویند او بت پرستندے۔ خلاف گویند او خدا تعالے پرستیدے
و بر دین ادریس بود۔
بادشاہ چہارم جمشید کا عقیدہ یہ ہے کہ۔ یہ لکھا ہے کہ اوسنے دعوی خدائی کیا+
وہمہ مردمان را بہ چار گروہ تقسیم کرد۔ گروہے دبیران دانایان اند۔ گروہے
لشکریان۔ گروہے کشاورزان۔ گروہے پیشہ وران۔
پانچویں بادشاہ ضحاک کی بابت یہ لکھا ہے کہ او خلق خدارا بہ بت پرستی خواند۔
چھٹے بادشاہ فریدون کے عقیدہ مذہبی کی بابت یہ لکھا ہے:-
مغان گویند آتش پرست بود۔ ہندوان گویند بت پرست بود مگر این دو قول
درست نیست۔ درست آنست کہ بر دین نوح بود و نخست بادشاہے کہ در نجوم
نگریست او بود۔
ساتویں بادشاہ منوچہر کا عقیدہ مذہبی یہ لکھا ہے
ابتدا ئے خطبہ۔ خدائے جل جلالہ را سپاسداری کرد۔ پس گفت اے مردمان
این چندگونہ خلق را کہ شما بینید آن ہمہ را صانعے ہست کہ آفریدگار ایشان ست
پس اورا برآفریدن نباید پرستیدن در نعمت او سپاسداری باید کرد و خویشتن
را بر قضائے او باید سپرد۔ ہرچہ بود و خواہد باشد۔ و در دست خالق ہیچکس
ضعیف تر از مخلوق نیست۔ و ہیچ چیز بیخواست او نباشد۔ خالق قوی و وفادار
و توانا باشد۔ مخلوق ہیچ و جز خالق نتوان گریخت و اندیشہ کردر کار خالق
و مخلوق روشنائی افزاید۔ موسی علیہ السلام کہ بہ پیغامبری آمد منوچہر ملک جہان داد

واز حملکت او شصت سال گذشته -

نمبر ۲ مذہب مصر

قدیم مصری مذہب کے اصول بعض کتب انگریزی سے منتخب کر کے یہان نقل کیے جاتے ہین
مصنف قصہ قوم مصر لکھتا ہے -

اہل مصر مین پرستش جانورون کی انتہا درجہ کو پہونچی تھی - اہل مصر مین علاوہ مذہب عوام کے پوجاریون مین اور تعلیم یافتہ اشخاص مین ایک خاص قسم کے عقائد تھے - کتب مقدس کا صرف پوجاریون کو علم تھا - ان کتابون مین لکھا ہے کہ خدا ہے واحد پیدا کرنے والا سب شی کا ہے جو آسمان مین ہی اور جو زمین مین ہی - اوسکو کسی نے پیدا نہین کیا وہ خود موجود ہی جسنے سب شی بنائی ہین اور خود نہین بنایا گیا -

ہیروڈوٹس کا قول ہی کہ اہل مصر سب سے زیادہ مذہب کے پابند ہین اونکی برابر مذہبی دنیا مین اور قوم نہین ہے -

مصر مین دو قسم کے مذاہب ہین - ایک وہ ہی جسکی نسبت ہیروڈوٹس کہتا ہی کہ انسان کی نگاہ کو مذہبی مراسم اور دہوم دہام فریفتہ کرتے ہین اور ہر ایک رسم کی تعمیل نہایت سختی کے ساتھ ہوتی ہے -

دوسرا مذہب وہ ہی کہ جو پوجاریون کا ہی - اُس مذہب کی ہوا بھی پوجاریون نے نہ لگنے دی - اور جو کچھ نظر آیا بھی اوسکی ایسی عظمت اوسکے دل مین پیدا ہوئی کہ وہ اُسکو بیان کرنا خلاف ادب سمجھتا ہے -

علمی تحقیقات سے جواب ظاہر ہوا ہے وہ نہایت ہی تعجب خیز ہی بلکہ ہیروڈوٹس کو

بھی باوصف رواج تعدد معبود کے یہ معلوم ہوا کہ مصری تھیس کے ایک خدائے واحد
کو مسلم سمجھتے تھے۔ جسکا نہ آغاز ہو نہ انجام ہے۔
جیمبلکس پُرانے گوشہ نشینون کی کتابون سے یہ نقل کرتا ہے۔
سب موجودات سے پہلے اور سب سے پہلے ایک خدا تھا۔ یہ خدا پہلے دیو "اور بادشاہ"
سے بھی پہلے تھا۔ اور اُسکی توحید مین کبھی فرق نہ آیا۔
اصل پرستش اہل مصر کی یہی تھی اور یہی مذہب تھا کہ جیسا کہ مصری اہرام۔ اور عبادت خانہ
شاہ سیفر سے ظاہر ہوتا ہے۔
یہ تعدد معبود کیسے پیدا ہوا۔ اس کا جواب مشکل ہے۔
وحدانیت خدا کی تعدد معبودون مین جاتی رہی۔ ہر ایک کا ان رب النوع مین سے
وجود قایم ہوگیا اور وہ دیوتا بنگیا۔
اور اُس دیوتاؤن کے کرشمے کرامات ظاہر کرنے کے لیے انسانی اور حیوانی اشکال مشترک
بنائی گئین۔ اور اسطرح سے پرستش جانورون کی شروع ہوئی۔
بعد ازان اسی مصنف نے مصریون کی کواکب پرستی کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ آفتاب
یعنی نیر اعظم کو سب سے بڑا سمجھتے تھے اور سب درندہ اور پلاؤ جانورون کو پاک سمجھتے تھے
اور وجہ یہ تھی کہ اُنسے بہت نفع پہنچتا تھا۔ اور اکثر وفادار ہوتے تھے۔ مصریون مین نجوم کا
رواج تھا۔ مگر اُنکے علم نجوم کا بہت مبالغہ کیا گیا ہے۔

انتخاب از ہربرٹ لکچر رینااف بابتہ مذہب اہل مصر

مصری مذہب کی فضولیات کا غیر شخصون کے دلون سے اُسوقت خیال جاتا رہیگا

جب اُس سے اچھی طرح سے واقف ہونگے - پارفدی یہ بیان کرتا ہو کہ مصریون مین جانورون کی پرستش مذہب ہمہ اوست کے خیال سے ہوتی تھی اُنکا خیال تھا کہ سب مخلوقات مین اپنی حیثیت کے موافق ایک حصہ معبودیت کا شامل ہو اور اسی خیال سے مصری جانورون کی پرستش کرتے تھے - اور اُنکا یہ خیال تھا کہ دیوتاؤن نے یہ ظاہر کیا ہو کہ خدا کی نشانی سب زندہ مخلوقات مین ہے -

مصری مذہب کی تحقیقات مین ہمکو صرف اپنے تخیل پر عمل نہ کرنا چاہیے اس مذہب مین بہت پیچیدہ طریقہ اعتقاد کا ہے -

اکثر لوگون نے مبک لینس کا مضمون دربارہ پرستش جانور اور درختون کے پڑھا ہوگا - اُنکا خیال ہو کہ ابتدائی حالت قومون کی مذہب کے تاریخی زمانہ سے پہلے کی بھی معلوم ہوتی ہو یہ بتلاتے ہین کہ چار ہزار برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے زنیچ کامل در آمد تھا -

مصری سلطنت کا حضرت عیسےؑ کے تین ہزار برس پہلے سے پتہ لگتا ہو - اکثر محققین کی یہ رائے ہو کہ مصری وسط ایشیا سے آئے ہین - مگر میرا یہ خیال ہو کہ جسقدر مصریون کی قدامت پر خیال کیا جائیگا یہ معلوم ہوگا کہ مصری یوروپین کے مشابہ ہین -

ہمارا یہ خیال ہو کہ مصریون کا اخلاق نہایت عمدہ اور شستہ تھا -

ہم ذیل مین ایک کتبہ کی نقل کرتے ہین جو میّت کے ساتھ قبر مین رکھا گیا تھا -

کتبہ حسب ذیل ہے

مین نے کسی بچہ کو رنج نہین دیا اور نہ مین نے کسی بیوہ کو تکلیف پہنچائی نہ مین کسی کسان کے ساتھ بُری طرح سے پیش آیا میرے زمانہ مین کوئی فقیر نہ تھا اور

نہ کوئی فاقہ کشی کرتا تھا۔ میرے زمانہ مین جب قحط ہوتا تھا تو مین شمالی اور جنوبی حد تک اپنے صوبہ کی زراعت کراتا تھا اور اپنی رعایا کو کھلاتا تھا۔ میری رعایا مین سے کوئی فاقہ کشی نہ کرتا تھا اور مین بیوہ کے ساتھ ایسا پیش آتا تھا کہ وہ سمجھتی تھی کہ میرا شوہر موجود ہے۔

ایک دوسرا کتبہ میّت کا اس مضمون کا ہمکو ملا ہے۔

مین سب کے ساتھ سچائی سے اور منصفانہ طور سے پیش آتا تھا اور کسی سے بغض نہین رکھتا تھا۔ خدا کا خیال میرے ذہن مین رہتا تھا اور مین اُسکی مرضی کو ہر وقت پیش نظر رکھتا تھا۔ مین اب شہر خموستان مین آیا ہون مین نے دنیا مین سب کے ساتھ بھلائی کی کسی کے ساتھ بُرائی نہین کی اور نہ جرم کیا۔ مین نے کمینہ فعل پسند نہین کیا۔ ہمیشہ مین سچ بولنے مین خوش ہوتا تھا۔ مین نے کسی غریب آدمی کو تکلیف نہین دی۔ مین نے کسی کو رنج نہین دیا۔ جو اپنے دیوتاؤن کی عبادت کرتے تھے۔

مین اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی۔ اور صداقت کے ساتھ پیش آیا اور مین نے اُنسے محبت رکھی اور اپنے بچپن سے اُنکو کبھی رنج نہین دیا اور جب مین بڑا ہوا تب بھی اسیطرح پیش آیا گویا مین چھوٹا تھا۔ میرا مونھ ہمیشہ سچ باتون کی طرف کھلا اور مین نے کسی سے جھگڑا پسند نہین کیا۔ جس طرح مین نے کسی سے سُنا اُسیطرح اُسکی نقل کی۔

قدیم زمانہ مین بھی اُسی قسم کے پوجاری معلوم ہوتے ہین جیسا کہ عہد ٹالیمی مین تھے اکسفڈ کے عجائب خانہ مین ایک شخص کی تصویر جسکو ایک بادشاہ خاندان دوئم نے

پوجاری مقرر کیا تھا۔ موجود ہی۔ یہ بہت قدیم ہی۔
مصری مذہب کے ہر عہد مین عوام لوگ شوالہ پرستش کرنے کو نہین جانے پاتے تھے
کل مندرون مین جو لوگون کی طرف سے چڑھاوا چڑھتا تھا وہ شاہی خیال کیا جاتا تھا
اور سوائے متولیون کے جو کہ اُس مندر سے متعلق تھے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی
دیوتاؤن کی مورتین بہت شان وشوکت سے نکالی جاتی تھین اور اُنکے ساتھ لوگون کا
اژدھام ہوتا تھا۔
مصریون کے دیوتا بیشمار تھے زمین وآسمان پر اُنکا شمار نہ تھا اور ہر قصبہ ودیہات
مین مقامی دیوتا ہوتے تھے۔ ہر مہینہ وہر دن وہر گھنٹہ وہر رات ایک خاص دیوتا
ہوتے تھے اور اُن سب دیوتاؤن پر اُنکے خوش کرنے کے لیے نذر و نیاز چڑھائی
جاتی تھی۔ مین نے چند مرتبہ کوشش کی کہ دیوتاؤن کے نام بطور ایک فہرست کے
درج کرون لیکن غیر ضروری سمجھکر چھوڑ دیا۔
لفظ خدا سے کوئی لفظ زیادہ صاف نہین ہوسکتا کہ مصر والے نہین سمجھتے ہین جیسا کہ ہم
سمجھتے ہین کہ ایک وجود بغیر جسم اور اعضا اور انسانی خواہشات کے ہے کہا جاتا ہی کہ دیوتاؤن
کے جسم اور روح ہوتی ہی اور وہ اعضا اور خواہشات رکھتے ہین اور یہ بھی کہا جاتا ہی کہ
اُنکو بھوک وپیاس وضعیفی وبیماری وخوف ورنج کی تکلیف بھی ہوتی ہی اُنکے پسینہ
نکلتا ہی اُنکے اعضا ہلتے ہین اُنکے سر مین درد ہوتا ہی اُنکے دانت بولتے ہین اُنکی آنکھون
سے آنسو نکلتے ہین اُنکی ناک سے خون نکلتا ہی۔
زہر اُنکے گوشت مین سرایت کرتا ہی جس طرح سے کہ دریائے نیل زمین پر پھیل جاتا ہی
سانپ اُنکو کاٹ سکتا ہی اور آگ جلا سکتی ہی۔ وہ رنج اور تکلیف سے چیختے اور

شور کرتے ہین ۔ کل بڑے بڑے دیوتا حفاظت کے محتاج ہین ۔ اوسیریز (نام دیوتا) اپنے دشمنون کے مقابلہ ہین لاچار ہی ۔ اور اسکے جسم کی حفاظت اسکی بی بی اور بہن کرتی ہین ۔ ہادر اپنے بازو حفاظت کے واسطے فتحمند ہورس کے اوپر پھیلا دیتی ہی یا بطور ضرب المثل کے کہ وہ اپنے جسم سے اسکی حفاظت مثل دیوتا گائے کے کرتی ہی ۔ تاہم ہادر کو بھی ضرورت حفاظت کی ہوتی ہی اور یہانتک کہ سورج دیوتا را (سن گاڈرا) جنکو کہ بڑے دیوتا کی طرف سے بڑے اختیارات حاصل ہین اُسکو بھی ازمس دیبی سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہی ۔ کل دیوتا انسان کی دعاؤن کو دھمکی کے ڈر سے قبول کرنے کے لیے مجبور کیے گئے ہین ۔ جو کہ ہمارے خیال ہین نہین آتا کہ کوئی دانا آدمی بجز جہلا کے اسکو یقین کریگا ۔ اس مذہب ہین بہت سی صورتین ہین ۔ بعض اُنمین سے بہت مضحکہ ہین ۔ یہ خیال جس سے کہ ہم اپنے ساتھیون کے مذہب پر ہنستے ہین ہمکو یقین کر لینا چاہیے کہ گویا ہم اُنکے مطالب پر کامل طور سے پہنچ گئے ہین ۔

کوئی جدید طالب علم سوا سے ام اینویل دی او نریادہ معتبر نہین ہی جسکی رائے مذہب کے بارے ہین قابل تسلیم ہو ۔

اُسکی مستقل رائے حسب ذیل ہے ۔

کسی شخص نے اس مذہب کے اصلی مسئلون کے واقعی معنی نہین دریافت کیے ہین جس سے اس امر کی استعداد ہو کہ ہم اپنی مستحکم رائے ظاہر کر سکین کہ اگلے زمانہ ہین مصریون نے کیا رائے نسبت خدا و دنیا و انسان کے قائم کی تھی ۔ میری مراد خدا سے ہی نہ کہ دیوتاؤن سے ۔ پہلی علامت مذہب کی خدا کی وحدانیت ہی جو کہ بہت زور و شور سے ظاہر کی گئی ہی ۔ خدا ایک ہی ۔ یکتا ہی اور اُسکے سوا کوئی دوسرا نہین ہے ۔

حقیقتاً وہ ہی ایک ہی۔ ای خدا تو وحدہ لاشریک لہ ہی۔ اور تجھسے کروڑہا خلقت نکلی ہے اُس نے ہر چیز کو بنایا ہی اور وہ کسی چیز سے نہین بنا ہی۔
اور یہ خیال نہایت ہی صاف وسادہ ودرست ہی۔ لیکن خدا کی وحدانیت مصریون کے دیوتاؤن کے علم سے جہان تعدد معبود ہین کس طرح مل جل گئی۔ تواریخ وجغرافیہ سے شاید یہ امر منکشف ہو۔
مصریون کے مذہب مین بہت سی مقامی عبادت مروج تھی۔ وہ حصہ مصر کا جو بقبضہ منیز آیا صوبون مین تقسیم تھا اور ہر ایک صوبون کا ایک جداگانہ دارالسلطنت تھا اور ان ہر ایک صوبون کا ایک جداگانہ دیوتا تھا جو ایک خاص نام سے پکارا جاتا تھا لیکن سبھون کا اصول ایک تھا جو جداگانہ نامون سے ظاہر ہوا۔ وحدانیت خدا کا خیال سب پر غالب تھا جو کہ ہر جگہ ہی اور ہر جگہ وہی ہی جسکا وجود خود ہی ہو گیا اور وہ ایسا خدا ہی کہ اُس تک انسانی عقل کی رسائی نہین ہی۔
اسکے بعد امر ڈی روکتا ہی کہ شروع زمانہ تاریخ سے کہ کسیقدر اُسکے ماقبل سے اصل مذہب کی پرستش مین سباعی خیال داخل ہو گیا۔
آفتاب بجائے خیال کیے جانے وسیلہ حیات کے بجائے خود خدا کے خیال کیا جاتا تھا دوسرا طریقہ مذہب کا محض ایک راز ہی جو کہ مصریون کو قابل فخر کے ہی۔ یعنی یہ کہ خدا خود موجود ہی اور صرف اُسی کا ایک ایسا وجود ہی کہ وہ کسی شی سے پیدا نہین ہوا۔ اس سے گمان خدا کے خیال کرنے کا دو صورتون کے ساتھ پیدا ہوتا ہی یعنی یہ کہ باپ و بیٹا۔
بہت سی مناجاتون مین ہم اس خیال کو جو کہ بابتہ دو وجود کے ہی کہ جس نے خود کو اور روح القدس کو مثل دو توام کے پیدا کیا جا بجا پاتے ہین۔ جو کہ دو شخصون کے وجود کو ظاہر

کرتا ہی۔ مگر وہ جدا نہین خیال کیا جاتا ایک مناجات لیڈن موزیم مین یہ فقرہ موجود ہی جسمین کہ خدائے واحد کو یکہ و تنہا لکھا ہی۔ ایا یہ عمدہ اصول صدیون کا نتیجہ ہی حقیقت مین یہ نہین ہی یہ اصول قبل سنہ عیسوی دو ہزار برس پیشتر سے مروج تھا علاوہ اسکے مذہب بت پرستی جسکے آغاز کا ہم نے ذکر کیا ہی خود بخود ٹانی میتر کے زمانہ تک بلا مزاحمت ترقی کرتا گیا اور یہ مذہب دریائے نیل کے وادی مین پانچ ہزار برس سے زیادہ مروج ہی۔ مناجات خدا کی وحدانیت کی اور روح کر بقا کی شروع ہو گئی تھی اور اب ہم پچھلے زمانہ مین مصریون کو بے ٹھکانے مذہب بت پرستی مین زیادہ پاتے ہین۔ درمیان اُس زمانہ کے جبکہ بت پرستی کا خیال سیکڑون برس سے پورانے شائستہ لوگون مین پھیلا ہوا تھا خدائے اکبر کی وحدانیت کا یقین اور نیز یہ خیال کہ اُسمین اوصاف پیدا کنندہ اور شارع انسان کے ہین جسکو کہ اُس نے ایک لافانی روح عطا فرمائی ہی ایک عمدہ اور مرصع خیال مثل بے زوال جواہرات کے ہی۔ گو کہ چند مضامین جنکا کہ یہان حوالہ دیا گیا ہی وہ ام ڈی اوکے بیان سے مختلف ہین تاہم وہ واقعات جنپر کہ وہ حصر کرتا ہی لاجواب ہین یہ بلا شبہ صحیح ہی کہ اعلیٰ حصہ مصریون کے مذہب کا ایسا نہین ہی جسکی نسبت یہ خیال ہو سکے کہ وہ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا یا ادنے درجہ سے پیدا ہوا ہی۔ یہ امر مسلمہ ہی کہ اعلیٰ حصہ نہایت قدیم تھا اور اُس زمانہ کے مابعد مصریون کا مذہب جسکو کہ گریک اور لیٹن مورخون نے ظاہر کیا ہی بہت ہی خراب اور ابتر مذہب تھا۔

ام ڈی اوکا یہ خیال بیشک صحیح ہی کہ بہت سی مقامی عبادتون مین ایک ہی اور وہی مسئلے ہوتے ہین جو کہ مختلف نامون اور طریقون سے ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن وہ اس بات کے کہنے کی جرأت نہین کرتا ہی کہ کسی وقت مین درمیان تاریخی زمانہ کے متعدد

دیوتاؤن کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت جاری رہی ہو۔ وہ صرف تاریخ سے اسقدر اخذ کرتا ہو کہ جبکہ دیوتاؤن کی پرستش کثرت سے جاری تھی حق پرستی کے اصول بھی اُسمین ماسبق ہونگے۔ ایک اور نتیجہ مصریون کے مذہب کا نکلتا ہو جس کا وہ حوالہ دیتا ہو کہ دیوتاؤن کے علم کا اصول اور مذہب حق پرستی کا اصول ہمیشہ سے ایک ہی طریقہ پر ہو۔ یہ صرف مقدس کتابون مین بطور زبانی مقولون کے نہین قائم ہوا ہو کہ جسمین ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی ہوتی رہی ہو بلکہ اکثر تصنیفات خاص قسم مین یہ امور ظاہر ہوتے تھے جسکی نسبت یہ خیال بھی نہین آتا ہو کہ اُنمین کسی طرح کی تحریف ہوئی ہو تمام مصری علم ادب مین بجز ذیل کے واقعات کے کہ جو بخوبی ثابت ہین دوسرا واقعہ نہین پایا جاتا ہو وہ یہ ہین (۱) اصول خدائے واحد کی پرستش کے و نیز تعدد دیوتاؤن کی ایک ہی قسم کے لوگ تعلیم دیتے تھے (۲) ہر دو مسئلون مین کچھ اختلاف نہین سمجھا جاتا تھا۔ اس سے زیادہ مہمل بات اور کوئی نہین ہو سکتی ہو۔ اگر اہالیان مصر لفظ خدا سے وہی مراد لیتے ہین جیسا کہ ہم سمجھتے ہین مگر شاید اُس لفظ سے اُنکا منشا وہی ہو اور اُس لفظ کا استعمال کثرت و قلت کے لیے یکسان ہو۔ ہم اس سے بہتر نہین سمجھ سکتے ہین کہ مصریون کی لفظ نوتار سے کیا مراد ہوتی ہو جسکا کہ ترجمہ ہم دیوتا کرتے ہین۔

اسلیے مین بحث کرتا ہون کہ مصری لفظ نوتار کے معنی طاقت کے کہتے ہین جو کہ عبرانی زبان مین لفظ ال کے معنی ہین۔

عام اہالیان مصر کی مراد لفظ نوتار نتر اسے وہی ہو جو کہ عبرانی لفظ ال شدای سے سمجھے جاتے ہین۔ یہ وہ خطاب ہو جو کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اُسکو حضرت ابراہیم و حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہم السلام اسی نام سے جانتے تھے

خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اُنسے یہ فرمایا کہ مین جاہ دی ہون اور
مین نے حضرت ابراہیم وحضرت اسحاق وحضرت یعقوب کے پاس ال شدای کے نام
سے ظاہر ہوا لیکن اُنکو میرا نام جاہ دی نہین معلوم تھا نوتارنترا ایمنوہیرٹ خدائے اکبر
ہے جوکہ بہشت مین ہے۔

اصول ثاہوتپ کے حسب ذیل ہے۔
خدا امر و نہی کا حکم دیتا ہے۔
کھیت تجھے خدا نے زراعت کرنے کے لیے عطا فرمایا ہے۔
اگر کوئی شخص تکبر کرتا ہو اُسکا غرور خدا ڈھا دیگا حتی کہ اُسکی طاقت عطا فرمائی ہو۔
اگر تو عقلمند ہو تو تو اپنی لڑکی کو خدا کی محبت کی طرف رجوع کر۔
عالی ہمت لوگ باعث توجہ خدا کے ہوتے ہین لیکن وہ جوکہ تابع نفس ہو وہ اپنے اہلیہ
سے تحقیر کیا جاتا ہے۔
خدا کی بخشش سے تیرا خزانہ بڑھ گیا ہے۔
خدا فرمانبردار شخص سے محبت کرتا ہو اور نافرمانبردار سے نفرت کرتا ہو ایک نیک لڑکا
رحمت الٰہی سمجھا جاتا ہے۔

نمبر ۲ نوشتہ لیڈن

وہ شخص خوش نصیب ہے جو اپنی ہی روزی کھاتا ہو۔ خوشی دل سے اُسپر قانع رہ جو تیرے
پاس ہو۔ اور جو تیرے پاس نہین ہو اُسکو اپنے قوت بازو سے حاصل کر۔ انسان کو اپنی ہی
روزی کھانا نہایت ہی بہتر ہو اور یہ اُسی کو عطا فرماتا ہو جو اُسکی تعظیم کرتا ہو۔

نمبر۳ نوشتہ بمقام سینٹ پیٹرس برگ

محض اُسکی عنایتون کے واسطے حمد سزاوار ہی۔ خدا بُرے شخص کو جانتا ہی اور وہ اُس کو خراب کر ڈالتا ہے۔

نمبر۴ مسئلے اینی

جو شخص نیک اعمال کرتا ہی خدا اُسکا نام حریص کے نام سے بڑھاتا ہی ظاہری افعال سے خدا نفرت کرتا ہی نماز کو بہت ہی خضوع وخشوع کے ساتھ ادا کرو۔ وہ تمھارے کامون مین حفاظت کریگا وہ تمھاری باتون کو سُنیگا اور تمھاری نیاز کو قبول کریگا۔
وقت گذراننے نیاز کو اسبات پر خیال رکھو کہ وہ کس چیز سے نفرت کرتا ہی ہمیشہ اُن باتون پر خیال رکھو جس سے وہ ناراض ہوتا ہی تمکو اُسکے نام کی تعظیم کرنا چاہیے۔ یہ وہ خدا ہی جس نے آدمیون کو بے انتہا لیاقت عطا فرمائی جنکو وہ بڑا کرتا ہی وہ بڑے ہوتے ہین۔ خدا اندر عالم روشنی ہین آسمان پر ہی۔ اُسکا ظہور تمام دنیا پر ہی اور وہ اُن لوگون پر ہی جو کہ بالمرہ اُسکی عبادت کرتے ہین۔
دوسرا ذکر شفقت مادری کا ہی اُسمین ذکر ہی کہ مہربان مان وقت ولادت سے کس طرح اپنے کو قربان کرتی ہی۔ وہ یہ ہی۔ تو اسکول کو بھیجا گیا اور جب تو حروف تہجی سیکھتا تھا تیری مان بالمرہ تیرے ماسٹر کے پاس آتی تھی اور تیرے واسطے کھانا اور پانی گھر سے لاتی تھی۔ اب تو جوان ہوا اور تیری شادی ہوئی اور تو گھر والا ہو گیا۔ مگر تجھکو ہمیشہ اُن تکلیف کے وقتون کو نہ بھولنا چاہیے جو تیری مان برداشت کرتی تھی اور نیز اُس حفاظت کو جو کہ وہ تیرے واسطے کرتی تھی۔ ان باتون کا لحاظ رکھ تاکہ اُسکو کوئی سبب تیری شکایت کا

نہ پیدا ہوا اور وہ ڈر کر اپنے ہاتھ دعا کے واسطے خدا کے سامنے اُٹھاوے اور وہ اُسکی دعاؤن کو سُن لے۔

تو اپنے تئین خدا کے حوالہ کر اور ہمیشہ اپنے تئین تو اُسکے واسطے رکھ۔ جیسا کہ آج تو نے کیا ہی کل بھی ویسا ہی کر۔ ہمیشہ احکام خدا پر نظر رکھ۔ یہ وہ خدا ہی جو خراب کرتا ہی اُس کو وہ خراب کیا گیا ہی۔

نمبر ۵۔ اس مصنف کے مسئلے لا آری کی نوشتہ مین شامل ہین

اپنے آقا کے لیے خدا سے بددعا نہ کرو۔

یہ اس مضمون سے تھا کہ اُنکے سب تواریخی زمانہ مین و نیز ابتدائی و حال کے زمانہ مین اہالیان مصر لفظ نوتار کو صیغہ واحد مین استعمال کرتے تھے۔ یقیناً مین کہہ سکتا ہون کہ اسمین کچھ شک نہین ہو سکتا ہی کہ وہ طاقت کیا ہی جسکا کہ ہم ترجمہ بلا پس و پیش خدا کرتے ہین۔

یہ بلا شک صحیح ہی کہ وہ صرف خدا ہی کی ذات ہی کہ جو ہم مین سے کسی ایک متنفس سے بھی دُور نہین ہی کیونکہ ہمارا وجود، چلنا پھرنا اور رہنا سب اُسی کے ساتھ ہی اور جسکی لاانتہا طاقت اور الوہیت اور دنیا کی حکومت اُس روشنی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہی جو کہ ہر فرد بشر مین جو کہ دنیا مین آتا ہی جلوہ فگن ہوتی ہی۔ اُس انتخاب مین جسکا مین نے ذکر کیا ہی اور اسی قسم کے فقرون مین ہم سچے مذہب کے اصول پاتے ہین جو بت پرستی کے شائبہ سے بھی بری ہی لیکن اگر پور کو واحد مان لین تو اور طاقتین جمع کی (تو تری یو) کیا ہین اور اُنکے تعلقات اُسکے ساتھ کیا ہین۔

کثرت رائے محققین اس طرف بھی کہ اگرچہ مصریون کے اکثر دیوتا ہین تاہم اُنہین بت پرستی

نہین ہے۔

بہت سے افسانہ مصریون کے اب ہمکو معلوم ہوئے ہین۔ افسانہ نافرمانی کرنا اول انسان کا
بمقابلہ را دیوتا کے اور اُسکا برباد ہوجانا مسٹر نیویلی نے بیان الملوک کے کسی
ایک قبر سے دریافت کیا ہی یہ اعتقاد تمام دنیا مین اور ہر زمانہ مین اور ہر قسم کی تربیت
کے آدمیون مین پایا جاتا ہی کہ روح بعد موت کے باقی رہتی ہی۔

اور اسی اعتقاد کی بنیاد پر مذہبی رسومات میت کے واسطے کیے جاتے ہین۔ برومیون
مین بھی دستور تھا کہ نذر و نیاز اپنے بزرگون کی کرتے تھے

اور یونانیون اور ایرانیون مین بھی یہی عقیدت تھی اور ہندو بھی اپنے پترون کی نیاز
کرتے ہین اور یہ ثبوت اس امر کا ہی کہ آریا قوم کے دونون گروہ مین ایک سی رسم ہے۔
یہ دستور بزرگون کی نیاز کرنے کا قدیم سے چین مین بھی پایا جاتا ہی۔ اس امر کا بہت خیال
رکھا جاتا ہی کہ قبرین بہت رہین اور میت کے رسومات جاری رہین اور آیندہ وہ ندا نپر فاتحہ
پڑھتے رہین۔ یہ امر بھی بہت ضروری تھا کہ ہر شخص کے بیٹا ہوتا کہ وہ اُسکی جگہ قایم ہو اور اُسکی
میت کے رسومات ادا کرتا رہے۔ دیوتاؤن کی پرستش کے بعد ان رسومات کا ادا کرنا قدیم
مصریون مین فرض سمجھا جاتا تھا۔ تمام اقوام اہل یوروپ مین تجرد مذموم سمجھا جاتا تھا مین نے
مصری مذہب کے تجرد کا ذکر اسوجہ سے زیادہ کیا ہی تاکہ اس سے معلوم ہو کہ آخر زمانہ مین
مذاہب ذیل مین تجرد کی کسقدر وقعت کیجاتی تھی۔

بودھ۔ عیسائی و چینی تجرد کو اچھا سمجھتے تھے۔ عیسائیون کا تجرد اول مصر مین بہت شروع
ہوا اور پھر مصر سے وہی عقیدہ یورپ مین داخل ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ قبل عیسائی مذہب کے
یہودیون مین بھی یہ دستور تھا۔ اس سے ہم نہین خیال کرتے کہ صرف مصریون سے

یہ دستور نکلا ہو۔
ہمزاد کا اعتقاد رومیون مین تھا اور وہ اسوجہ سے پھول اور ہار چڑھاتے تھے اور ہر شخص کا ایک ہمزاد متصور ہوتا تھا اور اُسکے واسطے قربانیان کی جاتی تھین اور ہر دیوتا اور ہر مقام کا ایک ہمزاد ہوتا تھا۔ اور یہ ہمزاد گویا توام ہر فرد بشر کے ساتھ ہوتا تھا۔ انسان اُسکی قسم کھاتا تھا۔ یونانیون اور مصریون مین بھی یہ اعتقاد تھا اسکا اعتقاد صرف مصریہی اور یورپین قوم مین نہ تھا بلکہ عام تھا۔
مسٹر ہربرٹ اسپنسر اسکا ذکر کرتے ہین کہ وحشی قومون مین سایہ کو سمجھتے تھے کہ وہ ہمارا ہمزاد ہے۔
مصریون کا اعتقاد تھا کہ بعد مر جانے کے روح انسان کی اُسی شکل و ہیئت مین رہتی ہی اور وہ خیال کرتے تھے کہ روح کا اپنا جدا جسم ہوتا ہی اور وہ کھاتی اور پیتی ہی۔ ہمکو اس امر کا ذخیرہ کافی نہین ملا کہ ہم تعلق روح اور ہمزاد کا دریافت کرتے۔
سایہ ہوجانا یا بھوت کے چڑھنے کا بھی اعتقاد یونانیون اور مصریون اور ایشیائی قومون مین تھا۔
مصری خواب کا بہت عقیدہ رکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم ایک دوسری دنیا مثل اس دنیا کے ہے۔
اس خواب کی بابتہ بہت سی تختیان ملی ہین اور ان سب مین اسٹی لی ڈیوسا گی سب سے زیادہ مشہور ہی۔ یہ تختی انتھوپیا کے عہد کی بابتہ ہی اور اُسمین سات صدی قبل حضرت عیسیٰ کے جو واقعہ بادشاہون کا پیش آیا تحریر ہی اور وہ اس طریقہ سے معرض تحریر مین آیا کہ ایک بادشاہ کو خواب نظر آیا کہ اُس نے دو سانپ دیکھے کہ ایک اُسکے داھنے بازو اور

دوسرا اُسکے بائین بازو پر ہی اور جب وہ بیدار ہوا تو اُن سانپون کو نہ پایا اور یہ کہا کہ اسکی تعبیر فوراً بیان کیجاوے۔ لوگون نے اُسکی تعبیر یہ بیان کی کہ جنوب کا حصہ بھی تمھارا ہوگا اور شمال بھی تمھارے ہاتھ آئیگا اور دو تاج بھاری تمھارے سر پر ہونگے اور دنیا کی وسعت تمھارے ہاتھ مین ہوگی۔ اور اُس تختی مین یہ بھی لکھا ہی کہ یہ تعبیر پوری ہوئی اور بادشاہ نے اُسکے عوض مین بہت سی نذر و نیاز کی۔

دیوتاؤن کی موجودگی ہر جگہ مسلم مانی جاتی تھی اور سعد و نحس کے دنون کا عقیدہ تھا مصریون کو فرشتون کا بھی اعتقاد تھا اس کا کتاب میّت مین اکثر ذکر ہی اور موت کا ایک فرشتہ خیال کیا جاتا تھا۔

مصری لوگ تقدیر کے بھی قائل تھے۔

مصریون کا یہ اعتقاد تھا کہ بادشاہ سورج کا سایہ ہی اور اُسکا نائب ہی اور اُسمین معبودیت کی شان داخل ہی۔ مصری لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مصر مین پہلے دیوتاؤن کی سلطنت تھی اور مینا بادشاہ کے قبل تمام پادشاہ جانشین ہورس دی کے خیال کیے جاتے تھے وہ بادشاہ کہ جنھون نے احرام مصری بنائے اُنکا خطاب سویزا ہورس تھا۔

بادشاہ چیرا اور اُسکے بعد جسقدر بادشاہ ہوئے خدا کے بیٹے خیال کیے جاتے تھے۔

یہ عقیدہ تھا کہ سورج کی گردش شمال سے جنوب کو جو ہوتی ہی اُس سے دو حصہ زمین اور آسمان کے ہوجاتے ہین۔

بادشاہ مصر کا اس باعث سے فرزند و وارث و جانشین سورج کا خیال کیا جاتا تھا اور اُسکا خطاب شمال و جنوب کا ہوتا تھا۔

یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہی یہ کتبہ اور نقش و نگار جو پتھرون پر ہین اُس سے بیان ہی مگر قدیم زمانہ

سے جہانتک ہمکو پتہ لگتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ مصری قلم و کاغذ کے استعمال سے واقف تھی اور اُسکو تحریر کے کام مین لاتے تھے۔ چرمی کاغذ بھی بعض تحریرات کے کامون مین آتا تھا اور بعض بعض چرمی کاغذ بھی ملے ہین مگر یونانی اور رومی کسی قلمی کتاب کو جو چارسو خواہ پانچسو برس پیشتر حضرت عیسیٰ کے ہوتی تھی اُسکو بہت ہی قدیم خیال کرتے تھے۔ یہودیون کی قلمی انجیل ایک ہزار برس سے زیادہ معلوم ہوتی ہی اور پُرانی قلمی کتابین سنسکرت کی صرف چند صدی پیشتر کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہین اور بعض مصری کاغذ ایسی ملے ہین جو چار ہزار برس سے کم کے نہین ہین۔

مصریون سے فنیشیا والون نے الف۔ بے۔ تے کے نشان ماخوذ کیے فنیشیا والون سے یورپ اور ایشیا والون نے اخذ کیا۔

اکثر مصری قلمی کتابین جو ملی ہین وہ میت کی کتابین ہین۔ جو مقبرون سے ملی ہین۔

میت کی مومیائی کا ذکر ہر جگہ کثرت سے پایا جاتا ہی۔

ہمیشہ زندگانی جسکا وعدہ اہل ایمان سے ہوا ہی اُسکی تین صورتین ہین۔

اوّل از سرنو دنیا مین زندگی کا ہونا۔ دوسرے نیک بخت آدمی کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہی کہ وہ اُسطرح زندگی کا حظ اُٹھاتا ہی جسطرح سے کہ دنیا مین حظ اُٹھاتا تھا۔

دوسرے منقلب ہونا۔ متوفی کے لیے یہ منحصر نہین کہ وہ اُسی مقام مین یا انسان کی شکل مین یا کسی اور طریقہ زندگی مین پیدا ہو اُسکے سامنے تمام کائنات ہر قسم کی و ہر شکل کی موجود ہی جسمین وہ چاہے داخل ہو۔ کتاب میت مین اسکا تذکرہ اکثر ہی اور بارہ بابون مین چند قسم کے تناسخ کا ذکر ہے۔

تیسری مثل اوسرلس یا دیوتاؤن کے ہوجانا۔ موتہ کا اوسرلس کے موافق ہونا مصنف

طرح سے اُس کفن کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہی جو کہ اب برٹش موزیم مین بادشاہ ہنکورہ بانی تیسرے احرام کی ہی۔ وہ تحریر اسطرح سے ہی اوسرس ہنکورہ بادشاہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور آسمان مین نٹ وہی سے پیدا ہوگا اور شب کا وارث ہوگا۔

تعویذ کا استعمال خاص طورسے انتہا درجہ سے تھا اور کتاب میّت کے شروع مین اسکا تذکرہ ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُسکی کیسی قدر کیجاتی ہی۔ تیسوین[32] باب مین یہ ذکر ہے کہ متوفی نے بذریعہ تعویذ کے ظالم ناکہ کو بھگایا تھا یہ کہتا تھا کہ دیکھو میرے بازو پر تعویذ ہی۔

یہ اعتقاد کہ لفظون مین بھی سحر کا اثر ہی خواہ وہ مذہبی مقولون مین ہو خواہ دیوتاؤن کے نام ہون اور اسی اعتقاد کی گرویدگی انتہا درجہ کی تھی۔

نمبر۳ - مذہب اہل بابل واسریا

انتخاب از تاریخ قدیم ہمسٹر

بوجہ اسکے کہ نجوم کو زیادہ دخل اس مذہب مین تھا اسلیے اس مذہب کو صائبہ کہتے ہین مگر یہ حقیقتاً صحیح نہین ہی۔

اصل مذہب صابئہ مین سب سے بڑے معبود درحقیقت چاند سورج ستارے نہین ہین اگرچہ نظام فلکی مذہب کا پرتو خیال کرتے ہین اور نہین عقل کا وجود سمجھتے ہین مگر تعیین شخصی معبود کا اور بت پرستی قطعاً متروک ہی۔

مگر بابل اور اسریا کے دیوتاؤن مین تعیین شخصی بالخصوص ہی۔ وہ انسانی اور حیوانی شکل مین ظاہر کیے جاتے ہین۔ اور اور بھی علامتین ظاہر کرتے ہین جو نظام فلکی مین نہین ہین بروسس کے انتخاب مین یہ مذکور ہی کہ یہ لوگ ملبوس کو اور ستارون کو اور چاند و سورج کو۔ اور پانچ ستارون کو پرستش کرتے تھے اور بیل کو تمام نظام فلکی پر ترجیح دیتے تھے

یہی مصنف وحدانیت کا بھی پتہ بابل کے افسانہ اور قصص میں پاتا ہے۔
اختلاف سے قطع نظر کر کے ہم اس جگہہ صرف رائے لکہنا کافی سمجھتے ہین کہ ابتدای خیال
ایک معبود کا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انمین ایک معبود سب سے بڑا تہا جسکو سب پر
فوقیت دیجاتی تہی۔ نام اس معبود کا اِل تھا جس کا تعلق عبرانی الله سے معلوم
ہوتا ہے۔
اور اس معبود کا دوسرا نام رے تھا اور یہہ واقعہ مصری مذہب سے بالکل منطبق
ہوتا ہے۔ بابل مین جہان جگہہ بہ جگہہ دیوتا تہے اور جہان بباعث طرفداری بادشاہون
بل براوک یا نبو فوقیت دیجاتی تھی مگر ہم کسی جگہہ خاص پرستش گاہ ال کی نہین پاتے
اور اوسکے لئے کوئی عبادتخانہ مخصوص نہ تھا۔ اور بموجب ایشیائی اقوال کہ بابل کے
خود معنی دروازہ معبود کے ہین۔
اسریا والے اس بڑے معبود کی زیادہ تخصیص کرتے تھے اور اوسکا نام ایشر رکھا تھا
چونکہ اسرئی کے نام کے معنی کسی نے نہین ظاہر کئے ہین اسلئے اوس قوم پر یہہ اطلاق
نہین کر سکتے کہ اسری سے مراد یہہ ہے کہ یہہ لوگ بندہ ایسر کے ہین۔
اس بڑے معبود کو اہل اسریا مالک بادشاہون اور ملک کا خیال کرتے تھے اور جب
اوسکا ذکر کرتے تہے تو اوسکو ایشر یا اپنا مالک کہتے تھے۔
اس معبود کو سب پر فضیلت دیتے تھے۔ اوسکو بادشاہ دیوتاؤنکا کہتے تہے اور یہہ کہتے تہے
کہ وہ سب پر غالب ہے۔ اس معبود کی پرستش ابتدا سے آخر تک ہوتی رہی ہے۔
نجوم کی بابتہ یہی مورخ لکھتا ہے کہ بابل مین اکثر تختیان ملین اور اونمین سلطنت کے حالات کی
پیشین گوئی تہی اور یہانتک کہ ہاتہہ موتہہ دہونا اور ناخون تراشنے مین بہی اسکا اثر تھا۔

انتخاب صفحہ ۱۵۵ - عجائب المخلوقات

قومی کہ در قدیم الزمان ایشان را کلدانیان گفتندے اعتقاد داشتندے کہ جوہرے را کہ آن را با جسم تعلقے نیست دو قسم است

قسم اول خیر - و انرا ملائکہ خواندندے - قسم دوم - شر و آنرا شیاطین گفتندے - و اعتقاد انسان چنان بود کہ این ارواح در اجسام متصرف اند - از تحریر روحانی و دعا و بخوری بناتی - و قربانی - نہادندی - بنا بران کہ تقرب باشد - بدان ارواح - و معبود ایشان چنان بودندے - کہ صاحب این صفت چون صفت تمام کند روحانیان را تواند دیدن و مخاطب کردن - و قادر بر امور عجیب - از تحصیل مال و جاہ و دافع امراض صحت و اعدائے قوی - امام فخر رازی در بعضے تصنیفات آوردہ است کہ شخصے را عبد اللہ یحییٰ گفتندے ہر شئے کہ از وے طلب میکردندے - در حال خاص میکردندے -

نمبر ۴ - آریای ہند
انتخاب از کتاب قلمی کشکول

گویند کہ اہل ہند طاعت و عبادت خالق بیچون میکردند - تا آنکہ شخصے در عہد مہاراج از ایران آمدہ اینمون پرستش آفتاب گشت و آن رواج تمام گرفتہ - بعضے سیارہ پرست نیز شدند - امان چون آن برہمن بہ سورج گفت کہ ہر کس شبیہہ بزرگ خود را از طلا و نقرہ و سنگ ساختہ پرستش نماید ثواب بسیار عاید روزگار وی گردد - ازین سبب رواج بت پرستی از ہمہ زیادہ گشت و سورج بتکدہ قنوج آباد کرد - و بعد از دو صد پنجاہ سال از سلطنت در گذشت معاصر کیقباد بود ہر سالہ تاج و خراج می فرستاد -

اسی تاریخ مین سورج کی نسبت لکھا ہے کہ وہ سرداران ہند سے تھا اور رستم نے بعد قلع قمع

کرنے فروز راے کے اوسکو تخت پر بٹھایا تھا۔
ایک روایت بت پرستی کے اظہار ہونے کی یہہ لکھی ہے۔
سورج استقلال تمام بہم رسانیدہ بادشاہ عظیم الشان گشت۔ در عہدش برہمنے از طرف کوہستان چنار کند بملازمت او رسیدہ شیوۂ بت پرستی رواج داد۔
تاریخ سرالیستان مین بھی سورج کے عہد مین بت پرستی کا رواج ہونا لکھا ہے۔
کیقباد و گشتاسپ سے چار پشت پہلے تھا۔ پس زردشت سے پہلے بت پرستی کا رواج ہونا پایا جاتا ہے۔ اور زمانہ زردشت مین بیاس حکیم ہند سے زردشت کے پاس گیا اور اوسنے وحدانیت کے اصول زردشت سے تحقیق کئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وحدانیت کا قائل تھا اور زردشت کا اندازہ کرنے کو یہہ سوالات کئے تھے جیسا کہ نامۂ زردشت مین مذکور ہے۔
پرستش کواکب اہل ہند کی بابت تاریخ فارس جلد ۴ سے انتخاب درج کیا جاتا ہے ایران سے بت پرستی کا رواج برہمنون مین پھیلنا قیاس ہوتا ہے۔ سریا دیوتا کی پرستش سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو درحقیقت سورج کی پرستش کرتے تھے۔ قدیم زمانہ مین ہندو بالعموم سورج کی پرستش کرتے تھے۔
فلاسٹریس ایک یونانی مورخ سترہ سو برس پہلے ہند مین آیا تھا وہ لکھتا ہے کہ مین نے ہند مین ایک عظیم الشان شوالہ سورج دیوتا کا دیکھا جس کی دیوارین سرخ و سبز تھین۔ اور اُن مین طلا کاری تھی۔ اور شوالہ مین سرخ مورت تھی جس مین ہیرا۔ اور یاقوت موتی لگے ہوئے تھے۔
آئین اکبری مین بھی سورج کے مندر کا ذکر ہے۔ اوسمین لکھا ہے کہ قریب جگنا تھ کے

ایک شوالہ سورج کا ہے۔ اوسکی تعمیر مین بارہ سال کا خراج اڑیسہ کا صرف ہوا ہی۔ اور اس تعمیر کو انسان دیکھکر حیرت زدہ ہوتا ہے۔ دیوارین سو فٹ بلند ہین اور ۱۹ فٹ آثار ہے۔ شوالہ مین سورج اور سیارون کی شکلین بنی ہوئی ہین اور چارون طرف انسان کی شکلین ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عبادت کرتے ہین ہندو فلسفیون کا یہہ عقیدہ ہے کہ ستارے ذی روح ہین اور ایک بڑی روح کے زیر حکم ہین۔

انگریزی اور ایشیائی مصنفون کے متفق اقوال کے بموجب آریا ہند مین کواکب پرستی بیرونی اثر سے پیدا ہونا ثابت ہوتی ہے۔ بموجب قول ایشیائی مصنف کے کیقباد شاہ ایران کے زمانہ سے کواکب پرستی ہند مین شایع ہوئی ہے۔

یہہ بادشاہ ایران گشتاسپ سے چار پشت پہلے تھا تخمیناً گشتاسپ کے زمانہ کو تین ہزار برس ہوے۔ کیقباد زیادہ سے زیادہ دو سو اڑہائی سو برس اس سے پہلے ہوا ہوگا۔ پس کواکب پرستی کو ہند مین جاری ہوے بتیس سو یا تینتیس سو برس ہوے اور اوسوقت جاری ہوی جب سلطنت اس قوم کی قایم ہو چکی تھی بموجب قول رامیس چندر کے آریا قوم کو ہند مین آئے ہوے چار ہزار برس ہوے اس حساب سے ساتھہ سو آٹھہ سو برس ہند مین آنے سے بعد رواج کواکب پرستی کا ہوا ہے۔

مسٹر میکس میولر نے آریا ہند کے مذہبی زمانہ کے چار حصہ کئے ہین۔

سب سے پہلے کہاندا کا دور ہے۔ اس دور کو ہزار برس پہلے حضرت عیسیٰ سے قرار دیا ہے۔ اس زمانہ کی حالت صاحب موصوف کے الفاظ مین لکھی جاتی ہے۔ بید کی شاعری جیسا کہ ہم رگ بید مین پاتے ہین ہزار برس قبل حضرت عیسیٰ سے شروع ہوئی ہی۔

اس سے رفتہ رفتہ ترقی پانا بید کے مذہب اور قرانیون کا معلوم ہوتا ہے یہہ ہم نہین
کہہ سکتے کہ یہہ دور کس وقت سے شروع ہوا تہا بعض اسکو دو تین ہزار برس قبل
حضرت عیسیٰؑ سے کہتے ہین۔ دوسرا دور منترا کا ہے۔ یہہ دور ۱۰۰۰ سے ۸۰۰ برس
قبل حضرت عیسیٰؑ کے رہا۔ اس دور مین چارون بید جمع کی گئی۔ یہ چارون بید بالخصوص
مذہبی اغراض اور قربانیون یا نیاز کی غرض سے جمع کئے گئے۔ ہر بید مین مذکور ہے کہ کس
قوم کے پوجاریون کو کس قسم کی پرستش قربانیون یا نیاز کے وقت کرنا چاہیے۔ تیسرا دور
برہمن کا ہے۔ یہہ دور ۸۰۰ سے ۶۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے رہا ان تصنیفات مین بحث
قربانیون کی ہے۔ اونکی خاص غرض قربانیون یا نیاز کی اصلاح ہے۔
چوتھا دور سترا کا ہے یہہ دور ۵۰۰ برس حضرت عیسیٰؑ سے قبل ہوا اس دور کی تصنیفات
کی یہہ غرض تہی کہ برہمنون کے دور کا علم جمع کیا جاوے اور تمام قسم کی علمی ترقی اس
دور مین ہوئی۔ (فلسفہ اوپنشا د اس دور مین ہوا ہے) اس دور کے بعد بودہ یعنے
ساکیا منی پیدا ہوا۔ اور اوسنے اپنی عقائد پہیلائے۔ صاحب موصوف نے آریا مذہب کی
یہہ ترتیب کر کے ثابت کیا ہے کہ کسی طرح سے اس قوم نے رفتہ رفتہ ترقی کر کے بالآخر
خدا کو پہچانا۔ اونکی یہہ رائے ہے کہ اول محض شاعری کے خیال سے بید کی نظم ہوئی۔
اوسوقت دیوتاؤن کا وجود نہ تہا صرف اوصاف قدرتی اشیا کے جو محسوس ہوتے تہے
مذکور ہوئے۔ پہر اونکی عظمت اور بزرگی تسلیم ہونے لگی اور پرستش ہونے لگی۔ اور نیاز و نذر
گذرنے لگی اور نیز پرستش کے قاعدون کی ترتیب ہونے لگی اور بالآخر اوس سے ترقی کر کے
زمانہ تصوف ہنود کا آیا۔ اور بودہ مذہب پیدا ہوا۔
مگر تاریخی تذکرون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ان چارون دور سے کچھ پہلے کواکب پرستی

یا بت پرستی ہند مین داخل ہوئی ہے۔

ایک دوسرا امر اور قابل لحاظ ہے کہ جہان سے یہہ قوم آئی وہان یزدان پرستی جاری تہی
اور یہہ بہی ثابت ہے کہ اس قوم مین بہی یزدان پرستی تہی۔

جیسا کہ مصنف کشکول لکہتا ہے کہ اہل ہند طاعت وعبادت خالق بیچون میکردند پس اس
قوم مین اول یزدان پرستی اور بعد ازان کواکب پرستی ہوئی۔ اور پہر مذہب مین اصلاح ہوئی
اور عمدہ قسم کا تصوف جاری ہوا۔ اور بالآخر موجودہ بت پرستی مین آلودہ ہوگئے

بت پرستی جو بالفعل جاری ہے اور پہلے تہی اوسکی بابتہ تاریخ جلد ۲ فارس سے کچہہ
انتخاب درج کیا جاتا ہے۔

نرومید ہا جگ یعنی انسانی قربانی اسومید ہا جگ یعنی گہوڑے کی قربانی۔

گومید ہا جگ۔ یعنی گاو کی قربانی ہندون مین جاری تہی۔ انسانی قربانی کالی دیبی کو
کی جاتی تہی۔

ہندو قوم بے انتہا شعبون مین تقسیم ہے۔ مگر اصول دو ہین یعنی پرستش کرنیوالے وشنو
اور پرستش کرنے والے مہادیو کے یعنی شیو کے لیگم کی پوجا شیو کے پوجاریون مین
ہوتی ہے۔

انسان کی زندگی ایک حالت امتحانی خیال کی جاتی تہی۔ اور اسلئے بہت سخت عمل
کئے جاتے تہے تاکہ آئندہ اصلاح ہو۔

ابتدائی حالت مذہب ہند کی نہایت عمدہ اور پاک تہی۔ اور ویاس کے بعد سے
ابتک اوس حالت مین تنزل ہے۔ اور ہندو نہایت خراب قسم کی بت پرستی
مین آلودہ ہوگئے۔

مسٹر میکس میولر نے اپنی تصنیف علم مذہب مین ادہ سماج کے لکچر کا حوالہ دیا ہے
جس سے اصول ہندو مذہب کا یہہ ظاہر ہوتا ہے۔
ہندو مذہب تمام مذہبون سے افضل ہے۔ کیونکہ انسان کے ایجاد کا نام اوسپر نہین
لگ سکتا۔ اوسمین کوئی متوسط درمیان خدا اور انسان کے نہین ہے۔ ہندو ہر جگہہ
خدا کی پرستش کرسکتا ہے۔

انتخاب از کتاب رہنمایان ہند

از صفحہ ۲۲۔ ہم ہندو مذہب کی بنا ابتدائی قیام مذہب سے شروع کرتے ہین اوس
زمانہ کی تاریخ رگ وید سے معلوم ہوتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش سے
دو ہزار سال پیشتر سے کسی مقام وسط ایشیا سے ایک قوم ہند مین آئی وہ لوگ
ایرین کے نام سے مشہور تہی اور فی زمانہ وہ اہل ہند اور اہل یورپ کے مورث اعلیٰ
فرض کئے گئے ہین۔ اصل مین وہ گلہ بان اور خانہ بدوش تہے مگر پنجاب کی سرزادی
مین داخل ہو کر کاشتکارون کی طرح آباد ہوے اور خوش گذران زندگی بسر کرنے لگے
جب وہ ہندوستان مین وارد ہوے تو شاید اُنہین مذہب اور خدا کی طرف
بہت ہی کم توجہ تہی مگر یقیناً ایک مدت کے بعد یہان کے دلکش منظر نیلگون آسمان
روشن چاند۔ تازگی بخش دیار۔ صاف شفاف نہرون۔ سرسبز مرغزارون۔ رنگ برنگ
کے پہولون اور عظمت وشان نے اونکے دلون مین اعلیٰ خیالات پیدا کرکے انہین
صانع مطلق کے نامتناہی اور کامل قدرتون کی طرف رجوع کر دیا۔ وہ بڑے ہی خوش
نصیب تہے اونہین دنیا کی کل عیش و آرام حاصل تہی۔ اونہین ایسے ہی پیدا ہوئے

جنہین بہشتی نور بخشا گیا وہ قدرت کاملہ کی حسن وخوبی کی تعریفین کرتے اور قادر مطلق جو قدرت کاملہ کا فرمان روا اور ہادی ہے حمد وثنا کے گیت گاتے انسانی خلقت مین یہی پہلے لوگ تہے جنہون نے مالک کل کا تصور کیا اور اوس روح کو محسوس کیا جو عالم ایجاد کی ابتدا اور انتہا ہے۔ اونہون نے علم روحانی اور اخلاق دونون مین برابر ترقی کی۔ ہندؤن کی اس ترقی مین پانسو برس سے زیادہ گذرے اور اول اول مذہب کا تخم رگ وید کے لاتعداد گیتون نے بویا جنکو مختلف شخصون نے مختلف مقامات مین تصنیف کرکے گایا۔ ان تمام گیتون مین کم وبیش خالق اکبر کے عشق وعظمت کی بوے خوش آتی ہے جو تمام دنیا کا حکمران ہے۔

ہندو مذہب کا پہلا دور اسطرح ختم ہوا اگر خدا کی حمد وثنا کے گیت گاتے اور عشق الٰہی کو نظم دلکش مین ظاہر کرنے سے اونکی تسکین نہ ہوئی۔ اس خیال نے رفتہ رفتہ آرزؤن کا حوصلہ بڑہایا اور اونکے دل مین اس رفیع الشان وسیع خوبصورت عالم کے مالک سے قربت حاصل کرنے کی تمنا پیدا کی۔

اکثر غور وفکر کرنے والون نے خدا کی نزدیکی اور عیش ابدی حاصل کرنیکو وسائل دریافت کرنے مین بڑی دماغ سوزیان کین۔ اوسوقت منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے دو فریقون نے دو مختلف طریقون سے کوششین کین ایک فریق نے بیشمار رسوم مذہبی اختراع کرکے بہت سی کتابین تصنیف کین۔ اور کہا کہ اونکی پابندی سے صفائی قلب حاصل ہوکر نیکی پیدا ہوگی اور بہشت نصیب ہوگی۔ دوسرے فریق نے رسوم مذہبی کی پروا نہ کی اور ایک دوسرے قسم کی کتابین کہین جنکو مذہبی دنیا مین علم فلسفہ کی ابتدا کہنی چاہئے لیکن گو ایک گروہ نے درس کتب اور دوسرے نے دماغی اصلاح سے

خدا شناسی کی سعی کی - اور ان دونون کی کوشش مذہب کے نشو نما اور ترقی
مین دوسرے درجہ سے زیادہ نہ تھین - ان فریقون نے دو قسم کی انشا پردازی
چھوڑی ہے جنمین سے ایک کو برہمنہ - اور دوسرے کو اپنشد کہتے ہین یون
ہندو مذہب کا دوسرا دور ختم اور تیسرا شروع ہوا - یہ زمانہ اہل ہند کی
مذہبی ترقی ہی کے لئے مشہور نہین ہے بلکہ اسمین اونکا تمدن دنیاوی جاہ و ترقی
کے اعلیٰ درجہ پر پہونچا - اونکی حکومت ہمالیہ سے لیکر بحر ہند کے کنارہ تک ہو گئی
اونمین بڑے بڑے طاقتور حکمران ہوے اور اونکی سلطنتون مین اعلیٰ اعلیٰ ترقیان
ہوئین یہی وہ زمانہ تہا جس مین سری کرشن مہاراج نے ظہور فرمایا - اور کلچھتر کے
میدان مین جنگ عظیم ہوئی اسی زمانہ مین لیپک نے ترکت تصنیف کی پینی نے
صرف و نحو کے رسالہ لکھے پاتنجل نے جوگ کی کتابین تصنیف کین کپل نے سانکھیہ
والون کا فلسفہ لکھا - اسی زمانہ مین برگزیدہ بیاس جی نے ویدون کی تالیف کی
اور والمیکی رامائن لکھی گئی - جسوقت تمام دنیا مین جہل کی تاریکی چہائی ہوئی تھی
ہندؤن کی قوم مین اعلیٰ تہذیب اور شایستگی اور ترقی کی روشنی پہیلی ہوئی تھی -
مذکورہ بالا اول دورون کے خلاف ہم اس دور کا زمانہ ایک ہزار سال سے
کم شمار نہین کرسکتے - اسکی ابتدا اکپل اور دیگر چند فلسفیون کی پیدایش سے ہوئی
اس کا درمیان کلچھتر کی جنگ اور اوسکی انتہا بودہ مذہب کی ترقی کا زمانہ تھا -

چوتھا دور بودہ مذہب کے دوران زمانہ مین گذرا - بالعموم لوگون کا
خیال ہے کہ بودہ بالکل ایک جدا مذہب ہے مگر افسوس - اس سے زیادہ
اور کوئی رائے غلط نہین ہوسکتی - ہم آگے اسبات کے ثابت کرنے کی کوشش

کرینگے کہ گوتم بودہ نے اوسہی مذہب کے واعظ دئے۔ جو سری کرشن نے
تعلیم کیا تہا۔
بودہ مذہب کے اقبال کا ستارہ ہند مین ایک ہزار سال سے زیادہ چمکتا رہا
اور یہہ ہندون کی اعلیٰ تہذیب اور تمدن کا زمانہ تہا مگر بودہ مذہب کے آخری
زمانہ مین بہت بڑا تغیر اور انقلاب ہوا۔ یعنی ادہر ہندو مذہب نے آہستہ آہستہ
وسعت حاصل کر کے طاقت پکڑی اور عظمت پائی ادہر ہندؤنکی تہذیب
اور شایستگی کو پیرانہ سالی نے گہیر لیا اور اوسمین ضعف آگیا۔
پانچوان دور بڑی روشنی کے زمانہ مین شروع ہوا۔ اور تاریکی مین ختم ہوا
اوسکی ابتدا وکرامادت کے عہد سلطنت اور شنکر چارج کی پیدایش کے زمانہ مین
ہوئی اور اختتام مسلمان غنیمون کی فتحیابی پر ہوا۔ یہ دور سات سو برس تک
قایم رہا جسکے اول دو سو برس تک روشنی کا زمانہ تہا اور آخری پانسو برس
مین سخت تاریکی رہی۔ اس دور کو پورانیک زمانہ کہتے ہین اس زمانہ مین بیشمار
پران اس غرض سے لکہے گئے کہ ہندو مذہب کا اثر بنی آدم کے دلون پر بخوبی پڑے
مگر کوئی عمدہ نتیجہ نہ نکلا کیونکہ ہندؤنکی تہذیب روحانی عظمت وشان سے گر گئی۔
اور اوسکی روشنی کے مطلع پر تاریکی کی گہنگہور گہٹائین چہا گئین۔ چہٹا دور ہندوستانمین
اسلامیہ سلطنت کا زمانہ تہا۔
اس زمانہ مین بہی علمائے دین کا ظہور ہوا۔ رشی اور سنت پیدا ہوے اور
ہندو مذہب کی روشنی پہیلانے کے لئے جو جہل کی تاریکی سے ماند ہوئی جاتی تہی
کچھہ کوششین کی گئین۔ گو اس مذہب کا خاتمہ ہو چکا تہا اور ہندؤن کی فضیلت وقوت

اور عظمت جاتی رہی تھی تاہم غاصب نے مانہ کی دست برد اور جبر و تعدی سے اوسکا سر نہ جھکا۔

از صفحہ ۱۱۵

سری کرشن فرماتے ہین کہ ہمین خدا پر پورا بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اس کے ساتھہ ہی وہ ہدایت کرتے ہین کہ ہمکو خدا کی پرستش شکل نمایان مین کرنی چاہیئے۔ لہذا قدرت کاملہ یعنے عالم موجودات کو اپنا خدا ماننا چاہیئے۔ خدا نہ سہی تو خدا کی شکل کا ظہور ہی سہی۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ بودہ نے اس شمع کو روشن کرنے کے لئے کیا کیا۔ سری کرشن نے فرمایا تھا "خدا پر بھروسہ کرو" صرف یہی ایسا ذریعہ ہے جس سے تمہارا دل فنا ہوسکتا ہے۔ مگر انسان اسکی تعمیل مین مجبور ہے بلکہ اونکے لئے یہ ایک ناممکن امر تھا۔ اسلئے بودہ کو خیال ہوا کہ خدا کی جگہہ اگر کوئی اور شئے قایم کی جائے تو بہتر ہوگا۔ لہذا اونھون نے فرمایا۔ اپنے آپ پر بھروسہ کرو۔ کیا یہی اتحاد ہے بودہ کو دہریہ کہنے کا سبب ہمکو اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے وجہہ یہہ ہے کہ بودہ کا درجہ حاصل ہونے کے بعد گوتم نے پھر کبھی خدا کا نام نہ لیا اور بودھون کو کل دیوتاؤن کے خدا پر فضیلت دی۔ جو خدا وہ خود تھا اوسکا ذکر کیون کر کرتے۔

مگر اونھون نے بودہ کے وجود سے کبھی انکار نہین کیا نہ کبھی یہہ کہا کہ بودہ مثل دیگر انسانون اور دیوتاؤن کے ہے۔

اونھون نے خدا کا نام بودہ رکھا تھا جو وہ خود تھے۔ کیا یہ امر ممکن ہو کہ خدا کا

اوتار اپنے آپ کو خدا سے جدا سمجھے۔
سری کرشن نے اپنی تعلیمات مین اپنے آپ کو خدا کہا تہا۔
اونہون نے بہی کبہی دوسرے خدا کا نام نہین لیا جب اونہین خدا کا لفظ کسی
جگہہ کہنا ہوتا تہا تو وہ اوس جگہہ واحد متکلم کی ضمیر بولتے تھے۔

از صفحہ ۱۹۵

بودہ مذہب نے آریہ مذہب کی عباوات کو ڈہا دیا۔ بودہ کی پیدایش سے
بہت پہلے سری کرشن کی تعلیمات فراموش ہوچکی تہین۔ اور سیدہے سادہے
مذہب کی جگہہ دنیا مین پیچیدار فلسفے اور ادق الہیات رائج ہوچکے تہے۔ پس
مذہب کی گئی ہوئی سادگی کو از سر نو پیدا کرنے اور مذہبی شمع کی مدہم روشنی تیز
کرکے اصول دینی کی تشریح کرنے کے لئے بودہ کا اوتار ہوا مگر افسوس اسکے
مذہب کا بہی وہی حشر ہوا۔ زمانہ کی رفتار نے اسے بہی گرداب انحطاط مین ڈال دیا
اور مرشدانہ تعصب۔ جاہلانہ بدعت کا طوفان اسے بہا لے گیا۔
بودہ کی وفات کے بعد ایک ہزار برس کے اندر اندر ہند کے یہ حالت ہوگئی
کہ نہ سریکرشن کا مذہب باقی رہا نہ بودہ کا۔
ہندؤن کی تعصبون اور بدعتون نے سر اوٹہایا بودہ مذہب کی عظمت و شان
نے اونکو نیچا دکہایا۔ اودہر ہزارون صورتون مین خدا کا ظہور دکہایا گیا۔ ادہر
مطلق اوسکا خیال بہلا یا گیا ادہر ہمہ اوست کا مسئلہ ذہن مین آیا۔ ادہر
وہ ہیر پہیر دلون مین سمایا۔ غرض اس حیص بیص مین مذہب کی سادگی ہاتہہ سے
جاتی رہی۔

انتخاب از رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب دسمبر ۱۸۹۶ء

از صفحہ ۲۲۲ سناتن ہندو دہرم مین یہہ ایک عجیب خصوصیت ہے جو دنیا کی
اور کسی مذہب مین نہین ہے کہ یہ مذہب کسی شخص یا پیغمبر کے نام پر نہین چلا ہے۔
دنیا کے اور جسقدر مذاہب ہین کسی نہ کسی پیغمبر یا اولیا کے نام سے مشہور ہین۔ کوئی
کسیکو اپنے مذہب کا بانی یا رہبر خیال کرتا ہے کوئی کسیکو ایسا سمجہتا ہے۔ لیکن
سناتن دہرم ہے کہ کسی کے نام کے ساتہہ اسکو تعلق نہین اور نہ کسی کا چلایا ہوا
یہہ ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ بڑے بڑے عالی وقار اوتار اور پیغمبر اس مذہب مین
ہوئے ہین جنکی از حد تعظیم اس مذہب مین کی جاتی ہے۔ لیکن وہ اس مذہب کے
بانی نہین قرار دیے جاتے۔ بلکہ یہہ مذہب ابدی اور ازلی ہے اور جسقدر اوتار ہندؤن مین
مانے جاتے ہین انمین سے کسی ایک کا بہی یہ دعوی نہین ہے اور نہ ہندون کا
یہ عقیدہ ہے کہ ان مین سے کوئی سناتن دہرم کا بانی مبانی ہوا ہے اور اس سے
پہلے سناتن دہرم نہین تہا ہندؤن مین شری رامچندر جی مہاراج سری کرشن چندر
پرماتما وغیرہ کے نام بڑی توقیر اور ادب کے ساتہہ لئے جاتے ہین اور یہ پرماتما
کے اوتار تسلیم کئے جاتے ہین۔ لیکن یہ سناتن دہرم ان مین سے بہی کسی ایک کی
نام پر مشہور نہین ہے۔ کوئی ہندو یہہ نہین کہے گا کہ یہ اوتار سناتن دہرم کی بانی
ہوئے ہین۔ اور ان اوتارون کے ہویدا ہونے سے پہلے سناتن دہرم نہین تہا
بلکہ ہندؤن کا یہہ عقیدہ ہے کہ یہہ تمام اوتار وغیرہ دہرم کی رکشا کرنے کے لئے
دیگر مذاہب کے لوگ ہندون پر الزام دیتے ہین کہ وہ ۳۳ کرڑ دیوتاؤن کو

پوجہنے والے ہین لیکن انکو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ باوجود تیس کروڑ یا پینتالیس کروڑ دیوتا ہو نکو وہ اُنہین سے کسی ایک کے نام پر اپنے دہرم کو چلایا ہوا نہین مانتے بلکہ اس دہرم کی بنیاد اوس پرماتما وحدہ لاشریک پر سمجہتے ہین کہ جس کے آگے - یہ ۳۳ کروڑ دیوتا ادنی چاکرون کی حیثیت رکہتے ہین -

از صفحہ ۲۲۶

دہرم کی دس صفات ہین جہان یہہ دس صفات پائے جاوین وہان سمجہو کہ دہرم موجود ہے - اول دہرتی - یعنے استقلال - دوم کہشما یعنے دوسرے کی خطا کو بخش دینا - اور خود طاقتور ہوکر بہی اپنی زیر سایون یا ماتحتون پر ظلم نہ کرنا - سوم دم یعنے اپنے دل کو بہٹکنے نہ دینا - چہارم استی یہ یعنی چوری نہ کرنا - پنجم شوچ یعنے پاکیزگی - ششم اندریہ نگرہ یعنے تمام اندریون حواس خمسہ کو اپنے قابو مین رکہنا - ہفتم دہی یعنے تمیز عقلی - ہشتم ودیا یعنے علمیت - نہم ستیہ یعنے راستبازی اور دہم اکرودہ یعنے غیض وغضب مین نہ آجانا - یہ دس دہرم کے لکشن ہین -

پس اے حاضرین جلسہ آپ خود انصاف کرسکتے ہین کہ کس طرح صفائی اور انصاف کے ساتہہ دہرم کی تشریح کی گئی ہے کہ جس مین کسی مذہب کو انکار نہین ہوسکتا اسمین نہ کسی مذہب کی رعایت ہے نہ مخالفت بلکہ صاف سیدہا رستہ بتایا گیا ہے کہ جہان ان صفات کے مجموعہ کو دیکہو وہان سمجہہ لو کہ دہرم موجود ہے اس بات کی پروا نکرو کہ یہہ مجموعہ رکہنے والا کس مذہب مین پیدا ہوا اور کسی مذہب پر ایمان لایا یا نہین لایا -

اور ایک خاص خوبی اس دہرم مین یہہ ہے کہ اعلے سے اعلے وِدّوان یعنے فاضل اعلے سے اعلے امیر کبیر اور مورکہہ سے مورکہہ ان پڑہ اور غریب سے غریب

گرداسب کے لیئے اُپکار کرکے نجات کا راستہ بتایا ہے اسی خیال سے اسمین تین طرح کے راستے قایم کیئے گئے ہین - اول بھگتی یعنے محبت صادق جسے اعتقاد بھی کہسکتے ہین - دوم - اُپاسنا یعنے پرستش اور عبادت سوم گیان یعنے حقیقت پر پہونچ جانا اگرچہ تینون کا مدعا ایک ہی ہے اور باریک معنون مین جاکر تینون ایک ہی ہین لیکن ظاہر اطور پر یہہ راستے الگ الگ مختلف قسم کے لوگون کے لیئے رکھے گئے ہین کہ کوئی اس انمول رتن یعنے آخرت کے سدھارنے سے محروم نہ رہجاوے اگر کوئی شخص عالم فاضل نہین ہے اور ان پڑھ ہے اور دولت بھی ندارد ہے لیکن خدا کا متلاشی ہے اُس کے لیئے بھگتی مارگ سب سے آسان طریقہ ہے اسکے لیئے یہ قید نہین ہے کہ پہلے وہ تمام شاسترون اور مذہبی کتب کو پڑھ لے پھر اسکو کچھہ حاصل ہوگا اسمین تو اوسکی تمام عمر ہی صرف ہو جائیگی اور حصول نجات کا علاج کب کریگا - ایسے لوگون کے لیئے بھگتی کا راستہ قایم کیا ہے - کیا معنی کہ اس خداوند تعالیٰ کی یاد مین محو ہو جاوین اور اس محبت مین ایسی لین ہو جاوین کہ اُنکو ہمیشہ وُہی اپنے پاس معلوم ہو - اگر بغیر کچھہ حاصل کیئے بھی وہ اعلی درجہ کی بھگتی کر ساتھہ مالا یا تسبیح ہاتھہ مین لیکر رام نام کا یا معبود حقیقی کے کسی نام جپ کرتے ہین اور اسطرح خدا کی یاد مین مشغول رہتے ہین اور اس خیال کی محویت مین کسی گناہ کا خیال اونکے دل مین پیدا نہین ہوتا تو گویا یہی سہل راستہ اُنکے لیئے وہ نیک نتیجہ پیدا کرنے والا ہے جو اعلے سے اعلے لایق اور فاضل اور امیر کو حاصل ہو سکتا ہے - ایسی حالت مین کچھہ ضرورت انکے لیئے نہین رہی کہ وہ پہلے اپنی عمر کا بڑا حصہ تحصیل علم مین صرف کرین یا دولت کمانے کی فکر مین سرگردان ہون - ایسے دوسرے درجے کے

لوگون کے لئے اُپاسنا یعنے پرستش اور کرم کانڈ کا طریق ہے جس مین ہر ایک قسم کے پوجن ہون۔ دان خیرات وغیرہ وغیرہ سب شامل ہے اور اعلیٰ ترین درجہ کے عالمان کے لئے گیان کانڈ یعنے علم حقیقی موجود ہے جس نے پایان سمندر کی تہاہ لگا دی تا جس جس قدر وہ زیادہ عالم اور فاضل باتون کے سمجھنے کے لئے قابل ہونگے ویسا ویسا ہی وہ اس گیان مارگ کو حاصل کرینگے۔ گیان کا درجہ اوسوقت حاصل ہونا سمجھا جاتا ہے جب انسان کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم ریاضت اور مشاہدہ سے یہہ محسوس ہونے لگے کہ اس مین اور کسی غیر مین کچھہ فرق نہین ہے اگر وہ کسی سے برائی کرتا ہے تو خود اپنے ساتھہ کرتا ہے اور کسی سے نیکی کرتا ہے تو خود اپنے ساتھہ کرتا ہے۔ اس بھگتی اُپاسنا کرم اور گیان کانڈ کی بہت بڑی بھاری اور نہایت دلچسپ تشریح ہماری شاسترون مین موجود ہے اور بڑے بڑے مفصل گرنتھہ اس دلچسپ تقسیم پر موجود ہین ایسے مفصل اور عظیم مضمون کا مین ایک شمہ بھی بوجہہ طوالت اور اپنی ہیچمدانی کے اسوقت بیان نہین کرسکتا۔ یہہ اس قسم کی تقسیم بھی جہانتک میرا خیال ہے دیگر مذاہب مین نہین پائی جاتی اور ہر ایک کو ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی طریق کے عمل پر مجبور کیا جاتا ہے۔ چاہے اسکی سمجھہ مین آوے یا نہ آوے۔

ہشتم اس سناتن دہرم مین نشکام اُپاسنا کا وہ مسئلہ ہے کہ جو اور کسی مذہب مین پایا نہین جاتا نشکام اُپاسنا کے معنے ہین وہ پرستش جو کسی فائدہ کی خواہش سے نہ کی جاوے اور اوسکا اجر حاصل کرنے کی آرزو بھی دل مین پیدا نہو۔ دیگر مذاہب کی بھی تائید خیال ہے کہ خدا کی بندگی کرو دولت ملیگی حشمت ملیگی بہشت ملیگی حورین ملین گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سناتن دہرم اس قسم کی خواہش کو دل مین رکھکر جو

اُپاسنا یعنی پرستش کیجاوے اسکو ادنے درجہ دیاگیا ہے۔ سناتن دہرم مین
ہدایت ہے کہ جو بندگی یا پرستش کرو اوسکا اجر پانے کے خیال کو دل سے نکالڈالو
اگر اجر پانے کی خواہش رہے گی تو بیشک بہشت یا سورگ وغیرہ توضرور حاصل
ہوگا لیکن نجات کے سامنے یہہ بات نہایت ادنے تعلیم کی ہے جب تک خواہش
اجر پانے کی رہتی ہے تب تک خدا کا اعلی دیدار حاصل نہوگا یہہ بڑا اعلی درجہ کا
اڈیل سناتن دہرم مین ہے جو یہ سکہاتا ہے کہ جو کوئی نیک کام کرو اوس کے
اجر کے امیدوار نہ رہکر اوس کا پہل بہی اوسی رب العالمین کی بارگاہ مین ارپن کرو
جیساکہ کسی نیک کام کے انجام کے لئے کیا کرتے ہین۔ خدا کے ساتہہ تجارت کے
اصول پر پرستش نہ کرو کہ ہم اوسکے عبادت کرتے ہین اسلئے وہ ہمین فلان راحت
دیوے۔ سناتن دہرم کے اعلی اصول کے مطابق یہہ عبادت نہین ہے بلکہ تجارت
ہے کہ کچہہ چیز دینا اور اوسکا معاوضہ کوئی اوس سے زیادہ قیمت کی چیز کی خواہش
رکہنا سچی عبادت وہی ہے اور سچی خدمت وہی ہے جو بلا خیال معاوضہ کے
کی جاوے اگر معاوضہ کی خواہش دل مین بنی رہی تو سچی خدمت کیسی ہوسکتی ہی
عام دنیاوی نظر سے بہی دیکہا جاوے تو نہایت اعلی درجہ کی قابل قدر
خدمت وہی شمار ہوتی ہے جو بلاخیال معاوضہ کے کی جاوے۔ ایسی صورت
مین مالک کو خود فکر پیدا ہوتی ہے کہ وہ کیا معاوضہ دیوے اگر کوئی معاوضہ
دیا جاوے اگر اوس کے لینے سے بہی خادم انکار کا اصرار کرے تو لاچار مخدوم
خادم کو خاص اپنا ہی بنا لیتا ہے اور جب خادم مخدوم کے ساتہہ ایک ہوگیا
تو پہر اوسکو کس امر کی پرواہ ہی۔ اس نشکام اُپاسنا یعنے عبادت بلاخیال

معاوضہ کا اپدیش اور کسی مذہب مین اسطرح پر نہین ہے جیسا کہ سناتن دہرم مین ہے اور اس اوپدیش کو ایسی وضاحت کے ساتہہ لکہا ہے کہ جسکی خوبصورتی کے ساتہہ کسی اور مذہب کا بیان برابری نہین کرسکتا۔ اس نشکام اُپاسنا کا حال سننے کا اگر کسی صاحب کو شوق ہو تو وہ سناتن دہرم کے کسی ودوان پنڈت سے جاکر سنئے۔ اس مختصر وقت مین کہان تک بیان ہوسکتا ہے۔ مین فقط مختصر روایت سناکر اس مد کو ختم کرتا ہون۔

سری رامائن مین کہتا ہے کہ جب سری رام چندر جی کو بن باس ہوا اور وہ جنگل مین جانے کے لیئے ندی کے کنارہ پر آئے تو ملاح نے بڑی بہگتی اور انکساری سے کشتی بڑہا کر انکو پار کیا جب دوسرے کنارہ پر سری رامچندر جی جا اُترے تو ملاح کو سری سیتا ماتا کی انگوٹہی اتار کر دینے لگے اور کہنے لگے کہ اگرچہ یہہ معاوضہ تہوڑا ہے لیکن ہمارے پاس اسوقت کیا ہے جو دیکین۔ ملاح نے ہاتہہ باندہکر کہا کہ رہنے بہگوان رہنے مہاراج۔ مین نے تجارت کے خیال سے آپکی سیوا نہین کی تجارت کرنی یعنی معاوضہ چاہنی کی اور بہت سی جگہین ہین مینے تو آپکے ساتہہ کوئی بیاپار نہین کیا کہ آپسے معاوضہ چاہون مین نے تو جو کچہہ کیا ہے نشکام سیوا کی ہے اگرچہ کوئی معاوضہ آپ اسکا دینا چاہتے ہین اور تجارت کرنا چاہتے ہین تو اسطرح کرین جسطرح کہ مین نے آپ کو اس ندی کے پار اُتارا ہے اسیطرح آپ مجہکو اس سنسار روپی سمندر یعنی بہوساگر سے صحیح سالم پار اُتار دیجئے۔

نہم۔ ایک خاص مذہب کا یہہ دعویٰ ہے کہ انکے یہان جو یہہ قول ہے کہ دوسرے کے ساتہہ ایسا سلوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ دوسرا تمہارے ساتہہ کرے۔ یہہ گولڈن رول

یعنی آب زر سے لکھنے کے قابل قاعدہ یا اصول دنیا کے کسی اور مذہب مین نہین ہے اور یہہ خاص ایک ہی مذہب کی میراث ہے اور انکی رہی خداوند نے اوسکو مذہبی یا آسمانی کتاب مین بیان کیا ہے - مین جرأت کے ساتھہ اس امر کا اظہار کرتا ہون کہ مذہب ہذا کے پیروان کو سناتن دہرم کا کچھہ بہی حال معلوم نہین ہے نہ اونہون نے اس معاملہ مین کبہی تحقیقات کی تکلیف گوارا کی ہے ورنہ اونکو ثابت ہوجاتا کہ اس قسم کے سنہری اصول بلکہ اس سے بڑہ کر ہیرون اور جواہرات مین جڑے جانے کے قابل اصول سناتن دہرم مین بہت سے ہین اور اتنی تحقیقات مختلف صفات کے متعلق کی گئی ہے کہ ابہی اوس تک پہونچنے کے لئے ایک بڑی محنت اور مطالعہ درکار ہوگا باوجودیکہ یورپ ہین - امریکن اور کرسچین ہونے کے جن اصحاب انصاف پسند نے اس سناتن دہرم کے مطالعہ مین اپنا وقت صرف کیا ہے وہ تسلیم کرتے ہین کہ سب سے اول یہہ اصول جسپر مذہب عیسوی کو ناز ہے سناتن دہرم ہی کے لٹریچر مین پایا جاتا ہے اور اسکے بعد دیگر مذہب مین منتقل ہوا -

سنسکرت شاستروں مین لکہا ہے یعنے سب دہرمون کا خلاصہ یہہ ہے اسکو سنکر ہمیشہ دل مین قایم رکہو کہ تم کو اورون کے ساتھہ وہ کام نہین کرنا چاہئے جو تم کو خود اپنی نسبت برا معلوم ہوتا ہے -

مہابہارت مین لکہا ہے کہ اصل دیکہنے والا یعنے آنکہین رکہنے والا جو اپنے موافق اورون کو دیکہتا ہے جو شخص سکہہ اور دکہہ کے متعلق غیرون کو ویسا سلوک دوسرے کے ساتھہ نہین کرنا چاہئے - وہی یوگی ہے پہر کہا ہے -

آدمی کو چاہئے کہ اگر دشمن بہی اپنے گہر آجاوے تو اوسکی خاطر تواضع کرے جیسے درخت اوس شخص کو بہی جو اوسے کاٹنا چاہتا ہے اپنے سایہ سے محروم نہین کرتا۔ غرض کہ ایسے سیکڑون اقوال سناتن دہرم کی پشتکون مین ملینگے جنسے مندرجہ بالا گولڈن رول۔ (جسپر غیر مذہب کو ناز ہے کہ فقط انکے مذہب مین پایا جاتا ہے) سے بڑہکر تعلیم پائی جاتی ہے۔

پس یہہ کسیطرح سے ممکن نہین ہے کہ اس ستاتن دہرم سے فضیلت مین بڑہکر کوئی اور دہرم دنیا کے پردہ پر مل سکے۔

دُہم۔ یہہ خاص فضیلت اسی دہرم مین موجود پائی جاتی ہے کہ جس صورت مین دیگر مذاہب کو سائنس اور علمی ترقی سے خوف ہے سناتن دہرم کو اسکی ترقی مین خوشی ہے۔ خلاف اس کے سناتن دہرم کو اگر خوف ہی تو جہالت اور تاریکی سے ہے۔

انتخاب متعلق مذہب قدیم آریا

از کتاب رومیش چندر دت باب چہارم صفحہ ۲۶

ہندو مذہب اگلے زمانے یعنے وید کے زمانہ مین صرف قدرت کے مظاہر کی پرستش تہی جس کی انتہا خالق قدرت تک پہونچتی تہی۔

رگ وید مین بیشتر نظم قدرتی مناظر کی مدح مین ہین۔ اور یہی دیوتا اونکی مرادات کے مرجع تہے۔

۱۔ اندر بارش کا دیوتا۔

۲ - ورونا انصاف کا دیوتا۔

۳۔ پوشن وشنو سورج کا دیوتا یا آسمان کا دیوتا

۴۔ اگنی آتش کا دیوتا۔

۵ - وایو۔ ہوا۔ طوفان کا دیوتا۔

۶ - یاما - یامی۔ صبح شام کا دیوتا -

۷۔ سرسوتی۔ دریا کا دیوتا۔

ان دیوتاؤن کی الگ الگ پرستش ہوتی تھی - اور بعض نمازون مین رگ وید کی یہہ بہی پایا جاتا ہے کہ یہہ سب دیوتا خدائی بزرگ کے قدرت کے آثار ہین

۱ - خدائے واحد نے جب اپنی خدائی پر نظر ڈالی تو اوسکے عکس سے آسمان و زمین ایکی شکل مین نمودار ہوے اور جب دور تک یہہ چیزین پہیل گئین تو اونکی حدین قایم ہوئین -

۲ - خالق کائنات سب سے بڑا ہے۔ اوس نے سب کو پیدا کیا - اور سب کو تہامے ہوے ہے۔ وہ سب سے برتر ہے اور سب کو دیکہتا ہے وہ ساتون رشی کی جگہہ سے بہی پرے ہے -

۳۔ اوسی نے سب کو حیات بخشی - وہی سب کا خالق ہے۔ وہ کائنات سے واقف ہے۔ وہ ایک ہے۔ اگرچہ اوس مین بہت سے دیوتاؤن کے نام داخل ہین۔ تمام ذی روح اوسکے جاننے کی خواہش رکہتے ہین۔ (رگ وید۔ دس - ۸۲)

از صفحہ ۱۵۳ - ہم نے دوسری جگہہ یہہ ظاہر کیا ہے کہ جس زمانہ مین بودہ مذہب

پہیلتا جاتا تہا اوس وقت ہندو مذہب مین بہی ایک قسم کا انقلاب پیدا ہوگیا تہا
آخر زمانہ کے بودہ مذہب کو دیکہکر ہندون نے اوس مذہب کی بت پرستی اپنے
ہان داخل کرلی تہی - یہہ بت پرستی قدیمی زمانہ مین نہ تہی - بودہ مذہب کی دیکہا
دیکہی ہندون نے کثرت سے شوالہ بناے - قدیم زمانہ مین ان لوگون مین
شوالہ نہ تہے - ہندون کے تیوہار بودہ سے کہین بڑہ گئے تہے - تیرتہہ جاترا
کا دستور جو خاص کر بودہ مذہب مین بادشاہ اسوکہا کے زمانہ سے جاری تہا
ہندون نے اوسکو اختیار کرلیا - اور ہندو معابد جابجا جاری ہوگئے اور لاکہون
مرد اور عورتین ہر سال وہان جاتی تہین مثل بودہ مذہب کے ہندون نے بہی اپنے یہان
تثلیث داخل کرلی تہی اور برہما بشنو شب کی پوجا کرنے لگے - اور قدیم زمانہ کے ہندو
مذہب مین تغیر عظیم پیدا ہوگیا - اسلئے ضرور ہوا - کہ وید کے زمانہ کے ہندو مذہب اور مابعد کے
زمانہ کے پران کے مذہب مین جو فرق پیدا ہوگیا وہ ظاہر کیا جاوے - ان دونون طریقون کے
اصول مین کم اختلاف ہوا دونون مین خدا کا وجود مسلم تہا اور دونون مین یہ روایت تہی
کہ تمام مخلوقات اوسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور بالآخر اوسی مین معدوم ہوجائیگی - دونون
جزا اور سزا کو تسلیم کرتے تہے - اس قسم کے اصول کی پابندی صرف پنڈتون مین تہی - اور
عام لوگ پابند ظاہری رسومات کے تہے -
وید کے زمانہ کے ہندو قدرتی ظہور کی پرستش کرتے تہے - اندر - ورنا - اگنی - سوریا وغیرہ معبود تہے
اور پران والے ہندو - برہما بشنو شیو کی پرستش کرتے تہے وید کے زمانہ کے ہندو اپنے گہرون مین
قربانیان کرتے تہے اور پرانے عہد کے ہندو بتون کی پرستش شوالون مین کرتے تہے اور جاترا کو
جاتے تہے اس انقلاب کے پیدا ہوجانے سے بودہ مذہب کو ہندو مذہب نے دبالیا -

اس نئی ہندو مذہب کی بنیاد اٹھارہ پران ہین جو بکرماجیت کی عہد سے اسلام کے عہد تک
تصنیف ہوتی رہے

بودھ مذہب کی ابتدائی فروغ کا باعث یہہ ہوا کہ آریا قوم کے لوگ سدرون کی میل جول
سے بچتے رہتے تہے اور بودھ مین ذات کی پابندی کچھہ نہ تہی اور عوام الناس کی طبیعت کے موافق
بت پرستی - جاترا - اور معابد - اور میلہ دہوم دہام سے جاری ہو گئی تہے اسلئے بودھ مذہب ہند کا
عام مذہب ہو گیا اور جب آریا قوم نے بودھ کی مراسم بت پرستی - جاترا - شوالہ بنانے اور میلہ قایم
کرکے اپنے یہان داخل کر لئے تو بودھ مذہب کا زوال ہو گیا - پرانون اور نئے دہرم شاستر انکو
مرکز قرار دینے کے لئے ویدکو رشیون کے نام سے منسوب کر دیا - نوٹ صفحہ ۱۵۷ -

نمبر ۵

پیرو میاشلو

ازٹیک قوم جسنے میکسکو فتح کیا ان میں خیال تہا کہ کوئی مالک تمام عالم کا ہے
وہ اپنی نماز اسکی طرف مخاطب ہو کر پڑہتے تہے اور اسکو حاضر ناظر غیر محسوس سمجہتے تہے
اور یہہ خیال کرتی تہی کہ وہ اکیلی ہے اور پاک ہے اور اسکی زیر سایہ ہم سب آسائش سے رہتے ہین
ان لوگون مین اور بہی کثرت سے معبود تہے جنکی حکومت عناصر اور موسم پر تہی اور انکا افسر رنج
میکسکو کا تہا - ۲۸ - تہوارون کی اس قوم مین کثرت تہی اور انسانکی قربانیان جاری تہی ۲۷
جسوقت اہل اسپین اس ملک مین آئی تو اس قوم کی کتابون سے تمام ملک معمور تہا - اس قوم کی
نقاشی اور دستکاری دیکہکر فاتح کو مسرت ہوئی تہی پہلا آرچ بشپ میکسکو دان جوان ڈی زمرگا
ہوا وحشی مثل عمر کی اپنا نام باقی رکہا کہ سب نقاشی اور کتابین جا بجا سے جمع کرکے ایک انبار بنایا اور
سب کو جلا کر خاک کر دیا ہم تمام قومین اور سب برداشت کر سکتے ہین مگر اپنے مذہب کی شکست انہدام

کی تحمل نہین ہوتی ہین۔ اہل سپین نی سب قسم کی ظلم اونپر کیے۔ اونکی بادشاہ کو گلیوٹین کی پہہری۔ اونکی وزرا کو بیرحمی سے قتل کیا
مگر اونکی عبادت گاہونکی بربادی نی اونکی دلپر بڑا اثر کیا اور پہر بغاوت کی سامان ہوی۔ ۴۔ ۲۰۳۔ اس قوم مین
نجوم کی بہت پابندی تہی جیسا کہ ایشیا کے اقوام مین تہی (۵۸)

انتخاب از تاریخ تہذیب انسان مصنفہ ریزل جلد ۲ مختلف صفحات از ۱۴۹ لغایت ۱۵۹

سوای اسکیمو۔ اتہابسکاس۔ کی باقی سب اہل امریکا سورج کی پرستش کرتی تہی جہان کاشتکاری تہی
وہان یہ پرستش تہی۔ اور بعض سورج سے اپنا نسب قایم کرتی تہی۔ اہل یورپ کی آنی سی قبل شمالی امریکا
کی قومین دایما سورج کی تعظیم کی وجہ سی آگ روشن رکہتی تہین۔ بڑی طوفان کا قصہ بہی امریکہ والونمین
رایج ہی۔ وہ قصہ اسطرح سی ہی کہ ایک او زیبل جسکو کردگار کہتے ہین اپنی بہن کے پاس کہڑا ہوا تہا
طوفان کے وقت اوسکی بہن اوس سے جدا ہوگئی اور ایک پہاڑ پر چڑہ گئی تا کہ
وہان سے اوس کہمبے کو تہامے رہے جسپر زمین ٹکی ہوئی ہی۔ اور بعض قومین بہائی بہن کی جدا ہونیکا
قصہ اسطرح ذکر کرتی ہین کہ بہن نے وہ گہاس کہالی جو منع تہی اور وہ کہاتی ہی برہنہ ہوگئی
اور بہاگ گئی۔

اہل امریکہ کی اقوال کی بموجب طوفان کی قصہ کی باتین سب پوری ہوئین۔ عقابون نی بادل دیکہکر
طوفان کی آنیکی خبر دی۔ فاختہ نی اول خالی زمین کا پتہ لگایا۔ ایک جگہہ انسان کا جوڑا پہاڑ پر بچ گیا۔ ایک
امریکن نی متنبہ ہوکر جہاز بنایا اور وہ سب پیاوس کا مورث بنگیا۔ پیاوس کہتی ہین کہ پیغمبر جو بچ گیا تہا۔
وہ ہمارا جد تہا۔

طوفان کا قصہ لنگانکن تا ہو رنیہ کورگ کا سب سی نرالا ہی۔ یہہ طوفان سزا کی طور پر تہا بوجہہ اسکی سانپ کی
بادشاہ کو قتل کیا تہا۔

اس کی قوم مین مشہور ہی کہ چار قسم کی بربادی انسانکی ہوی۔ پانی۔ آگ۔ طوفان۔ قحط۔

نمبر۴

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب موجودہ کی کتابون کی کیفیت

قدیم مذاہب دنیا کے جنکا سلسلہ اب باقی نہین رہا اونکی کتابین توکلیتاً ضائع ہوگئین اونکی خدا پرستی اور بت پرستی کے کچہ کچہ کتبہ کہنڈرونسے ملے ہین جس سے اونکے مذہب کا پتہ چلتا ہے۔ موجودہ مذاہب کی کتب سماوی بہ استثنا اہل اسلام کہ جو سب سے آخری مذہب اہل کتاب کا ہے دست برد زمانہ سے سب پامال ہوتی رہی ہین جو نسخے اب موجود ہین وہ مختلف زبانون مین ترجمہ ہونیکی وجہ سے کچہ کے کچہ ہوگئے ہین۔

مذہب اہل کتاب کا سلسلہ یہ ہے۔

۱۔ یہودی۔ توریت۔

۲۔ زردشتی۔ ژندواوستا۔

۳۔ عیسائی۔ انجیل۔

۴۔ مسلمان۔ قرآن۔

اسلامی مورخ حضرت موسیٰؑ کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے بارہ سو برس پہلے قرار دیتے ہین اور یورپین مورخ تیرہ سو اور پندرہ سو برس پہلے بتاتے ہین اور توریت موجودہ کی بابت کہتے ہین کہ ۳۹۸ برس قبل عیسیٰؑ کے عزیر پیغمبر نے ازسرنو ترتیب دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب عذرا نبی باب ۲ آیہ ۱۴ ۔) اوسنے پانچ دوسرے اشخاص کے ساتھ لکھ

توریت کی پہلی پانچ کتابون کو چالیس روز کے اندر لکھا۔ وہ کہتا ہی کہ جب یہودی بابل مین قید تھے تو اونکی مقدس کتابین جلادی گئین۔ اسکے بعد عذرا نے توریت کو لکھوا جانے کی مفصل کیفیت بیان کی ہے۔ (معرکہ مذہب و علم مصنفہ ڈریپر صفحہ ۱۲۱)

زردشتی مذہب کی کتاب ژندواوستا سکندر نے جب اصطخر مین آگ لگائی اوسوقت جل گئی اور ۲۲۶ء مین اردشیر نے ازسر نو مرتب کرایا۔ زردشت کا زمانہ اب محققین نے سات سو برس قبل عیسیٰؑ کے دریافت کیا ہو۔ اس حساب سے نوسو برس بعد زردشت کی یہ کتاب مرتب ہوئی عیسائی مذہب کی اصل کتاب توریت ہو اور حضرت عیسیٰؑ کے حواریون نے اونکی وفات کے بعد انجیل اونکے حالات کے متعلق بنائی۔ فارلانگ انجیل موجودہ کا زمانہ ۱۸۵ء ظاہر کرتے ہین مذہب اہل کتاب مین صرف اسلام کو یہ فخر حاصل ہو کہ اوسکی کتاب اپنی اصلی حالت مین اسوقت تک ہے۔

اسکے محفوظ رہنے کا اصلی سبب یہ ہو کہ یہ کتاب تیئیس سال کے عرصہ مین تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوی اور جو حصہ نازل ہوتا تھا تو بعد اختتام وحی اوسیوقت سنا دیا جاتا تھا اور وہ حفظ کیا جاتا تھا وحی کی کیفیت پیدا ہونیکے وقت مسلمانونکا ہجوم ہوجاتا تھا اور سبکو اوسکے سننے کا شوق ہوتا تھا وہ اوسیوقت سنکر حفظ کرلیتے تہے اور ہر مسلمان اوسکو دریافت کرتا تھا پھر ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تہے اور خود حضرت سے تصدیق کرتے تہے اور غیر مسلمانونکے سنانے مین وہ اچھی طرح سے یاد رکھتے تہے چونکہ قوم جاہل تھی اسلئے قوت حافظہ بڑھی ہوئی تھی۔ تھوڑے عرصہ بعد کاتب وحی مقرر ہونے لگے اور اسطرح ضبط تحریر مین آگیا حضرت کی وفات کے بعد دوسرے سال قرآن بہیئت خلیفہ اول کے عہد مین مرتب ہوگیا تھا خلیفہ ثالث کے عہد مین بوجہ اختلاف قرأت پھر لکھا گیا موجودہ قرآن خلیفہ ثالث کے عہد کا ہو مسلمان

قرآن کو عربی زبان مین پڑہنا اور حفظ کرنا باعث ثواب سمجہتے ہو اسلئے ترجمہ قرآن کی بجائے قرآن کے مستعمل نہین ہوئی اور اسوجہ سے اختلاف معنون مین نہین ہوا صرف ہندوستان مین دو ڈہائی سو برس سے ترجمہ حائل المتن کا رواج ہوا ہے۔

آریہ اور بودہ۔ دو بڑے مذہب موجودہ باقی رہے ہے۔

آریہ اپنی کتاب وید کی بابت یہہ ادعا نہین کرتے کہ کسی ایک بزرگ کے زمانہ مین یہہ مرتب ہوئی

مختلف رشیون نے وید کی نظم بنائی اور وہ بذریعہ حفظ یاد رہی۔ اوس کے چار حصون پر تقسیم ہونے کی وجہہ یہ ہے۔

کل نظم کو رگ وید کہتے ہین۔ اور تفریق کی یہ وجہہ ہوئی۔

اول جو نظم قربانی کے وقت پڑہتے تھے اونکو یکجا کرکے رگ وید کہنے لگے۔

دویم وہ نظم جو راگ مین گائی جاتی تہی اوسے سام وید موسوم کیا سویم جو خاص پوجاری کے قربانیون کے مقولے تھے اونکا نام یاجر وید رکہا۔

چہارم سب سے آخر اتہر وید ہے جو بعد کو تصنیف ہوا ہے۔

تفسیر وید

یہ بہت کثرت سے ہین اور اونکو برہمنا کہتے ہین۔ اور اسی دور مین راماین مہابہارت تصنیف ہوئی ہین۔

ویدانت

اور انہین ویدون سے ایک عجیب و غریب بحث استخراج کرکے۔ آتما پرم آتما (روح شخصی (نفس کائنات) کی تعریف اور تشریح شروع کی اور فلسفہ روحانیات کی

بنیاد پڑی - اسکانام اوپنشدر کہا اور اسی کے مقابل سانکھیہ کافلسفہ ہے جو سات سو برس قبل عیسی جاری ہوا - جو سوائے حس اور ادراک کچھ قبول نہ کرتا تھا۔ اور اسی بنیاد پر بودہ مذہب ہوا -

تفسیر اوپنشد

انکا نام پوران ہے اور انکی تعداد اٹھارہ ہے انکا زمانہ ۱۴۰۰ لغایت ۱۶۰۰ ہے وہی وید کے زمانہ کے دیوتا۔

(۱) اندرا - ورونا - (۲) اگنی سوریا

ایک کو خالق کر اوصاف پیدایش - پرورش اور وفات کو برہما - وشنو شیو - قرار دیا -

ہند و علم ادب اوپنشد اور سانکھیہ فلسفہ سے دو قدیم مذہب کیطرف رجعت ہونا پایا جاتا ہے - اوپنشد سے یزدان پرستی اور تصوف زردشتی کا تازہ ہوا جس کا سرمایہ وید مین تھا سانکھیہ فلسفی سے قدیم جینی مذہب کی تحریک ہوئی اور حس اور ادراک سی باہر جانا پسند نہ کیا اور اوسمین تقدس پیدا کیا پھر دونون بت پرستی مین آلودہ ہوے -

رگ وید کا زمانہ بقول دت ۱۴۰۰ سے ۲۰۰۰ برس کا ہے اور فارلانگ اپنی کتاب مذہب مین ۱۲۰۰ سے ۱۹۰۰ برس لکھتا ہے اور میکس میولر تصنیف کر زمانہ کو کہنا نڈ اعہد کہتے ہین اس کی مدت ہزار برس ق ع لکھتے ہین چونکہ سب مورخ آریہ کے متفرق ہونیکا زمانہ دو ہزار برس ق ع لکھتے ہین - اسلئے وید کا زمانہ پندرہ سو برس ق ع قرار پانا زیادہ مناسب ہے اور اوسکا زمانہ ضبط کتابت مین آنا ثابت نہین ہوتا - طریقہ کتابت ہند مین چھ سات سو برس قبل عیسیٰ کے جاری ہوا ہے - اب بدھ مذہب باقی رہا ہے اس مذہب کی کتاب تری پٹکا ہے یہ کتاب عہد اسوکا مین مرتب ہوئی اسکا زمانہ تیسری صدی ق ع ہے -

حصۂ دوم

نمبر ۵

بڑے بڑے مذاہب کی تقسیم بلحاظ عقیدت کے حصۂ ہو سکتی ہے۔

ایشیائی مذاہب کی تفصیل پہلے ہو چکی ہے - مگر عقیدت کے لحاظ سے انکی تفریق موجودہ حالت مین کرنا بہت دشوار ہے - کیونکہ ہر بڑے مذہب مین بوجہ امتداد زمانہ اصول مین رائین مختلف ہو جاتی ہین اور فروع بہت سے اضافہ ہو جاتے ہین اس سبب سے فرقے متعدد ہو جاتے ہین اور اعتقادات فرقون مین منتشر ہو جاتے ہین - اور اجتماع ضدین کا ہو جاتا ہے اسلئے معتقدات متحد نہین ہو سکتے - اور نہ کوئی تقسیم صحیح ہو سکتی ہے -

میکس میولر جو بڑے محقق مذاہب کے خیال کئے جاتے ہین اونھون نے مذاہب کی تین قسمین قرار دی ہین - انکی تقسیم یہہ ہے -

۱ - مذہب وحدانیت

۲ - مذہب تقابل -

۳ - مذہب تعدد معبود

اس تقسیم کے ساتھہ ہر قسم کے لئے جداگانہ تعریفات ہونے ضرور ہین تاکہ اس سے ہر ایک کا اندازہ ہو سکے محض نام رکھدینا کافی نہین ہے -

مثلاً عیسائی مذہب کے رہبر کے اقوال مین توحید نہایت صاف اور

وضاحت کے ساتھہ ہے - مگر بعد کو تثلیث جائز کرکے توحید کی توسیع
کی گئی ہے - اور ایسی توسیع دیگر مذاہب وحدانیت مین پائی نہین جاتی -
پس کسطرحسے وحدانیت کا لفظ اون دونون پر صادق آئیگا توحید بہی ہے
اور توسیع بہی ہے -

مذہب تقابل جسکا نام رکہا ہے اوس سے صرف ایک ہی مذہب
زردشتی مراد ہوسکتا ہے - اور حقیقت مین اوس مذہب مین بہی تقابل
نہین ہے - یزدان - اہرمن - جنکے تقابل سے تاویل کیجاتی ہے یہ
رموز ہین اور انکے تشریح حصہ اول مین ہوچکی ہے - واقعی تقابل کچہہ بہی نہین ہے
اسلئے یہ تعریف کسی پر صادق نہین آسکتی -

یہی نقص تیسری قسم تعدد معبود مین ہے - زردشتی مذہب مین رب النوع
معین مین جو ایک سے زائد ہین - اور ان رب النوع کی تعظیم وتکریم اور
عبادت ہوتی ہے - اور اس مذہب مین خالص وحدانیت ہے -
تو یہ مذہب نہ وحدانیت مین داخل ہوسکتا ہے اور نہ خارج ہوسکتا ہے -

میرے نزدیک مذاہب کی حقیقت معلوم کرنیکے غرض سے سیدہی
سادہی تقسیم خداپرستی اور بت پرستی کے مناسب ہے -

نمبر ٦

خدا پرستی کیا ہے ۔ اور اُسکا نشو ونما کیسے ہوا ۔

خدا پرستی کے لفظی معنے خدا کا پوجنا یا خدا کی عبادت کرنا ہے ۔ اور اصطلاحی معنے تمام نظام مذہب اہل کتاب ہے ۔ مگر اس مضمون مین حقیقت خدا پرستی اور نظام خدا پرستی دونون پر بحث ہے ۔ اسلئے محض معنے ظاہر کرنا ٹھیک نہین ہے حقیقت خدا پرستی کا انکشاف انسان کی قدرت سے باہر ہے ۔ اور اُسکی ظاہری صورت بہی انسان پورے طور سے یہہ نہین بتلا سکتا ہے کہ وہ انسانی معاشرت مین کب داخل ہوئے ۔ کیسے داخل ہوئے ۔ کیون داخل ہوئے تاہم یہہ امور ایسے ہین کہ انپر بحث کرنے سے کچہہ نہ کچہہ حقیقت پر روشنی پڑتی ہے اور خدا پرستی کی ماہیت کہلتی ہے ۔ اسلئے اُسنے آغاز مطلب کیا جاتا ہے ۔ جب سے انسان کی تمدنی حالت کا خاکہ پڑا ہے اوسیوقت سے برابر خدا پرستی انسان مین موجود ہے ۔ اور جان و مال سے زیادہ عزیز رہی ہے بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ انسان جان ۔ اور مال کو اُسپر فدا کرتا رہا ہے اور سب سے افضل اسکا درجہ تمدن مین رہا ہے ۔ اگر کوئی انسان اسمین چون وچرا کرے اور وجوہ دریافت کرے کہ کیون جان و مال اسپر فدا کرتے ہین ۔ اور کیون عزیز ہے ۔ اور کیا باعث افضلیت کا ہے ۔ تو کوئی قابل اطمینان جواب عقلی نہ ملیگا ۔ اور روحانی اسباب بہت ظاہر کئے جائینگے مگر زمانہ اونکو نہ قبول کریگا ۔ اگر یہہ سوال کیا جائے کہ خدا پرستے سے کوئی ظاہری نفع پہنچتا ہے اسکا جواب سوائی نفی کے کچہہ نہوگا ۔ اگر کچہہ بتلائینگے تو یہہ بتلائینگے کہ مصیبت اور آفت مین جب انسان مبتلا ہوتا ہے

اور ظاہری اسباب نجات کے نظر نہین آتے تو اس سے دلکا سکون اور
اطمینان ہوتا ہے - اگر یہہ پوچھا جائے کہ خدا پرستی کیسے انسان مین آئی -
ایا حس وادراک سے دریافت ہوئی یا کسی دوسر ذریعہ سے تو جواب یہی ہوگا
کہ خدا حس و ادراک سے باہر ہے - رسول اور الہام اسکا ذریعہ ہے -
پھر رسول کی صحت کا ثبوت دریافت کیا جائے تو جواب یہی ہوگا کہ جس نے
انسان کو پیدا کیا - اوسنے انسان کی ہدایت کے لئے رسول بھیجا - مگر یہہ
خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے - یا کہ مصنوعی - اور فرضی ہے - اسکا امتیاز کیسے ہو
اسکا جواب مسکت نہ ملیگا -
بالآخر جب یہہ سوال کیا جائے کہ جسکی عبادت کرتے ہو اوسکی تعریف تو بیان کرو
تو آخر مذہب (اسلام) کے حوالہ سے تعریف یہ ہوگی -

واحد است - نہ بعدد
قادر است - نہ بجد روح وجان
گویا است - نہ بزبان
شنوا است - نہ بگوش
بینا است - نہ بچشم
عالم است نہ باستدلال
رازق است - نہ باحتیاج
مختار است - در ایجاد
حکیم است - در افعال

ازلی است۔ کہ ابتدا ندارد

ابدی است۔ کہ انتہا ندارد

لاشریک لہ۔ ولاملک الا الله۔ موصوف است بہ صفات۔

کمال۔ منزہ از نقصان۔ جسم۔ جوہر۔ عرض۔ کل۔ بعضے۔

نیست صورت۔ حیثیت۔ کیفیت۔ ہائے ہیئت ندارد و از اصل و فرع

منزہ است۔

بر خلق انچہ محتاج اند۔ او محتاج نیست بر ہیچ وجہ۔ بہ چیزے نماند۔ و نہ چیزے

بوے ماند۔ (فتاوای معدن العلوم)

اسکے بعد اگر یہہ سوال کیا جائے کہ یہ سب کچھ سہی کہ۔

۱۔ تمہارے پاس پرانا ذخیرہ چلا آتا ہے اور ہر قوم مین پایا جاتا ہے

اسلئے یہ قدیم دستور قابل تسلیم ہے۔

۲۔ اور قدیم ہونیکی وجہ سے افضل بہی مان لین۔

۳۔ اور موروثی ہونیکی سبب سے یہ بزرگون کی یادگار ہے۔ اسلئے عزیز سمجھین

۴۔ اور جان سے زیادہ اس باعث قدر کرین کہ یہ بے نظیر جوہر قوم مین باقی رہے۔

۵۔ اور چونکہ یہہ موروثی دستور ہے اسلئے بیشک قابل استدلال سمجھین۔

۶۔ اور گو ظاہری نفع نہین ہے مگر یہہ نفع سب سے زیادہ ہے کہ مصیبت کیوقت

اس سے سکون اور اطمینان ہوتا ہے

۷۔ اور یہہ بہی مانا کہ جسکی تم پرستش کرتے ہو وہ لاثانی ہے۔

۸۔ یہہ تو بتلائے کہ ایسے نامعلوم قدرت کے لئے تنہا رہنا کا قول کیسے قبول کیا

اب ثبوت اسکا سنئے اور اسپر بلا تعصب غور کیجئے -

۱ - مذہب حقیقت مین ایک قانون قدرت ہے جو بنا بنایا انسان کے دل مین انسان نے دخل کیا - اور باوصف ان مشکلات کے جو اوپر مذکور ہوئین انسان نے قبول کیا - وحشی - نیم مہذب - مہذب سب اسکے قبول کرنے والے ہین - کیا یہہ ثبوت اسکا نہین ہے کہ نوع انسانی مین اس قسم کی قبولیت کا خاص مادہ ہے اور اسلئے انسان نے قبول کیا - اور ہزارہا برس سے برابر جاری ہے -

۲ - یہہ مسلم ہے کہ مذہب ایک منقول ہے - اور تاریخ سے یہہ ثابت ہے کہ بروقت شیوع مذہب جدید کے انسان کی اخلاقی اور روحانی حالت خراب رہی ہے - اور مذہب کا شایع کرنیوالا شخص واحد ہوا ہے تو ایسی حالت مخالفت مین وہ جماعت کے سامنے کھڑا ہوا اور سعی کرتا رہا بالاخر اوسکا قول جماعت نے قبول کیا تو ایسے شخص مین کیا ایک خاص مادہ کا وجود نہ تسلیم کیا جائے گا -

۳ - مذہب کے رہنماؤن کی زندگی کے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسی خاص کام کے لئے پیدا ہوئے تھے اور تمام عمر یہی ایک کام کیا اس سبب سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ اُنمین خاص مادہ مذہبی تھا -

۴ - صداقت جب پاک دل سے نکلتی ہے وہ ضرور مخالفون کے دلون کو نرم کرتی ہے اور مقبول ہوتی ہے -

۵ - جسطرح دوا کی خوبی ازالۂ مرض سے ثابت ہوتی ہے - اسیطرح رہنما کی صحت

اوسکے قول کی تاثیر اور اصلاح سے ثابت ہوتی ہے۔
۶۔ مذہب بلامعاوضہ ضرور ہے۔ اور یہی اوسکے فطرتی ہونیکی دلیل ہے
۷۔ مذہب کی صحت کا ثبوت رہنما ہے۔ رہنما کی صحت کا ثبوت اوسکے
عادات اور افعال ہین اور انکی تاثیر اور نتیجہ ہے۔
ان امور پر غور کرنے سے خداپرستی کی اصلیت ظاہر ہوتی ہے۔ اور بذریعہ
رہنما کے اوسکا شائع ہونا پایا جاتا ہے۔
اور چونکہ رہنما ایسے خاص کام کے لئے مخلوق ہوا تھا اور عام مخلوق مین بھی
اوسکی فطرت تھی اسلئے خداپرستی شائع ہوئی۔
نظام خداپرستی کے ارکان۔ توحید۔ رسالت۔ اوامر۔ نواہی۔ جزائین
توحید مرکز مبدا اور معاد کا ہے۔ اور مبدا۔ معاد۔ آغاز اور انجام مخلوق کا ہے
اور رسالت ایک قدرتی مشعل ہے جو مبدا اور معاد کی تاریکی دور کرتی ہی
اور اسکا نورانی جلوہ دکھاتی ہے یہی نور وظلمت اوامر اور نواہی ہین جنسے
مبدا اور معاد کا سلسلہ قائیم ہوتا ہے۔
مبدا۔ معاد۔ کی تلاش اور تحقیقات کا مادہ ہر انسان مین ہے۔ جب کوئی
شئے سامنے آتی ہے تو پہلے تحریک یہہ ہوتی ہے کہ یہہ کیا ہے۔
جس سے مقصد آغاز اور انجام کے سمجھنے کا ہوتا ہے۔
اسکا سمجھنا انسان کی سعی پر منحصر ہے۔ اوسنے سعی کی تو اسکو علم ہوا ورنہ
جہل کا پردہ پڑا رہا۔
اسے مبدا۔ معاد۔

نور - ظلمت

علم - جہل -

کی رہبری کے لئے رسول متواتر آئے - جب جہل زیادہ ہوگیا اور دنیا تاریک
ہونے لگی - اسوقت قدرتی مشعل نمودار ہوئی - اس قدرتی مشعل کی صداقت آگے آنا
یہی ہین کہ اگلے بتلا گئے ہین کہ جب جہل پہیلیگا قدرتی مشعل ظاہر ہوگی -

دنیا مین چار سلسلہ بڑے مذاہب کے ہین -

۱ - مذہب اہل کتاب جسکے پیرو یہود - عیسائی - مسلمان ہین -
۲ - مذہب زردشتی جسمین زردشت اور اس سے قبل کے جو رہنما گذری ہین
داخل ہین -

۳ - مذہب بودہ - گوتم اور جینی مذہب کے بودہ -
۴ - آریہ - اس مین سلسلہ رہنماؤن کا نہین ہے - مگر اس مذہب کا اصل مخرج
ایرانی یعنی زردشتی مذہب یا بودہ مذہب فرض کیا جائے تو صرف تین
سلسلہ باقی رہتے ہین -

ان سلسلون کے تاریخی واقعات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ ایک ہی وقت مین
ایک سلسلہ کے علاوہ کسی دوسرے سلسلہ مین رہنما ہوا ہو - نتیجہ یہہ کہ دو
مختلف رہنما صادق ایک وقت مین کہین نہین ہوئے تا کہ ترجیح کی ضرورت
پڑے - اور بنی آدم مین نزاع پیدا ہو یہہ ایک صورت قانون قاعدہ کی معلوم
ہوتی ہے -

دوسرا امر قابل لحاظ یہہ ہے کہ ان سلسلون مین جب کوئی رہنما ظاہر ہوا تو اوسنے دوسرے سلسلہ

یا اپنے سلسلہ کی ابتری مذہب کی ظاہر کی اور اسمین اصلاح کی ۔ رہنماے مذہب کی ذات پر اعتراض نہین کیا ۔ اس سے بہی قانون قدرت اور رہنما کی صداقت ضمناً ثابت ہوتی ہے ۔ اب ان سلسلون کے حالات بیان کئے جاتے ہین جس سے یہہ ثابت ہو کہ ان سب مین جدا جدا اسباب خدا پرستی کے ہین یا نہین ۔

اول سلسلہ مذہب اہل کتاب کا ہے ۔ اسمین تین مذہب یہود ۔ عیسائی ۔ اور اہل اسلام ہین ۔ اور ان تینون مین امور مشترک یہہ پائے جاتے ہین ۔

۱ ۔ توحید

۲ ۔ تسلسل رسالت اور کلام الٰہی ۔

۳ ۔ اوامر ۔ نواہی ۔ جزا ۔ سزا ۔ اول اور آخر مین تینون امور اپنی اپنی حالت مین موجود ہین دویم کے مقلدین نے توحید کے تین جز قرار دئے ہین ۔ باپ بیٹا ۔ روح القدس ۔ اسلئے توحید مین تجزی پیدا ہو گئی اور خالق ۔ مخلوق کے تعلقات ایک دوسرے مین غائب ہو گئے ۔ مگر خود بانی مذہب نے تثلیث کا وعظ نہین کہا ۔ اسلئے تینون مذہب کی تینون ارکان ایک سے ظاہر ہوتے ہین ۔ جو کچہہ فرق ہے وہ تفسیر مین ہے ۔ اور بعض مین اضافہ بہی ہوا ہے ۔ ان تینون مذہبون مین جو نظام ہے وہ انسان یا رسول کے حس وادراک کا پیدا کیا ہوا نہین ہے یہہ وجدانی کیفیت سے ظاہر ہوا ہے ۔ اور رسول نے اپنے منصب رسالت کی وجدانی کیفیت سے تصدیق کی ہے اور خالق کا وجود بہی وجدان اور فیضان سے ظاہر کیا ہے

سوائے توحید۔ رسالت۔ اوامر۔ نواہی۔ کے ایک تیسری صورت تصدیق باہمی کی ہے یعنی رسول مقدم نے اپنے بعد کے آنے والے رسول کی خبر دی ہے اس سلسلہ سے جداگانہ دوسرا سلسلہ مذہب وحدانیت زردشتی کا ہے۔ اوسمین بھی توحید۔ رسالت۔ شریعت نیک و بد و جزا سزا ہے۔ اور تینون ارکان بھی وجدانی کیفیت سے ظاہر ہوتے ہین۔ مگر اس مذہب مین خدا اور رسول کے درمیان کا واسطہ ملائکہ یا رب النوع کا ہے جو پہلے سلسلہ مذہب وحدانیت سے زائد ہے۔ زردشت کے الہامون سے معلوم ہوتا ہے کہ زردشت سے رب النوع آگ۔ پانی۔ ہوا۔ وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ اور انھون نے اپنی اپنی جنس کا محافظ اوسے بنایا۔ گویا روحانی۔ اور طبیعی۔ دونون سلسلہ کا حکمران ہوا۔ زردشت کی عبادت کے طریقہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رب النوع کو واسطہ اپنے اور خدا کے درمیان قرار دیتا ہے۔ زردشت اپنی عبادت کے پہونچانے کا واسطہ رب النوع کے ذریعہ سے کہتا ہے۔ اور خاصکر آگ قبلۂ نماز قرار دیتا ہے۔ اوس سے التجا کرتا ہے کہ میری عبادت خدا تک پہونچادے۔

اور رفتہ رفتہ اس مذہب مین آگ کو معبودیت کا درجہ حاصل ہوگیا علاوہ آگ کے سیارے بھی قبلہ نمائنبائے جاتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ توحید کی صورت اس مذہب مین بالکل بدل گئی۔ خدا کی عبادت واسطہ سے ہوتی تھی اور بالاخر وہی واسطہ معبود بن گئی یعنی آتش پرستی۔ کواکب پرستی۔ جاری ہوگئی زردشتی مین پورا سلسلہ رسالت کا ثابت نہین ہوتا ہے۔

مگر مذہب کی قدامت سے یہہ پایا جاتا ہے کہ آخرزر دشت جو عہد گستاسپ مین ہوا - اور جسکا زمانہ سات سو برس قبل حضرت عیسی کے قرار پایا ہے اوسکے عقائد مذہبی قدیم سے چلے آتے تھے - اور بعض مورخون کی راے ہے کہ پہلے بھی اسی نام کے پیغمبر ہوے ہین - اِس آخر زردشت نے یہہ بیان کیا ہے کہ مین واسطے تازہ کرنے مذہب مہ آباد کے آیا ہون -

دو اور بڑے مذہب دنیا کے آریہ - اور بودہ - باقی رہے -

انہین دیکھنا ہے کہ خدا پرستی کی کیا صورت ہے -

آریہ مذہب مین توحید کا تذکرہ قریب قریب مذہب وحدانیت کے ہے - ایک مسلمان مورخ ابوریحان بیرونی ہنود کی بابت یہہ لکھتا ہے اہل علم اوس ذات کو خدا کہتے ہین جو ازلی ہے - ابدی ہے - اپنے فعل کا خود مختار ہے - قادر ہے - حکیم ہے - خالق ہے - حی ہے - یکتا ہے عالم کا انتظام اوسی کے ہاتھہ مین ہے اوسکے ملک مین کوئی اوسکا شریک نہین نہ کوئی اوسکا مخالف ہے - نہ ہمسر ہے - نہ وہ کسی کے مشابہ ہے - نہ اوسکو کوئی مشابہ ہے - چنانچہ اِسکی تصدیق کتاب پاتنچل سے ہوتی ہے - یہ ذکر توحید کا الہامی ذریعہ سے نہین ہے - اِس مذہب کی اصل کتاب ویدھی - وید کسی ایک رہنما کا کلام نہین ہے - اوس مین مختلف رشیون (علماے مقدس) کے اقوال ہین - شریعت اس قوم کی شاستر ہے - وہ بھی دیگر بزرگون کی تصنیف ہے -

کرشن جو اس قوم کے رہنما ہین وہ کسی شریعت کے بانی نہین ہین اونھون نے

گیتا مین حقیقت کے رموز اور معارف بیان کئے ہین وہ دنیاوی زندگی کے لیے کار آمد نہین۔

۱۸۹۶ء مین بمقام لاہور جو جلسہ مختلف مذاہب کا ہوا تہا اُسوقت پنڈت گوپی ناتہ صاحب سکرٹری سناتہن دہرم نے اپنی لکچر مین آریہ مذہب کی بابت یہہ بیان کیا تہا۔ سناتہن دہرم مین یہہ عجیب خصوصیت ہے جو دنیا کے کسی اور مذہب مین نہین ہے کہ یہہ مذہب کسی شخص یا پیغمبر کے نام پر نہین چلا ہے۔ اس مذہب مین خدا پرستی کا اعتقاد پایا جاتا ہے۔ مگر یہہ ثابت نہین ہوتا کہ رسول کے ذریعہ سے یہ اعتقاد قایم ہوا اور نہ یہہ خدا کا مقام ہے۔ اور نہ قبلہ نما رہے۔ بوجہ آرین ہونے کے یہہ مذہب زردشتی مین داخل ہونا چاہیئے۔ یا بودہ کے سلسلہ مین آنا چاہیئے جداگانہ سلسلہ اس مین ثابت نہین ہوتا۔

بودہ مذہب مین ظاہرا خدا پرستی نہین ہے۔ یہانتک کہ خدا کا نام تک نہین ہے مگر باطناً اس مذہب کا اصول ہمہ اوست کا ہے چونکہ انسانی عقل نامعلوم قدرت کا احاطہ نہین کر سکتی۔ اسلیئے بظاہر خدا کی بحث مذہب سے خارج کی۔ نروان جو اصل مدعا اور غایئت اس مذہب کی ہے وہ بہشت ہی اور اصل مقصود خدا ہے۔ اور تصور و اعمال نیک ذریعہ نروان کا ہے۔ اور تناسخ دوزخ ہی تناسخ۔ اعمال نیک۔ نروان (بہشت یا نجات ابدی) کا جب تک کوئی مرکز یا محور نہ قرار دیا جائے تو کوئی مدعا نہین نکل سکتا اسلیئے گوتم نے وہ مرکز بودہ یا عقل کل کا بتلایا ہے جو حقیقت مین خدا ہے۔

اگر بودہ کو جدا ظاہر کرتا تو اُسکا ثابت کرنا مشکل ہوتا اسلیئے اپنے آپ سے

اوسے نسبت دی - اور انالحق کا ادعا کیا - اس مذہب مین توحید معدوم رسالت ندارد - ان دونون کا ادعا گوتم نے خود کیا - تیسرے شریعت ضروری ہے اور اسکا گوتم بانی ہے - البتہ گوتم نے پہلے جین کے تین بودھون کی تصدیق کی ہے - سلسلہ مذہب اہل کتاب سے اس تصدیق مین بہی اختلاف ہے اوس مین پہلے رسول آیندہ رسول کی خبر دیتے رہے ہین - گوتم نے پہلون کی تصدیق کی ہے -

ایک علیحدہ شاخ مذہب خدا پرستی کی اہل تصوف کا فرقہ ہے - یہہ جداگانہ مذہب نہین ہے - اسکا پتہ نشان سب بڑے بڑے مذہبون مین پایا جاتا ہے اس فرقہ کے حالات مفصل ہم آیندہ لکھین گے - یہہ مقدس گروہ ایسا بے تعصب ہے کہ اسکی نظیر دنیا مین نہین - ابتداً صوفی اپنے سلسلہ کے مذہب کی سخت پابندی کرتا ہے اخلاقی حالت کی اصلاح کمال کو پہونچاتا ہے خواہشات نفسانی کا بے انتہا ضبط کرتا ہے - تصور اور مراقبہ سے وجدانی حالت کو ترقی دیتا ہے - بے خودی طاری ہوتی ہے اور جب خواہشات نفسانی معدوم ہو گئین تو ایک ہی شئی پر اوسکا مرکز خیال ہوتا ہے اوسمین محو ہوتا ہے وہی بے اختیار حالت سکر اور ذوق مین زبان سے نکلتا ہے دنیا مین بہی ایک فرقہ عملاً اپنے وجود کے تصور کو مٹاتا ہے اور جو باقی رہتا ہے وہ دوسرے کا دہیان ہے - اور یہی بنیاد وحدت الوجود کی ہے اور رسول کے بعد یہہ گروہ حقیقت کا ماہر ہے -

خدا پرستی کے نظام کے تین سلسلہ ہوے - اول اہل کتاب - دویم

زردشت جسمین آریہ ہند داخل ہین۔ سویم بودہ۔
چوتھا فرقہ اہل تصوف وہ تینون سلسلونکا ضمیمہ ہے۔
ان جملہ سلسلون پر غور کرنے سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نظام مذاہب خدا پرستی محض واہمہ اور تخیل ہستی ہے۔ نوع انسان مین اسکا عام مادہ ہے اور چند اشخاص مین خاص مادہ ہے جسکی وجہہ سے مذہب شائع ہوا۔ اور مخلوق کو فائدہ پہونچا۔

نمبر ۷

بت پرستی کیا ہے اور اسکا نشو و نما کیسے ہوا

بت پرستی ایسا عام مشہور لفظ ہے کہ اسکی تعریف کی چندان ضرورت نہین جسکی احتیاج ہے وہ اُسکی ماہیت اور حقیقت کی بابت ہے۔ تاہم سرسری طور سے اسکی تعریف کرنے سے حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

لفظ بت ایک دوسری شئے کے نقشہ یا مجسمہ کا نام ہے جو انسان کے خیال کا مرکز اصل شئی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سب سے قدیم بت پرستی کا آغاز کواکب پرستی سے ہونا پایا جاتا ہے۔ مصر۔ کلدانیہ۔ ایران۔ ہندمین کواکب پرستی کا سب سے مقدم پتہ چلتا ہے۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری تاثیرات۔ گرمی سردی۔ نشوونما زراعت۔ اور رنگ آمیزی معدنیات۔ نباتات حیوانات سے نظام علوی (یعنی آسمانی) اور نظام سفلی (یعنی زمینی) کا باہم متاثر ہونا ثابت ہوا اس طبیعی تاثیرات سے دونون نظام روحانی کے تعلقات استنباط کر لئے۔ ایک طرف علم نجوم گردش کواکب کے اثر سے قائم ہوا۔ دوسری طرف کواکب کی پرستش اونکی تاثیر روکنے یا دفع کرنے کے لئے شروع کر دی۔ اور اس پرستش کا نام تسخیر رکھا۔ مضمون ذیل کتاب سر مکتوم تصنیف احمد رازی کا انتخاب موید اس خیال کا ہے۔

بدانکہ طلسم علمی است بر چگونگی آمیختن قوای فاعلیہ سماویہ بہ قوائے منفعلہ عنصریہ بواسطہ توانا شدن بر اظہار مخالف عادات یا منع آمدن موافق عادات و اثبات قوای فاعلیہ سماویہ بدیہی است۔ در عالم عنصری حوادث است

وحدوث امرے بے وجود۔ سبب وعلت ممکن نیست۔ حکایت میکنند که شخصے درایامے چہل و دو شبانہ روز برج شمس قیام داشت۔ میخواست که نفس خود را قریب شمس گرداند شمس را در خواب دید او میگفت۔ ان اللہ غنی عنک وعن غیرک فلا تعذب نفسک۔

بدانکہ مذہب صابئہ اینست کہ این کواکب زندہ وفاعل وقادر اند۔ ابن وحشیہ میگوید کہ صاحب اربعین را لازم است کہ در ہر صبح اربعین ملح شمس وعطارد بگوید و برایشان تواضع بکند۔ و بوئی خوش کہ لائق ایشان باشد بکار برد۔ و در خدمت ایشان جزع فزع بکند۔ و در تحصیل مقصود از ایشان استعانت طلبد وامام میگوید کہ این منصب تمام میشود مگر تدقیق فکر۔

دویم۔ در روح این کواکب بتعین۔ شناختن صور برائے ارواح فلکیہ و در برابر خود گذاشتن ہمہ منصوب باو شود۔ و روحش باو تعلق گیرد۔ بعد ازان خیال تابع او شود۔ و وہم بطرف او رود و قوی شدہ اثر کند۔ چہ قوی ہر گاہ متطابق شوند بر فعل اقوی میگردند۔

در زمان پیشین بواسطہ ہر غرض و ہر مطلبے مثل حب۔ بغض صحت۔ نحوست سعادت۔ اصنام کواکب را ساختہ بعبادت ایشان مشغول میشدند و دیدہ بر ابصار تماثیل میدوختہ اند۔ و زبان ہائے خود را بہ قرات رسمے کہ مشتمل بہ صفات این تماثیل و تاثیرات ایشان جاری مینمودند۔ سبب آن کہ از ذکر شئی شئی دوبارہ مفہوم میگردد۔ چہ انسان اکثر اوقات بہ زبان میراند مگر وقتی کہ معنے آن شئے در قلب او باشد پس ہر گاہ ازان شئی تعبیر کند۔

صورت بسمع اورسیدہ بنفس فہم یعنی این کلمات میکند۔

اصحاب طلسمات اتفاق کردند کہ ہرصورت کہ درعالم سفلی است نظر او در فلک بیباشد۔ صورت سفلیات مطیع صور علویہ اند تیکلوساہ میگوید کہ از ان کہ در طاعات ۔ قربانیات مواظبت نمودم از ہیاکل کواکب امور بسیار در خواب من روئے داد۔

ان سب مضامین سے ایشار کی کواکب پرستی کی کچھہ کچھہ حقیقت کھلتی ہے تسخیر کی تلاش یوروپین مورخون نے کواکب پرستی مین نہین کی مگر تاثیرات کواکب اور انکا ذی روح ہونا ایشای اقوال کے بموجب ظاہر کیا ہے۔

تاریخ امارس سے چند انتخابات کواکب پرستی کے متعلق یہان درج کئے جاتے ہین۔

نجوم کا احیا و بابل سے ہوا۔

کواکب پرستی کی بابت یہہ خیال ہے کہ ستارے جاندار اور ذی عقل ہین۔ بعضون کا خیال ہے کہ ان مین دیوتاؤنکا مسکن ہے یہہ خیال تمام مشرقی اقوام مین پہیلا ہوا تہا۔

تاثیرات اور گردش فلکی سے یہہ خیال ہوا کہ ستارون کا اثر دنیا پر ہے اور اس سبب سے انکی تعظیم اور عبادت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ یہی ستارے قدیم زمانہ مین شخصی نام سے منسوب ہوئے۔

مثل زحل۔ مریخ۔ عطارد۔ وغیرہ۔

چونکہ یہہ ستارے نظر سے غائب ہوجاتے تہے اسلئے انکی جگہ انکی ہیکلین قائم کی گئین

اور ان ہیاکل کی ویسی ہی عادات ہونے لگے جیسا کہ اصلی ستارون کی ہوتے تھے۔ مسٹر برڈوڈ کا خیال ہے کہ یہہ آغاز صابے مذہب کی پرستش اصنام کا ہے۔ اور تمام قدیمی اقوام اسمین آلودہ تھے۔

سانپ کی نسبت خیال ہے کہ یہہ سورج کا مصرکہ ہے۔

قدیم زمانہ مین یہہ خیال تھا کہ تمام خلا روحانیات سے بھرا ہوا ہے۔

مصر۔ ہند۔ کی بابتہ خیال ہے کہ بابل سے بت پرستی انمین جاری ہوئی۔ اہل مصر۔ اہل ہند کا طریقہ پرستش یکسان ہے۔

کلدانیہ سے مذہب صبائی جاری ہوا۔ یہی تمام دنیا کی کواکب پرستی کا مخزن ہے اور وہان سے تمام دنیا مین کواکب پرستی پھیلی۔ یہان تک پیرو۔ میکسکو مین بھی پھیلی۔

ہند کے معبد مثل صابے مذہب کے تھے۔

ان تمام تذکرون سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلدانیہ کواکب پرستی کا مرکز ہے اور وہان سے مصر۔ ہند۔ مین پھیلی۔ فلسفہ کواکب پرستی کا یہہ ہے کہ ستارہ ذی روح اور ذی عقل ہین اور انمین تاثیرات نیک و بد کی ہین۔ اور انکی تاثیرات کے خیال سے اُنکے نام رکھے گئے اور گردش فلکی پر انحصار تاثیرات کا قرار دیا گیا سوائے کواکب پرستی کے صابے مذہب مین خداپرستی بھی تھی اور وہ مذہب اہل کتاب کا تھا۔ خطبات احمدیہ صفحہ ۲۲۳ کا انتخاب یہان درج کیا جاتا ہے جس سے اس مذہب کی حالت ظاہر ہوگی۔ اس مذہب کو عرب مین قوم سامری نے رواج دیا تھا جو اپنے آپ کو قدیم مذہب کے پیرو سمجھتے تھے

وہ حضرت شیث اور حضرت ادریس کو اپنا نبی کہتے تھے اور اپنے مذہب کو انکی طرف منسوب کرتے تھے۔

اونکے ہان ایک کتاب بھی تھی جس کو وہ صحیفہ شیث کہتے تھے۔

ہماری رائے مین کوئی یہودی۔ یا عیسائی۔ یا مسلمان۔ صابیون کے اوس عقیدہ پر جو حضرت ادریس پر رکھتے تھے کسی قسم کا اعتراض نہین کرسکتا ہے توریت مین حضرت ادریس کو مقدس اور باخدا شخص لکھا ہے۔ وہ شخص جسکو مسلمان ادریس یا الیاس کہتے ہین اور توریت کا اخنوخ ایک ہی شخص ہے صابیون کے یہان سات وقت کی نمازین ہین اور وہ اوسکو اسطرح ادا کرتے تھے جسطرح مسلمان نماز ادا کرتے ہین اور وہ مردہ کی بھی نماز پڑہا کرتے تھے مسلمانون کی طرح وہ بھی ایک قمری مہینہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ مگر جو بُرائی اونکے مذہب مین آہستہ آہستہ پھیل گئی تھی وہ یہہ تھی کہ وہ ستارونکی پرستش کرنے لگے تھے اونھون نے سات ہیاکل یعنی معبد سبع سیارون کی بنائے تھے اور جس ستارہ کا جو معبد تھا اوسی کی پرستش کرتے تھے حران کے معبد مین سب لوگ بہ نیت حج جمع ہوا کرتے تھے۔ خانہ کعبہ کی بھی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ اونکا سب سے بڑا مذہبی تہوار اوسیوقت ہوا کرتا تھا جبکہ آفتاب برج حمل مین جو موسم بہار کا اول برج ہے داخل ہوتا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے تہوار اسوقت ہوتے تھے جبکہ پانچ سیارہ۔ زحل۔ مشتری۔ مریخ زہرہ۔ عطارد بعض برجون مین یکے بعد دیگرے داخل ہوا کرتے تھے اونکا اعتقاد تھا کہ ان سیارون کا سعد اور نحس اثر انسان کے جسمون پر اور

دنیا کے ادر امور پر ہوتا ہے وہ یقین کرتے تھے کہ بارش کی کشش انہین ستارون کی تاثیر پر منحصر ہے۔ یہہ خیال اور اسی قسم کے اور خیالات صابیون کے سوا عرب کے اور لوگون مین بھی رائج ہو گئے تھے۔ انہین اعتکاف کرنیکا بھی رواج تھا اور غارون اور پہاڑون مین چند روز مراقبہ وسکوت مین بسر کرتے تھے ان انتخابات مضامین سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب صابیہ اہل کتاب کا مذہب خدا پرستی کا تھا۔ اوسمین بعد کو کواکب پرستی رفتہ رفتہ داخل ہوئی۔ اور کواکب پرستی کی بنیاد تسخیر روحانیات کواکب تھی۔ اور مذہب مجوس کے تذکرہ تاریخی مندرجہ کتاب ہذا سے بحوالہ دساتیر یہہ پایا جاتا ہے۔ کواکب کی تعظیم کا حکم ہے اور وقت پرستش اونکی ہیکلون کو سامنے رکھنے کا حکم ہے۔ اور نامہ مہ آباد مین یہہ عبارت درج ہے۔ وبسویش نماز ادا کنید بہر خدا۔ یعنی تماثیل واشکال سبعہ سیارہ راہنگام نماز کردن بہر خدا پیش رو دارید و بدان سو نماز گزارید۔

اسی تذکرہ تاریخی مین بحوالہ تاریخ انگریزی یہہ لکھا ہے۔

مجوس بت پرستی سے تنفر کرتے تھے۔ اوسکی تصدیق ہروڈوٹس کے قول سے ہوتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اہل ایران مین نہ کوئی صنام تھی نہ دیوتا تھے۔ نہ معابد تھے۔ نہ قربان گاہ تھی۔ اور ان افعال کو وہ حمق سے تعبیر کرتے تھے اہل ایران پہاڑون پر چڑھکر کل نظام فلکی کے نام پر قربانیان کرتے تھے۔ اور فارسی مورخ لکھتے ہین کہ قدیم ایرانیون کا مذہب صابیہ یعنی دین ادریس تھا۔ اور نظام فلکی کی بابت ایرانیون کا یہہ عقیدہ تھا حوادث عالم سفلی مطیع حرکات

علوی اجرام اند۔ وہر ستارہ را مناسبتی است با بعضے از حوادث۔ وہر برجے را طبیعتے است خدایگان چون خواستند کہ فعل کواکب در عالم ظاہر گردد ان آن وقت را نگاہ میداشتند۔ ملوک فرس کواکب را قبلۂ دعا میدانستند نتیجہ یہہ ہے کہ۔ اہل ایران کواکب کو قبلۂ نماز بناتے تھے اور اُنکی بڑی عظمت تھی اور حوادث عالم سفلی پر کواکب کا اثر تھا۔ ان حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداپرست اقوام کواکب کی تعظیم اُنکی روحی تاثیرات اور حوادث عالم پر موثر ہونیکی وجہہ سے کرتے تھے۔ اور تمام عالم مین کہین نجوم کے اثر سے اور کہین تسخیرات کی وجہہ سے یہہ خیالات پہیلے۔ فی نفسہ کواکب پرستی محض خداپرستی کی جگہ شایع نہ تہی بلکہ خداپرست اقوام کے تمدن کی یہہ بہی ایک شاخ تہی عالم علوی کی بت پرستی کا تو یہہ خیال ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

اب عالم سفلی کی کیفیت سنئے۔

نظام سفلی۔ آتش۔ باد۔ آب۔ خاک سے مرکب ہے اور انہین عناصر سے عالم جمادات۔ نباتات۔ حیوانات کا وجود پیدا ہوا۔ یہہ ساتون ملکر عالم سفلی کے سبعہ سیارہ ہین۔ ان ساتون مین روح مسلم ہے اور جسم طبیعی تو ظاہر ہے۔ اس طبیعی جسم اور روح کا نظام فرشتون کے ہاتہہ مین ہے اور ہر قسم کا ایک فرشتہ اونکا رب النوع ہے۔ ان مظاہر قدرت کے رب النوع کی وجہہ سے پرستش ہوتی ہے اور یہہ سمجہا جاتا ہے کہ رب النوع انسان کی پرستش خدا تک پہونچانے کا واسطہ ہے۔ یہہ اصل حقیقت اور ماہیت بت پرستی کی ہے اور یہی فلسفہ بت پرستی کا ہے اور اس فلسفہ کے موجد خداپرست اور حکیم ہوئے ہین

نہ کہ عوام -

رب النوع کے فلسفہ کے موجد ایرانی قدیم ہین - اونکے مذہبی اقوال مین صاف طور سے عیان ہے - اور دیگر قدیم اقوام مصر - کلدانیہ آریہ ہند مین اسکی جھلک نظر آتی ہے -

سوانح عمری زردشت مین الہام ثانی کا یہہ مضمون ہے کہ رب النوع (یعنی فرشتہ) حیوانات - نباتات - معدنیات - آتش - آب - باد - خاک سے جُدا جُدا ملاقات ہوئی - اور انھون نے اپنی اپنی جنس کی حفاظت کی ہدایت کی - زردشت چونکہ محافظ ساتون اشیا کا ہوا تھا - اوسنے انمین سے آگ کو قبلہ نماز قرار دیا - اور اسکی حفاظت کے لئے آتش کدے بنوائے

اور وقت عبادت کے آگ کے سامنے رکھنے سے یہہ مقصود تھا کہ رب النوع آتش سے وہ مخاطب ہے اسلئے وہ اپنی نماز کے وقت یہہ لفظ ادا کرتا تھا کہ اے پروردگار نماز مرا بہ یزدان رسان - یعنی اے فرشتہ کہ رب النوع آتش ہستی و پرورندہ آن - پس این خواستن از موکل آتش است -

علاوہ اسکے زردشت کا یہہ بھی خیال تھا کہ بر زمین ہرچہ ہست پیکر و سایہ چیزی است کہ او در سپہر است -

پس یہہ عبادت عکس یا سایہ کی نتھی بلکہ جس کا عکس یا سایہ ہے اُسکے لئے تھی محض خیال قایم کرنیکے لئے یہہ عکس سامنے ہوتا تھا - اور خدا کے لئے نماز پڑھی جاتی تھی -

تذکرہ تاریخی مندرجہ کتاب ہذا مین بحوالہ تاریخ مستند کے یہہ لکھا ہے -

ہم اِس امر کے یقین کرنے پر مطمئن ہین کہ جو قواعد مذہبی زردشت کی نام سی منضبط ہوئے وہ بہت قدیم زمانہ کے ہین اور وہ اوسوقت کے ہین جبکہ آریہ قوم متفرق نہوئی تہی بلکہ سب یکجائی تہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آتشکدی قدیم تہی اور آگ قبلہ نماز تہی۔ اور آگ کو عکس انوار الہی کا سمجہتے تہے۔ اور ہر جنس کے رب النوع (فرشتہ) ہونے کا بہی خیال قدیم تہا۔

آتش پرستی کا فلسفہ یہہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اس فلسفہ سے یہہ ثابت ہے کہ خدا پرستون نے مظاہر قدرت کو خدا کا عکس سمجہکر قبلہ نماز بنایا۔ کواکب پرستی آتش پرستی۔ عوام کا فعل اوسوقت کا نتہا جسوقت وہ ابتدائی جہل کی حالت مین تہی۔ بلکہ جب خدا پرستی انمین آگئی تہی اور تمدنی حالت اوس مایہ کے موافق ترقی پر تہی اوسوقت یہہ طریقہ اختیار کیا تہا۔

یہہ حالت عراق اور ایران کی تہی جو مرکز تمدن کا ہتا۔

اب ہندوستان کی بت پرستی کے شیوع کا ذکر کیا جاتا ہے۔

یوروپین مورخ ویدکے زمانہ مین ہندؤن کے مذہب کی حالت محض قدرتی مظاہر کی پرستش کی بتلاتے ہین جسمین نظام علوی یعنی کواکب پرستی اور نظام سفلی۔ یعنی عناصر۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ داخل ہین۔

رامیش چندر دت مصنف تاریخ قدیم ہندوستان نے سب سے پہلے وید یعنی رگ وید کے زمانہ کے دیوتاؤن کی مدح مین جو نظم لکہی اوسکی یہہ تفصیل لکہتی ہین (اس سے زردشتی مذہب کے رب النوع کا پتہ لگتا ہے)

۱- اِندر- بارش کا دیوتا-

۲- ورونا- آسمان کا دیوتا یا انصاف کا دیوتا-

۳- پوشن وشنو- سورج کا دیوتا-

۴- اگنی- آگ کا دیوتا-

۵- وایو- ہوا کا دیوتا-

۶- یاما- یامی- صبح و شام کا دیوتا-

۷- سرسوتی- دریا کا دیوتا-

اور بالآخر خالق اکبر کی ثنا و صفت کی نظم اسی رگ وید سے نقل کی ہے بابو سمنتھ جنہوں نے رہنمایان ہند کی سوانح عمری لکھی ہے وہ بہی رگ وید کے زمانہ کی بابت یہہ لکھتے ہین - ان تمام گیتون مین کم و بیش خالق اکبر کے عشق و عظمت کی بو سے خوشبو آتی ہے - ایران کے تذکرہ تاریخی کتاب مستند ہذا سے بہی پایا جاتا ہے کہ آریہ قوم کے متفرق ہونے سے پہلے مذہبی قواعد جو زردشت کے نام سے منضبط ہوئے وہ قدیم سے جاری تھے (تاریخ اسمتھہ) اسلئے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ آریہ ہند مین نظام سفلی کی پرستش اور خدا کی ہستی دونون ایک وقت مین تھین اور رب النوع کا ذکر جو زردشت کی الہام ثانی مین ہے اوسی خیال سے یہہ پرستش ہوتی تھی -

علاوہ اسکے خود سری کشن رہنماے مذہب ہنود نے اسکی تلقین کی کہ عوام نامعلوم خدا کا تصور نہین کرسکتے اور نہ حقیقت اُنکی سمجھہ مین آتی ہی اسلئے موجودہ کائنات کو خدا سمجہین - اور سب سے پہلے اپنی آپ کو

خدا کہا۔ حضرت عیسی سے تیرہ سو برس پہلے جنگ مہابہارت واقع ہوئی
جسکے حامی بہی کرشن تہے۔ اوسوقت ارہن کو پنجاب مین آئے ہوئے تقریبا
سات سو برس کے ہوئے تہے۔ اوسوقت رہنما کے حکم سے جواز
بت پرستی ہوا۔ اور متفرق ہونے سے پہلے خدا پرستی اور قدرت پرستی
آریا قوم مین جاری تہی اسلئے رہنما نے جائز رکہا۔ پہر اکیس سو برس کے بعد
نوین صدی عیسوی مین شنکراچارج ہندو ریفارمر پیدا ہوئی۔ انکی سوانح
عمری کے دیکہنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے شنکراچارج نے بہی یہہ سمجہا کہ ہندو کی
پرستش اور عبادت کے طریقہ مین ضروری ترمیم اور تنسیخ کرکے اوسی درست کرے مین
اس امر کا بیان کرنا غیر ضروری نہوگا کہ ہندو فلسفہ کے نظر سے شنکراچارج
بت پرستی کے قابل نہ تہے اور ہیرو پرستی پر انکو اعتقاد بالکل نتہا۔ مگر انہون نے
اس عام پسند مذہب کے خلاف جہاد بہی نکیا بلکہ عقائد مروجہ کا تتبع
کرکے اپنے بعض مٹہون مین سرستی (علم کی دیوی) اور وشنو کی مورتین
رکہین شنکراچارج سے دوسو برس بعد (گیارہوین صدی عیسوی)
رامانج۔ ہندو مذہب کے ریفامر پیدا ہوئے۔ انہون نے وشنو کی پوجا
عوام مین جاری کی۔

رامانند نے رامانج کے بعد شاہجہانی عہد مین رام (اجودہیا کے بزرگ کو)
الوہیت کا درجہ دیکر شمالی ہند مین اونکی پرستش کا رواج دیا ان چار بزرگون کے
نام سے قدرت کے مظاہر پرستی کا رواج ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کرشن نے
عام طور سے موجودات پرستی جائز کی اور شنکراچارج نے وشنو۔ رامانج نے شیو

(کارکنان قدرت یعنی فرشتہ) اور راماننداسنے ہیرو پرستی یعنی رام چندر کی
پرستش کا رواج دیا۔ کواکب پرستی۔ آتش پرستی ہند مین ایران سے آئی
اور عام بت پرستی کا رواج خدا پرست رہنماؤن سے عوام مین جاری کیا
اور ان بزرگون سے پہلے رب النوع (اصول زردشتی) کی پرستش ہوتی تھی
رومیش چندردت مصنف تاریخ قدیم ایک دوسرے پیرایہ سے بت پرستی کا
رواج پانا لکھتا ہے۔
جس زمانہ مین بودہ مذہب پھیلتا جاتا تھا اسوقت ہندو مذہب مین بھی
ایک قسم کا انقلاب پیدا ہوگیا تھا۔ بودہ مذہب کو دیکھکر ہندوؤن نے بھی
اوس مذہب کی بت پرستی اپنے یہان داخل کر لی تھی۔
یہہ بت پرستی قدیم زمانہ مین نتھی۔ بودہ مذہب کو دیکھکر ہندوؤن نے کثرت سے
شوالہ بنائے۔ قدیم زمانہ مین ان لوگون مین شوالے نہ تھے۔ ہندوؤن کے
تیوہار بودہ سے کہین بڑہ گئے تھے۔ تیرتھ جاترا کا دستور ہندوؤن نے بودہ
مذہب سے لیا۔ اور ہندو معابد جابجا جاری ہوگئے مثل بودہ کی ہندوؤن نے بھی
اپنے یہان برہما۔ وشنو۔ شیو۔ کی پوجا جاری کی۔
اس مصنف نے گوتم کے مذہبی عقائد کو چھوڑ کر صرف دو انقلاب ہندو
مذہب کے دکھلائے ہین۔ ایک وید کے زمانہ کی پرستش قدرتی مظاہر
کی تھی۔ اندر۔ ورونا۔ اگنی۔ سوریا وغیرہ دوسرا زمانہ بودہ کے بعد
پرانیک زمانہ قرار دیا ہے۔ اوسوقت برہما۔ وشنو۔ شیو۔ کی پرستش
جاری ہوئی۔ یہہ بھی اس مصنف کی رائے ہے کہ ان دونون طریقونکی

اصول مین کم اختلاف تہا - دونون مین خدا کا وجود اور خالق کائنات ہونا مسلم تہا - ان اصولون کی پابندی صرف پنڈتون مین تہی اور عوام ظاہری رسومات کے پابند تہے - اور بودہ سے طریقہ کی بت پرستی اور جاترا اور شوالون کے جاری ہونے سے بودہ مذہب کا زوال ہوا - اور ہندو مذہب کو فروغ ہوا -

یہی بزرگ شنکر اچارج - رامانج - رامانند تہی - جنہون نے رسومات ظاہری جاری کرکے بودہ مذہب کو ہندوستان سے معدوم کیا ۳۳ کرور دیوتا جنکی اب پرستش ہندوستان مین ہوتی ہے یہہ بودہ مذہب کا فروغ مٹانے کے لئے ہندوؤن نے پیدا کئے -

عراق - ایران - مین فلسفانہ خیال سے کواکب پرستی جاری تہی اور خدا پرستی بہی پہلے سے زمانہ جاری تہی - ہندوستان مین بہی کواکب پرستی آریہ قوم مین جاری تہی چونکہ یہہ قوم قدیم قوم آریہ کی شاخ ہے جو ایران سے ہند مین آئی اسلئے کواکب پرستی ضرور ایرانی اصول کی منتصور ہونی چاہئے - یہان بہی خدا پرستی اور کواکب پرستی دونون ایک وقت مین تہین -

عام قسم کی بت پرستی جیسا کہ بنگالی مصنفون کی رائے ہے خدا پرست رہنمایان ہند نے جاری کی - کیونکہ عوام خدا کی حقیقت کو نہین سمجہ سکتے تہے اسلئے قدرتی مظاہر کے عجائبات ظاہر کرکے اودہر رجوع کیا بودہ مذہب کے بانی نے سب سے نرالا اصول دہریاپن کا نکالا -

اور بت پرستی اور خدا پرستی دونون سے الگ ہوکر انسان کو خدائی کا درجہ دیا

مگر گوتم کے بعد خود اوسی کے پیرون نے معابد اور شوالے اور مورتین۔ اور تیر تہہ جاترا۔ اور میلہ۔ جاری کرکے بودہ مذہب کو بت پرستی مین آلودہ کر دیا اور اسیوجہہ سے تمام ہندوستان اور چین مین اوسکا فروغ ہوگیا۔
آریہ ہندو نے اپنے مذہب مین اسی قسم کے مراسم جاری کرکے عوام پسند مذہب بنایا اور بودہ مذہب کو برباد کیا۔

جن اقوام مین ان صورتون سے بت پرستی ایشیا مین پہیلی۔ یہہ واقعات اونہین کی تصنیفات سے ظاہر ہوتے ہین۔ اور انکی صحت مین کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا۔
نفس بت پرستی پر اگر غور کیا جائے تو یہہ ظاہر ہوگا کہ جن بزرگون نے اسکا رواج دیا وہ ہمہ اوست کے اصول کے پابند تھے۔ اور کسی شئی کو خدا کے اثر سے خارج نہ سمجہتے تھے۔ اور یہان تک اعتدال سے متجاوز ہوئے کہ انسانی محدود حالت مین نامحدود کا یعنی الوہیت کا ادعا کرنے لگے۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ نامعلوم اور غیر محدود خالق کائنات کو سب بہول گئے۔ اور محدود اور معین کائنات کو خدا بنالیا۔
میرا یہہ بہی خیال ہے کہ ہمہ اوست کا مسئلہ۔ اور تناسخ کے اصول جن مذاہب مین یکجا ہین وہان بت پرستی عام ہے۔
آریہ مذہب۔ بودہ مذہب۔ اور قدیم مصری مذہب مین ادق فلسفہ تصوف کا جاری تہا۔ اور دوزخ اور بہشت جزا سزا کا عملی اصول ان اقوام مین تناسخ تہا۔ اسوجہہ سے یہہ خیال پیدا ہوا کہ انسانی روح جسم

بدلتی ہے نہین معلوم کہ کس بدن مین ہو۔ اسلئے عام طور پر موجودات کی عظمت انسان کے دلمین بڑہ گئی اور ہمہ اوست کے مسئلہ نے موجودات مین تقدس کی شان پیدا کردی۔ اور جب رہنمایان مذہب نے ادعا الوہیت کا کیا تو عملی تصدیق ہوگئی۔ اور کواکب کی تسخیرات سے واضح ہوچکا تھا کہ بت یا مجسمہ مین روحی اثر عمل سے ہوجاتا ہے اسلئے سب خدا ہی کے ساتھ عوام مین جمع ہوگئے۔

بعض اوقات یہہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مجسمہ یا تصویرین نامور اشخاص کی بطور یادگار کے رکھی گئین۔ ایک مدت کے بعد انکی بت پرستی ہونے لگی۔ اسکی مثال عرب قوم کی خطبات احمدیہ صفحہ ۲۰۶ سے نقل کیجاتی ہے۔

عرب کے دیسی روایتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ود۔ یغوث۔ یعوق۔ یسر۔ مشہور لوگ ایام جاہلیت کے ہین۔ انکی تصویرین پتھرون پر منقش کرکے بطور یادگار خانہ کعبہ کے اندر رکھدین تھین۔ ایک مدت مدید کے بعد انکو بتہ معبودیت کا دیکر پرستش کرنے لگے یہہ بھی اہل عرب کا عقیدہ تھا انکی پرستش سے یہہ اشخاص خوش ہوکر خدا کے قرب حاصل کرنیکا ذریعہ ہونگے۔

اسی قسم کی رائے یورپین مورخ مارس کی بھی ہے (ح ۲ صفحہ ۱۰۴)

بت پرستی کا رواج اس سبب سے بھی ہوا کہ قدیم زمانہ مین نیک آدمی اور قابو یافتہ عورت۔ مورث اعلے۔ اور بالخصوص بانیان سلطنت متقنن اور بہادر کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اور رفتہ رفتہ اونکے پرستش ہونے لگی۔ کواکب پرستی۔ اور آتش پرستی۔ اور عام بت پرستی کے حالات ایشیا۔

افریقہ۔ کے جو اوپر مذکور ہوئے۔ ان سے صاف صاف یہہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا پرست رہنماؤن کے زمانہ مین خدا پرستی خواص۔ اور بت پرستی عوام مین جاری تھی۔ بت پرستی محض ابتدائی حالت یا ابجد مذہب کی ہونا کہین ثابت نہین ہوتا۔ کہین ہمہ اوست کے سبب سے جاری ہوئی۔ کہین تسخیر کیوجہہ سے کہین رب النوع کی وجہہ سے اور کہین قبلہ نماز بنانیکی سبب سے جاری ہوئی۔

خدا کا وجود تسلیم کرنیکے بعد بت پرستی کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اہل یورپ نے نمکس میولر کے اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ انسان نے ابتدا محسوس اشیا کی پرستش کی۔ بعد ازان نیم محسوس۔ اور آخر کو غیر محسوس خدا تک ترقی کرکے انسان پہونچا اور اصل مدعا اس اصول کا یہہ ہے کہ انسان نے حس ادراک کے ذریعہ سے مذہب کو دریافت کیا اس مسئلہ پہ پوری بحث مذہب کی تعریف مین ہوگی اس جگہ مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

صاحب ممدوح اپنی لکچر ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۳۲ مین لکھتے ہین۔ اگر حواس او عقل کے ذریعہ سے اس دنیا سے باہر جاسکتے ہین تو بہت اچھا ہے اور اگر مذہب اسمین نہین آسکتا تو واہیات ہے۔

صاحب ممدوح کے طرز تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بلا تعصب سیدھے طریقہ سے مذہب کی تلاش نہین کی۔ اور نہ نفس مذہب کی جانچ کی کہ اسکی حقیقت کیا ہے۔ انھون نے حس اور ادراک کو ترازو مذہب کو تولنے کی قرار دی اور خود ہی صفحہ ۱۷۳ مین یہہ لکھتے ہین۔ عام دنیا کے مذاہب

اگرچہ اور جملہ امور مین مختلف ہین مگر صرف ایک امر مین متفق ہین کہ اُنکے مذہب کا ثبوت بتمامہ حواس سے نہین ہے۔ جب کہ دنیا یہہ کہہ رہی ہے کہ حس ادراک ترازو مذہب کی نہین ہے تو پہر زبردستی سب کے خلاف اوس ترازو مین کیون تولا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قطع برید کرکے مذہب کو اوس ترازو مین تو لیتے ہین مذہب کی ترازو کی تلاش نہین کرتے۔ اور جو اصل اور نفس مذہب ہے وہ خدا ہے وہ حس اور ادراک سے باہر ہے۔ اوسکو حس اور ادراک کی ترازو مین کیسے تول سکتے ہین۔ جو شئے خارج از مذہب ہے یعنی بت پرستی اوسکو تولکر یہہ کہتے ہین کہ اصل مذہب ہی حس وادراک سے پیدا ہوا۔

ہم نے مانا کہ بت پرستی جو حس وادراک سے ظاہر ہوئی وہ آغاز مذہب ہے تو اوس سے محسوس۔ اور نیم محسوس۔ کی پرستش داخل ہوگی اور یہہ دو درجہ ترقی کے ہوے۔ تو ان دو درجون مین تلاش کا مدعا کیا تہا۔ اور وہ مدعا حاصل ہوا۔ یا نہین۔

جواب یہی ہوسکتا ہے کہ یا اصل لغ قدرت کی تلاش تہی کیون کہ بے کاریگر کے مکان نہین بن سکتا۔ یا یہہ کہ اپنے سے زبردست سمجہکر اونکی تعظیم تکریم کی۔ یا یہہ کہ انہین عجیب غریب صنعت اور منافع دیکہکر اپنا محسن وولی بنایا۔

نمبر ۲۔ ۳۔ اتفاقیہ امور ہین۔ یہہ ممکن ہے کہ تحقیقات اور تلاش مین یہہ مرحلے بہی پیش آئے ہون مگر یہہ سبب تلاش کے نہ تہے۔ ہان ایک صورت ایسی ہے کہ جس سے انکا بہی تعلق تلاش مین ممکن ہے اگر یہہ کہین کہ انسان اپنی ذاتی کمزوری رفع کرنیکے لئے یا اپنے ضرورت بہم پہونچانے کے لئے ایک زبردست

اور نفع رسان کی تلاش مین تہا اسلیئے ان پر توجہہ ہوئی - اِسکے قبول کرنیسے آیندہ تلاش کی راہ کہلی رہنے کی وجہہ باقی نہین رہتی -

صانع ہی کی تلاش ایسی تہی کہ انسان اپنی خلقت سے آجتک برابر ڈہونڈتا چلا آتا ہے جسکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے اسلیئے کہین مستقل طور پر ٹہیر نہ سکا - اور نہ اسکو محدود کر سکا - یہہ کہنا بالکل نازیبا ہے کہ ایک دو درجہ تک تو ہم حواس اور ادراک سے ٹٹولتے رہے اور پہر آگے چلکر دونون معذور اور مجبور ہو گئے - تاہم ایک نامعلوم اور غیر محدود اور غیر محسوس لاشئے کو کائنات پر محیط - اور قادر - قرار دینا - اور اسے حس و ادراک کا کام سمجہنا نا سمجہی نہین تو کیا ہے -

یہہ فرمایئے کہ آیہ آخری تجویز حس و ادراک عجز ہے یا اسکا عمل ہے اور ثبوت ہے واقعی کچہہ بہی نہین -

اے برتر از خیال قیاس و گمان و وہم	وز ہرچہ دیدہ ایم شنیدیم خواندہ ایم
دفتر تمام گشت بہ پایان رسید عمر	ما ہمچنان در اول وصفِ تو ماندہ ایم

قدیم مذاہب اور موجودہ مذاہب کی بت پرستی سے جو امور ظاہر ہوتے ہین یہہ فی نفسہ جہلا کے اعتقاد ہین اور یہہ اعتقاد خواص کی خدا پرستی کے زمانہ مین پیدا ہوئی بلکہ یہہ بگڑا مذہب جہلا کا پایا جاتا ہے -

اب رہی بت پرستی وحشی اقوام کی - وہان بہی بعض بعض محققون کی یہہ رائے ہی کہ خدا کے نام کا پتہ چلتا ہے - تو انکی بت پرستی یا بگڑا ہوا مذہب قرار دیا جانا چاہیئے - یا یہہ کہ یہہ بت پرستی مذہبی خیال نہین ہے - محض تبرکاً - تعظیماً بعض اشیاء کو مختص کر لیا ہے - یا یہہ کہ دیگر بت پرست اقوام ہمسایہ کی محض

تقلید کی ہے۔

بت پرستی جسکو تہذیب یورپ نے مذہب کی ابجد قرار دیا ہے اسکا اصلی
وجود کچھہ نہین ہے۔ یہہ ایک قسم کا انتشار اعتقاد ہے۔

انسان کے دلمین نامعلوم قدرت کا اثر قایم رہنا مشکل ہوتا ہے۔
اور زمانہ کی نیرنگیان اپنی طرف فریفتہ کرکے اپنا معتقد بنا لیتے ہین اور انسان
اصلیت سے دور پڑجاتا ہے۔ فی نفسہ بت دوسری شئے کا قایمقام ہوتا ہے۔
اور ہم اسوقت یہہ نہین بتلا سکتے کہ اصلی حالت کیا تھی جس سے یہہ بت بنے۔
مگر بظاہر یہہ بت کواکب کے خاکہ ہین۔ یا جاندار اشیاء کی تصویرین ہین
یا روحانی کارکنان قدرت کے فرضی نقشہ ہین۔ یا زمانہ کے دلفریب
اور عبرت انگیز مظاہر کے نمونہ ہین جو صوفیون کی وجدانی کیفیت مین اتفاقاً بہی
پیدا کرتے ہین۔ تناسخ کے عقیدہ کا بہی ان بتون کی مورتون مین عکس
نظر آتا ہے۔ اور تسخیر ارواح کی بہی جہلک انمین پڑتی ہے یہہ سب حالات
رل مل کر ایک عجیب گورکہہ دہندا بنگیا ہے۔ جو کسیطرح نہین سلجھہ سکتا۔
اگر حقیقت بت پرستی کی یہی ہے جو اہل یورپ کا خیال ہے کہ اول انسان نے
محدود۔ اور محسوس۔ اشیاء کو اپنا رب اور معبود بنایا اور پہر رفتہ رفتہ
غیر محدود خدائے واحد کو تسلیم کیا۔ تو نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ معین سے
غیر معین کی طرف ترقی کی جو عقلاً ممنوع ہے۔
مذہب کی بابتہ یہہ شعر صادق ہے۔

وراے عقل طورے دارد انسان	کہ بشناسد بدان اسرار پنہان

میرے ایک دوست جو ہندوستان کے روشنضمیر اور نامور علما سے ہین اور بڑے صاحب تحقیق ہین اس راے کے معترض ہین کہ اگر مذہب حس اور ادراک سے باہر ہے اور عقلی دلائل اوسکے لئے نہین تو اشاعت مذہب کس بنیاد پر ہو سکتی ہے۔ اور عوام کیسے قبول کرینگے۔

مین نہایت ادب سے اپنے خیال کو ذہن نشین کرنا چاہتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ ہر جدید مذہب کا مقابل پرانا مذہب ہوتا ہے جسکی اصلاح مقصود ہوتی ہے اور بالعموم مذہب اونہین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو کسی نہ کسی مذہب کے پیرو ہون۔ خواہ وہ بت پرست ہون یا کسی دیگر باطل مذہب کے قائل ہون اور اونکے سامنے اپنی مذہبی خوبیان اور باطل مذہب کی برائیان مقابلہ اور استدلال کے لئے کافی ہوتی ہین جسطرح علوم کی صحت کے لئے باہم مقابلے کئے جاتے ہین اسیطرح دو مذہبون کے اصول کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ جسوقت مذہب اسلام جاری ہوا۔ اوسوقت یہود۔ عیسائی۔ آتش پرست بت پرست۔ کواکب پرست۔ مین جو نقص تھے وہ ظاہر کئے گئے۔ اور اسلام کی خوبیان بیان کی گئین ہین۔ اور فلسفی جو خدا کے قائل نہ تھے اونکے سامنے قدرت کے صنائع بدائع کا اظہار ہوا۔ اسطرح مذہب اسلام شائع ہوا۔ اور مذہب اسلام پر وقت شیوع جو اعتراضات ہوئے وہ سحر یا جادو ہونے کے ہوئے یہہ کسی نے نہین کہا کہ یہہ عقل کے خلاف ہے تمام دنیا مین مذہب کی کیفیت عام اور خواص مین مختلف ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہند کے مذہب کی بابتہ ہزار برس پہلے اسلامی مورخ ابو ریحان،

یہہ لکھتا ہے اِس جگہ ہمین یہہ بیان کرنا مقصود ہے کہ خدائے تعالی کے بارہ مین عام اہل ہند کا کیا خیال ہے اور خواص کا کیا ہے۔ اُنکی کتابین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم اوس ذات کو خدا کہتے ہین۔ جو ازلی ہی ابدی ہے۔ اپنے فعل کا خود مختار ہے۔ قادر ہے۔ حکیم ہے۔ خالق ہے۔ حی ہے۔ یکتا ہے۔ عالم کا نظام اوسی کے ہاتھہ مین ہے۔ اوسکی ملک مین کوئی شریک اوسکا نہین نہ اسکا کوئی مخالف۔ نہ ہمسر۔ نہ وہ کسی کے مشابہ ہو نہ اوسکے کوئی مشابہ۔ چنانچہ سند کے لئے کتاب پانچل کا حوالہ دیا جاتا ہے۔
اب خواص کو چھوڑ کر عوام کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ انکے اقوال بہت ہی مختلف پاتے ہین۔ ادنمین بعض اقوال تو ایسے برے معلوم ہوتے ہین کہ طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ ایسے اقوال محض ہندؤن کے مذہب مین ہی نہین بلکہ اور مذاہب مین بھی ہین۔ حتی کہ اسلام کے بعض فرق ہین جیسے کہ تشبہ۔ اور اجبار۔
پھر آگے ہندؤ کی بت پرستی کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر یہی مورخ ہند اور یونان کے مذاہب مین تطابق دیکر یہہ کہتا ہے۔ کہ یونان اور ہند کے مذاہب مین تطابق ہے۔ اہل یونان بڑے بڑے نامی اور پیشوائے موجد علوم و فنون کو درجہ الوہیت کا دیتے تھے۔ اسیطرح سے ہندو بھی کرتے تھے۔
ہندؤن کی اس حالت خواص اور عوام کے اختلاف عقائد پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ عوام اپنے جہل سے مذہبی مراسم بناتے تھے۔ اور خواص اصلی عقائد خدا پرستی کے پابند رہتے تھے اسلئے بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی کسیطرح نہین ہوسکتی۔

بت پرستی کی ایک روشن اور صاف مثال کانفوکس کی ہے جو ایک بڑا حکیم اور فلسفی چین کا تھا - اوسکو معبود کوئی نہین سمجھتا تھا - مگر جس طریقہ سے اوسکی مزار کی عظمت چینیون کے دلون مین ہے اوسکو بت پرستی سے تاویل کرسکتے ہین اُسکے نام پر ہر شہر مین شوالے بنے ہوئے ہین - اور خاص سرخ رنگ کے ہونے سے اور عمارتون سے ممیز ہوتے ہین ان شوالون مین اوسکا سنگی مجسمہ رکھا ہوتا ہے - اور کہین تختی رکھی جاتی ہے جسپر اوسکے خطابات تحریر ہین - ہر فصل مین وہان جاکر سرکاری ملازم زمین کی پیداوار کی نیاز چڑہاتے ہین اور خوشبوئین سلگاتے ہین - بادشاہ چین بھی شوالہ مین ایکبار جاتا ہے اور وہان سجدہ کرتا ہے اور اُسکے اخلاقی نیکی کے اوصاف کا تذکرہ کرتا ہے - ہر مدرسہ کے اوستاد اور طالبعلم اوسکے شوالہ مین جاکر پرستش کرتے ہین - تمام چین کے کرورون باشندے اسیطرح اوسکا ادب و تعظیم کرتے ہین - یہہ فلسفی گوتم کے زمانہ سے کچھہ سال پہلے ہوا ہے - جینگ نے اوسکی اخلاقی اور مدبرانہ مقولون کا ترجمہ کیا ہے - جسطرح سے یوروپین تہذیب نے اپنے فروغ کے زمانہ مین نامور اشخاص کے مجسمہ رکھنے کا پرانا دستور نقل کیا اور جاری کیا ہے - یہی صورت ہر پرانی تہذیب مین نامور اشخاص کی یادگارین قائیم کرنے کی تھی - اور انہین یادگارون کی بالاخر جہلائے قوم نے پرستش شروع کردی - اب اسی قسم کی یادگارون کی پرستش کو آغاز اور ابجد مذہب قرار دیا ہے - اور خود نئی تہذیب اسی کی تقلید کررہی ہے - اپنے دستور کا نام یادگار اور پرانی تہذیب کے مراسم کا نام بت پرستی رکھدیا ہے - اور اُسکو خدا پرستی کی ابجد قرار دیدیا ہے - بت پرستی سے آغاز مذہب کا ہونا تاریخ سے ثابت نہین ہوتا - یہہ محض انتشار اعتقاد جہلا کا ہے یہہ خدا پرستی کی ابجد نہین ہوسکتی -

نمبر ۸

خدا پرستی اور بت پرستی مین کونسی اعلی حالت ہے

جسقدر اصل اور نقل مین فرق ہوسکتا ہے - اوسی قدر فرق خدا پرستی اور بت پرستی مین ہے - یا یہ کہ ذات - صفات - مین قابل امتیاز اصل ذات ہوسکتی ہے وہی حالت اور درجہ خدا پرستی کا ہے - بت پرستی عالم شہود کی نقل ہے یہ اصل سے کیسی برابری کرسکتی ہے - بت پرستی کی بابت ثابت ہے کہ کواکب اور آتش کو بعض رہنمایان دین نے قبلہ نما بنایا تھا - پھر رفتہ رفتہ معبودیت کی شان عوام کے عقائد سے پیدا ہوگئی - ایسی صورت مین وہ بگڑا ہوا مذہب ہے جسکی اصل کچھہ نہ تھی - عام بت پرستی بالکل بے بنیاد اور بے اصول ہے - رہبران دین نے عوام کے اعتقاد معبود کے قایم رکھنے کیلئے اسکو جاری کیا اسلئے بمقابلہ خدا پرستی کے بت پرستی کا کوئی درجہ نہین ہوسکتا خالق اور مخلوق کے باہم تعلق آقا اور غلام کا ہے جن اقوام مین خدا پرستی اور بت پرستی دونون ہین وہ نہین خواص خدا پرست اور عوام بت پرست ہین - اس سے بہی خدا پرستی کی فضیلت ثابت ہے بت پرست اقوام مین تعدد معبود کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک کام کیلئے جدا جدا بت بنا لیتے ہین اسلئے کسیکو دوسرے پر فوقیت نہین دیجا سکتی - نہ باہم معبودونکے کوئی امتیاز کرسکتا ہے اور بجز عبادت کے کوئی اخلاقی نظام نہین ہے - ایسے پریشان اور ابتر نظام کو خدا پرستی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے - عقائد بت پرستی کی بنیاد محض واہمہ اور تخیل پر ہے - اور خدا پرستی اصول کی صحت برگزین رہنما کی شہادت پر ہے - اسلئے خدا پرستی کو ترجیح ہے

ضمیمہ ۹

بُت پرستی قدیم ہے یا خدا پرستی اور دونو مین فرق کیا ہے

دو اصول ہین جنکی بنیاد پر پہر انسانی نظام کے مقدم اور موخر ہونیکا اندازہ ہوسکتا ہے
اول اگر یہ اصول مانا جاوے کہ انسان کی اول حالت بہتر تہی اور آخری حالت
بدتری اور تنزل کی ہے تو خدا پرستی مقدم ٹھیریگی۔
دویم اگر یہ اصول تسلیم کیا جاے کہ انسان کی حالت اسکی مقتضی ہے کہ وہ ترقی
کرے تو بُت پرستی چونکہ ادنی حالت ہے وہ زینہ ترقی خدا پرستی کا ہے۔
اس صورت مین بت پرستی مقدم ہوگی۔ مگر ان اصول سے قطعی راے قائم کرنے
سے قبل مذہب کی بابت اور بہی امور قابل لحاظ ہین۔
اول۔ یہ کہ بت پرستی مہذب اور وحشی دونوں قومون مین پائی جاتی ہے۔
ایسی صورت مین اسے ابتدائی نظام انسانی نہین کہہ سکتے۔
علاوہ ازین۔ مصر۔ بابل۔ ایران۔ ان سب مین بت پرستی کیساتھ خدای واحد کا
بہی عقیدہ ہے اسلئے یہ بگڑا ہوا مذہب ہے اور وہ موخر ہے۔
اور بت پرستی کے آغاز کے اسباب پر جب غور کیا جاے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام نے
خواص کے طریقہ کی نقل کرکے یہ خاص صورت بت پرستی کی پہیلائی ہے۔
اسوجہ سے بت پرستی موخر ثابت ہوتی ہے غرض کہ یہ [illegible] صورت سے ثابت
نہین ہوتا ہے کہ بت پرستی ایک ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔ اور خدا پرستی
پر مقدم ہے۔ مگر سیکس میولر نے ۱۸۷۶ء مین جو لکچر مذہب پر دیا ہے اوس مین

بہت شد و مد سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔
اور انسان نے رفتہ رفتہ خدا پرستی پر ترقی کی۔ اونکے قول کی بموجب بت پرستی
زینہ ابتدائی مذہب کا ہے۔ اور بالآخر خدا پرستی ہوئی ہے۔ یہ رائے صاحب مولف
آریا ہند کے نشو نما مذہب سے قایم کی ہے۔
مگر آریا کے مذہب کی بابت مصنف تاریخ قدیم یہ لکھتا ہے کہ بعض مضامین ژند اوستا
سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکی ترتیب اور ترکیب قدیم زمانہ کی ہے یعنی آریا قوم کے
ہندیا آنے سے پہلے کی ہے۔ اور اکثر اقوال جو اوس کتاب مین زردشت سے
منسوب تھے وہ بہت قدیم ہین۔ وہ اقوال اوسوقت کے ہین جب آریہ قوم کے
دو شعبے نہوے تھے۔ اور اوسوقت ہندی۔ اور ایرانی۔ فرقون نے مختلف مذاہب
زردشت اور برہمنی اختیار نہ کیا تہا۔ چونکہ ژند اوستا مین برابر وحدانیت کے
عقیدہ کا مذکور ہے اور یہ عقیدہ بہت قدیم ثابت ہے اسلئے آریا قوم ہند مین
آنے سے پہلے خدا پرست تہی۔ اور ایشیائی مورخون کے قول کے بموجب اہل ایران
قدیم یزدان پرست تھے۔ بلکہ اونکا یہی مقولہ ہے کہ ہند مین آریہ قوم مین اول
یزدان پرستی تہی اور بعد کو کواکب پرستی اور بت پرستی۔ دوسری قومون سے سیکھ
اختیار کی ہے۔ ان اسباب سے یہ رائے نہین تسلیم کیجا سکتی ہے کہ بت پرستی
ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔ اور خدا پرستی آخر حالت مذہب کی ہے۔
مذہب مجوس اور مذہب مصر مین یہ ثابت ہے کہ ابتدا مین یزدان پرستی تہی۔
ان دونون مذہبون مین بعد کو مذہب صابیہ سے بت پرستی کا رواج ہوا ہے
مذہب بابل جہان سے مذہب صابیہ یعنی کواکب پرستی کا رواج ہوا۔

یہان بھی قدیم سے خدا پرستی تھی - اور یہ وہ جگہ ہے جہان دین اہل کتاب کا
زیادہ نشو نما ہوا ہے -
پیرو - میکسکو (امریکہ) مین بھی یہ ثابت ہوتا ہے - کہ وہان خدا پرستی -
بت پرستی - دونون کا وجود ہے - پس جن اقوام مین کہ یہ پتہ نہین لگتا
کہ خدا پرستی مقدم ہے یا بت پرستی - اور بت پرستی ابتر حالت مذہب کی ہے
اسلئے خدا پرستی کو مقدم قرار دینا واجب ہے - کیونکہ بت پرستی سے خدا پرستی
کل قوم مین پیدا ہونا محال ہے - البتہ یہ ممکن ہے کہ خواص کا عقیدہ خدا پرستی کا
ہو اور عوام بت پرستی مین آلودہ ہون اوسوقت مین یہ خیال ہو سکتا ہے کہ
بت پرستون مین سے اس خیال کے آدمی پیدا ہوے - مگر خدا پرستی کا عقیدہ
مجہول طور سے پیدا نہین ہو سکتا ہے - وہ کسی قاعدہ اور اصول ہی ہو گا -
اور اوسیوقت ہو گا جب فیضان روح موجودات سے ہو - یا یہ کہ باہر سے
یہ اصول دوسری قوم نے داخل کئے ہون - امریکہ کی نسبت باہر سے خدا پرستی
کا مذہب داخل ہونا ثابت نہین ہے - جبکہ خود وہان سے پیدا ہوا تو مثل چین
اور مصر کے بھی ماننا پڑیگا کہ خدا پرستی مقدم ہے بت پرستی کے آغاز کا سلسلہ
آگے نہین بڑہتا ہے - یعنی یہ کہ بت پرستی ترقی اور تنزل دونون صورتون
مین ایک سی ہے - اگر پہلے دو بت کی پرستش ہوئی تھی تو ترقی مین کثرت
سے بت پیدا ہو گئے - اور نہ بت پرستی قابل اصلاح اور ترمیم کے ہے - اسلئے
یہ حالت ابتر مذہب کی ہے - اور موخر ہے - البتہ وحشی اقوام مین محض بت پرستی
پائی جاتی ہے - خدا پرستی تو مطلق نہین ہے - مگر کچھ کچھ پتہ اسکا چلتا ہے

کہ خدا کا بھی خیال ہے - اوسکی نسبت بھی یہ خیال ہوسکتا ہے کہ دیگر اقوام سے نقل کی ہے -

اگر یہ فرض کیا جائے کہ جہان بت پرستی اور خداپرستی دونون پائی جاتی ہین وہان خداپرستی کو مقدم مانا جائیگا مگر جس قوم مین کہ خداپرستی کچھ بھی نہین ہے وہان بت پرستی بگڑا مذہب کیسے مسلم ہوگا - اور بمجبوری یہ ماننا پڑیگا کہ بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی ہے اور وہی قدیم ہے -

اول تو اس بحث مین زیادہ تر مہذب اقوام کے مذہب کا تعلق ہے وحشی اقوام کا اجمالاً ذکر ہوا ہے اسلئے اونکی بت پرستی سے کوئی نتیجہ نکالنے کی ضرورت نہین ہے علاوہ ازین حکما کے اصول کے بموجب ہر شئے یا بڑہنے والی یا گھٹنے والی ہے قیام کی حالت نہین ہے - اسلئے یہ تسلیم نہین ہوسکتا کہ وحشی اقوام ہمیشہ سے اسی حالت مین ہین -

بہ استثنا جزائر کے چارون برِ اعظم مین مہذب اقوام کے خاص مرکز ہین اور کیا تعجب ہے کہ وحشی قومون مین یہ بت پرستی مہذب اقوام سے آئی ہو اور یہ قومین مہذب اقوام سے متفرق ہوکر قائم ہوئی ہون -

آریا قوم کی ایک شاخ نے یورپ آباد کیا تو افریقہ - اور امریکہ - کے مہذب قوم کا اوسی ملک مین متفرق ہونا کیا خلاف قیاس ہے البتہ جزائر مین جو وحشی اقوام ہین اور اونمین بھی بت پرستی ہے وہ قابل لحاظ ہے مگر جب کہ چوپایہ عظمون کے ان جزائر مین پائے جاتے ہین اونکی نسبت یہ خیال ہے کہ برِ اعظم سے جزیرون مین آگئے ہین - اسی اصول سے انسان بھی جزیرون مین متفرق ہوئے -

اور وہی اپنا خیال لیکر گئے ۔
بت پرستی ایسا طریقہ ہے کہ وحشی اقوام کی سمجھ کے لائق ہے اسلئے یہ قیاس ہوتا ہے
کہ یہ طریقہ دوسرون سے سیکھا ہے ۔ پس یہ موخر مسلم ہوئی ۔
بت پرستی ایسی شئے ہے کہ اوس مین اکثر امتیاز اس امر کا ہونا نہایت مشکل ہے
کہ یہ مذہباً ہے یا تبرکاً و تعظیماً ہے ۔ مہذب اقوام اور خدا پرست اقوام کی بیشمار
مثالین ایسی پائی جاتی ہین کہ آیندہ نسلین اونکی نسبت بھی تاویلین کرین اور تعجب
نہین کہ بالآخر بت پرستی مین آلودہ ہوجائین ۔
بزرگان دین کے مزار و نکی ویسے ہی عظمت وشان دلون مین ہے اور سالیانہ
مجمع اور قربانیان ۔ اور تبرکات ۔ اور نذرین ۔ ایسی کثرت سے ہوتی ہین کہ
اونکی کوئی انتہا نہین ہے ۔ قدیم چیزین مثل تبرکات ہر اہل مذہب مین مقدس
سمجھی جاتی ہین اور سب کی نمائش نہایت شان و شوکت سے ہوتی ہے ۔
عوام پر اس قسم کے مجمع کا اور اثر ہوتا ہے اور خواص پر اور اثر ہوتا ہے ۔
عوام مین اسیوجہ سے افراط تفریط ہوتے ہوتے اصلیت مفقود ہوجاتی ہے ۔
حالانکہ یہ سب عقائد خدا پرست اقوام کے ہین ۔ مگر جہلا کے دلونمین انکی ماہیت
اور خیال اور ہی ہین ۔ ان اسباب سے بت پرستی پیدا ہوجاتی ہے ۔
جبکہ ہمارے سامنے خدا پرست مذاہب مین ایسی مثالین ہین کہ اونمین بگڑتے
بگڑتے اصلیت جاتی رہتی ہے تو ہم قدیم یا وحشی اقوام مین بت پرستی کو کیسے
جداگانہ اور اصلی مذہب متصور کرین ۔
یہ اعتراض کرنا کہ انسان نے اول ہی اعلیٰ درجہ مذہب کا کیسے اختیار کرلیا

سراسر فضول ہے۔ کیونکہ مذہب کی بنیاد نامعلوم قدرت پر ہے اوسکی تلاش
اور تحقیقات دنیاوی علوم کی سعی نہین ہوسکتی ہے وہ عوام کیلیے محض منقول ہے
اور اوسکو اوسی صورت سے ہادی کے اعتبار پر ماننا لازم ہے۔ اوسکی جرح قدح
کرنا جو ہادی نے بتلایا مذہبًا ممنوع ہے پس عوام بذاتہ تو کوئی ترقی کرنہین سکتے
نہ اپنے ہادی کے احکام کے علاوہ دیگر احکام خلاف اونکے جگہ قائم کرسکتے ہین۔

ہادی اسکے مدعی ہوتے ہین کہ وہ قدرت کاملہ سے مبعوث ہوے ہین۔
دوسرا شخص اس امر کا دعوے نہین کرسکتا اور نہین بجز اسکے کہ ایک فطرت خاص
مذہبی مانی جاے اور طریقہ سے فیضان روح موجودات کا ہونا قیاس نہین سکتا
اور جب فطرت خاص اوسمین تسلیم ہوگئی تو اسکا اظہار ہونا لازمی ہے۔ اسلئے ترقی کی
ضرورت نہین ہے۔

نمبر ۱۰

مذہب کیا شے ہے

اس مضمون پر دو نامور محققین ایشائی یورپ نے بحث کی ہے۔
ایشائی محقق سرسید کا اصل مدعا تردید ایک عیسائی مصنف سر ولیم میور کی کتاب سوانح عمری حضرت رسالتمآب کا تھا اوسی ضمن مین بسبیل تذکرہ مذہب کی تعریف اور تشریح کی۔ اور یورپین محقق میکس میولر کی خاص بحث مذہب کی حقیقت اور ماہیت کی بابت تھی اونہون نے تمام و کمال غور اس مسئلہ پر کرکے نتیجہ نکالا ہے۔ بہرحال دونون رایون سے تھوڑی بہت مدد ملتی ہے اسلیئے مین ضمنی رائے سے بھی درگذر نہین کر سکتا۔

سرسید خطبات احمدیہ کے عنوان مین مذہب کی بابت یہ خیال ظاہر کرتے ہین
۱۔ عجائبات دنیا مین سب سے زیادہ عجیب وہ خیال ہے جسے لوگ مذہب کہتے ہین۔ مذہب اوس امتیاز کا نام ہے جو انسانون کے افعال سے علاقہ رکھتا ہے اور جسکے سبب انسانون کے افعال اچھے یا برے۔ یا نہ اچھے نہ برے خیال کیئے جاتے ہین کیونکہ اگر انسان کے افعال مین یہ تمیز نہ ٹھیرائی جاتی تو کسی مذہب کا وجود باقی نہین رہتا۔
۲۔ تمام خیالات جو انسان مین پیدا ہوتے ہین اور تمام یقین جو انسان کسی چیز پر رکھتا ہے اسکا منشا اون خیالات کے سوا اسے کچھ اور چیزین ہوتی [illegible]
جو اون خیالات اور یقین کے اسباب [illegible]

جیسے مذہب کہتے ہین بغیر کسی خارجی اسباب کے اور بغیر کسی تجربہ اور تحقیق کے اور بدون کسی معقول ثبوت کے یکایک دل سے اوٹھتا ہے اور اسلئے وہی اسکا مخرج سمجھا جاتا ہے — اور پھر اسپر ایسا یقین ہوتا ہے کہ کسی آنکھ دیکھی چیز پر نہین ہوتا —

۳ — اس تعجب پر اور تعجب یہ ہے کہ اس بن دیکھی چیز اور اس بے ثبوتی بات اور بے دلیل حالات کا لوگون کی طبیعت پر ایسا سخت اثر ہوتا ہے کہ وہ اثر انسان کے تمام افعال پر اور قدرتی جذبات پر جو خدا نے انسان مین پیدا کئے ہین غالب ہو جاتا ہے اور جو جوش اور ولولہ اس از خود پیدا کئے ہوئے خیال سے انسانون کی طبیعت مین ہوتا ہے اور کسی دوسری چیز سے نہین ہوتا۔ گو اوس دوسری چیز کے صحیح اور یقینی ہونیکے لئے کیسی عمدہ عمدہ دلیلین اور کیسے ہی قطعی ثبوت موجود ہون —

۴ — اگر وہ خیال تمام انسانون مین مختلف ہوتا تو شاید یہ کہا جا سکتا کہ عام عالم پر اوسکا یقین رکھنا ہی اسکی سچائی کا ثبوت ہے — مگر تعجب تو یہ ہے کہ ہر زمانہ اور ہر قوم اور ہر ملک اور ہر فرقہ بلکہ ہر فرد و بشر مین وہ خیال ایسا مختلف رہا ہے کہ کسی ایک پر بھی یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین — اور اسپر تعجب یہ ہے کہ ہر شخص کو یقین بھی ہے کہ میرا ہی خیال اور سب کے خیالون سے بالکل صحیح اور بالکل سچا ہے — ہم دیکھتے ہین کہ جس طرح یونانی اپنے خدا اور دیوتا پر اور مسلمان اور یہودی اپنے ایک خدا پر اعتقاد اور یقین کامل رکھتے ہین اسی طرح ہندو اور حضر[illegible] اپنے ۳۳ کرور دیوتاؤن پر اعتقاد اور یقین کامل رکھتے ہین —

۵ - کیا یہ مسئلہ کہ تمام چیزین ایک ہی کل کی جزو ہین یا اوسکی عین یا وہ بمنزلہ جان اور یہ بمنزلہ جسم کے ہین صحیح ہے - کیا یہ سب مختلف چیزین جو ہمکو دکھائی دیتی ہین سب ایک ہین - کیا نور اور ظلمت اور کالا سفید سب یکسان ہین - جیسا کہ ایک عارف باللہ کہتا ہے - (شعر)

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ‏ تا کس نگوید بعد ازان من دیگرم تو دیگری

یا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ سب چیزون کا ظہور اوسی سے ہے - وہی ظلمت کا باعث ہے اور وہی نور کے ظہور کا سبب ہے - وہی آسمانون پر کڑکتا ہے - اور وہی زمینون پر برساتا ہے - وہی ستارون کو چمکاتا ہے - اور وہی پہولون کی کلیون کو کہلاتا ہے - اوسی کا جلوہ بہشتیون کی کہاوٹ - اور اوسی کا پردہ دوزخیون کی آفت ہے - غمگین دل کا غم اور شادمان دل کی شادمانی اوسی سے ہے -

وہ کسی جگہ نہین اور سب جگہ ہے - وہ کسی مین نہین - اور سب مین ہے جس طرح وہ آسمانون اور زمینون مین ہے اوسی طرح وہ باریک سے باریک بال مین ہے وہ سب کو دیکھتا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے - مگر اوسکا جاننا اور علم ہم سے دو درجہ کم ہے کیونکہ وہان ماضی اور استقبال نہین ہے -

۶ - پھر ہمکو اور زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ یہ تمام مختلف خیالات جو لوگون کے دلون مین ہین اور جو مذہب کہلاتے ہین وہ ایک ہی مخرج سے یعنی دل سے نکلے ہین اور دل کے اوس فعل کا جس سے یہ خیالات پیدا ہوتے ہین اعتقاد نام رکھا جاتا ہے پس اگر مدار مذہب کا اعتقاد ہو تو ایک کو صحیح اور دوسرے کو غلط ٹھیرانیکی کوئی وجہ نہین ہو سکتی -

۷ - یہ وہی عجیب خیال ہے جو دونون طرف برابر نسبت رکھتا ہے اور جس کو لوگ مذہب کہتے ہین - پس ایسی ذوجہتین چیز کی جو ضدین مین برابر نسبت رکھتی ہو کسی حیثیت پر یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین - البتہ ان تمام خیالون مین سچا خیال یا تمام مذہبون مین سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو ضدین مین برابر نسبت رکھنے کے نقص سے پاک ہو -

۸ - مذہب کیا چیز ہے - وہ ایک سچا اصول ہے کہ جبتک انسان اپنے قوائے جسمانی اور عقلی پر قادر ہے اوسکے تمام افعال ارادی - جوارح - نفسانی و روحانی کا اسی اصول کے مطابق ہونا چاہیے - پھر اگر وہ ایسے ہین کہ صرف کسی قسم کی اعتقاد پر مبنی ہین اگر متعدد لوگونکا متضاد اصولون پر کسی وجہ سے اعتقاد ہے تو ایک کو سچا یا صحیح اور دوسرے کو جھوٹا یا غلط کہنے کے بجز تحکم کے اور کوئی وجہ نہین - سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جسکی سچائی نہ کسی اعتقاد پر بلکہ حقیقی سچائی پر مبنی ہو - کیونکہ مذہب اعتقاد کی فرع نہین ہے - بلکہ سچائی مذہب کی اصل یعنی عین مذہب ہے اور اعتقاد اوسکی فرع ہے - بلکہ جب ہم مختلف مذہبون سے سچے مذہب کو پرکھنا چاہین تو دیکھین کہ وہ سچے اصول کے مطابق ہے یا نہین -

۹ - سچا اصول کیا ہے - جہانتک کہ انسان اپنے قوائے عقلی سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت یا قانون قدرت کے اور کچھ نہین - جسکی نسبت اسلام کے بانی نے یہ فرمایا - مَا تَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیْرٌ

۱۰ - قدرت یا قانون قدرت کیا ہے - وہ وہی ہے جسکے بموجب ان تمام چیزون

مادی یا غیر مادی کا جو ہمارے اردگرد ہین ایک عجیب سلسلۂ انتظام سے وجود ہے اور ہمیشہ انہین کی ذات مین پایا جاتا ہے اور کبھی اونسے جدا نہین ہوتا۔ قدرت نے جس طرح پر جسکا ہونا بنا دیا ہے بغیر خطا کے اوسی طرح پر ہوتا ہے۔ اور اوسی طرح ہوگا پس وہی سچ ہے۔ جو اصول اوسکے مطابق ہین وہی سچے اصول ہین۔ نہ وہ جنکی بنا۔ ایک فانی قابل سہو وخطا وجود یعنی انسان کے اعتقاد پر منحصر ہو۔

۱۱۔ قدرت ہمکو صرف اپنے وجود اور اپنے سلسلۂ انتظام اور اپنے تعلقات ہی کے جوبے انتہا مخلوق مین پایا جاتا ہے سچائی نہین دکھلاتی۔ بلکہ اوسمین ایسے اصول بھی پائے جاتے ہین جس سے ہم اپنے افعال ارادی اور جسمانی اور روحانی کی بھلائی اور برائی بھی جان سکتے ہین۔ اور چونکہ قدرت سچی اور کامل ہے تو ضرور ہے کہ وہ اصول سچا اور کامل ہو۔ اور یہی سچا اور کامل اصول یا یون کہو کہ وہ مذہب جسکے اصول اوسکے مطابق ہین وہی سچا مذہب ہونیکا مستحق ہے۔

۱۲۔ قدرت ایک قانون ہے جو امر سبب یعنی خالق کے ہاتھ مین ہے۔

۱۳۔ اسکے بعد سرسید علماء کے کلام کی تین مثالین مذہب کی تطابق کیلئے بتلاتے ہین۔

۱۔ انسان مثل غلام کے ہے مالک کے احکام بلا حجت اور کم وکاست ماننا چاہیئے۔

۲۔ انسان مثل بیمار غلام کے ہے۔ مالک نے اپنا مصاحب طبیب اوسکے لئے تجویز کیا ہے جو وہ کہے مانو۔

۳۔ بیمار غلام کیلئے اپنا مصاحب طبیب بھیجا کہ وہ دواؤن کی تاثیرات بتلاتا ہے تاکہ جو صحیح ہین وہ حفظ صحت کے اصول جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کا دوا پہنچانین۔

سر سید فرماتے ہین کہ ہند کے مشہور عالم شاہ ولی اللہ اول وسویم مثال کو تسلیم نہین کرتے دویم کو صحیح قبول کرتے ہین۔ اور مین بخلاف اونکے سویم کو قبول کرتا ہون۔ اول و دویم کو مسترد کرتا ہون۔ مین نے سر سید کی راے کے اجزا کر کے اوسپر نمبر ڈال دیے ہین تاکہ ہر جزو کے مفہوم پر علیحدہ بحث ہو سکے۔ اور بہتر طریقہ یہ تہا کہ اس ایشیائی محقق اور یورپین محقق دونون کی رایون کے اجزا کر کے مقابلہ کیا جاتا اور اوسپر جرح قدح ہوتی۔ مگر دونون محققون نے ایسا مختلف طریقہ اختیار کیا ہے کہ باہم مقابلہ نہین ہوسکتا۔ اسلیئے مجبوراً ہر ایک راے پر من حیث الوجوہ بحث کیجاتی ہے۔

سر سید رحمہ اللہ علیہ نے جو یہ مضمون مذہب پر لکہا ہے یہ ایک مختصر تمہید سوانح عمری کے جرح قدح کرنیکی ضرورت سے لکہا ہے اور یہ بہی بسا غنیمت ہے کہ مجملاً عام خیال اونکا مذہب کے اوپر ملیگا۔

اب مین ہر ایک جزو کی بابت اپنا خیال ظاہر کرتا ہون۔

نمبر ایک مین تعریف مذہب کی یہ لکہی ہے کہ مذہب انسان کے نیک وبد افعال کے امتیاز کرنیکا ایک قاعدہ ہے۔ یہ راے بالکل صحیح ہے۔ مگر یہ بہی تو ظاہر ہونا چاہیے کہ یہ قانون کس نے بنایا اور کس نے نافذ اور شائع کیا۔

نمبر ۲ و ۳ مین سر سید یہ فرماتے ہین کہ تعجب ہے کہ مذہبی خیال بغیر کسی خارجی سبب کے پیدا ہوتا ہے اور پہر انسان کے دل پر مثل چشم دید واقعہ کے نقش کالحجر ہو جاتا ہے کہ کسی کے مٹاے نہین مٹتا۔ بالعموم یہ بالکل بجا ہے۔ اور یہ عین دلیل اسکی ہے کہ انسان کی فطرت مین کہین اسکی جگہ ہے۔ یہانتک تو خارجی

سبب نہونے سے اتفاق ہے کہ جسکا خیال نقش کالحجر ہوتا ہے وہ انسانی حس وادراک سے باہر ہے۔ مگر اوسکی طرف سے منادی کرنیوالا ضرور آتا ہے اور ایسا اوسی چشم دید شاہد کا ہے جو انسان کے دل کو فریفتہ کرتا ہے۔

نمبر ۴ ۔ مین سرسید نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر خدا کا خیال نوع انسان مین مختلف نہوتا تو مذہب کی صداقت کا اچھا ثبوت ہوتا۔

سرسید کی راے انصافاً بالکل صحیح ہے۔ تاہم اختلاف طریقون مین ہے۔ مگر ناصعلوم قدرت کی طرف مختلف طریقہ سے خیال رجوع ہونا عین دلیل فطرت کی ہے۔ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بعض صورت مین انسان اصل سے بہت دور پڑگیا ہے۔ یہ بھی اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ نوع انسان مین بالاتر قدرت کی تلاش کا فطرتی مادہ ہے جسکا اظہار ہر ملک کی عادت اور مزاج کے موافق ہوا ہے۔

نمبر ۵ ۔ سرسید نے اس جگہ خالق اور کائنات کے باہمی تعلقات کی مختلف صورتین ظاہر کی ہین۔ اسپر بحث کرنا فضول ہے۔

حقیقت خالق۔ اور خلق کائنات۔ یہ ایسا راز ہے کہ انسان حس اور ادراک سے نہین کہول سکتا ہے۔ رہنماے مذہب جنکو فیضان اوس قدرت سے تہا اونہون نے اس قدرت کو خود تسلیم کیا اور دوسرون سے اظہار کیا۔ یہی قدر بس ہے

نمبر ۶ ۔ ۷ ۔ ۸ ۔ مین سرسید نے اعتقاد سے بحث کی ہے اس سے مجھے کلیتاً اتفاق ہے کہ اعتقاد سے مذہب کی صداقت نہین ہوتی۔ بلکہ سچائی مذہب کی عین مذہب ہے۔

نمبر ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ مین یہ بحث ہے کہ جو مذہب قانون قدرت کے موافق ہو وہ سچا مذہب ہے۔ مین اس جگہ صداقت مذہب کی بحث کرنا نہین چاہتا اسلئے

اسکی بابت راے ظاہر کرنا غیر ضروری ہے مذہب کی صداقت پر آئندہ بحث ہوگی۔

نمبر ۱۳۔ یہاں تین مثالین مذہب کے متعلق بیان ہوئی ہین۔ سر سید نے اونمین سے تیسری کو تسلیم کیا۔ اور دیگر علما نے اوسکو رد کیا ہے سر سید کی مسلمہ مثال یہ ہے۔

انسان مثل بیمار غلام کے ہے۔ اوسکے مالک نے اپنا مصاحب طبیب بہیجا کہ وہ دوا اون کی تاثیرات بتلاتا ہے تاکہ جو صحیح ہین وہ حفظ صحت کی اصول جانین۔ اور جو بیمار ہین وہ حفظ صحت کی دوا پہچانین۔ مثال دویم دیگر علما کی مقبولہ اور سر سید کی مسترد کردہ مثال یہ ہے۔

انسان مثل بیمار غلام کے ہے مالک نے اپنا مصاحب طبیب اوسکے لئے تجویز کیا ہے۔ جو وہ کہے اوسے مانو۔

میرے نزدیک یہ دونون مثالین مذہب سے منطبق نہین ہوتین۔

انسان کیلئے مذہب تاج اشرف المخلوقات ہونیکا ہے۔ اگر مذہب نہوتا تو حقیقت پر دہ پڑا رہتا۔ اور انسان اور دیگر حیوانات مین ما بہ الامتیاز صرف عقل رہتی۔ اور حقیقت تک نہین پہونچ سکتے تو جسقدر دوری حیوانات کو تہی وہی حالت انسان کی رہتی۔

بلحاظ مالک اور غلام کے یہ عطیہ شرف قربت ہے۔

مذہب کا جو عملی حصہ ہے وہ انسان کے سمجہنے کے لائق بلحاظ مقابلہ کے ہے اور جب اول انسان اور اول مذہب پر نوبت آئیگی وہان مقابلہ کس سے کیا جائے

وہان بجز تسلیم اور رضا کے اور کچھ نہین کہا جا سکتا بہ حیثیت قانون قدرت چون و چرا تعمیل مین نہین ہو سکتی۔ بعد تعمیل اس قانون کے حسن قبح پر انسان غور کر سکتا ہے۔

یہ ایسے بادشاہ کا قانون ہے جہان غلطی کا گمان بھی نہین ہو سکتا قبل مذہب آدمی مثل سرکش حیوان اپنے نفس کا مطیع تہا۔ مذہب نے وہ سرکشی دور کی اور اپنا مطیع بنایا۔ اور جب مذہب کے طریقہ پر چلا تو آدمیت آئی۔ یہ بیجا غلام نہین یہ سرکش غلام ہے۔ بہت سی مصلحے اسنے دیکھی۔ اور انسان بن بنکر پھر حیوان ہو ہو گیا ہے۔ یہ تمدن کی انتہائی ترقی اس غرض سے ہے کہ اب سب کچھ انسان کے سامنے ہے۔ متفرق حصہ دنیا کے دہوئین اور تار نے یکجا کر دئے۔ سب پریشان ذخیرے یکجا ہوگئے تجربہ اور معلومات۔ کی کوئی انتہا نہین۔ اب اختیار ہے کہ آخر مصلح کی بات سنو یا خود سر بنے رہو۔

اب یہان سے یورپین محقق کی راے پر بحث شروع ہے۔

انتخاب مضامین لکچر میکس میولر بابت ۱۸۷۸ء عیسوی

لکچر اول

صفحہ ۱۰۔ مذہب کی تعریف بیان کرنا نہایت ہی مشکل ہے۔ یہ لفظ زبان پر ہزارون برس سے ہے۔ اور وہی ایک لفظ اوسکے لئے قایم رکہا گیا جبکہ وہ ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ مین منقلب ہوتا گیا۔

صفحہ ۱۴۔ مختصرا چند تعریفات مذہب کی بیان کیجاتی ہین۔

بموجب رائے کانٹ کے مذہب اخلاق ہے۔جبکہ ہم اخلاق کے کانونکو حکم خدا سمجھے ہین وہی مذہب ہے۔

صفحہ ۱۵۔ مذہب کبھی عمل کے قابل نہین ہے۔ اور نہ انسان کی زندگی پر اوسکے اثر ڈالنیکی ضرورت ہے۔صرف اخلاق انسان کیلئے کافی ہے اور وہ جماعت بیچارہ ہے جو مذہب کو اخلاقی کام کے ترغیب دینے مین داخل کرتے ہین۔ مذہب ایک علم ہے۔وہ انسان کو اپنے نفس کی خیال کرنیکی قوت دیتا ہے اور بڑے بڑے معمہ کھولتا ہے۔اور دل کی تسلی اور دماغ کی صفائی پیدا کرتا ہے۔ یہ تعریف فجٹ مذہب کی کرتا ہے۔

صفحہ ۱۹۔ ایک تیسری اور تعریف مذہب کی شرئیشر کرتا ہے۔ اوسکی رای کے بموجب مذہب ایک کلیتاً بھروسہ کرنا ایسے پر ہے جو کہ ہمارے لئے تجویز کرتا ہے مگر ہم اوسکے لئے کچھ تجویز نہین کر سکتے۔

صفحہ ۲۱۔ کامٹی ایک اہل فرانس یہ کہتا ہے کہ انسان خود اس لائق ہے کہ مذہب اور مذہبی پرستش اوسکی کیجائی نہ یہ کہ وہ اور کی کرے۔

جریح اسپر اور اضافہ کرتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اپنے نفس کی محبت کرنا یہ دنیا کا عام قانون ہے اور ہر قسم کی محبت مین داخل ہے۔اور مذہب سے جا بجا اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

صفحہ ۲۲۔ بالآخر مذہب کی یہی تعریف ہوسکتی ہے۔ ایمان ایک مذہبی قوت انسان مین ہے جسکے سبب سے ہم مذہبی اغراض سمجھے ہین۔

صفحہ ۲۹۔ اکثر لوگ جو فلسفی اور آزاد خیال کے ہین اونکی یہ رائے ہے کہ مذہب کی

تشریح یا تعریف کرنا بالکل فضول ہے خواہ وہ مذہب باطل ہو یا سچا۔ اور اونکی دلیل یہ ہے کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا اور تمام مذاہب کی بنیاد یہی ہے کہ مذہب کا مدعا انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ یہ فلسفہ کا اصول ہے۔ اور جو شخص کہے کہ بجز حس اور عقل کے مذہب کو وہ سمجھا سکتا ہے تو وہ ثابت کرے۔ صفحہ ۱۴۳۔ اگر حواس اور عقل کے ذریعہ سے اس دنیا سے باہر جا سکتے ہین تو بہت اچھا ہے۔ اور اگر مذہب سمین نہین آسکتا تو وہ واہیات ہے۔ صفحہ ۱۵۔ مین ایک ہی قوم کے مذہب پر بحث کرونگا۔ اور وہ قدیم قوم ہند سے آئے یا ہین۔

حصہ دویم مذہب کا مرکز

آیا قابل گرفت کے اشیا ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔

صفحہ ۶۱۔ ڈی بروس کا یہ خیال ہے کہ وحشی اقوام جو ہڈی۔ پتھر۔ ہتیار۔ اور ایسی قسم کی قابل گرفت چیزون کو پرستش کرتے ہین یہی ابتدائی حالت ہر قوم کے مذہب کی ہے۔ اور اسکے بعد تعدد دیوتاؤن کا ہوا۔ اور پھر وحدانیت کا خیال پیدا ہوا اور وحدانیت قائم ہوئی۔

صفحہ ۱۸۔ عام خیال یہ تہا کہ مذہب وحشی اقوام مین نہین ہے۔ مگر مشنریون کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ ضرور مذہب ہے۔ اور ہم کہ سکتے ہین کہ جہانتک تحقیقات ہوئی یہ ثابت ہوا کہ دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے کہ جسمین مذہب نہو۔ مذہب انسان کا ایک جزو ہے

صفحہ ۱۰۹- مسٹر ڈیس کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ وحشی اقوام مین فیٹش یعنی قابل گرفت کے شئ مذہب نہین ہے - اونکا مذہبی خیال جداگانہ ہے اور فیٹش مذہب نہین ہے اور نہ وہ آغاز مذہب کا ہے -

(باب ۳)

(قدیمی علم ادب ہندوستان اور آغاز مذہب)

صفحہ ۱۳۳- یہ بہت مشکل ہے کہ اسٹریلیا - امریکہ - افریقہ - کی اقوام سے مذہب کا آغاز دریافت ہوسکے - مگر کسی قدر سہولت اون مذاہب سے ملیگی جنکے تاریخی حالات موجود ہین اگرچہ انمین بہی یہ مشکل ہے کہ جتبک مذہب ایک شخص اور اوسکے مقلدین ہین محدود رہا اوسوقت کے حالات ٹہیک معلوم ہوسکین - یہ مقولہ شخصی مذہب - اور جماعتی مذہب دونون پر صادق آتا ہے اور دوسری مشکل یہ ہے کہ تمام مذاہب کے دیکہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اینسان کی فطرت مین ہے کہ مذہب مین مبالغہ افسانہ کے طور پر بہت داخل کردیا جاتا ہے -

صفحہ ۱۳۵- ہند کے موافق کوئی ملک ایسا نہین ہے کہ جس سے عمدہ موقع ابتدائی اور آیندہ نشو و نما مذہب کا معلوم ہوسکے ہین بالقصد نشو و نما - اسوجہ سے کہتا ہون کہ ہند مین تاریخ کا نام نہین ہے -

صفحہ ۱۳۸- مذہب برہمن مین ایک بڑا انقلاب بودہ مذہب نے پیدا کیا -

صفحہ ۱۳۹- اس مذہب کا اصل فروغ ۳۴۵ برس قبل حضرت عیسیٰ کے عہد

صفحہ ۱۴۰- اسوکا مین ہوا - بودہ مذہب اگرچہ یہ تبدیل ہیئت برہمنی مذہب

۱۴۱ - تھا مگر بودہ وبید کو الہامی کلام نہ سمجھتے تھے الہامی کلام قرار دینا
۱۴۴ - برہمنون کی اختراع ہے - خود وید کے شاعر الہامی ہونا نہین ظاہر کرتے
صرف بودہ ہی نہین اوس سے قبل ہی اشتباہ الہامی ہونے پر ظاہر کیا جاتا تھا -
صفحہ ۱۴۹ - وید کے علم ادب کے چار درجہ ہین -
اول زمانہ ستر اکا قبل ۵۰۰ برس حضرت عیسی کے ہے -
صفحہ ۱۵۰ ستر اعہد کی یہ غرض تھی کہ علم جو برہمن کی آبادی مین پھیلا ہوا ہے وہ
یکجا کیا جائے -
صفحہ ۱۵۳ - دوسرا عہد برہمنان کا ہے - یہ ۶۰۰ سے ۸۰۰ تک قبل عیسیٰ کے ہے
اوسکی اصل غرض قربانیون کے بیان کرنیکی ہے اوسی مین بالآخر اوپانشاد سب سے
قدیم ہند فلسفہ ہے -
صفحہ ۱۵۴ - تیسرا عہد منترا کا ہے - یہ حضرت عیسیٰ سے ۸۰۰ تا ۱۰۰۰ برس کی ہے
اس زمانہ مین چارون بید یکجا ہوئے -
صفحہ ۱۵۶ - چوتھا عہد کہانڈا کا ہے - یہ ۱۰۰۰ برس قبل حضرت عیسی کے ہے -
یہ زمانہ وہ ہے جب بید کی قربانیان آہستہ آہستہ فروغ پاتی جاتی تھین اور
بید کی شاعری بڑھتی تھی -
صفحہ ۱۵۷ - بید بذریعہ حفظ کرنیکے یاد رہا -

۴ - لکچر

پرستش محسوس - نیم محسوس - غیر محسوس - ایشیائی کے -

صفحہ ۱۷۳۔ ہم اوس راہ سے چلنا چاہتے ہین جسکو ہر شخص پسند کرے۔ یعنی کہ جو علم بذریعہ حواس کے حاصل ہو وہی سیدھا ہے۔ تمام مذہب دنیا کے اگرچہ اور امور مین مختلف ہین مگر صرف اس ایک امر مین متفق ہین کہ اونکے مذہب کا ثبوت بتامہ حواس سے نہین ہے۔

صفحہ ۱۷۴ لغایت ۱۷۶۔ مگر یہ حیرت ہے کہ انسان اور سب امور مین ذی ہوش ہے اس خاص امر مین ابتدائے دنیا سے آج تک مخبوط اور مجنون رہا۔ جواب سکا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم سے یا دیوتاؤن نے کہا۔ (یعنی بیرونی الہام) یا یہ کہ ہمکو خود یہ معلوم ہوا (اندرونی الہام) ہمکو شک نہین کہ قدرے اس جواب مین اصلیت ہو۔ مگر وہ نکالنی چاہیئے۔

صفحہ ۱۷۷۔ سوال یہ ہے کہ کسطرح سے ہمارے اجداد آریا کے ذہن مین ایک دوسری دنیا اس موجودہ کے علاوہ ذہن مین آئی جسے وہ نہ دیکھتے تھے۔ حواس کے دو حصہ ابتدائی حالت انسان مین تھے۔ یعنی لامسہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ ان سے جو اشیا نہ ہو وہ زیادہ صحیح ہوگا۔ بہ نسبت اسکے باصرہ۔ یا سامعہ سے معلوم ہو بغیر اسکے کہ اول سے تصدیق نہو۔

صفحہ ۱۸۰۔ حواس سے تمیز ہونیوالے دو قسم کے ہین۔ اول محسوس۔ دویم نیم محسوس

۱۔ اول اشیائے مثل پتھر۔ ہڈی۔ کوڑی۔ جانور وغیرہ جو لمس مین آسکین۔

۲۔ دوسرے درخت۔ دریا۔ پہاڑ۔ زمین۔ جسکا ایک جزو لمس مین آئے۔

دوسری قسم کی اشیا۔ اکثر حیرت پیدا کرنیوالی ہین۔ اپنی عظمت اور قد اور طول سے اور اثر سے۔

صفحہ ۱۸۵ - ایک تیسری قسم کی اشیای ایسی ہین کہ اونکا ایک جزو بھی محسوس نہین ہوسکتا اور یہ غیر محسوس قرار دیگئی - مثل ہوا - ابر - رعد - آسمان سورج چاند - ستارہ - صبح - شام - پہلی قسم کے اشیای کو وہ لوگ جو کہ اسکے قائل ہین کہ آغاز مذہب کا قابل گرفت کے اشیاے کی پرستش سے ہوا - سمجھتے ہین کہ یہی ابتدا مذہب کی ہے - مگر دوسری قسم کی اشیای کو مین نیم دیوتا - اور تیسری کو پورا دیوتا سمجھا ہون -

صفحہ ۱۸۶ - قدما کے خیالات اونکے دیوتاؤن کے حالت مین منقول کرتا ہون ایپی کرمس کہتا ہے کہ دیوتا - ہوا - پانی - زمین - سورج - آگ - ستارہ - تھے پروڈکس کہتا ہے کہ قدیم زمانہ کے لوگ چاند - دریا - چشمون - کو جو نافع تھے دیوتا سمجھتے تھے -

سیزر جرمن کے مذہب کی بابت کہتا ہے کہ وہ سورج - چاند - آگ کی پرستش کرتے تھے -

ہیروڈائس کہتا ہے کہ ایرانی سورج - چاند - آگ کو پوجتے تھے -

صفحہ ۱۸۸ - بید کے سب سے پرانے اشعار - دریا - پہاڑ - ابر - زمین - آسمان طلوع - غروب - سورج - یعنی نیم محسوس - اور غیر محسوس اشیار کی طرف منسوب ہین -

صفحہ ۱۹۰ لغایت ۲۰۲ - تمام پرانی قسم کے اشعار بید کی پرستش مین پڑہے جاتے تھے دیوتاؤن سے خطاب کرکے ہوتے تھے مگر اوسوقت لفظ دیوتا کی وہ عظمت اور معنی نہ تھے جو اب سمجھے ہین - اوسوقت ہندؤن مین خیال دیوتا کا ذہن

مین منعقد نہین ہوا تہا اور جو ایسے اشعار بناتا تہا او سکو ریشی یا مؤلف کہتے تھے۔

خیال کرنے مین اشیاے مخلوقہ کے انسان درجہ بدرجہ ترقی کرتا جاتا تہا۔

صفحہ ۲۰۴۔ اول قسم کے اشیاے بید کے اشعار مین صنعت کے لحاظ سے ہین مگر ۲۰۵ قسم دوم کی اشیاے جابجا بید مین دیوتاؤن سے منسوب ہین۔

صفحہ ۲۱۸۔ ہمنے اوپر ذکر کیا ہے کہ آسمان روشنی دینے والا اور روشن کرنیوالا دنیاکا ابتدا خیال کیا جاتا تہا اور اوسکو ڈیوس کہتے تھے۔ اوسی آسمان کے بجاے اب بہت سے دیوتا قایم ہو گئے جنسے افعال آسمان کے ظاہر ہوتے تھے۔ اور علاوہ اسکے صرف فعل ہی نہین بلکہ یہ ظاہر ہوا تہا کہ تمام دنیا پر وہ محیط اور محافظ ہے اور اوسی کے بجاے آسمان کے خیال اوس دیوتا کا پیدا ہوا جو سب پر محیط اور محافظ (نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے آسمان۔ پھر متفرق ستارے جو آسمان مین ہین اور نیز مجموعی خیال کرتے کرتے انسان کے ذہن مین آیا کہ کوئی ایسا دیوتا ہے جو سب پر حاوی اور محیط ہے۔)

صفحہ ۲۲۰۔ ہمنے اوپر کے مضامین سے یہ دکہلا دیا کہ کس طرح سے انقلاب ظاہر سے غائب (نیم محسوس۔ غیر محسوس) کی طرف ہوا۔ اول اشیاے روشن جنکو مس کرسکتے تھے مثل دریا کے جنکو دیواس کہتے تھے۔ دویم وہ اشیاے جنکو سن سکتے تھے مثل رعد اور دیکھ سکتے مثل سورج کے دیواس کہتے تھے۔

اسے پرانی سڑک سے معلوم شے سے نامعلوم تک پہونچے۔

صفحہ ۲۲۱۔ مگر معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ترقی نامناسب ہوئی کہ اس سے کثرت سے وحدت ہوئی۔ اور بالآخر نتیجہ یہ ہوگا کہ الحاد ہوگا میرا جواب یہ ہے کہ واقعی یہ امر

سچ ہے۔ بید کے آریا اس راہ سے ایک راستہ کو چھوڑتے چھوڑتے کثرت سے وحدانیت۔ اور بعدازان الحاد۔ پر پہونچے۔ مگر بعد انکار پرانے دیوتاؤن کے ہندوؤن نے سکوت نہین کیا تاوقتیکہ اونہون نے یہ نہ دریافت کرلیا کہ اون دیوتاؤن سے برتر کون ہے۔ یعنی جان موجودات کی۔ اور نیز اپنے نفس کو بہی پہچانا۔ ہم بہی آریا لوگون کی مثل ہین جب ہم کوئی فعل دیکھتے ہین تو اوسکے فاعل کو ڈہونڈتے ہین اور جب کوئی واقعہ دیکھتے ہین تو اوسکا کرنیوالا تلاش کرتے ہین۔

صفحہ ۲۲۲۔ انسان درجہ بدرجہ اس راہ مین بڑہتا گیا ہے۔ جون جون آگے بڑہا دنیا چھوٹی نظر آنے لگی اور آسمان قریب معلوم ہونے لگا۔ ہر درجہ پر ہمارا منظر بڑہتا گیا۔ اور ہمارے لفظون کے معنی متین ہوتے گئے۔

صفحہ ۲۲۳۔ پانچ ہزار برس گزرے جب آریا نہ سنسکرت نہ یونانی نہ لیٹن زبان بولتے تھے مگر اوسکو دیوپتر آسمانی باپ کہتے تھے۔

صفحہ ۲۲۴۔ چار ہزار برس ہوے کہ آریا ہلسپانٹ کے کنارہ پر اوسکو ذیوس آسمانی باپ کہتے تھے۔ (مراد یونانیون سے ہے) ہزار برس ہوے کہ آریا اٹلی کے اوس روشن آسمان کو دیکہتے تھے اور اوسکو جٹپٹر کہتے تھے یعنی آسمانی باپ۔ اور ہزار برس ہوے کہ ہمارے اجداد تاریک جنگلون جرمنی مین آخر دفعہ ذیواوکی زبان سے نکلا۔ مگر کوئی خیال کوئی نام ہمیشہ کیلئے ضائع نہوا۔

لکچر ۵۔ خیال غیر محدود کا اور قاعدہ کا۔

صفحہ ۲۲۵۔ ان لکچرون سے میری غرض یہ نہین ہے کہ کسی خاص قسم کے مذہب کی

تائید یا تردید کرون ۔ اس کام کے اور بہت سے ہین ۔ میرا خاص کام اور اس بانی لکچر کی غرض اور ہی ہے ۔ وہ غرض تاریخی اور علمی ہے ۔ ہمکو یہ جاننا چاہئے کہ مذہب کسطرح سے ممکن ہے ۔ کسطرح سے انسان بین مذہب داخل ہوا اور زندہ کیا ہے اور یہ کیسے ہوا ۔

صفحہ ۲۲۶ ۔ یہ ہم کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو دو دروازون سے اونکو داخل ہونا چاہئے ۔ یعنی دروازہ حس و دروازہ ادراک ۔ اور جو اور دروازہ خواہ وہ دروازہ الہام ہو خواہ دروازہ نطرتی عقل مذہبی کا ہو غلط ہے ۔

صفحہ ۲۲۷ ۔ مین نے اولاً اس امر کے ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ خیال غیر محدود کا جو اصول تمام مذہب کا ہے وہ بذریعہ ادراک لاشئے کے ظاہر نہین ہوا ۔ اگر خیال غیر محدود کا حواس پر منحصر نہین ہے ۔ ہمکو اپنے مقولہ کے بموجب رد کرنا چاہئے ۔ مثل سر ہملٹن کے یہ کہنا کافی نہین ہے کہ خیال غیر محدود کا منطقی ضرورت ہے ہماری طبیعت بہی ایسی مخلوق ہوئی ہے کہ جب ہم وقت یا جگہہ کا مقام منحصر کرینگے ہمکو اوسوقت معلوم ہوگا کہ اس کے آگے بہی وقت اور جگہہ ہے ۔ اگرچہ مین نہین کہتا کہ اس دلیل مین صحت نہین ہے مگر اپنے مخالفون کو اسکے قبول کرنے پر مجبور نہین کر سکتا جسطرح سے ادراک محدود اشیا پر بذریعہ حس اثر کرتا ہے اوسی طرح سے مذہب غیر محدود پر جو محدود کیساتھ ہے اثر کرتا ہے ۔

جسکو ہم حواس اور عقل اور اعتقاد کہتے ہین وہ سب کام ادراک کے ہین ۔

صفحہ ۲۲۸ ۔ تاریخ قدیم مذہب ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ بالمرہ یہ ارادہ کیا گیا کہ غیر محدود کا کوئی نام رکھین جو پردہ محدود مین مستور ہے ۔ یہ مذکور ہو چکا ہے کہ

کس طرح سے آریا غیر محدود کو درخت۔ دریا۔ پہاڑون۔ سورج۔ چاند۔ رعد۔ بجلی۔ مین سمجھتے تھے اور اونہین وجود ایک شئے کا خیال کرتے تھے جو نظر نہین آتے تھے۔ اور بالآخر قدیم آریا اوس خیال پر یہان تک بڑہے کہ ایک باپ آسمانی کا خیال آیا۔

صفحہ ۲۴۳ لغایت ۲۴۷۔ ہندؤن کے دلون مین خیال گناہ۔ اور دوسری دنیا کا۔ اور غیر فانی ہونیکا تغیرات جو دنیا مین واقع ہوتے تھے اونکو دیکھکر اور خیالی دیوتاؤن کو ذہن مین رکھنے سے پیدا ہوے۔

صفحہ ۲۴۲۔ انہین ہندؤن کے ذہنون مین خیال ایک قسم کے اصول اور قاعدہ کا تغیر متواتر واقع ہونے سے آیا (اور اسیوجہ سے جب خیال مذہب جم گیا وہ ہمیشہ کیلئے اونکے ذہنون مین جانشین ہوگیا۔

لکچر ۶۔

صفحہ ۲۶۱۔ اس امر کا خیال کرنا بالکل فضول اور غیر ضروری ہے کہ مذہب کا آغاز وحدانیت یا تعدد وحدانیت سے ہوا۔ جسقدر کہ تعلق مذہب اہل ہند اور اہل یورپ کا ہے یہ خیال بیکار ہے۔

صفحہ ۲۶۲۔ بجاے اسکے کہ عام مذاہب کو مذہب یہود کا بگڑا ہوا خاکہ خیال کرین محققین کو چاہئے کہ مختلف مذاہب کے تاریخی حالات ترقی کے دریافت کرین اور اونکی ترتیب کرین۔ اور پھر اوسپر راے زنی کرین۔

صفحہ ۲۶۴۔ یہ نہایت ہی مشکل ہے کہ ابتدائی حالت مین وحدانیت کا خیال ہو مثلاً اگر کسی مشنری سے کہئے کہ دقیق اصول عیسائیت کے وحشی اقوام کو سمجھائو

تو بھلا یہ ممکن ہوگا - کثرت - یا وحدانیت کے خیال مین پڑنے سے اس امر کی تحقیق کافی ہے کہ اقوام مین کسطرح سے خدا کا خیال پیدا ہوا -

صفحہ ۲۶۶ - ۲۶۸ - ۲۹۹ - ہندوٗن کے مذہب پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونہین تعدد - یا وحدانیت عامہ کا خیال پیدا نہین ہوا - بلکہ وحدانیت شخصی کے وہ چلے - سورج - چاند - وغیرہ کو جدا جدا افعال کا فاعل سمجھتے تھے - اور بالآخر مجموعی حالت پر اسی سے وہ نظر ڈالنے لگے - ایک کو دوسرے پر فوقیت دیتے دیتے وحدانیت کے آثار پیدا ہونے لگے -

صفحہ ۳۰۴ - پھر ایک دیوتا کو غالب اور دوسرے کو مغلوب کرکے الحاد کی صورت پیدا ہوئی -

صفحہ ۳۱۰ - ۳۱۲ - الحاد کی شکل کچھ کچھ بودہ مذہب مین نظر آتی تھی - مگر درحقیقت وہ الحاد ایسا نہ تھا کہ جس سے قطعاً بطلان خالق کا ہو -

لکچر - فلسفہ تہذیب مذہب

صفحہ ۳۱۸ - جبکہ آریا ہند کا یہ خیال ہوا کہ اونکے سب دیوتا محض نام ہی نام ہین تو اوسوقت وہ اوس سے بالکل منحرف ہوجاتے جسکی کہ مدتہاے دراز سے پرستش کرتے تھے - ایسا ہی خیال اہل یونان - روم - جرمن - مین بھی دیوتاوٗن کی بابتہ پیدا ہوا مگر مذہب عیسوی نے اگر انسان کے خیال مذہبی کو طمانیت دی - ہند مین کوئی ایسا مذہب باہر سے آنیوالا نہ تھا - جسکی وجہ سے برہمن اپنے دیوتاوٗن کو چھوڑکر اوسمین پناہ لیتے - اونہون نے بجاے اسکے کہ مثل یونانی - رومی جرمنی کے پچھلے دیوتاوٗن کو چھوڑکر نیا راستہ لیتے پرانی راہ پر چلنے لگے - اگرچہ اونہین نے

پرانے نام ترک کیئے مگر جس اعتقاد سے کہ اونہین وہ نام رکھا تھا وہ نہ چھوڑا۔
پرانے دیوتاؤن کی قربانی گاہ خراب اور ویران کرکے اونہین پریشان مصالحہ سے
نامعلوم اور حاضر ناظر کے نام قربانی گاہ بنائین۔
مین نے اس محقق کے سات لکچرون کا انتخاب کیا ہے۔ اور ہرایک لکچر کی بابت
علٰحدہ بحث ہوگی۔

لکچر اول۔ اس مین تعریفات مذہب بموجب اقوال حکما کے بیان کی ہین اور آخر
مین اپنی راے سے تعریف لکھی ہے۔ انمین ایک تعریف بہی واقعات مذہب سے
منطبق نہین ہوتی۔

۱۔ کانٹ کہتا ہے کہ مذہب اخلاق ہے۔ بیشک اخلاق بہی ایک جزو مذہب
ہے مگر محض اخلاق پر مذہب کا انحصار نہین۔ مذہب مین مقدم توحید ہے۔
اوس سے اخلاق سے کیا تعلق ہے۔

۲۔ فچٹ تعریف مذہب کی یہ بیان کرتا ہے۔ مذہب اپنے نفس کے خیال کو نیکی قوت
دیتا ہے اور بڑے بڑے معمہ کھولتا ہے اور دل کا اطمینان اور دماغ کی صفائی پیدا
کرتا ہے۔ یہ ذکر مذہب کی تاثیرات کا ہے۔ یہ واقعات مذہب نہین ہین۔

۳۔ شلیرمسر مذہب کی بابت یہ کہتا ہے کہ مذہب کلیتًا بھروسہ کرنا ایسے پر ہے کہ
جو ہمارے لئے تجویز کرتا ہے مگر ہم اوسکے لئے کچھ تجویز نہین کرسکتے۔ یہ تعریف مذہب کی
نہوئی۔ بلکہ اعتراضًا یہ مذہب کا نقص ظاہر کیا جاتا ہے۔

۴۔ کامٹی یہ کہتا ہے کہ انسان خود اس لائق ہے کہ مذہبی پرستش اوسکی کیجائے
نہ یہ کہ اور کی کرے۔ یہ بہی ایک لغو اعتراض ہے۔ اور مضحکہ اوڑانا ہے۔

۵ - فیبرچ پہلے سے لغویت مین اور بہی بڑہ گیا ہے - وہ کہتا ہے کہ اپنے نفس کی محبت کرنا یہ دنیا کا عام قانون ہے - اور ہر قسم کی محبت مین داخل ہے - اور مذہب سے جابجا اسکی تصدیق ہوتی ہے -

۶ - بالآخر مصنف اپنی یہ راے ظاہر کرتا ہے - ایمان ایک مذہبی قوت انسان مین ہے جسکے سبب سے ہم مذہبی اغراض سمجھتے ہین - اس تعریف سے اور بہی ابہام پیدا ہوگیا - بغیر ایمان کی تعریف کے مذہب سمجھ مین نہین آسکتا -

لکچر دویم - قابل گرفت کے اشیا، موجودات سے آغاز مذہب کا ہوا - اس لکچر مین مصنف نے وحشی اقوام کے مذہب کا حوالہ دیا ہے کہ وہ ہڈی - پتھر - ہتیار - کی پرستش کرتے تھے - اور بعض کا خیال ہے کہ یہی ابتدائی حالت ہر مذہب کی ہوتی ہے -

یہ محض استنباط ہے اور حجت بلاثبوت ہے - خود مصنف نے صفحہ ۱۰۹ مین لکھا ہے کہ مسٹر وٹیس کی راے یہ ہے کہ یہ چیزین وحشی اقوام مین مذہبی پیرایہ سے پرستش نہین ہوتین - واقعی یہ راے صحیح ہے - ہندوستان مین کایتھ کی اقوام مین قلم دوات کی پوجا ہوتی ہے - اور یہ قوم خدا کو مانتی ہے - بوجہ اسکے کہ اس قوم کا پیشہ نوشت وخواند کا ہے اور قلم دوات ذریعہ نوشت وخواند کا ہے اسلیے اوسکا ادب اور تعظیم کرتے ہین اور اوسکے اوصاف کے اظہار کیلیے سال مین ایک وقت معین کرلیا ہے مہذب اقوام مین بہی دستور ہے کہ نامور اشخاص کی استعمالی اشیا بطور یادگار کے رکہتے ہین اور ایک وقت معین پر اونکی نمائش کرتے ہین - ایسی یادگارین تبرکاً وحشی قومین بہی رکہتی ہونگی - یہ ہرگز بنیاد مذہب کی نہین ہوسکتی - بالآخر خود مصنف بہی صفحہ ۱۴۳ مین لکھتا ہے کہ وحشی اقوام سے آغاز مذہب کا ثابت ہونا مشکل ہے - لہذا آریہ

مذہب کے نشو و نما پر بحث کرونگا۔ اس مذہب کے حالات کثرت سے ملتے ہین مصنف نے
باقی لکچرون مین آریہ مذہب سے بحث کی ہے۔

لکچر سوئم۔ مین ویدکے فروغ کے چار درجہ قرار دئے ہین۔

۱۔ سترا عہد ۵۰۰ برس قبل عیسیٰ۔ اس زمانہ مین برہمنون کا علم یکجا ہوا۔
۲۔ عہد برہمنان ۱۰۰۰ برس قبل عیسیٰ لغایت ۸۰۰ قبل عیسیٰ قربانیون کی تشریح ہے۔
۳۔ عہد سترا ۸۰۰ برس قبل عیسیٰ لغایت ۱۰۰۰ قبل عیسیٰ چارون وید یکجا ہوئے۔
۴۔ عہد کھانڈا ۱۰۰۰ برس قبل عیسیٰ۔

جب قربانیون کا فروغ ہوتا جاتا تھا۔

لکچر چہارم۔ مین یہ بحث ہے کہ کائنات مین تین قسم کی اشیاء ہین دو انسان کی
گرفت مین کم و بیش آتی ہین۔ تیسری گرفت سے باہر ہے۔

۱۔ محسوس مثل ہڈی۔ پتھر۔ کوڑی۔ جانور وغیرہ۔
۲۔ نیم محسوس۔ زمین۔ پہاڑ۔ دریا۔ درخت وغیرہ۔

غیر محسوس۔ ہوا۔ ابر۔ آسمان۔ رعد۔ سورج۔ چاند۔ ستارہ۔ صبح۔ شام۔
مصنف کی رائے یہ ہے کہ اول قسم کی اشیاء کی بابت بعض کا خیال ہے کہ انکی قدر دانی
محض صنعت کے خیال سے ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ آغاز مذہب کا ہے۔ دوسری
قسم کی اشیاء نیم محسوس کی بابت مصنف کی رائے ہے کہ اونکو آریہ۔ یونانی پرستش کی
کرتے تھے۔ اور اونکو دیوتا سمجھتے تھے۔ اور ان دیوتاؤن کے ہاتھ مین نظام عالم تھا
اور وہ سب پر محیط تھے۔ اس خیال کی ترقی ہوئی اور پھر یہ سمجھنے لگے کہ کوئی ایک
ایسا دیوتا ہے جو سب پر محیط ہے یعنی خدا کا خیال قائم ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ اول

نیم محسوس جو حس و ادراک کے اندر ہے اوسکی پرستش کی۔ بعد ازان غیر محسوس جنکو دیکھ سکتے تھے یا سن سکتے تھے اونکو دیوتا بنایا۔ اور ان دیوتاؤن کو دنیا پر محیط سمجھا۔ بعد ازان ایک دیوتا یعنی خدا سب پر محیط سمجھنے لگے۔ یہ سب ترقی حس و ادراک کے ذریعہ سے ہوئی۔ اسلیئے اسپر اعتراض وارد نہین ہوسکتا۔

لکچر نمبر ۵ - ۶ - ۷ - کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے ذہن مین ابتدار خداے غیر محدود کا خیال قائم نہین ہوا۔ بلکہ درجہ بدرجہ حس و ادراک کے ذریعہ سے ترقی کرنے مین یہ مرحلہ نیم محسوس طے کرنا پڑا۔ اور اس مرحلہ پر پہونچکر ایک آسمانی باپ قرار دینا پڑا۔ مصنف کا یہ محض خیالی منصوبہ ہے۔ اور واقعہ کے خلاف ہے۔ اور یہ درجہ بدرجہ ترقی قیاس مین نہین آتی۔ مذہب مین تجربہ داخل نہین ہے بلکہ عقیدہ ہے اور عقیدہ مین درجہ بدرجہ ترقی اختیاری نہین محض اتفاقی ممکن ہے۔

رگ وید سب سے قدیم ہے اوس مین جہان سیارون کی تعریف ہے وہان خداے واحد کا بھی ذکر ہے۔ (دیکھو انتخاب آریہ)

پس ایک ہی زمانہ مین خداے واحد کا خیال ہندؤن مین تھا اور اوسیوقت مین سیارون کی بھی وہ تعظیم کرتے تھے۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ یا ایک ہی گروہ دونون قسم کی پرستش کرتے تھے یا یہ ہوسکتا ہے کہ خواص خدا پرست تھے عوام کواکب پرست تھے۔ مگر یہ نتیجہ نہین ہوسکتا کہ اول کواکب پرست تھے بعدہ خدا پرست ہوئے۔ یہی محقق اپنے لکچر دہم مین خود فرما چکے ہین کہ فلسفی اور آزاد خیال والون کی یہ راے ہے کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا اور تمام مذاہب کی بنیاد اسی پر ہے کہ مذہب کا مدعا (یعنی خدا) انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ باوصف اسکے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اسقدر

تو تمام دنیا کے فلسفی اور صاحب مذہب یہ کہہ رہے ہین کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا مگر چار ہزار برس پہلے انسان موجودات کی پرستش کرتے کرتے غیر محدود کو سمجھ گیا۔ اور اوسپر پورا بھروسہ اور یقین بھی ہوگیا۔ اور اوسکی عبادت بھی کرنے لگا۔ حالانکہ نہ وہ حس وادراک مین آیا اور نہ ظاہری نفع جیسا سورج چاند وغیرہ سے ہوتا تھا وہ ظاہر ہوا۔

خدا پرستی محض آخر سبب فرض کر لینے سے نہین ہوتی۔ موجودات مین سیارون کی پرستش شروع ہوئی تو اونکے تاثیرات کے اعتقاد سے ہوئی یا یہ کہ وہ ایرانیون مین قبلہ نماز تھے انسانونکی پرستش ہوئی تو اونکے ناموری کے باعث ہوئی۔ برہما۔ بشن مہیش کے پرستش شکراچارج۔ اور راماننڈ وغیرہ بزرگون کے اعتقادات اور ہدایت سے ہوئی۔ (بت پرستی کا مضمون لائق ملاحظہ ہے)۔

اس یورپین محقق پر تعجب ہے کہ ایک مذہب کے نشو نما کا فرضی منصوبہ قائم کر کے یہ اصول بنا دیا کہ درجہ بدرجہ بت پرستی سے ترقی کر کے خدا پرست ہوئے ہین۔ یہ منصوبہ صرف اس غرض سے بنایا ہے کہ حس وادراک سے مذہب کا پیدا ہونا ثابت ہوجاوے اور بالآخر ڈارون کا مسئلہ ارتقا اوس مین داخل کر کے فلسفہ خدا پرستی کی تکمیل کر دیجاوے اور یہ نہ سوچا کہ رہنمایان مذہب اہل کتاب نے جو خدا پرستی بتلائی ہے وہ صریح اس فرضی اصول کے خلاف ہے اوس مین پیوند کیسے لگایا جائیگا۔ ہان یہ سوچا ہوگا کہ انکو مقلد آریہ کا نبا دینگے اور ان رہنماؤن کیلئے کہدینگے کہ خدا کو سن سنا کر خود ادعا کیا۔

اس فرضی منصوبہ پر یہان تک اس محقق کو وثوق ہے کہ لکچر نمبر ۵ کے صفحہ ۲۲۹ مین یہ لکھتے ہین۔ ہم یہ کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو۔ دو دروازون سے

اونکو داخل ہونا چاہیئے یعنی دروازہ حس وادراک سے۔ اور جو اعدو دروازہ سے داخل ہو خواہ وہ دروازہ الہام ہو۔ خواہ وہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی ہو وہ غلط ہے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ جو رہنما الہام کے ذریعہ سے خدا کے وجود کو تسلیم کرتے ہین اور اوسکا اعلان کرتے آئے ہین وہ خدا پرستی کی تعریف مین نہین آتے کیونکہ درجہ بدرجہ ترقی نہین کی۔ صاحب ممدوح نے جو نتیجہ مذہب اہل ہند کے نشو نما سے نکالا ہے یہ نتیجہ اوسیوقت صحیح ہو سکتا ہے جب اہل ہند کی ابتدائی حالت بھی مان لیجا سے جو اس لکچر مین ظاہر کی ہے۔ مگر اہل ہند کو تمام یورپ آریا قوم کی ایک شاخ سمجھتا ہے اور یہ قوم جسوقت متفرق ہوئی اوسوقت اس قوم مین تہذیب قدیم تھی اور سلطنت بھی قائم ہو چکی تھی۔ اور قبل متفرق ہونیکے یزدان پرستی اس قوم مین تھی۔ اور سیارے اور آگ قبلہ نماز تھی اور یہ امر مضامین سابق مین ثابت ہو چکا ہے۔ تو ہند مین اگر جو انقلاب مذہبی خیالات مین ہوا اوسکو ابتدائی حالت نہین کہ سکتے۔ علاوہ اسکے مذہب خواہ علمی اور فلسفیانہ طریقہ سے ثابت ہو یا نہو یہ حس وادراک سے پیدا نہین ہوا۔

مذہب اہل دنیا کی خواہشات نفسانی کی اندرونی روک ہے۔ اور بیم اور رجا اوسکے آلہ ہین۔ جنسے انسان کی خواہشات پر ہر وقت اور ہر جگہ اثر پہونچتا ہے۔ جہان شاہی احکام کا اثر نہین پہونچتا۔ وہان مذہب کا اثر موجود ہوتا ہے۔ مذہب سے انسان اپنی کمزوری پہچانتا ہے بادشاہ کا وہ مقابلہ کرے مگر مذہب کا وہ مقابلہ نہین کر سکتا۔ اور اپنے آپ کو بے حقیقت سمجھتا ہے۔ مذہب سے ہی

انسان ایسا مضبوط ہوتا ہے کہ تمام دنیاوی سامان جہان اوسکی مدد نہین کرسکتے مذہب اوسکو ایسا قوی کردیتا ہے کہ آفت اور مصیبت کو وہ آسانی سے برداشت کرتا ہے۔ یہ ہرگز حس وادراک کا کام نہین ہے۔ جہان تک آثار ظاہری پر بڑہنے کا تعلق ہے ہم بالکل میکس میولر سے متفق ہین۔ مگر آخر پر جو روکنے کا سبب نامعلوم قدرت پر ہے اوس سے ہم کیا سب ذی ہوش انکار کرینگے۔ کیونکہ اس نامعلوم قدرت کا ظاہری انتفاع کچھ نہین۔ اور اگر محض فرض کرلینا ہمارا مقصود ہوتا تو کیون نہین چاند۔ سورج۔ بجلی۔ رعد۔ پرندے کہ وہ بظاہر سب مخلوقات مین بڑے تھے۔ اور ذی منفعت باہیبت اور باجاہ وجلال۔ اور شان وشوکت کی جب ایسی عظیم الشان قدرتون پر ہمارا ٹھکانا نہوا۔ اور انکو بھی ہمنے چھوڑا تو منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ہم لامذہب اور ملحد اور دہریہ اور محض فلسفی ہوتے۔ خدا پرست بے کرشمہ دیکھے ہونا محال تھا۔ کیون ان ظاہری اشیاء کو چھوڑکر ایک بیجان اور بے ٹھکانہ شے قبول کرتے۔

مذہب کا داخل انسانی معاشرت ہونا ابتدای سے ثابت ہے۔ مذہب مجوس۔ بابل۔ مصر۔ مین ابتدا ہی سے خالق کائنات کا خیال اور اوسکی پرستش ہوتی تھی۔ قدیم قومون مین جسقدر تخیل کو دخل بوجہ ناتجربہ کاری کے تھا اوسی قدر تعصب بھی تھین۔ ان قومون مین خدا کا خیال جم جانا ممکن نہ تھا۔ بغیر اسکے کہ اوس قدرت کے ظاہری کرشمہ کسی ذریعۂ مستقل یعنی رسالت سے نہ پہونچتے۔ نجوم بالعموم قدیم قومون مین تھا مگر نجوم کے اتفاقیہ عمل سے اوسکی مضبوطی انسان کے دلون مین ہوئی محض ایک صانع فرض کرلینے سے متواتر اوسپر انسان کا جارہنا قیاس مین نہین آتا۔

مذہب جبکہ انسانی ضرورت سے ظاہر نہین ہوا۔ اوسکی قدامت اور متواتر مختلف قومونمین خدا کا تصور قائم ہونا بجز اسکے کہ یہ فطرت کی ودیعت ہو۔ دوسری صورت قیاس مین نہین آتی۔

یہانتک جو جرح لکچر کے ہر جزو پر ہوئی۔ اور اوسکے ضمن مین مذہب کی تشریح بھی کیگئی اب عموماً سرسید اور مسٹر میکس میولر۔ کی راے کا موازنہ کرکے نتیجہ نکالا جائیگا۔ مینے دونون محققونکے حالات اور راے پر خوب غور کیا اور مین اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ سرسید کا خیال مذہب کے حقیقت کی طرف گیا ہے۔ چونکہ وہ ضمنی بحث تھی اسلیئے اوسکی تکمیل نہین کی اور سرسری طور پر ختم کیا۔ اور یورپین محقق مسٹر میکس میولر کے لکچر کا موضوع یہ تھا۔ ہمکو یہ جاننا چاہیئے کہ مذہب کسطرح ممکن ہے۔ کسطرح سے انسانمین مذہب داخل ہوا۔ اور مذہب کیا ہے اور کیسے ہوا (صفحہ ۲۲۵) صاحب ممدوح لکچر شروع اسطرح کرتے ہین۔ ہم یہ کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو دو دروازون سے اونکو داخل ہونا چاہیئے یعنی دروازہ حس اور دروازہ ادراک۔ اور جو اور دروازہ سے خواہ وہ دروازہ الہام ہو۔ خواہ وہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی کا ہو وہ غلط ہے۔ (ص ۲۲۶)۔ اس سے ظاہر ہے کہ بغیر مذہب کے حقیقت کی جانچ کرینگے کہ وہ کس راہ سے چلتا ہے اپنا راستہ خود اختیار کرلیا اور اوسی پر چلایا یعنی موجودات پرستی سے خدا پرستی پر پہونچایا۔ مینے خدا پرستی۔ اور بت پرستی کی بحث مین یہ ظاہر کیا ہے کہ اصلی مذہب خدا پرستی ہے۔ اور بت پرستی ابتر حالت مذہب کی ہے اور خدا پرستی کا وجود بغیر رہنما اور الہام کے ممکن نہین۔ اور رہنما مین خاص فطرت مذہبی ہے۔ اور عوام مین مادہ تلاش مبدا اور معاد کا ہے۔ یعنی یہ کہ کہان سے آئے اور کہان جائینگے۔ خاص فطرت کے فیضان کا اثر عام پر پڑنے سے مذہب پیدا ہوا۔

انسان اوسی کام مین ترقی کرسکتا ہے جو اوسنے بنایا یا ایجاد کیا ہو۔ مذہب انسان کا بنایا ہوا نہین ہے۔ مذہب بنایا یا پیغمبر یا رہنما کے ذریعہ سے اسکو پہنچا ہے۔ یہ قانون قدرت رہنما کو خاص فطرت ہونیکے سبب سے

منکشف ہوا اور اوس نے اپنے چشمو نبر اوسکا اعلان کیا - یہ اول مذہب تہا - رہنما کے بعد جو ابتری
پیدا ہوئی اور قانون قدرت بگاڑا گیا یہ انسانی کام ہے - وہ بت پرستی ہے - اسی کی اصلاح کیلئے
رہنما یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے رہے - مسٹر ہاسپیوالا کا یہ فرض منصوبہ کسی طرح سے نہیں سلجھتا -
ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ محسوس و نیم محسوس جو نفع رسان یا ہیبت ناک تھے اونکی پرستش کرنی
شروع کی - پھر غیر محسوس کی طرف عروج ہوا - اور بالآخر خدا تک پہونچے - اگر یہی واقعہ حق کا
تسلیم کیا جاے تو یہ امر تسلیم کرنا لازمی ہوگا کہ انسان میں ایک خاص شے کی تلاش کی
فطرت تہی - اوسکو وہ ہر جگہ تلاش کرتا تہا - اور ناکام رہتا تہا بالآخر منشا سے تلاش -
(یعنی خدا) پر پہنچکر رک گیا - مگر اس رکنے اور اطمینان حاصل ہونیکے لئے کوئی بڑی وجہ چاہیئے
مگر محقق کے بیان میں ہم کچھہ نہیں پاتے - وہ وجہ خاص فطرت (یعنی رہنما) ہے جس نے
شہادت دی کہ خدا ہے - اور میں خدا کا حکم لایا ہون - اور اس رہنما کے افعال اور عادات
اور بے نفسی نے سب کے دلونمیں تاثیر پیدا کی - یہ حقیقی کڑی زنجیر کی محقق لگانا بہول گئے -
رہنما سے پہلے جو کچھہ عمل تہا وہ مذہب تہا - وہ مادہ تلاش مذہب کا تہا - رہنما نے اگر ٹہیک طور سے بتایا -
اور اوس سے تشفی ہوئی . مذہب کی علت غائی دنیا اور عاقبت ہے - اس دنیا میں انسان اپنی اصلاح دوسری
دنیا کیلئے کرتا ہے - دنیا میں وہ ذمہ دار اور مواخذہ دار امور مذہبی کی وجہ سے قرار دیا گیا ہے اور عاقبت
میں اسکا ثمر ملیگا - علاوہ اسکے اس دنیا میں بہی اتحاد باہمی یعنی تمدن کیلئے مذہبی امور فائدہ مند
ہیں اسلئے یہان بہی اونکی ضرورت ہے - یہ حقیقی مسئلہ ارتقا ہے جو مذہب نے ظاہر کیا ہے
سواے مذہب کے جو عقلی نظام ہے انسان خود نفع نقصان اپنے فعل سے اوٹہاتا ہے اور اوس سے
وہ تمدن بناتا ہے - مذہب قانون قدرت ہے وہ انسان کی حالت کر مناسبت سے اور سے داخل ہوتا ہے
انسان اوسمیں اضافہ نہیں کر سکتا - اور جب انسانی راے داخل ہوتی ہے تو وہ بگڑتا ہے -

حصہ سوم

نمبر ۱

مذہب کا آغاز کیسے ہوا

مذہب کی دو قسمیں ہین - خدا پرستی - بت پرستی -
ان دونون قسمون پر پہلے بحث ہو چکی ہے - اور یہ قرار پایا ہے کہ خدا پرستی
اصل مذہب ہے اور مقدم ہے اور افضل ہے
اور بت پرستی بگڑا ہوا مذہب ہے - اسلئے اس مضمون مین صرف خدا پرستی کے
آغاز ہونے پر بحث ہوگی - اور وہی اصل مذہب ہے - مذہب یا خدا کے وجود کو
دو قسم کے انسانون نے ظاہر کیا ہے اور اوسیوقت سے مذہب کا آغاز ہونا
تسلیم کیا جاتا ہے - سب سے مقدم بانیان مذہب ہین - اونکی زندگی کے حالات پر
غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اونکا مدعائے زندگی یہی ایک کام تھا اور اسی
کام کے لیئے وہ مخلوق ہوے تھے اور اسکی اشاعت تاحیات کرتے رہے اور
اسی مین خاتمہ ہوا -
دوسرا گروہ بزرگان دین کا ہے کہ اونکے دلون مین خدا کا خیال مرتکز ہوا - اور
وہ اوسکی تلاش مین سرگردان رہے - بالعموم اشاعت مذہب انکا مدعا نہ تھا -
اپنا ذاتی ولولہ اور شوق تھا جسکے سبب سے وہ مرکز کی تلاش مین بیچین تھے

اور مرشد کی رہنمائی سے وہ منزل مقصود پر پہونچے

پہلا مقدس گروہ قدرتی مادہ کا اظہار کرنے والا دوسرون کے فائدہ کے لئے تھا۔ دوسرا برگزیدہ گروہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے تھا۔ یہ اسرار حقیقت کا متلاشی تھا۔ وہ اسرار سے فیضیاب تھا۔ ان دونون مین مقدم پہلا قدسی صفات فرقہ ہے اور دوسرا اوسکا ضمیمہ ہے۔ پہلے کو تقدیم اسوجہ سے ہے کہ یہ قدرت عام مخلوق کی فائدہ رسانی کے لئے ہے۔

بانیان مذہب کی مختصر سوانح عمری ظاہر کرنا واجب ہے کیونکہ اسی سے اونکی حقیقت روشن ہوتی ہے۔ اور بزرگان دین کا طریقہ عمل بیان کرنے سے اونکی کیفیت کھلتی ہے۔

اسلئے اس مضمون کے دو حصہ کئے گئے۔

اول حصہ بانیان مذہب کی سوانح عمری کا ہے۔

دوسرا حصہ بزرگان دین کا طریقہ عمل ہے۔

اول حصہ مین

۱۔ سری کشن

۲۔ زردشت

۳۔ گوتم

۴۔ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

کی سوانح عمری درج کیجاتی ہے۔ انکی سوانح عمری مذہب کی عکسی تصویر ہے۔ اور اسی سے مذہب کے آغاز ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہی سوانح عمری معیار صداقت

رہنما ہے۔

(سوانح عمری سری کرشن)

ماخوذ از کتاب بابو منمتہ

تخمیناً چار ہزار برس پہلے ممالک متحدہ کے مشہور شہر متھرا مین قدسی صفات سری کرشن مہاراجہ نے ظہور فرمایا۔ اُسوقت متھرا کا حکمران راجہ کنس تہا اوسکے ظلم اور بیرحمی اور ناانصافی سے رعایا اوس سے نفرت کرتی تہی اور اسوجہ سے وہ خود بہی خائف رہتا تہا۔ اوس نے اس امر کے دریافت کرنے مین سعی کی کہ اوسے کس شخص سے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے جب اوسکو نجومیون سے معلوم ہوا کہ اوسکی بہن دیوکی کا آٹھوان فرزند اوسکا قاتل ہوگا تو اوس نے اپنی بہن دیوکی کو اور اوسکے شوہر باسدیو کو اپنے محل مین قید رکہا اور اونکے سات بچے یکے بعد دیگرے قتل کئے آٹھوین دفعہ ایک حسین صاحب جمال فرزند دیوکی کے بطن سے پیدا ہوا۔ باسدیو نے راتون رات اوس لڑکے کو موضع گوکل جو گوالون کی بستی تہی وہان لیجا کر اپنے دوست آنند اور اوسکی زوجہ جسودہ کے سپرد کیا جسودہ نے باسدیو اور دیوکی کے نور بصر کو بڑی شفقت مادری سے دودہ پلایا اور نند نے بہت احتیاط سے اوسکی پرورش کی اس جادون خاندان کے شاہزادہ نے گوکل مین گوالون کے بچونکی طرح نشو ونما پایا۔ اس لڑکے کا نام اوسکی مان کنہی کہہ کے پکارتی تہی اور گوالون مین اوسکا نام سری کرشن مشہور تہا۔

سری کرشن نے جب ہوش سنبھالا تو گلہ بانی کی خدمت اوسکے سپرد کی گئی اور سری کرشن کو کسی علم و ہنر سے بہرور نہ تہے بانسلی بجانے مین ید طولے رکہتے تہے۔ گوکل کے سب

کہ وہ ایک گھوسی کے لڑکے بن کر رہین - یہ بھی سنا ہے کہ سری کرشن کو تمسے محبت ہے -
پس تم ہی اونکو سمجھا بجھا کر باعزاز تمام ایوان شاہی مین لے آؤ -
یہ شاہی پیام لیکر اکرور گوکل مین پہونچا سب کو سری کرشن کی قدر افزائی کی جسقدر خوشی
تہی اوسیقدر رنج وصدمہ اونکی مفارقت نے دیا تہا -
سری کرشن نے رخصت کے وقت سب کی تسلی تشفی کی اور وعدہ کیا کہ ہم بہت جلد
واپس آئینگے - راجہ کنس نے نہایت شفقت اور مہربانی سے سری کرشن کی آؤ بھگت کی
اور اونکی آمد کی خوشی مین طرح طرح کی تفریحونکا انتظام ہوا - ان کھیل تماشون مین ایک
مشت زنی کی لڑائی بھی تہی - اسمین سری کرشن سے بھی شرکت کی درخواست کی گئی
راجہ کنس نے خفیہ طور پر سری کرشن کی ہلاکت کے لیے مفسدون کو اشارہ کر دیا تہا
سری کرشن فوراً تاڑ گئے اور ادہر حاضرین جلسہ بھی اس ارادہ سے واقف ہو گئے -
سری کرشن نے مشت زن کو بڑی آسانی سے ہلاک کیا اور اوسکے بعد راجہ کنس پر
حملہ کیا اور آن کی آن مین اوسے بھی جہنم واصل کیا - آخر کار اہل متھرا نے متفق الرائے ہوکر
سری کرشن کو تخت پر بٹھانا چاہا - اونہون نے کہن سال راجہ اوگرسین کو جو قید تہا طلب کیا
اور کہا مجھے سلطنت کی حاجت نہین مجھے تو گوکل کی رمنون مین رہنے کے سوا کوئی
بات بھلی نہین معلوم ہوتی - مین نے تمہارے فرزند کو تخت وتاج کی طمع سے نہین قتل کیا ہے
اوسکی بدکرداری حد کو پہونچ گئی تہی اور ظلم وتعدی رعایا پر کرتا تہا مین نے صرف رعیت کے
حفظ وامن کی غرض سے اوسکی جان لی ہے تمہارا تخت وتاج تم کو مبارک ہو -
میری یہی تمنا ہے تمہین تخت نشین ہوکر رعایا پر حکمرانی کرو -
اسکے بعد سری کرشن راجہ کنس کی بیوہ رانیون کی طرف مخاطب ہوئے اونکو ہر طرح تسلی

تشفی دی اور اونکے پاؤنپر سر رکھکر معافی مانگی پھر شاہی جلوس سے کنس کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا اور راجہ اوگر سین تخت پر بیٹھا - سری کرشن نے اسکے بعد تحصیل علم کے لئے سندی پنرشی کے پاس جانے کی تیاری کی - یکایک انکی طبیعت مین ایسا تغیر واقع ہوا کہ سب کو کمال حیرت ہوئی - اونکے ہمجولی لڑکے جب اونکے دربار مین حاضر ہوئے تو اونہون نے بڑی سنجیدگی کے ساتھہ کہا کہ گوکل کی بود و باش کا زمانہ ختم ہو گیا اب تم ہمکو اپنا لنگوٹیا یار نہ سمجھو اور پیشوا سمجھو - جسطرح سے ہم مختلف تفریحون سے گوپیون کا جی بہلاتے تھے اوسی طرح تم بھی اونہین خوش رکھنے کی کوشش کیا کرو - اب یہی مناسب ہے کہ تم گوکل واپس چلے جاؤ - آج سے ہم کو اپنا بادشاہ اور حکمران جانو - جسوقت گوپیان آنسو بہاتی اونکے دروازہ پر آئین تو اونہون نے بکمال متانت اونسے واپس جانے کو کہا اور جب اونکی مان جسوودا اور باپ نندا اونکے دیدار کو آئے تو اونہون نے نہایت ادب سے التجا کی کہ اب سے آپ مجھے اپنا فرزند تصور نہ کرین - بلکہ جادون خاندان کا شاہزادہ اور اپنا موجودہ فرمان روا - سندی پنرشی کے مکان پر سری کرشن نے علوم فلسفہ الہیات اور سیاست مدن اور اصول حکمت کی تعلیم پائی اور فنون سپہ گری بھی حاصل کئے اپنی فطری قابلیت کے سبب سے سری کرشن چند ہی سال مین علوم رائج الوقت مین یگانہ آفاق اور فنون سپہ گری مین طاق ہو کر شہر متھرا کو واپس آئے -

اونکی غیبت مین راجہ جراسندہ نے متھرا پر چڑہائی کی - اسکی دو بہنین راجہ کنس کے ساتھ منسوب تھین وہ سری کرشن کی سخت شاکی ہوئین اسبات پر جراسندہ کو طیش آیا اور بیشمار سپاہ سے متھرا پر دہاوہ کیا مگر سری کرشن بہت جلد پہونچ گئے اور غنیم کو جادون سلطنت سے مار کر نکال دیا - جراسندہ نے متواتر متھرا پر سترہ حملہ کئے مگر ہر مرتبہ شکست پائی -

اٹھارہوین دفعہ جراسندہ نے پہاڑی راجہ کال باہن کی بیشمار فوج لیکر متھراپر چڑہائی کی
سریکرشن نے پیش بینی کرکے متھرا کو غیر محفوظ خیال کیا اور سمندر کے کنارہ پر اپنے عیال و
اطفال کو لیکر آیا اور نیا شہر آباد کیا اور اوسکا نام دوارکا رکھا۔ پہر متھرا کی طرف رجوع
ہوے اور کال باہن کو قتل کیا مگر اتفاق وقت سے جراسندہ اس فتحیاب فوج پر
ٹوٹ پڑا اور اوسکو شکست دی۔ سریکرشن کسی تدبیر سے بخیر و عافیت دوارکا پہونچ گئے
سریکرشن نے کورو۔ پانڈو۔ کے خاندان سے رشتہ داریان کین اور اونکے معاون
اور سرپرست بنے اور جب کورون اور پانڈون مین باہم جنگ ٹہیر گئی اور دونون
مستدعی امداد سریکرشن سے ہوے تو ایک فریق کو اپنی فوج دی اور دوسرے فریق کے
ساتہہ یعنی پانڈون کے ہمراہ جنگ مین موجود رہے۔ قبل شروع ہونے جنگ کے
دونون فریق سے یہ کہدیا تہا کہ مین کسی کے ساتہہ ہوکر نہ لڑونگا اور اسوجہ سے خود
لڑائی نہین کی مگر ایک طرف جنگ مین حاضر رہے اور تدبیرین بتاتے رہے بالآخر
پانڈو فتحیاب ہوے اور کورؤنکا خاتمہ ہوا۔

سریکرشن کو ابہی ایک اور بڑا کام کرنا باقی تہا اسے اپنے جادون خاندان کی بداعمالیون سے
دنیا کو پاک کرنا منظور تہا۔

جن مین اونکے بیٹے اور پوتے بہی تہے۔

فی الحقیقت اگر سریکرشن جنگ مین موجود نہوتے اور اپنی حکمت عملی سے غریب پانڈونکی
اعانت نہ کرتے تو اونکا فتحیاب ہونا ناممکن تہا۔ سریکرشن نے صرف مشورہ اور ترغیب
منہیات ہی سے اپنے پیارے دوست ارجن کو فتحیابی حاصل کرنے مین مدد نہین دی
بلکہ اوسے ایک ایسا مذہب تلقین کیا جو بالکل انہو کے اصول پر مبنی تہا سریکرشن نے

کہا کہ اخلاقی نیکیون کی قید اوٹہا دو اور کیا والدین اور کیا اوستاد اور کیا برہمن
اور کیا حقیقی اور چچیرے بہائی اور کیا مرد اور کیا عورت اور کیا بچہ سب کو بید رتیغ
تہ تیغ کرو اور اسکے عملدرآمد مین ہر طرح کے مکر و فریب اور دروغ اور ناراستی سے
فائدہ اوٹہاؤ۔ متہرا کی تخت نشینی کے دن سے سری کرشن کے واقعات زندگی
ایک اخلاقی اسرار ہو گئے تہے۔ اگرچہ بدذاتون اور بدکارون کو صفحۂ روزگار سے
نیست و نابود کر دینا اونکا اصل مطلب اور دلی منشا رہتا اور محبت اور خوشحالی
کی نئی ایجاد کرنا اونکے ہر کام سے پایا جاتا تہا مگر اونہون نے بجائے خود اپنے
آپ کو ایک ایسا شخص ثابت کیا جسکے قالب مین انسانی دل ہی نہ تہا۔ جس کو
رنج راحت برائی بہلائی کا کچہہ اثر نہوتا تہا جو مجسم دنیاداری کا پتلا تہا اور جو اپنے
مطلب براری کے لئے کسی قسم کے نیک و بد کام کرنے مین نہ ہی نہ تہا غرض
اونکا چال چلن امور اخلاقی سے بالکل متناقض بلکہ بہت بڑا اسرار مخفی تہا۔
(یہ عبارت بجنسہ کتاب سے نقل کی گئی)
سری کرشن مذہبی اصول و فرائض زندگی کی تشریح کئے بغیر دنیا کے ہر سے اپنا سا تہ
اوٹہا لیتے تو اسمین شک نہین کہ لوگون کے خیال اونکی جانب سے بہت ہی
فاسد ہو جاتے مگر جب اونکے دوست ارجن نے کرکشتر کی جنگ عظیم مین انکے
انوکہے اصول و قواعد مذہبی کی پیروی سے قطعی انکار کیا تو انہین مجبوراً دلائل
اور براہین سے اونکی تشریح اور تائید کرنی پڑی اور وہ اصول ایسے معقول سچے
اور قابل عظمت ثابت ہوئے کہ اونکی بدولت اوس دن سے تمام عالم
مین اونکی پرستش خالق اکبر کے اعلیٰ اوتار کی طرح ہونے لگی اور اونکا مذہب

کل بنی نوع انسان کا مذہب ہوگیا۔

اسیطرح وہ اپنے رشتہ دارون کو بلا سزا دئے چھوڑ دیتے تو ضرور ہمکو اونکے مقصد کی صداقت مین کلام ہوتا مگر اور دونکا تو ذکر کیا اونہون نے اپنی ذات قدسی صفات تک کو باقی نہ رکھا۔

پہلی پہل اپنے قریبی رشتہ دار اور دوست کورؤن کا خاتمہ کیا پھر اپنے خاص عالیمقدر فرقہ کو جسمین اونکے بیشمار لڑکے پوتے بھرے تھے خاک مین ملا دیا۔ امر آخر الذکر کے انجام دہی کے لیئے وہ ان سب کو پرواشن کی تیرتھ جاترا کے لئے لیگئے۔ پرواشن نہایت خوشنما۔ فرحت افزا۔ اور متبرک مقام تھا۔ اس جاترا کے اہل دوارکا کو بڑی خوشی ہوئی۔ سری کرشن کے لڑکے پوتے جادون خاندان کے شاہزادہ وغیرہ۔ سب بڑی سرگرمی سے تیاریان کرنے لگے۔ کھانے پینے کو طرح طرح کی نعمتین۔ شراب کے بیشمار قرابے۔ اور جملہ سامان عیش نشاط ساتھ لیا۔ غرض جاترا کا لطف اوٹھانے کے لئے کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ اس متبرک مقام مین پہونچکر پہلے سب نے دینی رسوم اور مذہبی فرائض ادا کئے۔ غربا مساکین کو خیرات تقسیم کی۔ برہمنون کو کھانا کھلایا۔ اسکے بعد خورد و نوش اور عیش و طرب مین مشغول ہوے محفل رقص و سرود گرم ہوی دور شراب چلنے لگا میخواری کی مضرتین اہل خرد پر مخفی نہین۔ رفتہ رفتہ نشہ ایسا تیز ہوا کہ ہر طرف فتنہ و فساد کے شعلے بھڑکنے لگے ایک نے کچھ کہا۔ دوسرے نے سخت کلامی کی۔ باتون باتون مین تلوار کھچ گئی اور کسی کی جان مقتول کے دوست جست کرکے قاتل پر ٹوٹ پڑے قاتل کے حامی اوسکی مخلصی کے لئے دوڑے۔ یون ایک جھگڑا

خاصی لڑائی وہین شروع ہوگئی۔ تہوڑی دیر مین چارون طرف خون کی ندی بہنے لگی اور جادون کے شاہزادے درختون کے پتون کی طرح کٹ کٹ کر ہر طرف گرنے لگے۔ اِس خانہ جنگی اور کشت و خون کے روکنے کے لیئے سری کرشن سے مرافعت کی گئی مگر وہ بہی اِس ہنگامہ مین بلوائیون کی طرح شریک ہوکر خود اپنے لڑکون اور پوتون کو قتل کرنے لگے اسطرح بہت جلد کل فرقہ کا خاتمہ ہوگیا اور سری کرشن کے سوا کوئی باقی نہ بچا۔

اِس واقعہ کے بعد سری کرشن نے اپنے رتہ بان کو حکم دیا۔ کہ وہ ہستناپور پہونچکر اونکے رفیق ارجن سے یہ تمام سرگذشت بیان کرے اور پیام دے کہ دوارکا کی بے سرپرست شاہزادیون اور لاوارث بیوون کو وہ فوراً ہستناپور پہنچائین اور اونکے حفظ و امن مین مصروف ہون۔ خیر جو کچہ بہی ہوا اونہون نے کم توجہی کے ساتہ مقتل مین اپنے عزیز و اقارب کی بے کفن نعشون پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالی اور وہان سے روانہ ہوکر خرامان خرامان ایک طرف کو چلدیئے۔

چلتے چلتے وہ ایک درخت کے پاس جا پہونچے اور اوسکے سایہ مین لیٹکر سو رہے بہت جلد وہان ایک شکاری کا گذر ہوا۔ اوسنے دور سے گھنے پتون کی آڑ مین اونکو پڑا ہوا دیکھکر خیال کیا کہ کوئی شکار ہے۔ فوراً شست باندہکر نشانہ لگایا۔

افسوس وہان گھنے جنگل مین ایک سبزپوش درخت کے نیچے سوتے ہوے اِس فخر روزگار نے زخم کاری کہایا۔ اور ساری دنیا سے الگ تہلگ ایک گوشہ مین اپنی جان شیرین خالق جہان آفرین کے سپرد کی۔ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ سری کرشن کی ہدایات اور تعلیمات کا مجموعہ بہگوت گیتا مین پایا جاتا ہے مگر یہان یہ ظاہر کر دینا

مناسب ہوگا کہ گیتا کس کو کہتے ہین ۔
گیتا سنسکرت کی نظم بدیع مہابھارت کا قصہ درقصہ ہے ۔ اِس کتاب مین وہ ہدایات
اور نصائح مندرج ہین جو سری کرشن نے ارجن کو کرک شیتر کے میدان مین اوس وقت
کی تہین جب اوس نے اپنے اعزا واقربا کے ساتہ جنگ کرنے سے انکار کیا تہا ۔
ہم سے اگلے نازک خیال مصنفین اور منشیان گرانمایہ اس معاملہ مین بہت کچہہ خامہ فرسائی
کر چکے ۔ پس ہم یہان اس امر کی بحث ہی نہ کرینگے کہ آیا گیتا دراصل اس اعلی نظم رزمیکا
حصہ ہے یا بعد کا اضافہ ۔ ہدایات ونصائح مندرجہ گیتا فی الحقیقت سری کرشن کی
تلقین ہین یا مصنف کی قوت متخیلہ کا نتیجہ ۔ اور سری کرشن کو اِس حصہ نظم سے کچہہ تعلق بہی
ہے یا نہین ۔ کچہہ ہی ہو مگر کہا جاتا ہے کہ ہدایات ونصائح مذکورہ سری کرشن کے بیان
کیے ہوی ہین ۔ خود مہابھارت کے عالیقدر مصنف نے سری کرشن کو گیتا کا متکلم قرار دیا ہے
اور سلف سے خلف تک عموماً ہندؤن کا یہی عقیدہ ہے ۔ نیز سری کرشن کے واقعات
زندگی پر نظر ڈالنے سے بہی یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اونکے پُرماجرا حیات کے
حالات مسائل وملفوظات گیتا مین موجود ہین ۔ جسوقت دونون فوجین میدان
جنگ مین معرکہ آرائی کے لئے صف بصف کہڑی ہوئین تو ارجن نے اپنے دوست
سری کرشن سے کہا کہ میرا رتہ ایسے مقام پر کہڑا کیا جائے جہان سے مین لڑنے والی
فوجون کو اچہی طرح دیکہہ سکون انہون نے اِس درخواست کو پورا کیا اسوقت ارجن نے
غل مچا کر کہا اے سری کرشن ان یگانون کو دیکہکر میرا منہ خشک ہوا جاتا ہے ۔ میرا بدن
پہنکا جاتا ہے ۔ رونگٹے کہڑے ہوتے ہین جسم تہراتا ہے عضو عضو جدا ہوا جاتا ہے
کمان ہاتہ سے گری جاتی ہے ۔ مجہہ مین اب کہڑے ہونے کی بالکل سکت نہین

سب مجھے چکر آ رہے ہین - یہ شگون بہت برے معلوم ہوتے ہین - ہائے اپنے عزیزو
یگانون کو جنگ مین قتل کر کے مجھے کونسی خوشی اور بہتری حاصل ہوگی - مین فتحیابی سے
باز آیا - اب مجھے نہ ملک گیری کی آرزو ہے نہ عیش و عشرت کی تمنا - اُف ہم
جنکے لیئے بادشاہت کی خواہش رکھتے ہین وہی یہان اپنی جان نہ مال پر خاک
ڈالے لڑنے کے لیئے آمادہ کھڑے ہین - ان مین اوستاد شاگرد باپ بیٹے دادا
پوتے - ماموں بھانجے خسر داماد - سالے بہنوئی - سبھی ہین - مجھے عقبیٰ کی
سلطنت مِل جائے تب بھی اِنکو قتل کرنا نہین چاہتا خواہ وہ مجھے مار ہی ڈالین پھر
دنیا کی بادشاہت کی کیا اصل و حقیقت ہے - ہم دیکھتے ہین کہ ہم جہانداری کی طمع
اپنے یگانونکو مار ڈالنے کی کوشش کر رہے ہین - آہ ہم کسی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہین
اے سری کرشن مین آپکا مرید ہوا - فرمائیے میرے حق مین کونسی بات مفید ہوگی -
سری کرشن نے ارجن کے سوالات کے جواب مین فرمایا تم ایسے شخصونکے لیے
رنج و افسوس کرتے ہو جو بالکل اسکے مستحق نہین ہین - ذی علم نہ زندون کا رنج کہاتے ہین
نہ مردون کا غم کرتے ہین - نہ کبھی میرا وجود تھا نہ تمہارا - اور نہ کسی حکمران کا - اسیطرح
ہم مین سے کبھی کوئی معدوم ہی نہوگا - جو روح کو قاتل ٹھیراتا ہے یا مقتول سمجھتا ہے
یقیناً عقل سے خالی اور سمجھ سے عاری ہے - وہ نہ کسی کو ہلاک کرتی ہے نہ خود ہلاک
ہوتی ہے - نہ کبھی پیدا ہوتی ہے - نہ مرتی ہے - پس روح کو ان صفات سے
موصوف سمجھکر تمکو ہرگز کسی بات کا رنج و غم نہ کرنا چاہیئے -
اسی بنیاد پر سری کرشن اپنے فلسفہ کی عمارت اوٹھاتے ہین وہ فرماتے ہین دنیا عالم
مثال ہے یا عالم برزخ کا سایہ ہے اس نمودار سایہ کے اسطرف ایک اور دنیا ہے

جو لازوال غیر متبدل پیوستہ - پائدار مستحکم - اور ابدی ہے یہ عالم مثال ایک سراب ہے جس مین ذاتی اصلیت اور پائداری مطلق نہین ہے - پس تمہارے دنیوی افعال سرائی تبدیلیان ہین اور اونکا اثر عالم برزخ پر کچھ نہین پڑ سکتا - تمہین جو پسند ہو وہ کرو - تمہارا فعل اس حیرت انگیز عالم کے لئے کچھ نفع و نقصان نہین کرسکتا تمہین رنج محسوس ہوتا ہے کیونکہ تمہارا عقیدہ ہے کہ ہمارے افعال سے عالم برزخ پر موثر ہونگے - لیکن یہ خیالات اور عقائد بالکل خام اور باطل ہین تمہاری ہستی مثل خواب کے ہے وہ فرماتے ہین جبکا دل خود بینی کے دہوکے مین پڑا کر وہ اپنے ہی آپ کو ہر فعل کا فاعل خیال کرتا ہے گو ہر کام حالت مین قدرتی خاصیتون انجام پاتا ہے کیونکہ عالم موجودات قدرت کاملہ سے وابستہ ہی - پس اسے ارجن جو کام تم مغالطہ کی وجہہ سے کرنا نہین چاہتے اوسے بالقصد وارادہ کرنے لگوگے ہر متنفس کے دل مین مالک حقیقی جلوہ گر ہے اور وہ اوسے اپنی قدرت سے ہر وقت اس طرح متحرک رکھتا ہے گویا کوئی چلا رہا ہو - اسکا مطلب صاف لفظون مین یہ ہے کہ تمہاری ہستی فی نفسہ سایہ کی مانند ہے تم کوئی کام خود نہین کرتے - تمہارے کامون کی فاعل کوئی اور ہستی ہے جسے تم خدا کہتے ہو مگر تم اپنی خود بینی کے پھیر مین اپنے آپ کو فاعل جانتے ہو اور یہ بڑی غلطی ہے -

اب یہ سوال ہے کہ زندگی کیا چیز ہے -

حیات انسانی افعال ظاہری اور باطن کا سلسلہ ہے - افعال کے بغیر زندگی قائم نہین رہ سکتی - افعال سے نتائج اور نتائج سے افعال پیدا ہوتے ہین - لیکن مغالطہ مین پڑی ہوی انسان کی موت زیست کا سلسلہ وہ ابد تک قائم رہتا ہی

اگر ہم کسی آدمی کی حالت پر غور کرین تو ثابت ہوگا کہ اوسکا وجود اصل نہین بلکہ کسی
شخص ماسبق کے افعال کا نتیجہ ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد اوسکے افعال کے
نتائج باقی رہتے ہین اور وہ دوسرا انسان پیدا کردیتے ہین بلاخواہش وآرزو کام
کرنے کے یہ معنے ہین کہ ہم اپنے افعال کو غیر موثر بناتین یعنی اون مین اغراض و
مقاصد دلی نہ ہون۔ بیشک عالم مثال کا مغالطہ اور اوسکی پیدا کی ہوئی خودی اور
خودبینی دور کرنے کا یہ نہایت آسان طریقہ ہے۔

ہم بیان کرچکے ہین کہ مغالطہ سے شخصیت پیدا ہوتی ہے اور شخصیت سے فعل
پس اگر ہمارے افعال سے نتائج نہ پیدا ہون تو اون سے آئندہ بھی افعال مستنتج
نہوسکے یون اونکا خاتمہ ہوجائیگا لیکن یہ کیونکر ہوسکتا ہے یہ امر آسان نہین ہے کہ
بلاکسی غرض یا بغیر اپنے افعال کا ثمرہ پانے کی خواہش کے ہم کوئی کام کرسکین۔
سری کرشن فرماتے ہین اپنے فرائض ادا کرو مگر اونکے ادا کرنے سے کوئی فائدہ
اوٹھانے کی خواہش نہ کرو یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

سری کرشن نے جواب دیا مغالطہ دور کرنے سے۔ اور اوسکے اونہون نے چار
جداگانہ طریقے بیان فرمائے۔

(۱) مراقبہ یعنی دھیان۔
(۲) ریاضت ہائے جوگ۔
(۳) استقلال عشق الہی۔
(۴) ادائے فرائض بلا اغراض وخواہش۔

الفاظ ذیل مین سری کرشن اپنی تعلیمات کو مجملاً بیان کرتے ہین۔

تم ثابت قدمی سے میری جانب (اول سے آخر تک گیتا میں سری کرشن نے اپنی ذات قدسی صفات کو خدائے عزوجل قرار دیا ہے) اپنے خیالات کو رجوع کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے تو سختی عشق وعبادت سے میری قربت حاصل کرو۔ عشق میں ثابت قدم نہ رہ سکو تو ادائے فرائض میں سرگرم رہو۔ سختی عشق سے علم بہتر ہے۔ علم پر مراقبہ یعنی تصور کو ترجیح ہے اور تصور پر ترک خودغرضی یا خواہشات نفسانی کو فضیلت ہے کیونکہ اوس سے روح کو کامل آزادی کے لئے ذیل کے چار طریقہ اس ترتیب سے بتائے ہین۔

اول۔ افعال بلاخواہشات نفسانی (فرائض)

دویم۔ مراقبہ یا تصور (سماوہی)

سویم۔ ریاضت ہائے جوگ۔

چہارم۔ استقلال عشق الہی۔

ان سب مین انہون نے افعال یا فرائض کو فائق قرار دیا ہے مگر یہ افعال ایسے ہون جنکے ادا کرنے مین اغراض ومقاصد کچھ نہون۔ یہان چند طریقہ سری کرشن نے معرفت اور خداشناسی کے بیان کئے ہین مگر ہم ان فلسفیانہ امور پر بحث کرنے کی ضرورت نہین سمجھتے۔ بالاخر اونہون نے فرمایا کہ بے دیکھے بھالے خدا کی پرستش کرنی انسان فانی کے لئے سخت دشوار ہے۔ لہذا بہ شکل نمایان پرستش کرنی چاہئے اور وہ نمایان شکل عالم مخلوقات ہے۔

انسان مخلوقات کی پرستش کیونکر کرسکتا ہے۔ سری کرشن نے فرمایا بھگتی یا عشق کے ذریعہ سے۔

سہر بکرشن فرماتے ہین کہ ہمین خدا پر پورا بہروسہ کرنا چاہیئے اسکے ساتہ ہی وہ ہدایت
کرتے ہین کہ ہمکو خدا کی پرستش شکل نمایان مین کرنی چاہیئے کیونکہ دنیا کے مغالطہ کی
وجہ سے انسان خدا کو بے دیکہے نہین جان سکتا جسطرح سویا ہوا آدمی اپنی خوابگاہ
گاہ کو نہین دیکہہ سکتا پس انسان کو کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو اوسکے امکان
مین ہوا و رجسکے ذریعہ سے وہ خدا کا معتقد ہوسکے ۔ عالم مثال جہوٹا نا راست اور
غیر حقیقی نہین ہے بلکہ مغالطہ کی وجہ سے وہ انسان کو جہوٹا اور غیر حقیقی معلوم ہوتا ہے
فی نفسہ وہ سچا اور اصلی ہے مگر جس نظر سے انسان اوسکا مشاہدہ کرتا ہے ویسا نہین ہے
سہر بکرشن فرماتے ہین ۔ عالم مخلوقات اصل مین ویسا نہین ہے جیسا انسان اوسکو
سمجھتا ہے تاہم وہ جہوٹا اور غیر حقیقی نہین ہے عالم مثال گو مغالطہ کی وجہ سے انسان
پیدا کیا ہوا ہو مگر وہ خدا کی شکل نمایان ضرور ہے یعنی وہ شکل جس مین خدا کو انسان اپنی
حالت خواب مین دیکہہ سکتا ہے ۔

خدائے حقیقی کو جاننا مغالطہ مین پڑے ہوئے انسان ضعیف البنیان کے امکان سے
خارج ہے ۔ سے اوسے کون دیکہہ سکتا کہ یگانہ ہے اور یکتا ۔ جو دوئی کی بو
نہوتی تو کہین دوچار ہوتا ۔

لہذا قدرت کاملہ یعنی عالم موجودات کو اپنا خدا ماننا چاہیئے ۔
خدا نہ سہی تو خدا کی شکل ظہوری سہی ۔

زردشت کی سوانح عمری کا خلاصہ

(ماخوذ از کتاب جیکسن)

سنہ ۱۱۱ قبل عیسی زردشت بمقام آذربائیجان پیدا ہوا۔ بعض رے جائے پیدائش کہتے ہین - یہ دونون مقام مغرب ایران مین واقع ہین اور سلسلہ نسب منوچہر (خاندان پیشدادیان) سے ظاہر کیا ہے۔

جب زردشت کی عمر سات برس کی ہوئی تو اوسکے باپ پورشسپ نے تعلیم کے لئے برزین خسرو کے سپرد کیا۔ اور جب پندرہ برس کا ہوا تو جنیو پہننے کی رسم اور مذہبی پابندی شروع ہوی۔

پندرہ برس سے تیس سال تک کے واقعات اوسکی زندگی کے کم ملتے ہین تاہم یہ صورت نہین کہ کچھہ بھی نہون - اوسکی رحم دلی کا ذکر ہے کہ وہ بوڈہون کو کھانا کرتا تہا۔ اور قحط کے زمانہ مین اپنے باپ کے مویشیو نکا چارہ غیر لوگون کو دیتا تہا۔ راہ مین ایک دفعہ اوسنے فاقہ مرتے ہوی کُتیا اور پانچ بچے دیکھے۔ وہ اونکے لئے روٹی لانے کو چہپا اور جب آیا تو وہ مرچکے تھے۔ اوسکے والدین نے شادی تجویز کی تو اوسنے خواہش کی کہ مین لڑکی کی صورت دیکھہ لون تو رضامندی ظاہر کرون۔

اِس قسم کے قصہ بہی مشہور ہین کہ سات برس تک زردشت خاموش رہا۔ بعض کہتے ہین کہ اوسنے تیس سال تک محض پنیر پر جنگل مین زندگی گذاری۔ اوس نے تیس برس عمر کی مذہبی تیاری عبادت مراقبہ۔ اور گوشہ نشینی مین گذاری تیسوین سال اوسکو خواب مین فرشتہ دکہائی دیا اور یہ فرشتہ اوسکو خدا کے حضور مین

لے گیا اسکے بعد زردشت کو سات دفعہ اور الہام ہوا۔

اب یہان سے سب الہامون کی کیفیت لکھی جاتی ہے۔

الہام اول ۳۰ جلوس شاہ گشتاسپ مین واقع ہوا۔ صبح کے وقت جبکہ زردشت دریا کے کنارہ پر کھڑا ہوا تہا اوسکو فرشتہ نورانی آتا ہوا نظر آیا اور اوسکے ہاتہہ مین نورانی عصا تہا۔ فرشتہ نے اوسکے قریب آکر یہ کہا کہ اپنا لباس اوتار لے۔ اور بعد ازان زردشت کی روح کو فرشتہ خدا کے پاس لے گیا جب وہ خدا کے حضور مین حاضر ہوا تو سجدہ کیا اور فرشتون کی تعظیم کی۔ خداے تعالٰے نے جو ضروری امور مذہب کے تہے اوسکی ہدایت زردشت کو کی اس واقعہ سے دو برس کے زمانہ تک زردشت اپنے مذہب کا وعظ دیتا پہر اگرکسی نے اوسطرف توجہ نہین کی۔ زردشت طران کے پادشاہ کے پاس گیا اوس نے اوسکو امن وامان سے رکہا مگر اوسنے اوسکا مذہب اختیار کرنے سے انکار کیا۔ بادشاہ کے امرا نے زردشت کے قتل کرنے کے لئے شور وغل مچایا۔ بعد ازان زردشت دیو دست کے پاس گیا جو کہ بڑا مالدار شخص تہا۔ اس امیر سے زردشت نے سو جوان لڑکے اور لڑکیان اور چار گہوڑے مانگے مگر اوسنے بری طرح سے اوسکی استدعا نامنظور کی۔ زردشت نے اوسکو بد دعا دی۔

زردشت وہان سے ہوا ورابیج کے پاس گیا اور وہان بہی ناکام رہا زردشت ان لوگون کو بد دعا دیتا تہا اور حیران تہا کہ اب کہان جاؤن وہ اسوقت بیم یاس کی حالت مین تہا۔

بعد ازان زردشت فرمان رواے سیستان کے پاس گیا جسکا نام پرشط طو تہا
اِس حاکم سے زردشت نے کہا کہ تم نیکی اختیار کرو۔ اور بدکارون سے نفرت
کرو اور میرا مذہب اختیار کرو۔ پرشط نے پہلے دو باتین قبول کین اور مذہب قبول کرنیسے
انکار کیا۔ یہان سے لاچار ہوکر زردشت اپنے وطن آزربائیجان کو واپس گیا۔

الہام ثانی۔ سات برس کے بعد ہوا اور اوسوقت چھہ فرشتون سے ملاقات
ہوئی۔ یہ فرشتے رب النوع حیوانات اور آتش اور فلزات اور خاک اور پانی اور
درخت کے تہے۔ اونہون نے اِن اشیاء کی حفاظت کیواسطے زردشت کو
ہدایت کی اور انکا محافظ قرار دیا۔
یہ الہام کوہ البرز کے قریب واقع ہوا۔

الہام ثالث۔ اسوقت آگ کے فرشتہ سے ملاقات ہوئی اوس نے اوسکی
حفاظت کی ہدایت کی۔

الہام چوتہا۔ مازندران کے قریب واقع ہوا۔ اور وہان رب النوع فلزات نے
اوسکی حفاظت کی زردشت کو ہدایت کی۔

پانچوان چھٹا۔ اور ساتوان الہام یکے بعد دیگرے واقع ہوے۔ اور ہر ایک
مین رب النوع خاک اور پانی اور درختون کے فرشتون سے ملاقات ہوئی اور
اونہون نے اِن اشیا کی حفاظت کی ہدایت کی۔

اسکے بعد اور بہی الہامات ہوے اور دس برس کے عرصہ مین سب تکمیل ہوگئی
اسکے بعد آخری ہدایت خدائے تعالے کے ہان سے اوسکو یہ ہوئی کہ تم مضبوطی سے
ہمارے احکام پر قائم رہنا اور کسی کے بہکانے مین نہ آنا۔

جسوقت زردشت خدا کے حضور سے واپس آتا تھا تو شیطان اوسکو ملا اور اوسنے گمراہ کرنا چاہا۔ زردشت نے کہہ کلمے اپنے مذہب کے پڑہے اور شیطان بہاگ گیا۔

دس برس کے عرصہ مین جب یہ سب الہام پورے ہوگئے اور زردشت اپنے مذہب کا وعظ کرتا پہرا تو اوسوقت صرف ایک شخص یتی وماہ دین زردشتی مین داخل ہوا۔ بارہوین برس زردشت کو الہام ہوا کہ تم اب شاہ گستاسپ کے پاس جاؤ۔ یہ بادشاہ اور اوسکے مصاحب اور رعایا دین باطل مین گرفتار ہین جاکر انکی اصلاح کرو۔ زردشت تنہا دین کی اشاعت کے لئے بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا۔

ایرانی اور عربی مورخ یہ لکھتے ہین کہ بادشاہ اوسوقت بلخ مین تہا۔ اس راہ مین دو اور چہوٹے چہوٹے بادشاہون کی سلطنتین تہین زردشت نے اونکو ہدایت کی کہ تم میرا دین اختیار کرو مگر اونہون نے انکار کیا۔ اوسوقت زردشت نے اونکے واسطے بددعا کی اور ایک بڑی سخت آندہی اوٹھی۔ اوس مین یہ دونون بادشاہ اوڑ گئے اور ہوا مین معلق رہے اور چیل کوّے اونکو لپٹ گئے اور سب نے اونکا گوشت کہالیا اور ہڈیان اونکی زمین پر گر پڑین۔ یہ ذکر افسانہ کے طور مشہور ہے۔

زندوستا مین لکہا ہے کہ زردشت کی ملاقات گستاسپ سے گہوڑدوڑ پر ہوئی زردشت نے بہت قابلیت سے اپنے دین کی تعریف کی اور گستاسپ اوسکو خوب غور سے سنتا رہا اور قریب تہا کہ زردشت سے معجزہ کی فرمایش کرے اوسوقت اونکے امرا اور حواشی نے اوسکے عیوب بادشاہ پر ظاہر کئے اور بادشاہ نے

اوسکو قیدخانہ مین بھیجا یا گستشپ کے قید ہونے کی وجہ یہ ہوی کہ اوسکے مخالفین نے
باہم سازش کرکے اوسکے رہنے کے مکان مین بال اور ناخن اور سر گتے اور
بلیون کے رکھوا دے تاکہ اوسپر شبہ جادوگر کا ہوے بعد ازان بادشاہ کو
مخفی خبر کرا کے یہ سب اشیا پکڑوا دین۔ بادشاہ نے اوسے جادوگر سمجھکر قیدخانہ
مین ڈالدیا۔ زردشت معجزہ سے قیدخانہ سے چھوٹا معجزہ یہ تہا کہ بادشاہ کا
مشکی گہوڑا جسکو وہ بہت عزیز رکھتا تہا اوسکو عجیب قسم کا مرض پیدا ہوا کہ اوسکے
چارون پانون پیٹ سے چپٹ گئے اور زردشت نے اس واقعہ کو سنکر
بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ آپ چار باتین میری قبول کرین تو یہ گہوڑا بالکل اچھا ہوجائے
بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور اوسنے وعدہ کرلیا کہ مین تمہارے چارون
کام پورے کردونگا۔ وہ چارون شرائط یہ ہین جو زردشت نے پیش کئے
اول ایک پانون بادشاہ کے گہوڑے کا اگر سیدہا ہوجائے تو بادشاہ دین
زردشتی قبول کرے اور جب دوسرا پانون اوسکا اچھا ہوجائے تو بادشاہ
یہ وعدہ کرے کہ اشاعت دین کے لئے اوسکا بیٹا اسفندیار جہاد کرے اور
تیسری شرط یہ ہے کہ جب تیسرا پانون سیدہا ہوجائے تو شاہزادی دین قبول
کرے اور چوتھی شرط یہ تھی کہ جب چوتہا پانون سیدہا ہوجائے تو زردشت کے
مخالفین کو جنہون نے جعلسازی کرکے اوسکو قید کرایا تہا سزا دیجائے۔
چنانچہ ہر پانون کے سیدہا ہونے پر بادشاہ زردشت کے شرائط پوری کرتا
گیا یہان تک کہ چارون شرائط پورے کردئے۔ بادشاہ نے دین زردشتی
تو اختیار کرلیا مگر زردشت سے یہ خواہش کی کہ میری چار استدعا اور ہین

وہ بھی آپ اب مہربانی کرکے پوری کر دیجیے۔

اول یہ استدعا یہ ہے کہ مجھکو اپنی عاقبت کا حال معلوم ہو جائے۔

دوم یہ کہ میرا بدن ایسا ہو جائے کہ اوسپر کوئی چیز تاثیر نہ کر سکے۔

سویم یہ کہ مجھے علم غیب حاصل ہو کہ مین گذشتہ اور آئندہ اور حال بتلا سکون

چوتھی یہ کہ مین تا قیامت زندہ رہون۔

زردشت نے جواب دیا کہ ایک شخص کے لیئے چارون باتین پوری نہین ہو سکتین
آپ کوئی ایک انمین سے انتخاب کرلین۔

بعد بہت سی قیل وقال کے بادشاہ کو ایک جھلک بہشت کی دکھائی گئی اور بادشاہ کو
آئندہ کامیابیون کا بھی جلوہ دکھایا۔ بادشاہ کے ایک بیٹے پشوتن کو حیات دوام
عطا کی گئی اور دوسرے بیٹے اسفندیار کا بدن ایسا مضبوط کر دیا گیا کہ کوئی چیز
اوسپر اثر نہ کرتی۔ اور جاماسپ وزیر کو عقل کل عطا ہوئی۔

بادشاہ اور بادشاہزادی کے دین زردشتی اختیار کرنے سے یہ نتیجہ ہوا کہ تمام
درباریون نے بھی دین قبول کرلیا اور اشاعت دین کی تمام سلطنت مین ہونے
لگی۔ زردشت نے جاماسپ سے اپنی بیٹی کی شادی کی اور جاماسپ کے بھائی نے
اپنی بیٹی زردشت کو دی۔ بادشاہ کا بھائی ضریر اور اوسکا بیٹا اسفندیار دونون
دین زردشتی مین داخل ہوئے اور ان دونون کی تقلید امرا نے کی۔ لہراسپ بادشاہ کا
باپ اوسوقت زندہ تھا اوسکی بابتہ بھی بعضون کی یہ رائے ہے کہ اوسنے بھی دین
زردشتی اختیار کیا۔ زردشت نے بادشاہ کے دین اختیار کرنے کی یادگار مین ایک
سرو کا درخت کشمار کے آتشکدہ کے سامنے لگایا اور اس درخت پر یہ لکھدیا کہ بادشاہ نے

دین مقدس اختیار کیا ہے۔

ایک عربی مورخ ابن اطہر یہ لکھتا ہے کہ جب بادشاہ نے دین اختیار کر لیا تو اوسنے اپنی رعایا کو جبراً اس دین میں داخل کیا اور جس نے انکار کیا اوسکو مار ڈالا۔

اس طرح سے دین زردشتی ایران میں پہیل گیا اور اہل ایران کا یہ قومی دین ہو گیا۔ طوران میں بہی کچھ کچھ اس دین کی اشاعت ہوئی جو زریر اور اسفندیار کی قوت بازو مغرب ایشیا اور ہندوستان میں بہی یہ دین پہیل گیا بعضونکا یہ قول ہے کہ اہل یونان بہی اس دین کے کچھ کچھ معتقد ہوے اور خود اہل یونان کا یہ قول ہے کہ افلاطون ہرموڈرس ہیوپاڈن پس دین زردشتی سے موثر ہوئے تہے۔ پیتہ گورس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اوس نے بابل میں دین زردشتی کی تعلیم پائی تہی اور پہلوی کتابون میں یہ بہی لکہا ہے کہ جادو کا کارخانہ جو ضحاک نے بنایا تہا اور تمام دنیا کو بت پرستی میں مبتلا کیا تہا وہ دین زردشتی سے معدوم ہوا۔

بعض موخون کی یہہ بہی راے ہے کہ زردشت حکیم بہی تہا۔ شہرستانی نے یہ لکہا ہے کہ بمقام ذا ور زردشت نے ایک اندہے کی آنکہہ مین ایک نباتاتی عرق ڈالا اور اس سے اوسکی اصلی روشنی پیدا ہو گئی اہل یونان کے مورخ یہ لکہتے ہین کہ زردشت نے طبعیات۔ ہیئت اور معدنیات پر کتابین لکہی ہین۔ اور پہلوی کتاب ونکارت مین یہ لکہا ہے کہ طبابت اور علم قیافہ مین زردشت کو کمال تہا اور وہ بادون کو بہی دور کرنے کی اوسے قدرت تہی اور درندے جانورونکو بہی مطیع کر لیتا تہا۔ اور جس وقت چاہتا مینہ برسا سکتا تہا اور جادوگرون پر بہی وہ غالب تہا۔ زردشتی کتاب ژند وستا کی بابت مسعودی یہ لکہتا ہے کہ بارہ ہزار گاو کے چمڑے پر سنہری حرفون سے

لکھوائین گئین اور بمقام اسطخر دفن کرادین اور پہلوی مصنف یہ لکھتے ہین کہ جاماسپ نے
بمقام شائدان لکھواکر دفن کرادین۔
زردشت نے جابجا آتشکدہ قائم کئے۔ اسلامی مورخ مسعودی اور شہرستانی
یہ لکھتے ہین کہ زردشت سے قبل دس جگہ آتشکدہ ایران مین موجود تھے۔
زردشت نے ایک نیا آتشکدہ نیشاپور مین بنایا اور بادشاہ کے حکم سے جمشید کے
آتشکدہ کی تلاش ہوی اور اوسکا پتہ فارس مین معلوم ہوا۔ اور وہان سے آذربائیجان
منگاکر قائم کیا گیا اِس آتشکدہ کی سب سے زیادہ تعظیم وتکریم ہوتی ہے۔ پورانے
آتشکدہ سیستان۔ روم۔ بغداد۔ یونان۔ ہندوستان۔ اور چین۔ مین تھے
ساسانیون کے عہد مین تین قسم کے آتشکدہ ہوتے تھے۔ ایک آتشکدہ پجاری
آدمیون کے لئے اور ایک فوجی لوگون کے لئے اور ایک مزدورون کے
لئے ہوتا تھا۔
پجاریون کے آتشکدون کو آذر فرنبگ کہتے ہین ان آتشکدون کی آگ مقدس
خیال کی جاتی تھی اور یہ سب سے قدیم تھی۔
کہتے ہین کہ جمشید نے خوارزم مین ایک آتشکدہ بنایا تھا اور اوسکو گشتاسپ
کابل مین لے آیا۔ دوسری قسم کے آتشکدہ کو آذر گشتاسپ کہتے ہین یہ آگ بھی بہت
قدیم ہے اور اس آگ کا ذکر کیخسرو کے کارنامہ مین مذکور ہے۔ تیسرے آتشکدہ کو
آذر برزین مہر کہتے ہین۔
اسکے بعد دینی لڑائین طوران سے شروع ہوئین اور ارجاسپ بادشاہ
طوران نے گشتاسپ کو نامہ لکھا کہ تم نے باطل دین اختیار کیا ہے اوسکو ترک کرو

ورنہ لڑائی کیواسطے آمادہ ہو۔

گستشپ نے اوسکا بہت سخت جواب دیا اسپر خون ریز لڑائی شروع ہوئی اور لاکہون آدمی دونون طرف کے ضایع ہوئے۔ اِس لڑائی مین گستسپ کا بہائی ضریر اور اڑتیس بیٹے مارے گئے۔

بالاخر اسفندیار کے ذریعہ سے ایران کو پہر فتح حاصل ہوئی۔ یہ لڑائی سنہ ۶۰۱ع قبل حضرت عیسیٰ کے واقع ہوئی۔

دوسری لڑائی اس سے بہی زیادہ خون ریز تہی جسوقت گشتسپ سیستان گیا ہوا تہا۔ ارجاسپ نے موقع پاکر بلخ پر حملہ کیا اور اِس لڑائی مین زردشت اور لوراسپ عبادت کرتے ہوئے مارے گئے۔

یہ لڑائی سنہ ۵۸۳ع قبل حضرت عیسیٰ کے واقع ہوئی اوسوقت زردشت کی عمر ستتر برس کی تہی۔

حالات زندگی ساکیامنی یا گوتم بدہا

بدہا کا باپ سادہودانا کپلاوستو کا بادشاہ تہا۔ یہ ملک شمال ملک اودہ اور متصل نیپال کے واقع ہے۔ یہ بادشاہ سورج بنسی راجپوت ساکیا قوم کا تہا۔ جب بدہا مکتب مین بیٹہا تو اوس نے لکہنے پڑہنے مین کم توجہ کی۔ ہمیشہ دہیان مین لگا رہتا تہا جب وہ قابل شادی کے ہوا تو باپ نے بیٹے سے شادی کے لئے دریافت کیا۔ اوسنے سات روز کی مہلت مانگی۔ اور بعدہ یہ جواب دیا کہ مین ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہون جو صالح اور پارسا ہو۔ اسکی پروا نہین کہ وہ کسی قوم کی ہو۔ بعد تلاش ساکیا خاندان کی لڑکی گوپا نام تجویز کی گئی۔ لڑکی کے والدین نے یہ چاہا۔ کہ فن سپاگری اور علم مین اوسکا امتحان لیا جاے۔ وہ سب باتون مین کامیاب ہوا بالآخر گوپا کے ساتہ شادی ہوئی۔

شادی سے گوتم کے خیال مین کوئی تغیر نہین ہوا محل مین تمام عیش وعشرت کے سامان مہیا تہے مگر گوتم اسی سوچ مین رہتا تہا کہ انسان کی زندگی مثل بجلی کی چمک کے ہے۔ جسطرح دریا پہاڑ سے جاری ہوکر بہتا ہے اسی سرعت کے سات زندگی گذرتی ہے۔ وجود۔ خواہشات نفسانی۔ اور جہل یہ تین خرابی کی راہ ہین۔ جاہل مثل کمہار کے چاک کے چکر مین رہتا ہے خواہشات نفسانی اور خوف مصیبت مین الودہ کرتے ہین۔ اپنے ایسا ڈرنا چاہئے جیسے تلوار کی تیز دہار۔ یا زہردار پتہ سے۔ غرض انسان کے حسن کو ضایع کرتا ہے

ضعیف حواس کو قوت سے کو کمزور کرتا ہے۔ اور دولت کوئی کام نہین آتی پھر موت کا وقت آتا ہے اور تناسخ کے لیئے انسان تیار ہوتا ہے۔
ان دردناک خیالات کے بعد گوتم کہتا ہے کہ سب مرکب اشیا مین زوال شامل ہے۔ مرکب اشیا مثل مٹی کے جہاز کے ہین کہ ذرا سی ٹھیس سے بکھر جاتا ہے دولت مستعار مثل ریتے کے انبار کے ہے جسکا پشتہ نہین بن سکتا۔ تمام مرکب اشیا کبھی دوسری شئے کا سبب ہوتی ہین اور کبھی دوسری شئے سے متاثر ہوتی ہین یہ دونون باہم ایسی قوام ہین جیسا کہ تخم مین نمو کا ہونا۔ مگر اصل مادہ مین کچھہ تفاوت نہین ہوتا۔ کوئی شئے ایسی نہین جو دوسری شئے سے پیدا نہوتی ہو۔ اور یہی صورت پائداری مادہ کی ظاہر کرتی ہے۔ دانا آدمی ان شکلون سے دہوکہ نہین کہاتا۔ مثلاً کوئی شخص ایک لکڑی دوسری لکڑی سے رگڑے ان تین کے فعل سے آگ نکلے گی۔ اور پھر غائب ہوجائیگی دانا آدمی اوسکی تلاش مین سرگردان ہوگا۔ مگر سوا ے حیرت کے اور کچھہ نہ پائیگا یہی سوچیگا کہ کہان سے آئی اور کہان گئی یہ لفظون کی آواز ہونٹ اور تالو اور زبان کی حرکت سے نکلتی ہے اور اوسکو فکر سے بول چال نام رکھتے ہین اور ملکی زبان کہتے ہین۔ یہ آواز گوہ کی سی آواز ہے مگر بولی کہین موجود نہین پھر بانسری کی آواز سنکر دانا سوچ کرتا ہے کہ کہان سے آئی اور کہان گئی۔ یہ سب شکلین جو سبب اور نتیجہ سے پیدا ہوتی ہین اور جوگی یا دانا آدمی غور کرتا ہے کہ یہ سب صورتین لا شئے ہین۔ اور یہی لا شئے زوال ہے۔ جو شئے ہمارے حواس کو معلوم ہوتی ہے اوسکو حقیقت مین کوئی پائداری نہین ہے۔

اور یہی اصل جڑ قانون یعنی فطرت کی ہے ۔
ہم سمجھتے ہین کہ اسی قانون سے دنیا کی نجات ہے اور ہم اب دیوتاؤن
اور انسانون پر ایسے ظاہر کرینگے ۔ مین نے اکثر اسکی فکر کی کہ جب ہم عقل کل
ہوجاوینگے تو ہم تمام ذی روح کو جمع کر کے یہ بتاوینگے کہ یہی صورت بقائی ہے
اور ہم اونکو قعر خلقت سے نکالینگے اور اونکو سکون اور اطمینان کی جگہ قائم کردینگے
اور اس حواس کے جھگڑے سے چھڑا کر اطمینان کی جگہ رکھینگے ۔ یہ مخلوق جو
تاریکی جہالت مین غرق ہے ہم اونکو قانون کا انکشاف کرینگے ۔ اور ہم اونکو
ایسی نظر دینگے کہ ہر شئے جیسی ہے اوسے صاف دیکھہ سکین اور ہم اونکو ایک
جھلک خالص عقل کی عطا کرینگے جس سے قانون کو بے لاگ لپیٹ کے
دیکھہ سکین ۔ یہی خیالات تو عمر سدہارتا کے خواب مین نظر آتے تھے ۔ ایک شب کو
ہر دیوا جو دیوتا جیا کا تہات شتا اپنے مقام عیش سے آیا اور خبر دی کہ آپ اپنی خدمت
یعنی مشن پر جائے جسکے لئے آپ اسقدر عرصہ سے تیاریان کر رہے تھے ۔ دیوتا نے
کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو دنیا مین ظاہر کیجئے ۔ جس نے
اپنے آپ کو آزاد نہین کیا وہ دوسرون کو آزاد نہین کر سکتا ۔ اندھا اندھے کو کیا
دکھا سکتا ہے ۔ جو آزاد ہو گیا وہ اورون کو بھی آزاد کر سکتا ہے ۔ اور جسکی آنکھین
ہین وہ راستہ بتلا سکتا ہے ۔ وہ لوگ جو اپنی خواہشات نفسانی سے مکان کے
اولاد کے ۔ دولت کے ۔ ذوق مین الووہ ہین اونکو تارک الدنیا ہونے کی
ہدایت کرو ۔ اور مقدس بناو ۔ بادشاہ اپنے بیٹے کے منصوبہ پر غور کر کے
بہت پریشان رہتا تھا ۔ اور اوسکی حفاظت کرتا تھا ۔ اوسکے لئے تین مکان ہین

تین موسم برسات گرمی سردی کے لئے بنائے تھے کہ جہان اوسکا جی چاہے رہے
ایک روز گوتم اپنے باغ بہشتی کو سوار جا رہا تھا تو راہ مین ایک بہت ضعیف
آدمی ملا۔ اوسکے بال سفید۔ بدن لاغر۔ اور رعشہ سے کانپتا تھا۔ رگین سب
اوبھری ہوئی۔ لکڑے کے سہارے رگڑتا ہوا چلا جاتا تھا۔ گوتم نے کوچوان سے
پوچھا کہ یہ کون ہے۔ کیا اسکے خاندان مین ایسے ہی پیدا ہوتے ہین۔ اوسنے
جواب دیا کہ یہ بوڑھا ہے اور بیکار ہوگیا ہے۔ اور گھر والون پر بار ہے اونہون نے
نکال دیا ہے۔ اور آخرکار سب کا بڑھاپے مین یہی حال ہوتا ہے۔ یہ سنکر گوتم کے
دل مین خیال پیدا ہوا کہ جاہل اور کمزور طبیعتون مین جوانی سے نشہ غرور پیدا ہوتا ہے
اور بڑھاپے کا خیال نہین کرتے۔ اب مجھے باغ کی سیر کو نہ جانا چاہیے اور پیچھے
لوٹ چلو کیونکہ مجھہ مین بھی بڑھاپے کی جگہ موجود ہے۔ مین عیش وعشرت کو
کیا کرونگا۔ شاہزادہ واپس چلا آیا۔ پھر ایک روز شاہزادہ معہ اپنی ہمراہیون کے
سوار چلا جاتا تھا راہ مین ایک بیمار آدمی ملا۔ اوسکے ہمراہ نہ کوئی عزیز تھا
نہ دوست تھا۔ بخار کا لرزہ چڑہ رہا تھا۔ اور نہ چلنے کی قدرت تھی بے
اور بیکسی سے موت کا منتظر تھا پھر اوسنے اپنے کوچوان سے اوسکا حال
پوچھا اور وہی جواب ملا۔ شاہزادہ نے سوچا کہ صحت بھی ناپائدار مثل
خواب کے ہے۔ اور ہوشیار آدمی کے لئے خوشی کبھی نہین ہے شاہزادہ
اپنے شہر کو لوٹ آیا۔ ایک دن اور اسیطرح سیر کو جارہا تھا۔ راہ مین ایک
لاش دیکھی۔ کفن اوس پر پڑا تھا۔ اوسکے عزیز روتے ہوئے اور خاک اوڑاتے
چلے جاتے تھے۔ پھر شاہزادہ نے اپنے کوچوان سے مخاطب ہوکر کہا کہ

افسوس جوانی پر جسکو بڑہاپہ برباد کریگا - اور ہائے صحت جسکو مرض غارت کریگا
اور ہائے زندگی جسکو موت کہائیگی - کوئی ایسی جگہ بہی ہے جہان نہ بڑہاپہ ہو
نہ مرض ہو - نہ موت ہو - اور کیسے یہ تینون نیست ہو سکتی ہین - پہر شاہزادہ نے
حکم واپسی کا دیا اور کہا کہ ہم اسپر دہیان لگائینگے کہ انسے کیسے نجات ملے -
ایک دن شاہزادہ ہمراہیون کے ساتہ پہرنے کو نکلا تہا کہ راہ مین اوسکو ایک
برہمچاری ملا - وہ نیچی نظر کئے کہڑا تہا اور لباس فقیرانہ پہنے ہوے تہا - اور
ہاتہ مین خیرات لینے کا کجکول تہا - شاہزادہ نے پوچہا کہ یہ کون ہے -
کوچوان نے کہا کہ یہ بہکشو ہے اسنے نفسانی خواہشات کو ترک کردیا ہے
اور سختی سے زندگی بسر کرتا ہے - نہ کسی سے کچہہ خواہش ہے نہ کسی سے حسد
کرتا ہے اور گہومتا پہرتا ہے - اور خیرات پر بسر کرتا ہے - شاہزادہ نے
سواری کی واپسی کا حکم دیا اور کہا کہ جو فیصلہ کیا ہے اوسکو مخفی نہ رکہنا چاہئے
سب سے پہلے اپنی رانی گوپا سے اپنے ارادہ کا اظہار کیا - پہر باپ کے
پاس جاکر نہایت ادب سے وہی مقصد بیان کیا - باپ کو بہت صدمہ ہوا
اور اوسنے بہت سمجہایا - اور تمام اکابرین قوم نے منت اور التجا کی کہ
ارادہ سے باز آؤ - مگر کسی کا کہنا نہ مانا - آدہی رات گذری تہی کہ شاہزادہ نے
کپلا وستو سے سفر اختیار کیا اوسوقت ستارہ پشیا جو پیدایش کے وقت
تہا چمک رہا تہا - چلتے وقت شاہزادہ کے دل پر سب کی جدائی کا کچہہ قلق ہوا
اور نرم آواز سے یہ کہا کہ اب مین اس شہر مین اوسوقت تک نہ آؤنگا جبتک
موت اور زندگی دونون کا خاتمہ نہ کرلون - اور جب تک مجہے عقل کل نہ حاصل ہو

اور جب مین واپس آونگا تو اس شہر کی کچی اور سستی جاتی رہے گی شہزادہ رات مین ۳۶ میل چلا۔ اور صبح کے طلوع پر گھوڑے سے اوترا۔ گھوڑا۔ ٹوپی۔ موتی کی مالا۔ چند کا کے حوالہ کی اور اپنا ریشمین لباس ایک شکاری کے حوالہ کیا۔ اور اوسکا لباس کھال کا خود پہن لیا۔ راہ مین چند کا کو شاہی اُمرا شہزادہ کی تلاس مین پہرتے ہوے ملے۔ چند کا نے اونسے کہا کہ شہزادہ نہ تم سے ملیگا اور نہ وہ اپنے عزم سے باز رہیگا۔ واپس چلے جاو۔ گوتم پیادے چلتے چلتے ویسلا پہونچا۔ اور راہ مین برہمنون کے یہان مہمان رہتا تہا۔ یہان سے وہ راجگرہے کدہ کی دار السلطنت مین پہونچا۔ اس شہر مین ایک بڑا نامور برہمن آدر کا رہتا تہا۔ اور اوسکے ساتہ تینسو شاگرد تہے۔ اودر کا سے جب ملے بات چیت ہوی تو اوسنے سمجہا کہ یہ بہی بڑا عالم ہے۔ تو اوسنے اس سے کہا کہ ہم دونون ملکر لڑکون کو تعلیم دین۔ گوتم نے کہا کہ یہ طریقہ بہی دنیاوی معاملات اور خواہشات سے بری نہین ہے وہانسے بہی چلدیا۔ اس جگہ سے پانچ شاگرد اودرکا کے ساتہ ہوے۔ سدہارتا اول اون پانچون کے ساتہ گیا کی پہاڑی پر گیا اور وہانسے نرنجنا دریا کے کنارہ پر قریب ایک گانون ارولہ کے پہونچا اور اس جگہ اوسنے ارادہ کیا کہ معہ اپنے ہمراہیون کے ٹہیرون۔ اوسوقت تک برہمنون کے دستور کے موافق نفس کشی کا عمل کرتا رہا۔ جب سدہارتا اپنے گہر سے نکلا تہا اوسوقت اوسکی عمر اونتیس ۲۹ برس کی تہی اور چہہ برس تک ارولہ مین رہکر نہایت سخت مراسم نفس کشی کے عمل کرتا رہا اور اپنے نیک کامون سے شیطانونکو پس پا کیا۔ ان چہہ برس کی تکالیف اور متواتر روزہ داری سے سدہارتا کو

یہ خیال ہوا کہ یہ راستہ عقل کل کے حاصل کرنے کا نہین ہے اور اوسوقت سے
نفس کشی کے مراسم مین کمی کی اور معمولی کہانا کہانے لگا۔ اور یہ کہانا ایک لڑکی سجاتا
گانونسے لاتی تہی۔ تہوڑے زمانہ مین اوسکی طاقت بہی بڑہ گئی اور صورت بہی اچہی
ہوگئی۔ اوسکے پانچون شاگرد اوسکے اس ڈہنگ بدلنے سے پہر گئے اور اوسکا وفادار
اوسکے دلونسے جاتا رہا۔ اوسے چہوڑکر بنارس چلے گئے۔ اب سدہارتا تنہا جنگل
اروِلہ کے ایک گوشہ مین رہکر مراقبہ مین مشغول رہا اور اسی جگہ رہکر اوسنے اپنے
اصول و اسطے ہدایت اپنے معتقدین کے قائم کئے۔ پورانا لباس جو اوسنے شاخین
لیا تہا وہ چہہ برس کے عرصہ مین پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ سجاتا کی ایک لونڈی
رادہا نام کی تہی وہ مر گئی اور اوسکی لاش کو موٹے کپڑے مین لپیٹ کر دفن کردیا تہا
سدہارتا نے اوس قبر کو کہود کر چہیتڑے نکالے اور تالاب مین دہویا اور اپنے
ہاتہ سے سیکر اوسکا لباس بنا دیا۔ اور یہی قاعدہ سڑی ہوی چہیتڑون کے لباس
بنانے کا اپنے معتقدین مین جاری کیا۔ سدہارتا نے اب فکر کرنا شروع کی کہ آیا
مجہکو اب کافی علم اسکا حاصل ہوگیا ہے کہ انسان کے نجات کی تدبیر کرون اوسنے
یہ سوچا کہ جوکچہہ مین نے حاصل کیا ہے وہ انسانی علم سے برتر ہے۔ مگر مین ابہی اپنی
عقل کل کے درجہ پر نہین پہونچا۔ اور نہ ابہی مین نے بڑہاپہ اور موت پر غلبہ
حاصل کیا۔ پہر اوسنے اپنے بچپن کے زمانہ کو یاد کیا کہ اوسوقت اوسکو کیسی کیسی
خواب نظر آتی تہے اور کیسی کیسی امیدین اوسکو ہوتی تہین اور یہ خیال کرتا تہا کہ
انسان کا نجات دہندہ ہونگا یا نہین۔ آخرش ایک ہفتہ تک مراقبہ مین مشغول
رہا اور اس عرصہ مین کئی دفعہ اوسکو جوش پیدا ہوا۔ اور اوسوقت اوسنے

یہ خیال کیا کہ سب امور مجھکو حاصل ہوگئے ہین مجھے ایسی نیکی کا راستہ مل گیا جسمین نہ حسد ہے نہ جہل ہے نہ خواہش نفسانی ہے جسپر شیطان کا کچھہ اثر نہین ہوتا اور اس راستہ مین تناسخ کی ضرورت نہین اور یہ راستہ تمام عالم کے بزرگون سے بہتر ہے اور یہ راستہ عقل کل کا ہے اور یہ راستہ نجات کا ہے۔ اسوقت سدہارتا نے خیال کیا کہ مین انسان۔ اور دیوتاؤن سے سب سے برتر ہون۔ مجھے عقل کل حاصل ہوگئی اور جس جگہ اوسکا یہ خیال قائم ہوا۔ اوس جگہ کو بودہی منڈا کہتے ہین۔ اسوقت سے گوتم کا نام بدہی ستوا ہوا۔ جسکے معنے ہین کہ عقل کل کا تلاش کرنے والا۔ بدہی ستوا دریائے نرنجنا کی طرف چلا جاتا تہا اوسنے دیکھا کہ ایک شخص نرم اور خوشبودار گہاس چٹائی کے لئے جمع کر رہا ہے۔ بدہی ستوانے تہوڑی سی گہاس لیکر ایسی چٹائی بنائی کہ نرم جانب نیچی اور جڑین اوپر کو رکہین اور پلتی مار کر اوسپر بیٹہ گیا۔ اور بیٹہتے وقت یہ کہا کہ اگر میرا جسم گل جائے ہڈی۔ چمڑا۔ گوشت۔ سڑجائے۔ مین اس گہاس سے اوسوقت تک نہ اوٹہونگا جب تک عقل کل مجھے نہ حاصل ہو۔ تمام دن اور رات بے حس و حرکت اوسپر بیٹہا رہا۔ اور صبح کیوقت جبکہ نیند سب پر غالب ہوتی ہے اوسوقت عقل کل اوسکو حاصل ہوگئی۔ اوسوقت اوسنے کہا کہ ہان اب مین انسان کے غم کو دور کرونگا۔ اور یہ کہا کہ یہ زمین جسمین سب مدفون ہین یہ میری شاہد ہے کہ مین کبہی جہوٹہ نہین بولتا۔ اسوقت بدہا کی ۳۶ برس کی عمر ہے اور اسوقت سے نیا مذہب جاری ہوا۔

سوائے سجاتا اور اوسکے جوان ہمراہیون کے بدہا نے دو اپنے مرید اور رکہے

یہی اپنے مذہب مین داخل کئے۔ یہ شخص دو بہائی تھے اور دونون تاجر تھے
بدہی منڈل کے قریب ہوکر گذرے تھے وہان سے اونکا ارادہ تہا کہ شمال
کی جانب مال تجارت کا اپنے گہرون کو لیجائین۔ اِنکے پیچھے ایک قافلہ تجارت کا
تہا جسمین سیکڑون گاڑیان مال کی بہری ہوی تہین کچہہ گاڑیان ولدل مین پہنس
گیئین تو دونون بہائی جنکا نام تراو پشا دوسرے کا بہلیکا تہا اونہون نے اِس
مقدس جوگی یعنی گوتم سے مدد چاہی اور جب اوسکی ہدایت کے بموجب وہ عمل
کر رہے تھے۔ گوتم کی نیکی اور عقل کا اونپر اثر ہوا۔ اوسوقت دونون بہائی معہ
اپنے سب ساتہیون کے گوتم کے مذہب مین داخل ہوگیے۔
ایک دن گوتم بیٹھا ہوا یہ سوچ رہا تہا کہ اگرچہ مجھکو حقیقت مل گئی ہے آیا مخلوق
بہی اِس سے فیض پانے کیواسطے تیار ہے یا نہین اور وہ روشنی حاصل کرنیکے
لئے آنکہین کہولیگی یا نہین۔ اور پہر اِس سوچ مین غرق ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ جو قانون
جاری کرتا ہون یہ بہت بڑا ہی روشن ہے۔ مگر مشکل سے سمجھہ مین آتا ہے اوسکی
تشریح نہین ہوسکتی احاطہ عقل سے باہر ہے اور صرف عالم اور ہوشیار اوس سے
فیض پاسکتے ہین۔ یہ قانون دنیاوی عقل کے خلاف ہے۔ مین نے منفرد حالت
ترک کی اور خیالات معدوم کئے مین نے اپنی خواہشات نفسانی فرد کین اور
آیندہ وجود مین آنا بند کیا اور یہ سبب نجات کا ہے مگر یہ قانون لوگون کی
سمجھہ مین نہ آئیگا اور مجھکو آزار پہونچا ئینگے پہر کہا نہین نہین یہ خواہش نفسانی ہے
اِس سے بچنا چاہیے۔
تین دفعہ یہی خطرہ بدہا کے دلمین آیا اگر وہ اپنے ارادہ اور عزم سے باز آتا تو یہ

راز ہمیشہ مخفی رہتا بالاخر یہ خطرہ دل سے کہو یا۔
کہتا ہے کہ تمام دنیا کے انسان تین ہی درجہ مین آسکتے ہین یا وہ اچھی ہین یا خراب ہین
یا وہ ان دونون سے لاپرواہین۔
پھر کہتا ہے کہ ایک ثلث غلطی مین ہے اور ایک ثلث حقیقت کا ماہر ہے
اور ایک ثلث معلق حالت مین ہے۔ اگر مین ان لوگون کو قانون کی تعلیم کرون تو
جو لوگ غلطی مین پڑے ہین وہ کبھی آگاہ نہونگے۔ اور مین کیسے ہی سکھانا چاہون
جو حقیقت کے ماہر ہین وہ ہمیشہ ہوشیار رہینگے۔ مگر وہ لوگ جو معلق حالت مین ہین
اگر مین اونکو قانون سکھاؤنگا تو اونکو سمجھ آئیگی اور اگر نہ سکھاؤنگا تو وہ ناسمجھ رہینگے
گوتم نے اپنے اصول قائم کرکے یہ ارادہ کیا کہ انکو شائع کرون اور یہ سوچا کہ کس سے
پہلے شروع کرون۔ اول اوسکو یہ خیال ہوا کہ اپنے اصول راجگرہی اور ویسالے
اوستادون پر ظاہر کرون مگر اتفاق سے معلوم ہوا کہ وہ دونون مر چکے ہین پھر اوسکا
خیال اون پانچون مریدون کی طرف گیا جو اوسکو چھوڑکر چلے گئے تھے۔ گوتم یہانسے
چل نکلا اور گنگا پر پہونچا مگر عبور کرنے مین اوسکو بہت دقت ہوئی کہ اوسکے پاس
پیسہ نہ تھا اور جب وہان کے بادشاہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو جوگیون کے لیئے
محصول معاف کردیا۔ گوتم چلتے چلتے بنارس پہونچا اور جہان اوسکے پانچون مرید تھے
اونکی طرف گیا۔ اونہون نے گوتم کو دیکھکر یہ دلمین ارادہ کیا کہ اوسکی ہر طرح سے
توہین کرین اور بظاہر تواضع نہ کرین مگر وہ جب اونکے پاس پہونچا۔ بے اختیار وہ
اوسکی تعظیم کے لیئے اوٹھ کھڑے ہوے اور اوس سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اے
گوتم مہاراج آپ بالکل پاک ہین اور آپ مین ایک ایسی روشنی چمکتی ہے کہ انسان کی

قدرت سے باہر ہے۔ گوتم نے جواب دیا کہ مجھے خطاب مہاراجی کا مت دو
پہلے مین عرصہ تک تمہارے کچھہ کام نہین آیا اور کسی قسم کی مدد تمکو نہین دے سکا۔
اب مجھکو صاف راستہ بقا کا نظر آتا ہے اور اب بدھا یعنی عقل کل ہوگیا ہون مین سب کچھ
جانتا ہون۔ سب کچھہ دیکھتا ہون۔ گناہ سے پاک ہون۔ اور قانون قدرت کا
مالک ہون۔ آؤ مین تمکو قانون سکھاؤن۔ اور تم میرے کہنے پر کان رکھو۔ مین
تمکو نصیحت کرتا ہون۔ اور تمہاری روح گناہ سے نجات پائیگی۔ اور تمکو اپنے
نفس کا علم ہوگا۔ اور تم روز روز کے جھگڑے پیدایش سے چھوٹ جاؤگے۔
اور تم برم چاری بن جاؤگے۔ اور اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہوگی
اسکے بعد نہایت نرمی سے اوسنے کہا کہ تم ابھی میری نسبت کیا کہہ رہے تھے
اوسکے پانچون مرید شرمندہ ہوے اور اوسکے قدمون پر گر پڑے۔ اور اوسکو
تمام دنیا کا بدھا قبول کیا۔ اور اوسکا طریقہ بھی اختیار کیا یہی لوگ تھے جو بودہ مذہب
مین داخل ہوے۔ بنارس والے بودہ مذہب کی بہت تعظیم کرتے ہین اور یہ پہلی
جگہ ہے جہان بودہ مذہب شائع ہوا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدھا بنارس بہت
نہین رہا اور سواے ان پانچ کے اور بھی مرید کئے۔ زیادہ زمانہ اوسکی عمر کا مگد
اور سرادستے کی سلطنتون مین گذرا۔ یہ دونون سلطنتین شمال مین گنگا کے واقع ہین
اور بقیہ عمر یہین گذاری۔ وہ چالیس برس تک اور زندہ رہا اور ان دونون ملک کے
بادشاہون نے اوسکو پناہ دی اور اوسکا مذہب اختیار کیا۔ بدھا نے یہان
رہکر بہت بڑے بڑے شخص اپنے مذہب مین داخل کئے اور اپنے شاگرد بنائے
راجگرہی کے قریب ایک اور جگہہ تھی جسکو نالندہ کہتے تھے اور وہان بدھا اکثر

جایا کرتا تھا۔ اس جگہ ایک آم کا باغ تھا جو حوض کے کنارہ واقع تھا اور بڑے
مالدار شخص کا ملکیت تھا۔ پانسو سوداگرون نے ملکر اس باغ کو بدہا کیواسطے
خریدا۔ اور وہان رہکر اوسنے قانون قدرت سکھایا۔ اس جگہ دس ہزار جوگی
رہتے تھے اور بادشاہ کے یہان سے اونکو خرچ ملتا تھا۔ بارہ برس کے بعد
بدہا کا باپ اوس سے آکر ملا اور ساکیہ قوم نے اور نیز باپ نے بودہ مذہب
اختیار کیا۔ اور بدہا کی تینون بی بیون نے بھی وہی مذہب اختیار کیا۔ اور بدہا کا
برہمنون سے ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا اور طرح طرح سے اوسکو تکلیف پہونچائی اور
اوسکے مارنے کا بھی ارادہ کیا مگر بدہا بچ گیا۔

بدہا کی جائے وفات کی بابت بہت اختلاف ہے مگر اکثر کی یہ راے ہے کہ
کوسی نگلا ملک کو سالہین مرا ہے۔ اوسوقت عمر اوسکی اسی برس کی تھی اور راجگرہی
سے واپس آتا تھا اور اوسکے ہمراہ اوسکا بھتیجا انند اتھا اور بہت مجمع جوگیون کا تھا
گنگا کے جنوبی کنارہ پر پہونچا۔ اور دریا سے اوترکر ایک پتھر پر کھڑا ہوا۔ اور نہایت
مہربانی سے اپنے ساتھیون کی طرف تکتا رہا اور یہ کہا کہ آخر وقت ہے کہ مین اسجگہ
سے اپنے شہر راجگرہی کو دیکھہ رہا ہون۔ گنگا کو اوترکر شہر ویسالے کو گیا اور وہان
بھی اسیطرح خیرباد کہی اور مالا کے ملک مین ایک مقام کوسی نگلا تھا وہان جب اوسکو
غشی پیدا ہوی ایک درخت کے نیچے بیٹھہ گیا وہان وہ مرگیا۔

(اخلاقی اصول مذہب)

مصنف کہتا ہے کہ گوتم ایک فلسفی تھا۔ اور اس سے زیادہ اوسنے کبھی اظہار نہ کیا
اس نظام کے باقاعدہ ہونے کی امید نہ کرنی چاہیے۔ وہ تمام عمر مخلوق کے

سامنے وعظ کرتا رہا مگر اوسنے مشکل طریقہ قلم کا کبھی اظہار نہ کیا۔ کیونکہ عوام اوسکو نہ سمجھہ سکتے تھے۔ اور برہمن بہی اون اصولون کو پورے طور سے ظاہر نہین کرسکتے تھے گوتم نے یہ ادعا کیا کہ مین انسان کی نجات کے لئے ہون۔ بلکہ اس سے بہی زیادہ یہ کہتا کہ تمام کائنات کی اصلاح کے لئے ہون اسلئے اوسنے ایسے اصول ظاہر کئے کہ سب پر حاوی ہون اور سیدہے سادے ہون۔ گوتم کے دو فلسفانہ اصول تناسخ اور نجات کے ہین۔ مگر یہ نہایت مبہم۔ اور مہمل ہین۔ باقی اصول اخلاقی اور دہیان کے ہین۔

گوتم نے خود کچہہ نہین لکہا اور اوسکے خاص معتقدین نے اوسکی وفات کے بعد ایک کونسل قائم کی۔ اور گرو کے الفاظ مین مضامین منضبط کئے پہلی کونسل کے بعد دو اور کونسلین قائم ہوئین اور اوسمین قواعد درج کئے۔ حضرت عیسیٰ سے پہلے دو سو برس یہ کام ہوا۔ اول کونسل بمقام راجگرہی ملک مگدہ مین ہوی تہی اور اس کونسل مین تین قسم کی کتابین بنای گئین۔ ایک کتاب وہ تہی جس مین مکالمہ گوتم کا تہا۔ اور دوسری تعلیم۔ اور تیسری فلسفہ مذہب۔ اوسکا مقدم اصول یہ تہا کہ دنیا مین چار حالتین ہین اول حالت تکلیف کی کہ انسان کسی نہ کسی صورت مین برداشت کرتا ہے۔ اور دوسرے اسباب اوس تکلیف کے۔ اور بدہا یہ کہتا ہے کہ یہ سب خواہشات نفسانی گناہ سے پیدا ہوتی ہین۔ اور تیسرے ایک حالت اطمینان جسکو نجات کہتے ہین۔ اور چوتھے وہ راہ کہ جس سے رنج دور ہو اور نجات ہو۔ نجات کے اٹھہ راستہ ہین۔ اول سچا خیال کرنا۔ دوسرے سچا فیصلہ جسمین کوئی شک شبہ نہو تیسرے سچے الفاظ جسمین کوئی شائبہ جہوٹ کا نہو۔ اور چوتھے نجات کی شرائط

یعنی دہیان سچا رکہے اور ہمیشہ اوسی ڈہنگ پر رہے - پانچوین سچے طور سے زندگی
بسر کرنا یعنی یہ کہ مذہبی پیشہ سے - چھٹے یہ کہ خیال کو سچائی مین لگانا - ساتوین یاد
داشت سچی ہو - اور آٹھوین دہیان سچا کرنا جس سے نجات ہو - بعد ازان گوتم
اخلاقی اصول ظاہر کرتا ہے اور وہ پانچ ہین - ۱ کسی کو قتل نکرو - ۲ چوری نکرو -
۳ زنا نکرو - ۴ جہوٹ نہ بولو - ۵ شراب نہ پیو - اور اسکے ساتھہ پانچ اور ہین
کہانا وقت پر کہاو - اور ناچ گانا راگ اور کہیل سے پرہیز کرو - ہار نہ پہنو -
خوشبو نہ لگاؤ - اور آرام کے بچہونے پر نہ سوؤ - کسی سے چاندی سونا نہ لو -
یہ سب ملکر دس اخلاقی اصول ہوے - اول پانچ عام لوگون کیواسطے ہین -
دوسرے پانچ اصول مریدون کے لئے ہین -
مریدونکے لئے اوس نے اور بارہ اصول قائم کئے ہین - اول یہ کہ کپڑونکے
چہتڑے جو قبرستان یا کوڑہ پر ملین اونکو جمع کرکے لباس بناؤ - دوسرے
لباس کے تین عدد ہووین اور یہ چہتڑون سے اپنے ہاتھ سے بنائے جائین
اور اوپر اون کا زرد لباس ہو جو چہتڑون سے بنایا گیا ہو - تیسرے کہانا جہانتک
ممکن ہو سادہ ہو - چوتہے کہانا بہیک مانگ کر جمع کیا جائے اور ایک لکڑی
کی کچکول مین رکہا جاسے - پانچوین جوگی کو ایک وقت کہانا چاہئے - چھٹے
دوپہر کے بعد کسی قسم کا کہانا نہ چاہئے - ساتوین بود و باش کے لئے بہی قاعدے
ایسے سخت تہے مریدون کو جنگل مین رہنا چاہئے - آٹھوین درخت کے سایہ
مین رہو - نوین زمین پر بیٹہو اور درخت سے کمر لگاؤ - دسوین بیٹھے بیٹھے سوؤ
لیٹو نہین - گیارہوین جس ڈہنگ سے چٹائی پڑی ہے اوسکو مت بدلو - بارہوین

مرید کو چاہئے کہ رات کے وقت ہر مہینہ مین قبرستان پر جاوے اور اس امر کا دہیان کرے کہ انسان کیسا ناپائدار ہے۔

گوتم کا یہ خیال تہا کہ انسان کو چاہئے کہ ان سب قواعد کی پابندی کرے اور ان سب سے اہم یہ چہہ قاعدہ ہین۔ خیرات دینا۔ نیت نیک رکھنا۔ صبر کرنا تحمل کرنا۔ دہیان کرنا۔ اور عقل کل کو سوچنا۔

گوتم چہہ اور نیک کامونکا ذکر کرتا ہے۔ اول صرف جہوٹ کی ہی ممانعت نہین ہے بلکہ سخت گوئی اور بدزبانی کی اور بیہودہ گوئی کی ممانعت ہے۔ دوسرے انسانیت اور مروت۔ تیسرے اپنے نیک کام کو چہپاؤ۔ گناہون کو ظاہر کرو۔ چوتہے اپنے رشتہ دارون کے ساتہ مہربانی اور عزت کے ساتہ پیش آؤ۔ پانچوین اپنے گرو کا ادب کرو۔ چہٹے والدین کی عزت کرو۔

گوتم کے اگرچہ بادشاہ معاون اور سرپرست تہے اور خود باپ بادشاہ تہا مگر مذہب کے پہیلانے مین اوسنے جبر اختیار نہ کیا اور ہمیشہ لوگون کو اخلاقی طرز سے سمجہاتا رہا اور ترغیب دیتا رہا۔

جسوقت گوتم ظاہر ہوا اوسوقت ہندوستان کے لوگون کی حالت بہت خراب تہی اوسنے اونکے عیوب پر اعتراض نہین کیا بلکہ نیکیون کی خوبیان اونکے دلنشین کین۔ ایک شخص پرانا نام ڈوسی بچہ تہا مگر تجارت سے اوسکو فروغ ہو گیا تہا اور جسوقت وہ مال تجارت لئے ہوے جاتا تہا تو اوسکے ہمراہیون مین بودہ مذہب کے بہی سوداگر تہے۔ اونکے مذہبی طریقہ کا اثر پرانا کے دلپر ہوا۔ پرانہ گوتم کے پاس آیا اور مذہب بودہ کا اختیار کیا۔ گوتم نے اوسکو ہدایت کی کہ

اصل اصول اس مذہب کا ترک دنیا ہے پر انکو اسوقت سے خیال کرنا چاہیئے کہ مین دنیا سے مرگیا ہون اور مین دوسری دنیا مین اس غرض سے آیا ہون کہ بودہ مذہب کی اشاعت کرون اور جگہ ایسی ہے کہ جہان بیرحمی اور خونریزی پہیلی ہے۔ اور بجز دلیر آدمی کے کوئی وہان جانے کی جرات نہین کرتا۔

گوتم اوس سے کہتا ہے کہ یہ آدمی جہان تم جاتے ہو نہایت بے رحم اور غصہ ور اور مغرور ہین اور جب تم وہان جاؤگے تو تمہارے ساتھ بد زبانی کرینگے اور تم کو مار پیٹ کرینگے تم کیا کروگے۔ اوسنے کہا کہ اگر وہ میرے اوپر غصہ کرینگے اور مارینگے تو خیال کرونگا کہ وہ اچھے آدمی ہین۔

گوتم نے پوچھا کہ تمہارے اوپر پتھر پھینکینگے تو تم کیا خیال کروگے پرانہ نے جواب دیا کہ مین اونکو نیک سمجھونگا اور خیال کرونگا کہ اونہون نے تلوار۔ لکڑی سے نہین مارا پتھر ہی پھینکے۔ پھر پوچھا کہ اگر وہ لکڑی اور تلوار چلائین تو تم کیا خیال کروگے جواب دیا کہ مین اوسوقت بھی اونکو نیک سمجھونگا اور یہ خیال کرونگا کہ اونہون نے میری جان ہی چھوڑ دی۔ پھر گوتم نے پوچھا کہ اگر تمہاری جان ہی لے لین تو کیا خیال ہوگا پرانہ نے کہا مین یہ سمجھونگا کہ مجھے تکلیف سے نجات دیدی۔

گوتم اس تقریر سے بہت خوش ہوا۔ اور پرانہ سے کہا اچھا جاؤ اور لوگون مین مذہب پھیلاؤ۔

دوسرا ذکر ایک بادشاہ کے بیٹے کا ہے جو بودہ مذہب کا تھا بادشاہ نے اس اپنے بیٹے کو تشتہ ملک کا صوبہ دار بنا کر بھیجا۔ اس شہزادہ کا نام کنالہ تھا اس شہزادہ نے ایسی حکومت کی کہ ہر شخص اس سے الفت کرنے لگا۔ اوسیوقت مین

ایک شاہی حکم آیا کہ شہزادے کی آنکھیں نکال لی جائیں۔ یہ حکم بادشاہ کی رانی نے بادشاہ کی مہر لگا کر براہ عداوت اپنا کینہ نکالنے کیواسطے بھیجا تھا۔ تمام رعایا نے اونکی آنکھیں نکالنے کیواسطے کہا مگر سب نے انکار کیا۔ آخر چنڈالوں نے کہا اونہوں نے بھی انکار کیا شہزادہ نے جب اپنے باپ کی مہر اوس حکم پر دیکھی تو اوس حکم کی تعمیل کیواسطے آمادہ ہوگیا۔ بالآخر ایک حرامی اس مکروہ فعل کے کرنے پر آمادہ ہوا شہزادہ تنہا رہ ہوا۔ اوہ جلاد سے کہا کہ اول ایک آنکھ نکالو اور وہ میرے ہاتھ پر رکھو سب لوگ نالہ و فریاد کرنے لگے اور اس شہزادہ نے اپنی نکلی ہوئی آنکھہ ہاتھ پر رکھی اور اوس سے مخاطب ہو کر کہا کہ تجھکو ابھی نظر آتا تھا اب بھی تو کچھ دیکھتی ہے پھر کہا افسوس تو پارچہ گوشت ہے۔ انسان کیا احمق ہے۔ کہ ایسی چیز کو کہتا ہے کہ یہ میری ہے۔ پھر اوسکی دوسری آنکھہ نکالی گئی اوسوقت شہزادہ نے کہا کہ میرے گوشت کی آنکھہ تو جاتی رہی اور میرے علم کی آنکھہ کھل گئی اگر مجھکو بادشاہ نے چھوڑ دیا ہے تو مین ایک بڑے بادشاہ کا بیٹا بن گیا ہون اگرچہ مجھے ایک بڑے رتبہ سے زوال ہوا۔ وہ درجہ ایسا تھا کہ جس کے ساتھ رنج اور تکلیف شامل تھی اب مجھے وہ بادشاہت حاصل ہوگئی ہے کہ مجھکو نہ رنج ہے نہ تکلیف ہے شاہزادہ نے اس مصیبت کو بہت تحمل کے ساتھ برداشت کیا اور جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ یہ فعل رانی کی سازش سے ہوا ہے تو اوس نے رانی کو دعا دی اور کہا کہ ہمیشہ تم خوش رہو۔ تم نے ایسا فعل کیا کہ مجھکو دائمی نجات ہوگئی ہے بیچارہ شہزادہ اپنی عورت کے ساتھ ادہر اودہر گھومتا پھرتا تھا جب اپنے باپ کے گہر پہونچا تو باپ کو خبر ہوئی غصہ مین آ کر رانی کے قتل کا حکم دیا شہزادہ نے اوسکی

شفاعت کی اور یہ کہا کہ یہ مصیبت جو مجھپر پڑی یہ میرے کسی اعمال کا نتیجہ ہے۔ کتاب مین اور ایک قصہ مذکور ہے وہ یہ ہے۔ متھرا کے مقام مین ایک مشہور عورت تھی وسعدتہ نام تہا اوسکی خادمہ ایک جوان تاجر کے پاس گئی جسکا نام اوپاگفنہ تہا۔ اوس سے کچھ عطریات خریدے جب یہ خادمہ لوٹ کر آئی تو اوسکے آقا نے اوس سے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس جوان تاجر کو پسند کرتی ہو اور ہمیشہ اوسی کے یہان لینے خریداری کرتی ہو۔ نوکر نے جواب دیا کہ اے میرے آقا کی دختر یہ تاجر کا لڑکا بہت حسین ہے اور بہت ہوشیار ہے اور ہمیشہ اپنی زندگی قانون قدرت کے موافق بسر کرتا ہے۔ یہ سنکر وسعدتہ کو اوسکی طرف رغبت پیدا ہوی اور چند مدت کے بعد اپنے نوکر کے ہاتہ یہ پیغام بہیجا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین تمہارے پاس آؤن اور عیش وعشرت سے بسر کرون۔ نوکر نے یہ پیغام پہونچا دیا۔ اوس نوجوان آدمی نے یہ اوسکو جواب دیا کہ اپنے آقا سے یہ کہنا کہ اسے ہنوز ابہی تمہارے ملنے کا وقت نہین آیا تہوڑے عرصہ بعد اسی عورت نے اپنے ایک عاشق کو قتل کیا اور یہ جرم ظاہر ہوگیا۔ اور بادشاہ تک خبر پہونچی اوسنے جلاد کو حکم دیا کہ اس عورت کے ہاتہ اور پانون اور ناک اور کان کاٹو اور قبرستان مین ڈالدو۔ اس بات کی خبر تاجر کے لڑکے کو ہوی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ ایسی سزا اوسکے واسطے تجویز ہوی۔ اپنے دل مین اوسنے سوچا کہ جب اوسکا بدن خوشنما لباس سے آراستہ تہا اور قسم قسم کے جواہرات پہنے ہوے تہی اوسوقت ایسے شخصون کو جو نجات کے خواہشمند ہین اوسکے پاس جانا نہ چاہیے۔ آج سب اوسکا غرور خاک مین مل گیا اور وہ بے دست وپا پڑی ہے یہ وقت اوسکے دیکھنے کا ہے

یہ سوچکر تاجر کا لڑکا وہان گیا جو عورت نے دیکھا۔ اپنے نوکر سے کہا کہ جو یہ عضو میرے کٹے پڑے ہین اونکو ایک جگہ کرکے ڈہانک دو۔ تاجر کا لڑکا جب آکر کہڑا ہوا تو اوس عورت نے کہا کہ جب میرا جسم پہول کے موافق تہا اور تمام قسم کے جواہرات سے آراستہ تہا اور آنکھون کو اوسکے دیکھنے سے رغبت تہی اوسوقت آپ میرے دیکھنے کو نہ آئے آج جو یہ میری حالت خراب ہے، اور نگاہ ڈالنے سے کراہت آتی ہے اور نفرت ہوتی ہے تو اوسوقت آپ آئے تاجر کے لڑکے نے جواب دیا کہ اے میری بہن پہلے عیش اوٹہانے کی غرض سے نہین آیا اور اب مین لاچار حالت جو قابل ہمدردی کے ہے دیکھنے کو آیا ہون۔ یہ سنکر عورت کے دل مین اطمینان پیدا ہوا۔ اور فوراً انتقال کیا۔

گوتم کے مذہب مین بادشاہ بہی داخل ہوئے اور پہلا بادشاہ جس نے یہ مذہب اختیار کیا وہ بن بصارہ تہا جسکا دارالسلطنت راجگرہی تہا۔ اس شہر کی بہت گنجان آبادی تہی اور مکان بہی گچ بچ تہے اور لکڑی کے بنے ہوئے تہے۔ وہان اکثر آگ لگا کرتی تہی۔ اس آفت کے روکنے کے لئے بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جس کی غفلت سے آگ لگے گی وہ نکال دیا جائیگا اور اوسکو جنگل ور قبرستان مین رہنا ہوگا۔ تہوڑے عرصہ بعد خود بادشاہ کے محل مین آگ لگ گئی۔ بادشاہ نے کہا کہ مین سب کا مالک ہون قانون کے خلاف ورزی کیسے کرون اور ایسا کرون تو مین توقع کیسے کرسکتا ہون کہ میری رعایا پابندی قانون کی کرے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بیٹا مسند نشین ہو اور خود جنگل بر قبرستان مین جا کر رہا۔

گوتم کے حالات مین ایک اور دلچسپ قصہ بادشاہ کے بیٹے کا ہے جس نے

اپنے باپ کو قتل کیا تھا وہ خود جانشین ہو گیا تھا اور ابھی تک بودہ مذہب نہیں اختیار کیا تھا۔ یہ بادشاہ اپنے محل میں بیٹھا ہوا چاندنی کا لطف دیکھ رہا تھا اوسوقت اوسکے دل میں خیال آیا کہ میں نے کیسا گناہ کیا کہ اپنے نیک باپ کو مار ڈالا اسکے مکافات کے لئے کسی اچھے برہمن کے پاس جانا چاہئے۔ وزیرون سے پوچھا ایک نے گوتم کا ذکر کیا۔ بادشاہ نے اوسکے پاس جانے کا ارادہ کیا۔

گوتم اوسوقت آم کے باغ میں تھا اوسکے گرد ساڑھے تین سو فقیر جمع تھے بادشاہ نے ملاقات کی استدعا کی۔ گوتم نے اجازت دی۔ بادشاہ نے ابتدا غرض اپنے آنے کی ظاہر نہیں کی اور اپنے گناہ کے اقرار سے پہلے اوسکے متعلق پہلے جو سوال برہمنون سے کیا تھا وہی سوال گوتم سے کیا۔ سوال یہ ہے کہ آیا اس زندگی میں قطعی طور پر کوئی یہ پیشین گوئی کر سکتا ہے کہ کسی شخص کے اعمال کا نتیجہ کیا ہوگا۔

برہمنون کے جواب سے بادشاہ کا اطمینان نہیں ہوا تھا۔ اس سبب سے گوتم سے سوال کیا۔ گوتم نے جواب دیا۔ کہ ہر شخص کے اعمال کا نتیجہ اوسکے افعال پر ہوتا ہے بادشاہ اس جواب سے خوش ہوا۔ اور گوتم سے کہا کہ آپ اپنے مذہب میں داخل کر لیجئے اور مجھے پناہ دیجئے۔ مجھسے ایسا عظیم گناہ ہوا ہے کہ میں اوسکے سبب سے مغموم ہون۔ مین نے سلطنت کے لئے اپنے باپ کو مار ڈالا۔ میرا باپ نہایت عادل بادشاہ تھا اور گوتم سے کہا کہ آپ میری زبان سے جرم کے اقبال کو قبول کر کے میرے واسطے آئندہ کیا تجویز کرتے ہین۔ گوتم نے اصول کے موافق اوسکے گناہ معاف کئے کیونکہ اوسنے اپنے گناہ کا اقرار کیا تھا اور پشیمانی ظاہر کی تھی۔

سوانح عمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمہید

یہ سوانح عمری اُس آخر پیغمبر کی ہے جس نے سب پرانے مذہبی تمدن بالکل ماند کر دیے اور اپنا مذہبی تمدن مثل آفتاب نصف النہار کے دُنیا میں چوبیس برس کے قلیل زمانے میں روشن کر کے خود غروب ہو گیا اس تمدن کا نشو نما ملک عرب میں ساتویں صدی عیسوی میں ہوا جس کی جغرافیہ کی سچی حالت عربی النسل ہندی الاصل شاعر الطاف حسین حالی نے اسطرح سے بیان کی ہے

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا ۔ جہاں سے الگ ایک جزیرہ نما تھا
زمانے سے پیوند جس کا جدا تھا ۔ نہ کشور ستاں تھا نہ کشور کشا تھا

تمدن کا اُس پر پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور ۔ کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے ساماں تھے واں میسر ۔ کنول جس سے کھل جائیں دل کے سراسر

نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی
فقط آب باراں پہ تھی زندگانی

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں ۔ لوؤں کی لپٹ بادِ صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں ۔ کھجوروں کے جھنڈ اور خار مغیلاں

نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی

عرب اور کل کائنات اسکی یہ تھی

اور تمدنی حالت کی ایسی دلفریب نظم مین ایسی تصویر کھینچی ہے گویا صداقت بیان کے لئے نثر مستزاد اور نظم موضوع ہے۔

نہ وہان مصر کی روشنی جلوہ گر تھی　　نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی　　خدا کی زمین بن جتی سبر بسر تھی

پہاڑ اور صحرا مین ڈیرہ تھا سب کا
تلے آسمان کے بسیرہ تھا سب کا

کہین آگ پجتی تھی وان بیحا با　　کہین تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا　　بتون کا عمل سو بسو جا بجا تھا

کرشمون کے راہب کی تھا صید کوئی
طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا　　خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا　　کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدی کا

وہ تیرتھ تھا اک بت پرستون کا گویا
جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جو یا

قبیلہ قبیلہ کا ایک بت جدا تھا　　کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزا پہ وہ نائلہ پر فدا تھا　　اسی طرح گھر گھر نیا ایک خدا تھا

نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پر

چلن جتنے اُنکے تھے سب وحشیانہ ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُن کا زمانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے
نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وہان شرارا
تو اس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا
وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی صدی جس مین آدھی اُنھون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تھی جس نے صفائی تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ ایک اُنکی جہالت کا تھا وہ
کہین تھا مویشی چرانے کا جھگڑا کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا کہین پانی پینے پلانے کا جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار اُن مین
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار اُنمین
جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جبکہ شوہر کے تیور کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی

جیسے سانپ جیسے کوئی جنے والی

ہوا اُنکو دن رات کی ال لگی تھی ۔ شراب اُن کی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی ۔ غرض ہر طرح اُن کی حالت بُری تھی

بہت اس طرح اُن کو گذری تھی صدیان
کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھی بدیان

یہ اس ملک کے جغرافیہ اور اس قوم کے تمدن کی تصویر ہے جہان رہنما پیدا ہوا۔ اور تمام دنیا کی حالت وقت پیدایش حضرت رسالتماب یہ تھی جو مصنف افسانہ قومی نے لکھی ہے۔

رومی سلطنت

روم کے مشرقی ملک نہایت خراب اور ذلیل حالت مین تھے۔ شام۔ مصر۔ یونان مشرقی ایشیا کو خود ذلیل رومی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور رومیون کا یہ حال تھا کہ خواجہ سرا غلام اعلیٰ عہدون پر تھے۔ اور ملکی معاملات مین سراسر کھلی ہوئی دغابازی اور علانیہ جھوٹ جاری تھا۔ مشرقی رومیون کے اوصاف بزدلی تعیش۔ دغابازی تھی۔ اور ان افعال نے اُن کو خراب کر رکھا تھا بدی کی بُری سے بُری شکلون سے بڑے شوق سے بچتے تھے۔ اور قسطنطینیہ چھٹی صدی کی لندن انیسوین صدی سے مختلف نہ تھی صلح ۶۲۸ء کے بعد یونانی۔ ایرانی لڑتے لڑتے عاجز ہو گئے تھے اور کسی مین جان باقی نہ رہی تھی۔ اسوقت ان دونون کو ایک نئے دشمن کا مقابلہ تھا۔

جب خسرو۔ اور ہرقل۔ آپس مین لڑ رہے تھے عرب مین ایک عظیم الشان انقلاب

پیدا ہونے والا تھا۔ یہ سب سے اول اور تاریخ کا آخری واقعہ ہے جو عرب پیدا کر رہے تھے۔

جہان سے ایک شخص ایسا پیدا ہوا جو دُنیا کی طبیعتوں کو رام کرنے والا اور دنیا کے حالات میں ایک انقلاب عظیم الشان پیدا کرنے والا تھا۔

دُنیا کی یہ افسوسناک حالت بیان کرنے کے وقت اگر مصنف افسانہ قومی کے سامنے حالی کا مدوجزر اسلام ہوتا تو وہ ضرور ان اشعار کا اعادہ کر کے خدا کا شکر ادا کرتا۔

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت | بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت | چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئے پہلوے آمنہ سے ہویدا

دعائے خلیل اور نوید مسیحا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے بارہ برس تک کی عمر کا حال

ماخوذ از خطبات احمدیہ

عبداللہ بن عبدالمطلب والد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوبیس برس کی عمر تھی جبکہ اُنہوں نے بنت وہب سے شادی کی۔ آمنہ بنت وہب قریش کے قبیلہ سے تھیں۔ جو عرب کے قبیلوں میں نہایت معزز اور

شریف قبیلہ تھا۔ حضرت آمنہ حمل سے تھین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
والد عبد اللہ نے بغرض تجارت یثرب یعنی مدینہ کی طرف سفر کیا اور قبل پیدا
ہونے آنحضرت کے اُنھون نے وفات پائی۔ بنی نجار کے وار تیغہ مین مدفون ہوئے
اُنکی وفات کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے جمہور مورخونکی یہ رائے ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بارھوین ربیع الاول عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے
مگر اِس بات مین کہ عام الفیل سنہ عیسوی کے کونسے سال مین واقع ہوا تھا
مورخون کی رائے مین اختلاف ہے۔ منقح امر یہ قرار پایا ہے کہ عام الفیل ۵۷۰ء
کے مطابق تھا کیونکہ سب مورخین اس بات پر متفق ہین۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پیدا ہوئے تو حضرت آمنہ نے کسی کو عبد المطلب کے پاس بھیجا اور آپ کے پیدا
ہونے کی اطلاع کی۔ عبد المطلب فی الفور وہان آئے اور آنحضرت کو اپنے
ہاتھون پر اُٹھا کر کعبہ کے اندر لیگئے اور اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا کی۔

چند روز تک ثویبہ نے جو آنحضرت کے چچا ابو لہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھین
آنحضرت کو دودھ پلایا۔ ثویبہ نے آنحضرت کے چچا حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔
اور اس سبب سے حمزہ اور مسروق ابن ثویبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
دودھ بھائی تھے۔ عبد المطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام
محمد رکھا مگر حضرت آمنہ نے خواب مین ایک فرشتہ کو دیکھا تھا جس نے کہا
تھا کہ آپ کا نام احمد رکھنا اس لیے اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا نام احمد رکھا اور اس طرح توریت وانجیل دونون کی بشارتون کی تصدیق
ہوگئی جن کا بیان ہم نے خطبہ بشارات مین کیا ہے۔ ولادت کے ساتوین روز

عبد المطلب نے قربانی کی۔ اور تمام ارکین قبیلہ قریش کو دعوت مین بلایا۔
شرفاے مکہ کا دستور تھا کہ آب و ہوا کے لحاظ سے اور اس غرض سے کہ بچون
کے لہجہ اور زبان مین غیر زبان کا اثر ہونے پائے اپنے بچون کو جب کہ وہ
دودہ پلانیکے ہوجاتے تھے دودہ پلانے والیون کے سپرد کرکے باہر بھیجدیا کرتی
تھے۔ اسی رسم کے موافق آنحضرت کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کردیا گیا اور وہ اپنے
گھر لے گئین اور ہر چھٹے مہینے لاکر اُن کی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھلا جاتی تھین
دو برس بعد آپ کا دودہ چھڑایا گیا اور حضرت حلیمہ آپ کو لیکر حضرت آمنہ
پاس آئین تو حضرت آمنہ نے اس خیال سے کہ مکہ کی آب و ہوا آپ کو موافق نہوگی
پھر حضرت حلیمہ کے سپرد کردیا اور وہ اُن کو اپنے گھر لے گئین اور ہر چھٹے مہینے لاکر
ملا جاتی تھین۔ جب آنحضرت کی عمر چار برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ نے آپ کو اپنے
پاس رکھ لیا۔ پس حضرت حلیمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودہ پلائی
مان اور اُن کے خاوند حارث ابن عبد العزیٰ دودہ کے رشتہ سے باپ اور
اُن کی اولاد عبد اللہ اور انیسہ حذیمہ عرف شیمان دودہ بھائی اور دودہ بہن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودہ کے رشتہ کو خون کے رشتہ کی برابر سمجھتے
تھے۔ اور حضرت حلیمہ سے نہایت محبت رکھتے تھے اور اُنکا ادب اور اُن کی تعظیم
مان کی برابر کرتے تھے۔ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ردا ے
مبارک جس کو مسلمان سر پہ رکھنے اور آنکھون سے لگانے کے لائق سمجھتے ہین
حضرت حلیمہ کے لیے بچھا دی تاکہ وہ اُس پہ بیٹھین دودہ کے رشتہ کا ایسا پاس
لحاظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے اور محبت اور الفت کہ حضرت

حلیمہ اور ان کی اولاد کے ساتھ برتتے تھے۔ اور جس احسان مندی کا اظہار وہ وہ
کے رشتہ داروں کے ساتھ کیا کرتے تھے نہایت اعلےٰ اور عمدہ مثالیں آنحضرت کی
اخلاق حمیدہ نیک خوئی اور نرم دلی کے ہیں جس کی نظیر اس سے پہلی کبھی نہیں پائی
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ آپ کو
اپنے عزیز و اقارب سے ملانے کیلئے مدینہ منورہ لے گئیں کچھ عرصہ تک وہان
ٹھیرین اور پھر مکہ معظمہ کو مراجعت کی اور راستہ مین بمقام ابواء وفات پائی
جبکہ آنحضرت مکہ مین پہونچے تو آپ کے دادا عبد المطلب نے آپ کی پرورش
اور نگرانی اپنے ذمہ لی اور ہمیشہ آپ کے ساتھ شفقت پدری سے پیش آتے رہے
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آٹھوان برس شروع ہوا تو آپ کے دادا
عبد المطلب نے بیاسی برس کی عمر مین وفات پائی عبد المطلب کی وفات کے
بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش ابوطالب آپ کے چچا نے جو
آپ کے والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے اپنے ذمہ لی۔ یہ بھی آنحضرت سے
نہایت محبت کے ساتھ پیش آتے رہے۔ اور مثل پدر مہربان کے طرح سے
خبرگیری کی جب آپکی عمر بارہ برس کی ہوئی تو ابو طالب کو تجارت کے سبب سے
شام کا سفر درپیش آیا اور اس کے سرانجام کے بعد پھر مکہ کو واپس آئے بارہ برس
سے آگے بھی مورخون نے کوئی سلسلہ وار واقعات تا زمان بعثت ایسے نہین
لکھے کہ جن سے یہ معلوم ہو کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے آثار ہین
یہ سب کچھ کہ قوم عرب کے جاہل ہونے کی وجہ سے ہوئی ایام جاہلیت مین
الامین کے نام سے آپ کا پکارا جانا خود کثرت واقعات کی دلیل ہے۔ وغیرہ

ایک دو کام کرنے سے امین کا لقب نہیں ملسکتا ہے۔
گوشہ نشینوں کے قیافہ شناسی قبل نبوت اور ایک شریف اور مالدار بیوہ کا آپکو اپنا کارکن بنانا اور پھر عقد کی خواہش کرنا۔ یہ واقعات ایسے ہیں جن سے گذشتہ و آئندہ زندگی پر روشنی پڑتی ہے پچیسویں سال آپنے حضرت خدیجہؓ سے عقد کیا۔ اور پچیسویں سال کا یہ واقعہ ہے کہ خانہ کعبہ میں سنگ اسود کے دجو ابراہیمی قربانگاہ کا پتھر تھا اور مقدس سمجھا جاتا تھا) استحقاق نصب پر اقوام عرب میں تنازعہ تھا آپ مصلح قرار پائے۔ آپنے ایسا فیصلہ کیا کہ سب سردار قوم اُس سے راضی ہوے۔ آپنے یہ کیا کہ اپنی چادر بچھاکر سنگ اسود کو اسپر رکھ دیا اور سب سرداران قوم نے گوشۂ چادر پکڑکر احترام نصب کا حاصل کیا۔ حضرت کے زہد اور عبادت کا اسقدر پتہ لگتا ہے کہ قبل بعثت حضرت کا یہ دستور ایک عرصہ تک رہا کہ غار حرا میں جاکر عبادت کرتے مگر یہ نہیں کھلتا کہ طریقہ عبادت کا کیا تھا حضرت کبھی کبھی اپنی منکوحہ کو بھی ساتھ لیجاتے تھے۔ اسی غار حرا میں تھے اور چالیس سال کی عمر تھی جب پہلی وحی نازل ہوئی۔
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ ترجمہ۔ پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جو خالق ہے۔ جس نے جمے خون سے انسان سا شخص بنایا۔ پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے کہ کیسا کرم اُس نے کیا جس نے قلم دکتابت کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ ایسا علم جسکو انسان کچھ جانتا نہ تھا۔
یہ سمجھنا چاہیے کہ ان آیات سے ایک خاص قدرت اسوقت سے عطا ہوئی۔

اور حضرتؐ نے خاموشی سے اپنی رسالت اور توحید کا معتقد بنایا اور مسلمان کرنا شروع کیا تین سال تک بعد ازان وحی بند رہی۔

چوتھی سال جب وحی اسلام کے اعلان کی آئی۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اسوقت پیغمبرؐ کوہ صفا پر گئے اور عرب کے قبیلون کو نام بنام پکار کر بلایا اور یہ کہا کہ سواے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہین ہے۔ اور دعوت اسلام کی کی۔ کسی نے اس ہدایت کو منظور نہ کیا۔ اور جب حضرتؐ نے بتون کی مذمت اور عذاب کی تہدید کی تو قریش نے سخت مخالفت اور ایذا دہی شروع کی اور تیرہ برس متواتر قیام مکہ تک آزار رسانی جاری رہی۔ اندر اور باہر دونون جگہ ایذائین پہونچائی جاتی تھین گھر مین عین کھانے کے وقت کوڑا پھینکا جاتا تھا جس راہ سے گذر ہونا تھا وہان کانٹے ڈالے جاتے تھے تاکہ حضرتؐ کے پانون زخمی ہون۔ حضرتؐ پانون سے کانٹے نکال لیتے اور راہ سے کانٹے دور کرتے تاکہ دوسرون کو تکلیف نہو۔ جب نماز پڑھتے یا کوئی ہدایت کرتے تو شور و غل مچاتے تاکہ خود پریشان ہون اور دوسرون کے کان تک بات نہ پہونچے یہان تک ہوا کہ سجدے کے وقت مویشی کا اوجھ میلہ سے بھرا ہوا اوپر ڈال دیا۔

حج یا طواف کے وقت ایذائین پتھر پھینکتے۔ اور جہان کہین مجمع ہوتا وہان حضرتؐ کے افعال اور اقوال کا مضحکہ اڑاتے۔

اہل اسلام کو جاہلون کی تکلیفین پہونچانے یہان تک کہ وہ مرجاتے

آخر حضرت سے مسلمانون کی تکلیف نہ دیکھی گئی۔ پانچوین سال نبوت کے
مسلمانون کو حبش کی ہجرت کا حکم دیا وہان بھی قریش نے مہاجرین کے نکلوانے
کی سعی کی مگر ناکام رہی۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ قریش نے
تو مہاجرین کی ذلت کی کوشش کی تھی شاہ حبش نے ان مہاجرین سے
پیغمبر عربی کے حالات سنکر ان کا احترام کیا اور کہتے ہین وہ بعدہٗ اسلام بھی لایا۔
ساتوین برس قریش جمع ہوکر ابوطالب حضرت کے چچا کے پاس گئے اور
کہا کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرو۔ یا ہمارے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو
اور یا محمدؐ کو ہمارے بتون کے برا کہنے سے روکو۔
ابوطالب نے حضرتؐ کو قریش کے ارادے سے متنبہ کیا اور کہا کہ تم انکے
بتون کی برائی نہ کیا کرو۔ حضرتؐ سمجھے کہ چچا حمایت سے معذور ہوگئے اور
فرمایا کہ اگر آفتاب میرے داہنے ہاتھ پر ہو اور ماہتاب بائین ہاتھ مین
ہو تو بھی مین اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگا تاوقتیکہ ختم نہ ہوجاؤن۔ اسوقت
ابوطالب نے کہا کہ جو تمہاری خوشی ہو مین تمہارا حامی رہونگا جب
کفار قریش ناکام ہوئے اور ترقی اسلام باوصف ان مصیبتون کے ہوتی
رہی تو حضرتؐ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ ابوطالب نے قبیلہ بنی ہاشم
کو جمع کرکے اُن سے حفاظت مین اعانت چاہی اور سب نے منظور کیا اور
شعب ابوطالب مین بنوہاشم رہے۔ وہان انکا کھانا پینا۔ راہ رسم رسد
بند کردی۔ اور آپس مین اس کا معاہدہ لکھکر خانہ کعبہ مین رکھدیا تین سال
تک ایسی تکلیف و عسرت مین خاندان بنی ہاشم مبتلا رہا بعد ازان چند قریش نے

رحسم کہا کہ اس قید سے نجات دلوائی اور معاہدہ چاک کیا۔

دسوان سال کثرت حوادث اور غم اور اندوہ کا تھا۔ اول ابوطالب شریف مکہ اور چچا حضرتؐ نے انتقال کیا۔ اور چند روز بعد حضرتؐ کی بیوی خدیجہؓ نے انتقال کیا۔ اندر اور باہر سب سناٹا تھا۔ اب قریش نے ایذا دہی مین اور بھی شدت کی۔ حضرتؐ طائف کو چلے گئے کہ شاید امن ملے اور وہان اسلام شائع ہو۔ وہان اینٹ پتھر مار کر نکالدیا حضرتؐ اُسی تکلیف اور مایوسی کی حالت مین مکہ واپس آئے۔ گیارھوان اور بارھوان سال بھی انہین تکالیف مین گذرا۔

تیرھوین سال ہجرت مدینہ کی تیاری ہوئی وہان کے لوگ مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ حضرتؐ نے اول مسلمانون کو اجازت ہجرت مدینہ کی دی اور وہ لوگ روانہ ہونے شروع ہوئے۔ کفار قریش کو اس کی خبر ہوئی اور وہ متردد ہوئے۔ یہ مشورہ ہوا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص منتخب کیا جائے اور وہ سب ملکر حضرتؐ کو قتل کرین تاکہ حضرتؐ کا قبیلہ انتقام نہ لے سکے۔ اس ارادے سے مکان جا کر گھیر لیا۔ مگر حضرتؐ کو بھی خبر ہوگئی اور ابوبکرؓ کے یہان چلے گئے اور حضرت علیؓ کو وہان چھوڑ گئے۔ جب قاتل مکان مین گھسے تو وہان نہ پایا اور پھر اشتہار گرفتاری کا دیا۔ مگر حضرتؐ نے ابوبکرؓ کو ساتھ لیا اور غار ثور مین جا چھپے اور تین دن تک وہان رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا لڑکا وہان کھانا پہونچاتا رہا۔ تین دن کے بعد مع ہمراہی ابوبکرؓ مدینہ کو تشریف لے گئے اور اہل مدینہ نے حضرتؐ کا خیر مقدم کیا اور بہت خوشی سے اپنا مہمان کیا۔ اسوقت حضرتؐ کی عمر ۵۳ برس کی تھی اور تیرہ برس نبوت کو ہوچکے تھے۔

اب چودھواں سال نبوت کا شروع ہوا۔ اور یہی سنہ اول ہجری قرار دیکر پھر آغاز مطلب کیا جاتا ہے۔
مدینہ مین پہونچکر حضرتؐ نے مسجد بنائی۔ یہان ایک سردار یہود عبداللہ اور دوسرا سلمان فارسی مسلمان ہوے۔ قبلہ نماز ایک سال تک بیت المقدس رہا۔ سال دوم مین کعبہ قبلہ نماز ہوا۔ گیارہ سال تک حضرتؐ بعد ہجرت زندہ رہے اور مدینہ مین ہی رہے قیام مکہ مین انفرادی ایذادہی بانی مذہب اور مسلمانون پر جاری رہے۔ اور جب مسلمانون کی جماعت مدینہ مین منتحد ہوگئی تو وہان یہود منافقانہ برتاؤ مسلمانون سے کرتے۔ اور قریش مکہ سے سازش کرتے رہتے تھے۔ اب دو دشمن اسلام بڑے جتہ اور گروہ کے پیدا ہوگئے۔ اب جنگ یہود اور جنگ قریش مسلسل ہوتی رہی اور اس جنگ کی وجہ سے مسلمانون کی شہرت بڑہتی گئی اور نئے نئے قبائل مسلمان ہوتے گئے اور علاوہ اس کے بہت سے قبائل شریک مسلمانون کے بذریعہ صلح نامہ کے ہوگئے اور مسلمانون کو دن بدن عروج ہونے لگا اور قومون سے صلح اور جنگ کے عہدنامہ ہونے لگے۔ عرب کے حصہ اسلام کے زیر نگین ہوتے گئے۔
چھٹی سال ہجرت اور بعضے کہتے ہین ساتوین ہجرت کے حضرتؐ نے شاہ ایران۔ شاہ روم۔ شاہ حبشہ۔ ملک غسان کے نام نامے بذریعہ مسلمان سفیرون کے بھیجے۔ اور اسلام کی دعوت کی شاہ ایران نے حضرتؐ کا نامہ لکھنا اپنی تحقیر سمجھی اور اسکو پھاڑ ڈالا شاہ روم ہرقل نے

سفیر کی خاطر تواضع کی اور دعوت اسلام قبول کرنے کو تھا مگر قوم کے خوف
سے اعلان نہ کر سکا۔ شاہ حبشہ۔ اور ملک غسان نے سفیر کی بہت خاطر
مدارات کیے۔ اور دونون نے اسلام قبول کیا حضرت نے اُسی زمانے مین
حج کا ارادہ کیا اور بلا ہتھیار کے ستہ کئی ہزار مسلمانون کے سفر اختیار کیا۔
قریش مطلع ہوکر آمادہ جنگ ہوئے بالآخر صلح نامہ حدیبیہ عمل مین آیا۔ اور حضرت
اور مسلمانون کی جماعت بلا حج کے واپس آئی یہی صلحنامہ فتح مکہ کا ضمیمہ ہے
فتح مکہ کا واقعہ حضرت کی تمام زندگی کا نتیجہ ہے۔
سال ہشتم ہجرت مین خلاف ورزی عہدنامہ حدیبیہ کی قریش نے یہ کی کہ
بنی خزاعہ جو حضرت کی حمایت مین از روے صلحنامہ کی تھی اُن کے خلاف بنی
بکر کے جو قریش کی حمایت مین تھے معاونت کی۔ اور بنی خزاعہ کو قتل اور
غارت کیا۔ بنی خزاعہ نے مدینہ پہونچکر عہد شکنی کی شکایت کی اور طلب
نصرت کی حضرت نے جواب دیا کہ نصرت دادہ نشوم اگر نصرت ندہم
قریش نے اپنی بدعہدی کا خیال کر کے معافی اور تجدید عہدنامہ کے لیے
ابوسفین کو مدینہ بھیجا۔ اور وہ سب سے پہلے ام حبیبہؓ اپنی دختر کے پاس جو زوجہ
آنحضرت کی تھین گیا اور حضرت کے بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ ام حبیبہؓ نے
اُس کو تہ کر دیا اور کہا کہ یہ پاک ہے اور تو کافر اور نجس ہے۔ ابوسفین دہان سے
ناخوش ہوکر خود حضرت کے پاس گیا اور تجدید عہدنامہ کی چاہی اور وہان سے
انکار ہوا بعدازان ابوبکرؓ عمرؓ علیؓ۔ اور فاطمہؓ کے پاس گیا اور اُن سے تجدید
عہد کی درخواست کی اور انکار ہوا حضرت نے مہم مکہ کی تیاری کی اور اپنی

ہمسایہ قوموں سے معاونت کی شرکت چاہی۔ سب بخوشی آکر شریک ہوئے
بالاتفاق یہ ثابت ہے کہ دس ہزار کا لشکر حضرت کے ساتھ فتح مکہ کے وقت
تھا حضرت نے مکہ سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر مع لشکر پہونچکر قیام کیا
اسوقت تک اہل مکہ کو اس مہم کی بالکل خبر نہ تھی۔ اتفاقاً ابوسفین سردار قریش کے
عباس چچا حضرت سے ملاقات ہوگئی اسوقت ابوسفین کو معلوم ہوا کہ یہ لشکر
حضرت کا ہے اور وہ خوف زدہ ہوکر عباس سے ملتجی امان کا ہوا۔ اور عباس
اپنے اونٹ پر بٹھاکر لشکرگاہ کو لیچلے۔ اہل فوج غیر کو دیکھکر معترض ہوتے تھے
مگر جب یہ دیکھتے کہ حضرت کے چچا کے ساتھ ہے اُسے جانے سے نہ روکتے
حضرت عمرؓ ابوسفین کو عباس کے ساتھ جاتے ہوے دیکھکر بہت مشتعل
ہوئے اور اُنکے پیچھے پیچھے حضرت کے خیمہ گاہ تک پہونچے۔ ابوسفین کے
گذشتہ واقعات کا ذکر کرکے قتل کی اجازت چاہی۔ حضرت نے عباس سے کہا
کہ اسے شب کو اپنے پاس رکھو اور صبح کو ہمارے پاس لاؤ۔ دوسرے روز صبح
کو جب ابوسفین حاضر ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ کوئی معبود سوائے اللہ کے
سزاوار الوہیت نہیں ہے۔ ابوسفین نے کہا کہ آپ نہایت کریم اور حلیم ہیں
اور باوصف میری جفاؤں کے آپ میرے اوپر لطف فرماتے تھے میں نے
اب جانا کہ کوئی معبود سوائے خدا کے اگر ہوتا تو میری مدد کرتا۔ اور یہ کہکر
ابوسفین مسلمان ہوگیا۔ ابوسفین نے قریش کے لیے امان چاہی۔
حضرت نے فرمایا۔
جو تیرے گھر میں پناہ گزین ہو وہ امان میں ہے۔

جو خانہ کعبہ میں جائے وہ امان میں ہے۔

جو ہتھیار ڈال دے وہ امان میں ہے۔

جو دروازہ بند کرکے خاموش رہے وہ امان میں ہے۔

چنانچہ بروقت داخل لشکر ایسا ہی ہوا۔ جو مقابلہ پیش آئے اُن سے لڑائی خفیف ہوئی مگر حضرتؐ نے اسکو بھی پسند کیا اور یہانتک ہوا کہ اکثر اہل مکے کے مجرم قتل اور غارت کے تھے اُن میں سے بعض بعض بچ گئے۔ یہانتک عنایت اہل مکہ کے ساتھ حضرتؐ نے کی کہ انصار (اہل مدینہ) کو خوف ہوا کہ حضرتؐ نے اپنی قوم کو معاف کیا اور اب مکہ ہی جائے قیام ہوگا۔ حضرت نے ان توہمات کو رفع کیا اور خانہ کعبہ میں جاکر بتون کو دور کیا اور تصویرون کو مٹایا۔ اور نماز شکرانہ ادا کی۔ پھر جوق جوق اہل مکہ آکر مسلمان ہونے لگے جب حضرتؐ اپنے خیمہ میں آئے اور غسل سے فراغت ہوئی تو اُسوقت خواہش طعام ہوئی اور کھانا مانگا تو نان خشک اور سرکہ پیش ہوا۔ اور بہت رغبت سے کھایا۔ اور خانہ کعبہ کے سامنے اہل مکہ جمع تھے اور یہ انتظار تھا کہ نہیں معلوم حضرتؐ کیا کرینگے حضرتؐ نے اہل مکہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب آپ کیا کہتے ہین اور میری نسبت کیا گمان ہے سب نے بالاتفاق کہا۔ نقول خیراً۔ نظن خیراً۔ تو کریم و پسر برادر کریمی حضرت نے فرمایا کہ اے اہل قریش حق تعالی نے تم سے فخر جاہلیت باپ دادے کا دور کیا اور تم کو چاہیے کہ تم انسان پر فخر نہ کرو۔ افعال پر کرو۔ فتح مکہ کے بعد اور کئی لڑائیان بیرون مکہ دیگر اقوام سے ہوتی رہین اس مین غزوہ حنین قابل تذکرہ ہے۔ اِس غزوہ کے وقت اہل اسلام کو اپنی جماعت کی کثرت اور

متواتر کامیابیوں سے خوف اور انجام بینی کم ہوگئی۔ حضرت کو یہ پسند نہ تھی۔ چنانچہ نتیجہ یہ ظاہر ہوا۔ اور اہل اسلام کو شکست ہوئی۔ اور وہ فرار ہونے لگے حضرت نے استقلال نہایت درجہ کا ظاہر کیا اور قلیل جماعت کو ہمت دلاکر متحد کیا۔ کہتے ہیں قریب سو کے یہ مجمع تھا۔ اسی نے اہل حنین کو پس پا کیا اور بشمار غنیمت ہاتھ آئی قریش کو اس غنیمت سے زیادہ حصہ دیا۔ انصار مدینہ کو یہ ناگوار ہوا حضرت نے فرمایا کہ انکا حصہ مال و دولت کا ہے اور تمہارے حصہ میں دین اور پیغمبر ہے۔ اس مختصر ہدایت نے ناگواری کو سرد کیا۔ اور اپنے حصہ پانے سے اہل مدینہ زیادہ محظوظ ہوئے۔

حضرت نے اسی سال حاکم بحرین کے نام نامہ لکھا اور اسلام کی دعوت کی اُس نے بخوشی اسلام قبول کیا۔

مہد ر سردار نے از خود آکر اسلام قبول کیا اور قایم مقام بھی اُس ملک سے آئے اور اسلام قبول کیا۔ عرب نے بذریعہ قایم مقاموں کے دعوت اسلام قبول کرنی شروع کی۔ اور اس سال اس کثرت سے سفارتیں اسلام قبول کرنے کی آئیں اور اس سال کا نام سال وفود عرب کہنے لگے۔ اکثر سفارتیں اسلام قبول کرنے کی آئیں۔ اور جہاں سے سفارت آئی وہاں ہدایت کرنے نقیب اور حاکم بھیجا تاکہ ارکان اسلام اور قرآن کی تعلیم دے اور زکوۃ وصول کرے۔ سال نہم میں حضرت نے ابوبکر کو حج کے لیے بھیجا اور اُن کے بعد حضرت علیؓ کو خاص پیام لیکر بھیجا۔ کہ اُس کا اعلان کریں کہ سال آئندہ میں کوئی برہنہ حج نہ کرے جیسا کہ ایام جاہلیت میں کرتے تھے۔ اور نیز کوئی

کافر مجاز حج کا نہین۔ سوائے مومن کے کوئی کعبہ مین نہ داخل ہوگا اور مسلمان اور کفار سے جو عہد ہوا وہ اتنی مدت تک قائم رہے گا۔

دسوان سال حج الوداع ہے اس سال حضرتؐ بہ نفس نفیس حج کو تشریف لے گئے اور اسوقت حضرتؐ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حج کے شریک تھے۔

گیارہوان سال وفات ہے۔ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین حضرت نے انتقال کیا (اور انتقال کے وقت کی آخری تحریر مین ایک عیسائی مورخ ڈربیر کی کتاب سے نقل کرتا ہون) آخری تقریر جو آپنے مسلمانون کی جماعت کے سامنے کی اُس کے الفاظ یہ تھے۔ ہر شے خدا کی مرضی کے تابع ہے۔ اُس کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے جس مین نہ تقدیم کو دخل ہے نہ تاخیر کو جس نے مجھے دنیا مین بھیجا تھا مین اُس کی طرف مراجعت کرتا ہون اور تم کو میری آخری نصیحت یہ ہے کہ بھائی بھائی ہو کر رہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ عزت اور محبت کا برتاؤ کرو۔ وقت پر ایک دوسرے کے کام آؤ۔ ایک دوسرے کو ایمان پر ثابت قدم رہنے دو اور نیک عمل کی ہدایت کرتے رہو۔ مین جبتک زندہ رہا تمھارے بھلائی کی تدبیرین کرتا رہا۔ اب مرتے وقت بھی اگر مجھے کوئی خیال ہے تو تم لوگون کی بہبودی کا ہے۔ (۱۱۶)

حالت نزع مین آپ کا سر حضرت عائشہؓ کے زانو پر تھا۔ فرط کرب سے آپ رہ رہ کر اپنا ہاتھ پانی کے طشت مین جو پاس رکھا ہوا تھا ڈالتے تھے اور اپنا چہرہ تر کرتے تھے۔ آخر اس کی بھی طاقت نہ رہی آپ کی نگاہین عرش برین کی طرف اُٹھ گئین اور ٹوٹی

ہوئے لہجہ مین یہ آخری الفاظ آپ کے منہ سے نکلے۔ الٰہی میرے گناہ معاف کر۔

اس سوانح عمری مین تین حصے عمر کے ہین۔ پہلا حصہ قبل نبوت چالیس سال کا ہے
اس کے حالات بہت کم ہین۔ دوسرا حصہ تیرہ سال قیام مکہ یہ تکلیف اور رنج
اور اندوہ سے بھرا ہوا ہے۔ تیسرا حصہ فروغ اسلام گیارہ سال کا ہے یہ
لڑائیون کی کشمکش مین گذرا۔
چوبیس سال نبوت مین دشمنون کے مقابلہ اور اشاعت مین گذرے اِس سے
ہر شخص استنباط کر سکتا ہے کہ اصلی مدعا کیا تھا۔
خون ریز جنگین ہوئین مگر سب مدینہ کے نواح مین یہود۔ قریش۔
(اندرونی بیرونی دشمن) سے اپنی جان بچانے کے لیے ہوئین۔
صرف ایک مہم مین مسلمانون نے چڑہائی کی اور فتح مکہ ہے۔
اُس کے حالات پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپنے قاتلون کے ساتھ کیسا برتاؤ
کیا جنگین اس تہذیب کے زمانہ مین ہوتی رہتی ہین (روم۔ روس۔ جاپان۔ روس
جرمن۔ فرانس۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ وحشی اقوام) اُنکی خونریزیون کا
نتیجہ دیکھنا چاہئے کیا ہوا۔
اور اس گیارہ برس کی جنگ کے نتیجہ پر غور کرنا چاہئے۔ گیارہ سال جنگ کا نتیجہ
اور اخلاقی حالت۔ اور صداقت رسالت مضامین ذیل وہان سے ثابت ہوگی۔

عیسائی مصنفون کی راے

اِس سے ظاہر ہوگا کہ بانی اسلام نے کیسا انقلاب کیا اور اُس سے نوع انسان کو

کیا فائدہ پہونچا۔

مسلمان مورخ کی رائے

جس سے بانی اسلام کی اخلاقی حالت ثابت ہو گی۔

بشارات

جن سے یہود۔ عیسائی۔ چینیون۔ زردشت۔ کی کتابون سے رسالت کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

عیسائی مورخون کی راے نسبت آنحضرت صلعم

مسٹر جان دیون پورٹ لکھتے ہین۔ کیا یہ بات خیال مین آسکتی ہے کہ جس شخص نے اس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلے جس مین اُس کے ہم وطن (یعنی اہل عرب) مدت سے ڈوبے ہوے تھے۔ خداے واحد برحق کی پرستش قائم کرنے سے بڑی بڑی دائم الاثر اصلاحین کین مثلاً اولاد کشی کو موقوف کیا نشے کی چیزون کے استعمال کو اور قمار بازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہونچتا ہے منع کیا بہتایت سے کثرت ازدواج کا اسوقت مین رواج تھا اُس کو بہت کچھ گھٹا کر محدود کیا غرضکہ ایسی بڑی اور سرگرم کو ہم فریبی ٹھیرا سکتے ہین اور یہ کہہ سکتے ہین کہ ایسے شخص کی تمام کارروائی مکر پر مبنی تھی۔

نہین ایسا نہین کہہ سکتے۔ بیشک محمد بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی پر ابتداے نزول وحی سے جو خدیجہ رضہ سے بیان کی آخر دم تک جبکہ عائشہ رضہ کی گود مین شدت مرض مین

وفات پائی مستعد نہین رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو
اُن سے بہت ربط و ضبط رکھتے تھے اُن کو بھی کبھی اُنکی ریاکاری مین شبہ نہین ہوا۔
اور کبھی اُنہون نے اپنے نیک برتاؤ سے تجاوز نہین کیا۔

بیشک ایک نیک اور صادق طبیعت شخص جسکو اپنے خالق پر بھروسہ ہوا اور جو ایمان
اور رسم و رواج مین بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت مین صاف صاف خدا
کا ایک آلہ ہوتا ہے۔ اُسکو ہم کہہ سکتے ہین کہ خدا کا پیغمبر ہے جسطرح خدا تعالے کی
وفادار خادم گذرے ہین اگرچہ اُنکی خدمت مین کامل نہ تھین اسی طرح محمد کو بھی
ہم خدا کا ایسا سچا خادم کیون نہ سمجھین جس نے خدا تعالے کی خدمت ایسے ہی
وفاداری سے کی جیسے اورون نے کی جو مثل اورون کی خدمت کے پورے اور
کامل نہ تھے اس بات پر کیون یقین نہ کیا جاوے کہ اُسکو زمانہ اور اپنے ملک مین اپنی
قوم کو خدا کی وحدانیت اور تعظیم سکھلانے کے لیے اورون کی حالت کے مناسب
اُن کو ملکی اور اخلاقی اُمور مین نصیحت کرنے کیلئے خدا نے بھیجا تھا۔ اور وہ راستبازی اور نیک کرداری کا واعظ تھا۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب مسمے "اپالوجی فار دی محمد اینڈ قرآن" مین یہ رائے
لکھی ہے کہ "اس بات کا خیال کرنا جیسا کہ بعضون نے کیا ہے بہت بڑی غلطی ہے
کہ قرآن مین جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہے اُسکی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی
تھی کیونکہ جن لوگون کی طبیعتین تعصب سے مبرا ہین وہ سب بلا تامل اس بات کو
تسلیم کرینگے کہ حضرت محمد کا دین (جس کے ذریعہ سے انسانون کے خون یعنی قربانی
کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑون

سی جگہ فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگوں میں پھونک دی اور جس کا اسی وجہ سے بہت بڑا اثر شائستگی پر ہوا ہوگا مشرقی دنیا کے لیے ایک حقیقی برکت تھا اور اسی وجہ سے خاصکر اُس کو اُن خونریز تدبیروں کی حاجت نہ پڑی ہوگی جنکا استعمال بلا استثنار اور بلا امتیاز کے حضرت موسیٰ نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کو کہا تھا۔

پس ایسے اعلیٰ وسیلہ کی نسبت جس کو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات اور مسائل پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کو پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ مذمت کرنا کیسے لغو اور بیہودہ بات ہے۔

جب ان معاملات پر خواہ اس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اس مذہب کے عجیب و غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کیجاے تو بجز اس کے اور کچھ چارہ نہیں ہے کہ اس پر نہایت دل سے توجہ کی جاے۔

اس امر میں کچھ بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی خوبیوں کو مقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق کیا ہے اور اُن پر غور کی ہے اُن میں سے بہت ہی کم ایسے ہیں کہ جو اس تحقیقات میں اکثر اوقات تردد اور صرف اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوے ہیں کہ مذہب اسلام کے احکام بہت ہی عمدہ اور مفید مقاصد ہیں بلکہ اس بات کا اعتقاد کرنے پر بھی مجبور ہوے ہیں کہ آخر کار مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر پیدا ہوگا۔

جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے "کہ ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصوں نے فلسفہ اور علوم و فنون کو سب سے پہلے زندہ کیا جو ویرانی

اور زمانہ حال کے علم و ادب کے درمیان مین بطور ایک سلسلہ کے بیان کیے
گئے ہین۔ بلاشبہ وہ ایشیا کے مسلمان اور اندلس کے مورخ تھے جو خلفاء عباسیہ
اور بنی امیہ کے عہد مین وہان رہتے تھے۔ علم جو ابتدا سے ایشیا سے یورپ مین
آیا تھا۔ اُس کا وہان دوبارہ رواج مذہب اسلام کی دانشمندی سے ہوا یہ بات
مشہور و معروف ہے کہ اہل عرب مین چھ سو برس کے قریب سے علوم و فنون
جاری تھے اور یورپ مین جہالت اور وحشیانہ پن پھیلا ہوا تھا اور علم ادب
قریباً نیست اور نابود ہو گیا تھا۔ علاوہ اِس کے یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیئے کہ
تمام علوم طبعیات ہیئت۔ فلسفہ۔ ریاضی جو دوسری صدی مین یورپ سے
جاری تھے ابتدأ عرب کے علما سے حاصل ہوئی تھے اور خصوصاً اندلس کے مسلمان
یورپ کے فلسفہ کے موجد خیال کیے جاتے ہین"۔

جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یورپ مذہب اسلام کا اور بھی زیادہ ممنون
ہے کیونکہ اگر اُن جھگڑون سے جو سلطان صلاح الدین کے وقت مین بیت المقدس
کی لڑائیون مین ہوے جس کو فرنگین جہاد کہتے تھے قطع نظر کیجاوے تو بالتخصیص
مسلمانون کے سبب سے فیوڈل انتظام کی سختیان اور امیرون کی خودمختاری یورپ
سے موقوف ہو گئی جس کے باقی ماندہ اثرون پر ہمارے ملک یورپ کی آزادیون
کی نہایت بڑی عالیشان عمارت کی بنیاد قائم ہوئی اہل یورپ کو یہ بات بھی
یاد دلانی چاہیئے کہ وہ حضرت محمدؐ کے پیرودن کے (جو قدیمی اور زمانہ حال کے
علم ادب کے درمیان مین بطور سلسلہ کے ذریعہ ہین) اس لحاظ سے بھی ممنون ہین
کہ مغربی تاریکی کی مدت دراز مین یونانی حکما کی بہت سی کتابین انہین کی کوششون

سے فنون اور علم ریاضی اور طب وغیرہ کی بعض نہایت بڑے بڑے شعبون کی اشاعت ہوئین"

نہایت مشہور و معروف عالم جان ملٹن تعدد ازدواج کا ایک مشہور حامی ہے جس نے اس امر کی تائید مین بائبل مین سے بہت سی آیتین نقل کرنے کے بعد یہ تحریر کیا ہے کہ "علاوہ اس کے خدا نے ایک تمثیلی صورت (حزقیل) مین سے ان اہولا و اہولیبا سے اپنا نکاح کرنا ظاہر کیا ہے اور یہ ایک ایسا طرز بیان ہے کہ اسکو خداوند تعالی بھی بالتخصیص اس طوالت کے ساتھ ایک تمثیل مین بھی ہرگز نہ اختیار کرتا اور نہ درحقیقت ایسی بات کا مرتکب ہوتا اگر وہ رسم جسکی دلالت اس سے ہوسکتی ہے فی نفسہ معیوب یا مذموم ہوتی۔ پس جس رسم کا امتناع انجیل مین بھی کسی کو نہین ہے وہ کیون کر معیوب یا مذموم خیال کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ انجیل مین ان ملکی آئین مین سے کوئی بھی منسوخ نہین کیا گیا ہے جو انجیل سے پیشتر جاری تھے"

جان ملٹن یہ بھی کہتے ہین کہ "عبرانیون کے خط کے باب ۱۳ درس ۴ سے اس طرز سے جواز تعدد ازدواج پر استدلال کرتا ہون کہ تعدد ازدواج کی رسم یا تو نکاح جائز ہے یا فجور ہے یا زنا ہے۔

پس اس مقدس سئول نے کوئی چوتھی صورت تسلیم نہین کی پس مین یقین کرتا ہون کہ ان بہت سے بزرگون کی تعظیم و توقیر کے لحاظ سے جو کثیر الازدواج تھے ہر ایک شخص اس کو فجور یا زنا خیال کرنے سے باز رہے گا۔

کیونکہ خدا حرام کارون اور زانیون کو سزا دے گا۔

حالانکہ ان بزرگون پر خدا کی خاص نظر تھی جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے۔

پس اگر متعدد نکاحون کا کرنا ٹھیک نکاح ہو تو وہی جائز ہے" اسی حواری کا قول ہے کہ "سب مین نکاح کرنا بھلا ہے اور تیسرا پاک نہین۔

ایڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہین کہ محمد کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک و صاف ہے قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے۔ مکہ کے پیغمبر نے بتون کی۔ انسانون کی ستارون کی اور سیارون کی پرستش کو اس معقول دلیل سے روکیا کہ جو شئے طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے اُس نے اپنی معقول سرگرمی سے کائنات کے بانی کا ایک ایسا وجود تسلیم کیا جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ وہ کسی شکل مین محدود نہ کسی مکان مین نہ کوئی اس کا ثانی موجود ہے جس سے اسکو تشبیہ دے سکین۔ وہ ہماری نہایت خفیہ ارادون پر آگاہ رہتا ہے بغیر کسی اسباب کے موجود ہے اخلاق اور عمل کا کمال جو اس کو حاصل ہے وہ اُس کو اپنی ہی ذات سے حاصل ہے۔ اُن بڑے بڑے حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا۔ اور اُس کے پیروُن نے انکو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا۔ اور قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ انکی تشریح و تصریح کی ایک حکیم جو خدا تعالیٰ کے وجود اور اُس کے صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانون کے مذکورہ بالا کے عقیدہ کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قواے عقلی سے بہت بڑھکر ہے اس لیے کہ جب ہم نے اُس نامعلوم چیز (یعنی خدا) کو زمان اور مکان اور حرکت اور مادہ اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو پھر ہمارے خیال کرنے

اور سمجھنے کے لئے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول (یعنی باری تعالے) جس کی بنا
عقل وحی پر ہے محمدؐ کی شہادت سے استحکام کو پہونچی چنانچہ اُس کے معتقد
ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہین اور بتون کو ممنوع
سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا۔
مشہور اور نہایت لایق اور قابل مورخ گبن اپنی کتاب مین جہان یہ بحث کرتا ہے
کہ حضرت محمدؐ اپنے ملک کی نسبت کیسے تھے اس طرح پر لکھتا ہے کہ حضرت
محمدؐ کی سیرت مین سب سے آخر بات جو غور کرنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اُنکا
عظم وشان لوگون کی بھلائی اور بہبودی کے حق مین مفید ہوا یا مضر۔ جو لوگ
کہ آنحضرت کے سخت دشمن ہین وہ بھی اور نہایت متعصب عیسائی اور یہودی
بھی باوجود پیغمبر برحق نہ ماننے کے اِس بات کو تو ضرور تسلیم کرین گے کہ آنحضرت
نے دعوی رسالت ایک نہایت مفید مسئلہ کی تلقین کے لیے اختیار کیا گو وہ
یہ کہین کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اُس سے اچھا ہے (گویا وہ اس بات
کو تسلیم کرتے ہین کہ سوائے ہمارے مذہب اور تمام دنیا کے مذہبون سے مذہب
اسلام اچھا ہے) آنحضرت یہودیون اور عیسائیون کی کتب سماویہ قدیمہ کی سچائی
اور پاکیزگی اور اُنکی بانیون یعنی اگلے پیغمبرون کی نیکیون اور معجزون اور ایمانداری
کو مذہب اسلام کی بنیاد خیال کرتے تھے۔ عرب کے بت خدا کے تخت کے روبرو
توڑ دیے گئے اور انسان کے خون کے کفارہ کو نماز۔ روزہ۔ خیرات سے بدل دیا۔
جو ایک پسندیدہ اور سیدھے سادہ طریقہ کی عبادت ہے (یعنی جو انسان کی
قربانی بتون پر ہوتی تھی اُسکو معدوم کیا اور بعوض اُس کے نماز۔ روزہ۔ اور خیرات

کو۔ بطور کفارہ قرار دیا) اُن کے نقشے کی جزا و سزا ایسی تمثیلون مین بیان کی جو ایک جاہل اور ہوا پرست قوم کی طبیعت کے نہایت موافق تھین شاید وہ اپنے ملک کا اخلاقی و ملکی انتظام و درستی سے نہ کر سکے ہون مگر آنحضرت نے مسلمانون مین نیکی اور محبت کی ایک روح ڈالدی۔

آپس مین بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتون سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتون اور یتیمون پر ظلم اور ستم ہونے کو روکدیا۔

قومین جو مخالف تھین اعتقاد مین۔ فرمانبرداری مین متفق ہوگئین خانگی جھگڑون مین جو بہادری بیہودہ طریقہ سے صرف ہوتی تھی نہایت مستعدی سے ایک غیر ملک کے مقابلہ پر مائل ہوگئی۔

مسٹر ٹامس کارلیل صاحب لکھتے ہین کہ "ہم لوگ (یعنی عیسائیون مین) جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد ایک پرفن اور فطرتی شخص اور گویا جھوٹ کے اوتار تھے اور اُنکا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے اب یہ سب باتین لوگون کے نزدیک غلط ٹھیرتی جاتی ہین جو جو جھوٹ باتین دوراندیش اور مذہبی سرگرمی رکھنے والے آدمیون (یعنی عیسائیون) نے اُس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قائم کی تھین اب وہ الزام قطعاً ہماری روسیاہی کے باعث ہین۔ چنانچہ ایک یہ بات مشہور ہے کہ پاکرک صاحب نے جب گروٹین صاحب سے پوچھا کہ یہ قصہ جو تمنے لکھا کہ محمد نے ایک کبوتر کو تعلیم کیا تھا کہ وہ اُن کے کان مین سے سیل نکالا کرتا تھا اور مشہور کیا تھا کہ وہ فرشتہ ہے جو اُن کے پاس وحی لایا کرتا ہے تو اس قصہ کی کیا سند ہے تو انھون نے جواب دیا کہ "اس قصہ کی کوئی سند کچھ

ثبوت نہیں"۔ حقیقت یہ ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایسے ایسے قصوں کو بالکل
چھوڑ دیا جاوے۔ جو جو باتیں انسان (یعنی محمد صلعم) نے اپنی زبان سے نکالیں بارہ سو
برس سے اٹھارہ کروڑ آدمیوں کے لیے بمنزلہ ہدایت کے قائم ہیں ان اٹھارہ کروڑ
آدمیوں کو بھی خدا نے اسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح ہمکو پیدا کیا اسوقت
جتنے آدمی محمدؐ کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہیں اس سے بڑھکر اور کسی کے کلام پر لوگ
اس زمانہ میں یقین نہیں رکھتے پھر کیا ہم یہ خیال کر سکتے کہ جس کلام پر خدا کے
قادر مطلق کی اسقدر مخلوق زندگی بسر کر گئی اور اسی پر مر گئی کیا وہ ایسا جھوٹا کھیل
ہے جیسا ایک بازیگر کا ہوتا ہے۔

میں اپنے نزدیک ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکتا بلکہ میں بہ نسبت اور چیزوں کے
اس پر جلد یقین کرتا ہوں۔ اگر جھوٹی اور فریب کی باتیں دنیا میں اسقدر زور آور
ہوں اور رواج پکڑ جائیں تو پھر اس دنیا کی نسبت کوئی کیا سمجھے گا۔ اس قسم کے
خیالات جو بہت پھیلے ہوئے ہیں بہت ہی افسوس کے قابل ہیں۔ اگر ہمکو
خدا کی سچی مخلوق کا علم کچھ حاصل کرنا منظور ہو تو ہم کو ایسی باتوں پر یقین
کرنا ہرگز نہ چاہیے۔ وہ باتیں ایسے زمانے میں پھیلی تھیں جب کہ توہمات کو دخل
تھا اور انہیں توہمات کے سبب خیال تھا کہ آدمی کی روحیں غمگین خرابی میں پڑی
ہوئی ہیں جو اُن کی ہلاکت کا سبب ہے میرے نزدیک اس خیال سے کہ ایک
جھوٹے آدمی نے ایک مذہب قائم کیا اور کوئی اُس سے زیادہ بد اور نا خدا
پرست خیال دنیا میں نہیں پھیلا۔

بھلا یہ کب ہو سکتا ہے کہ ایک جھوٹا آدمی جو چونہ اور اینٹ اور مصالح کی

حقیقت کو سچ نہ جاننے اور سچے مکان بنانے وہ پختہ مکان کاسے کبھو گا بلکہ خاک
کا ایک ڈھیر ہوگا۔ بارہ سو برس تک اس کو کب قیام ہو سکتا ہے اور اٹھارہ کروڑ
آدمی اس مین کب رہ سکتے ہین۔ بلکہ ابتک وہ مکان کبھی کا سر کے بل گر پڑا ہوتا۔
ضرور ہے کہ ایک آدمی اپنے طریقون کو قانون قدرت کے مطابق کرے اور قدرت
کے ساتھ قانون کی حقیقت کو سمجھے اور پھر عمل کرے وہ قدرت سے اسکو یہ جواب
ملے گا کہ نتیجہ ہرگز نہین ہو سکتا۔
جو جو قانون اور قاعدے خاص ہین وہ خاص ہی رہتے ہین عام نہین ہو جاتے
افسوس ہے کہ کوئی شخص مثل فالک لینڈ یا اور ایسے ہی بہت سے دنیا کے
سربرآوردہ لوگون کے چند روز کے لیے اپنے فتنہ فطرت سے کامیاب ہو جاتے
ہین مگر انکی کامیابی ایک جعلی ہنڈوی کے مانند ہوتی ہے جس کو وہ اپنے نالائق
ہاتھون سے جاری کرتے ہین اور خود الگ تھلگ رہتے ہین اور اورون کو اس کے
سبب سے نقصان پہونچاتے ہین مگر قدرت آگ کے شعلون اور فرانسیسی جنگ کا مو
اور اسی قسم کے اور غضبناک ظہور سے ظاہر ہوکر یہ بات بہت غضب اور قہر سے دنیا
پہ ظاہر کر دیتی ہے کہ جعلی ہنڈویان جعلی ہی ہین۔
ٹامس کارلیل نے جو اس زمانہ کی دنیا مین نہایت نامور عالم ہین اپنی کتاب مین
جس کا نام "لکچر آن ہیروز" ہے اس مضمون کی نسبت جس پر ہم بحث کر رہے ہین یہ رائے
لکھی ہے کہ اسلام کا عرب کی قوم کے حق مین گویا تاریکی مین روشنی کا آنا تھا عرب
کا ملک پہلی ہی پہل اس کے ذریعہ سے زندہ ہوا۔ اہل عرب گلہ بانون کی ایک
غریب قوم تھی اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانون مین پھرا کرتے تھے

اور کسی شخص کو اُن کا کچھ خیال بھی نہ تھا اس قوم مین ایک اولوالعزم پیغمبر اپنے کلام کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا۔ اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا مین مشہور و معروف ہو گئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز ہو گئی۔ اُس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہو گئی عرب کی بہادری اور عظمت کی تجلی اور عقل کی روشنی زمانہ ہائے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتے رہے۔

اعتقاد ایک بڑی چیز ہے اور جان ڈالنے والا ہے۔

جسوقت کوئی قوم کسی بات پر اعتقاد لاتی ہے تو اُس کے خیالات بارآور اور روح کو عظمت دینے والے اور رفیع الشان ہو جاتے ہین یہی عرب اور یہی حضرت محمد اور یہی ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسے ملک مین پڑی جو غفلت مین کس مپرس ایک ریگستان تھا۔ مگر دیکھو کہ یہ ریگستان زور شور سے اُڑ جانے والی باروت نے نیلے آسمان تک اُٹھتے ہوئے شعلوں سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کر دیا۔

مسٹر کلٹر صاحب لکھتے ہین کہ علم قوائے انسانی اور علم طبعیات کے ماہرین نے بعض وجوہات ایسے دریافت کیے ہین جو کثرت ازدواج کے واسطے ضروری متصور ہو سکتے ہین اور ہم شمالی ملکون کے سرد خون والے مینڈک کے سے مزاج کے جانورون سے متعلق نہین ہو سکتے ہین۔ مگر بنی اسمعیل سے جو گرم ریگستان کے رہنے والے ہین متعلق ہو سکتے ہین۔ علاوہ اس کے وہ بیان کرتے ہین کہ سر ڈبلیو او سلی صاحب کے مشرقی مجموعہ صفحہ ۲۰ مین یہ بیان کیا

گیا ہے کہ ایشیا کے گرم ملکون کی تاثیر سے دونون گروہ یعنی مرد و عورت مین ایک ایسا اختلاف ہوتا ہے جو یورپ کی آب وہوا مین نہین ہے جہان دونون برابر اور ساتھ درجۂ عالم ضعیفی کو پہونچتے ہین مگر ایشیا مین صرف مرد ہی کو یہ بات حاصل ہوتی ہے ضعیفی مین بھی قوی اور طاقتور رہتا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو بانی مذہب اسلام کے لیے اس بات کی کہ اُنہون نے متعدد جوروُن کی اجازت دی ایک وجہ بڑی تھی اور یہ ایک کافی سبب اس بات کا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اس مضمون کی نسبت اپنی کوئی راے ظاہر نہین کی بلکہ اس کو ملکون کے گورنمنٹون کے آئین پر چھوڑ دیا کیونکہ جو بات ایشیا کے واسطے مناسب ہوگی وہ یورپ کے واسطے نامناسب ہوگی۔ مسٹر ٹکر بیان کرتے ہین کہ حضرت محمدؐ نے اس نہایت قدیم موسوی کے مقنن کی پیروی کر کے اپنی قوم کو جو اسمٰعیل کی اولاد ہے (جو مسلمانون کے باپ کا بیٹا تھا) متعدد بیبیون کی اجازت دی اس واسطے عیسائی ہمیشہ اس پر عیب نکالتے ہین اور کہتے ہین کہ اُنہون نے اپنے پیرؤن کی کمینہ خواہش کو پورا کیا۔ لیکن مین نہین جانتا کہ متعدد بی بیون کی اجازت کی نسبت ایسا سخت طعن کیون کیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی نظیر اور حضرت داؤدؑ کی نظیر پر (جو خدا کی دلی مرضی کے مطابق چلتے تھے اور جن کو خدا نے خاص اپنی شریعت کے احکام کی تعمیل کے لیے بنایا تھا) یہ امر چندان اعتراض کے لائق نہین ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ عیسیٰ مسیح نے بھی ان بیشن انجیلون مین سے جن کو اُن کے معتقدون کے گروہ مین سے کسی نہ کسی نے اُن کے احکام قلمبند کرنے کے واسطے تحریر کیا تھا کسی انجیل مین اس کی ممانعت نہین ہے۔

چیمبرز ان سیکلوپیڈیا مین ایک آرٹیکل لکھنے والے نے مذہب اسلام کی نسبت
یہ رائے لکھی ہے کہ مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس مین بہت کم تغیر تبدل
ہوا ہے اور جس سے اُس کے بانی کی طبیعت نہایت صاف صاف معلوم
ہوتی ہے اُس مذہب کا نہایت کامل اور روشن حصہ ہے اس سے ہماری
مراد قرآن کے علم اخلاق سے ہے۔

ناانصافی - کذب - غرور - انتقام - غیبت - استہزا - بخل - طمع - اسراف - عیاشی -
بے اعتباری - بدگمانی - نہایت قابل ملامت کی گئی ہین -

نیک نیتی - فیاضی - حیا - تحمل - صبر - بردباری - کفایت شعاری - سچائی - راست
بازی - ادب - صلح - سچی محبت - اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا اور اُسکی مرضی
پر توکل کرنا - سچی ایمانداری کا رکن ہے - اور سچے مسلمان کی نشانی خیال کی گئی ہی
اُسی مصنف نے یہ بھی لکھا کہ ہم اس بات پر غور نہین کر سکتے ہین کہ اسلام نے تمام انسانون
کی بھلائی کے لیے کیا کیا - لیکن اگر نہایت ٹھیک ٹھیک کہا جائے تو یورپ مین علوم
وفنون کی ترقی مین اُسی کا حصہ تھا مسلمان علی العموم نوین صدی سے تیرھوین صدی
تک وحشی یورپ کے لیے روشن ضمیر معلم کہے جا سکتے ہین -

خاندان عباسیہ کے خلفا کی نہایت عمدہ زمانہ سے یونانی خیالات اور یونانی
تہذیب کا از سرِ نو سرسبز ہونا شمار کیا جا سکتا ہے - قدیم علم ادب ہمیشہ کے
واسطے بغیر کسی علاج کے مفقود ہو جاتا اگر مسلمانون کے مدرسہ مین اُسکو پناہ ملتی
عربی فلسفہ - قدرتی چیزون کی تواریخ - جغرافیہ - علم تاریخ - صرف نحو - علم
کلام - اور فن شاعری - کی (جس کی تعلیم پر لسنے اُستاد دیتے تھے)

بہت سی کتابین پیدا ہوگئین جن مین سے اکثر اُسوقت تک جاری رہینگی اور تعلیم دیجاوے گی جبتک نسلین تعلیم ہونے تک کیواسطے پیدا ہوتی رہین گی۔

ایک جواب مضمون لکھنے والے نے جس سے یہ مضمون اختیار کیا تھا کہ "اسلام ایک ملکی انتظام ہے جو مشرق و مغرب مین جاری ہے۔"

اسلام کی نسبت یہ لکھا ہے کہ "اسلام نے بچہ کشی کا انسداد کر دیا جو اس زمانہ مین قرب و جوار کے ملکون مین جاری تھی"

گو عیسائی مذہب نے بھی اُسکو روکا تھا مگر اسلام کی برابر اُسکو کامیابی نہین ہوئی اسلام نے غلامی کو موقوف کر دیا جو اُس ملک کی پُرانی جاہلیت کی رسم تھی اسلام نے ملکی حقوق کو برابر کر دیا اور صرف انہین لوگون کے حق مین انصاف نہین کیا جو اس مذہب کے معتقد تھے بلکہ اُن شخصون کے ساتھ بھی برابر انصاف کیا جنکو اُس کے ہتیارون نے فتح کیا تھا۔ اسلام نے اس محصول کو جو سلطنت کو دیا جاتا تھا گھٹا کر صرف دسوان حصہ کر دیا۔ اسلام نے تجارت کو تمام محصولات اور مزاحمتون سے آزاد کر دیا۔ اسلام نے مذہب کے معتقدون کو اس بات سے کہ اپنے مذہبی سرگروہ کو یا مذہبی کام کو جبراً روپیہ دین اور تمام لوگون کو اس بات سے کہ غالب مذہب کو ہر ایک قسم کا مذہبی چندہ دین بالکل بری کر دیا اسلام نے فرقہ فتحمند کے تمام حقوق مفتوحہ لوگون مین سے اُن شخصون کو دیے جو اُس مذہب کے پابند تھے اُن کو ہر قسم کی پناہ دی۔ اسلام نے مال کی حفاظت کی سود لینے کو اور خون کا بدلہ بغیر حکم عدالت کے لینے کو موقوف کیا۔ صفائی اور پرہیزگاری کی حفاظت کی اور ان باتون کی صرف ہدایت ہی نہین بلکہ اُن کو پیدا

کیا اور قائم کر دیا۔ حرام کاری کو موقوف کر دیا۔ غریبون کو خیرات دینے اور ہر ایک شخص کی تعظیم کرنے کی ہدایت کی"

وہی مصنف یہ بھی لکھتا ہے کہ "جو نتیجے اسلام سے ہوے وہ اسقدر وسیع اور دقیق و مستحکم ہین کہ اُن کی تکمیل کر لینا تو درکنار ہم یقین نہین کر سکتے کہ وہ انسان کے خیال مین بھی آسکین اسی سبب سے بعوض اس کے کہ اسکی نسبت اس طرح پر دلیلین کی جاوین جسطرح کہ سومن کے قانون یا نپولین کے فتوحات کے نتیجون کے اندازہ کرنے مین کیجاتی ہین یہ ٹھیک نہین ہے۔ یا تو اُن کی نسبت یہ کہا جاوے کہ اتفاقیہ ہو گئی ہین یا بہ مجبوری ربانی مرضی کی طرف منسوب کیا جاوے۔ باین ہمہ یہ نظم ایک شخص واحد نے کیا تھا جس نے اپنے ملک کے تمام باشندون مین اپنی روح پھونک دی اور تمام قوم کے دل پر نہایت تعظیم و تکریم کا خیال جو کسی انسان کے واسطے کبھی ظاہر نہین کیا گیا نقش کر دیا۔

جو سلسلہ قوانین و اخلاق کا اُنھون نے بنایا وہ اعلیٰ درجہ کی ترقی سے بھی اسی طرح موافق تھا جیسا کہ لٹنے ترین لوگون سے اور اُس سلسلہ نے ایک قوم سے دوسری قوم مین گذر کر ہر ایک قوم کو جس نے اُس کو قبول کیا اُن قومون اور سلطنتون سے فائق کر دیا جن سے اُن کا میل ہوا۔

اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از مدارج النبوۃ

حضور کا اخلاق اعظم واتم واکمل اخلاق تھا جسقدر اخلاق حمیدہ صبر و
حلم ورحم وشفقت وسخاوت وغیرہ اصناف واقسام اخلاق ہین وہ سب ذات
اقدس مین مجتمع تھے۔ صبر ورحم کی یہ کیفیت کہ غزوہ احد مین جب کفار نے
مقابلہ ومحاربہ حضرت سے کیا۔ اور جسقدر آزار پہونچاسے سب پر آپ نے
صبر فرمایا۔ اور عفو کیا۔ اور کچھ صبر وعفو پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اُن پر شفقت
ورحم کیا۔ اور آپ کو جہالت اور ظلم مین معذور رکھا اور دعا کی کہ اللهم
اهد قومی فانهم لا یعلمون۔ یعنی یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ بہ تحقیق
وہ جانتے نہین ہین۔ یہ دعا صحابہ کرام پر شاق ہوئی۔ اونہون نے عرض
کیا کہ یارسول اللہ کاش حضور اُن کی ہلاکت کی دعا فرماتے آپ نے فرمایا
کہ مین لعان مبعوث نہین ہوا بلکہ مین مبعوث ہوا ہون اللہ کیطرف بلانے کو
اور رحمت واسطے عالمین کے۔ اور روایت ہے کہ علماے یہود مین سے
ایک شخص اسلام لاسے۔ اُنکا نام زید بن ثعبہ تھا وہ کہتے ہین کہ حضور کے
چہرہ مبارک مین مین نے تمام علامات نبوت پہچانین مگر دو چیزون کو امتحان
نہ کیا تہا۔ ایک یہ کہ توریت مین لکھا ہے کہ اُنکا حلم طیش پر غالب ہوگا دوسرے
یہ کہ بمقابلہ درشت گوئی نرمی زیادہ کرین گے۔ سو مین حضرت کے ساتھ تلطف

کرتا تھا۔ تاکہ اُن سے مخالفت کرون اور اُنکے حلم و علم کو پہچانون۔ مین نے
اُن سے ثمر وعدہ پر خریدے گئے زر قیمت پیشگی دیدیا اور ثمر دینے کا وعدہ ٹھیرالیا
اُسوقت موجودہ سے دو تین روز پیشتر مین نے حضرت کے پاس جاکر مجمع مین
آپ کی قمیص اور ردائے مبارک کو پکڑ کر آپ کی جانب بنظر تیز نظر کی اور کہا
اے محمدؐ میرا حق ادا نہین کرتے۔ قسم خدا کی اے پسران عبد المطلب تمہارا
خاندان ادائے حق مین لیت و لعل کرتا رہا ہے۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ
اے دشمن خدا پیغمبر صاحب کی نسبت جوکچھ مین سنتا ہون۔ تو قسم خدا کی اگر
اُن کی نافرمانی کا اندیشہ نہ ہوتا تو مین تلوار سے تیرا سر کاٹتا۔ حضور نے حضرت
عمرؓ کیطرف نرم نگاہ اور تبسم کے ساتھ دیکھکر فرمایا کہ مین اور یہ شخص اس بات
کے علاوہ دوسرے بات کی تم سے احتیاج رکھتے ہین اور وہ یہ کہ مجھکو ادائے حق
کا حکم کرو اور اُسکو حسن تقاضہ کا امر۔ اب جاؤ اور اُسکا حق ادا کرو اور اُسکے
حق سے بیس صاع زیادہ دو۔ بعوض اس کے کہ تم نے اسکو ڈرایا اور تہدید
کی۔ پس حضرت عمرؓ نے ویسی ہی تعمیل کی۔ جیسا ارشاد ہوا تھا اُسوقت کہا اُس
یہودی نے کہ اے عمرؓ مین نے تمام علامات نبوت کے آپ کے چہرۂ مبارک سے
پہچانی تھے مگر دو خصلتین باقی تھین جنکا اسوقت امتحان کیا۔ پس مین تمکو گواہ
کرتا ہون۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو
اپنے ہاتھ سے نہین مارا۔ مگر جہاد فی سبیل اللہ مین۔ اور کبھی اپنے نفس کے لئے
بدلہ نہین لیا۔ اور خادم کو بہ آواز سخت نہین جھڑکا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا

کہ حضور گھر مین کس طرح خلوت کرتے تھے اونہون نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ ترنرم مزاج تھے۔ تبسم اور خندہ پیشانی رہتے تھے۔ حضرت کو کبھی اصحاب کے درمیان مین پیر پھیلاتے نہین دیکھا۔ اور جو کوئی اصحاب اور اہلخانہ مین سے بلاتا۔ اس کے جواب مین لبیک فرماتے۔ جس کے معنی ہین۔ حاضر ہون۔ اور آپ تالیف کرتے تھے نہ تنفر۔ جو کسی قوم مین بزرگ ہوتا۔ اوسکا اکرام فرماتے اور اوسکی قوم کا اسکو والی کرتے اور اپنے اصحاب کے ساتہ مہربانی فرماتے اور ہمنشین کے ساتہ التفات وعنایت سے پیش آتے۔ آپ کا ہر ہمنشین یہ گمان کرتا تھا۔ کہ مجھسے زیادہ حضرت کے نزدیک کوئی بزرگ نہین اور جو آپ کے پاس آکر بیٹھتا۔ آپ اوسکے پاس بیٹھے رہتے اور جب تک وہ اوٹھکر نہ جاتا۔ آپ ہان سے نہ اٹھتے۔ اور جب کوئی آپ سے سرگوشی کرتا۔ تو آپ سر مبارک اوسکی طرف سے نہ پھیرتے۔ جب تک وہ خود نہ پھیرتا۔ اور جو کوئی آپ کا دست مبارک پکڑ لیتا۔ آپ اپنا ہاتہ اس کے ہاتہ مین دیدیتے۔ اور نہ چھوڑاتے۔ جب تک وہ خود نہ چھوڑتا اور لڑنے جھگڑنے سے پرہیز فرماتے۔ آپ نے تازہ روئی اور خوشخوئی کو آدمیون مین گویا پھیلا دیا تھا۔ اور سب نکے لئے مثل باپ کے ہوگئے تھے اور سب آپکے نزدیک حق مین برابر تھے۔ کسی طرح درشت وسخت گو نہ تھے۔ نہ آواز کبھی بلند فرماتے نہ کسیکو برا کہتے۔ نہ کسی کا عیب ظاہر کرتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین۔ کہ آپ سے زیادہ کوئی خوش خلق نہ تھا۔ حضرت انس کہتے ہین۔ کہ مین نے رسول خدا صلعم کی دس برس خدمت کی آپنے کبھی اُف تک نہ کیا اور کبھی آپ نے نہ فرمایا کہ یہ کام ایسے کیون کیا اس طرح

کیون نہ کیا۔

جریر ابن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین نے حضور کو جب دیکھا تبسم کرتے دیکھا اور کبھی نہین دیکھا کہ اپنے ہمنشینون کے سامنے آپ نے پیر پھیلایا ہو اور جو کوئی آپ کے پاس آتا اوسکا اکرام فرماتے۔ اور اس کے واسطے اپنے کپڑے کو فراخ کر دیتے اور تکیہ جو اپنے پاس رکھا ہوتا وہ اسکو دیتے اور نہ کاٹتے تھے کسی کی بات یعنی ہر ایک کی بات حد سے زیادہ سنتے تھے اور اسکو کاٹتے نہین تھے جب تک وہ خود نہ اٹھ جائے یا چپ ہو۔ اور کبھی آنے والے کی خاطر سے نماز ہلکی فرماتے۔ اور اس کی حاجت دریافت فرماتے اور جب اوس کی حاجت سے فارغ ہوتے۔ تو پھر نماز پڑھتے۔ مساکین کی عیادت فرماتے۔ فقرا کے ساتھ بیٹھتے۔ غلامون کی دعوت قبول۔ جَو کی روٹی اور چربی بودار کی بھی دعوت قبول فرماتے۔ مجلس کی آخر صف مین بیٹھ جاتے اور جب سوار ہوتے کسی کو پیچھے بٹھا لیتے۔

تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ حضور ایک روز سفر مین تھے یارون سے فرمایا کہ آج ایک بکرے کے کباب کرنا چاہتے ہین۔ اونھون نے عرض کیا بہتر ایک نے ان مین سے کہا کہ مین ذبح کر دونگا۔ دوسرا بولا کہ مین کھال اوتارونگا تیسرے نے کہا کہ گوشت کاٹنا میرے ذمہ۔ چوتھے نے پکانا اپنے ذمہ لیا۔ غرض سب نے آپس مین تقسیم کر لئے۔ تاکہ جلدی تیار ہو جائے وہ لوگ اپنے اپنے کام پر مشغول ہوئے۔ آنحضرت صلعم اوٹھ گئے اور تھوڑی دیر بعد جنگل سے لکڑیان لیکر تشریف لائے اصحاب نے عرض کیا کہ اس کام کو بھی ہم کر لیتے کیا ضرور تھا کہ آپ نے

بنفس نفیس محنت اوٹھائی - فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے بندہ سے اس بات کو مکروہ رکھتا ہے کہ اپنے یارون مین ممتاز ہوکر بیٹھے - اور اُنکا شریک نہو -

بخاری مین لکھا ہے - کہ مدینہ کی چھوکریون مین سے کوئی چھوکری حضور کا ہاتھ پکڑکر جہان چاہتی تھی - لیجاتی تہی - آپ انکار نہ فرماتے تھے اور حضرت کے عہد مبارک مین ایک عورت تھی - کہ اُس کی عقل مین اختلال ہوگیا تہا - اسکو خیالات فاسد آتے تھے - اور اُن خیالات کا اظہار آدمیون کے سامنے کرنے سے حیا آتی تھی - بار بار حضور کے پاس آتی - اور تنہا بیٹھتی - اور وہ سب واہی کہتے - اور جب کسی کو دور سے آتا ہوا دیکھتی - تو متوہم ہوکر کہتی کہ اس جگہ سے اوٹھکر کھڑے ہو - دوسری جگہ خلوت مین چلو - حضور یہ سب تکلیفات اُس کی قبول فرماتے تھے

آپکی خوش خلقی یہانتک بڑی ہوئی تھی - کہ چھوٹے چھوٹے بچون کے ساتھ آپکا اخلاق بہت وسیع تھا - حضرت انس ابن مالک کا ایک بھائی لڑکا تھا کہ اس نے ایک لال پال رکھا تھا اتفاقاً وہ لال مرگیا - تو حضور اس لال کی تعزیت کے واسطے اُس لڑکے کے پاس گئے اور فرمایا - یا ابا عمیر فعل النغیر تاکہ اُس بات کے سننے سے وہ خوشدل ہو اور غم نہ کرے - حضرت اپنے گھروالون کی خدمت کرتے تھے اپنے کپڑے اور جوتون مین پیوند آپ لگاتے تھے - بکریون کو دوہتے تھے چارہ اُنکو ڈالتے تھے خادم کے ساتھ کہاتے تھے - اوسکے کامون مین اُسکو مدد دیتے تھے - حالانکہ خادم اور غلام بہت تھے - کبھی بنفس نفیس کام کرتے تھے - کبھی دوسرے کو حکم دیتے تھے - بازار سے اپنی چیز آپ اوٹھالاتے تھے - سخاوت حضور کی اسدرجہ بڑھی ہوئی تہی - کہ جو کوئی جو چیز مانگتا تھا دیدیتے تھے - اور کبھی کسی کے جواب مین

لفظ لا نہین کہا۔ چنانچہ فرزدق شاعر نے آپ کی نعت مین یہ شعر کہا ہے ؎

ما قال لا قط الا فی تشہدہ　　لولا التشہد کانت لاءہ نعم

کسی شاعر نے اس کا ترجمہ فارسی مین کسی ظالم کی مدح مین کہا ہے جو اسکا مستحق نہ تھا

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز　　مگر بہ اشہد ان لا الہ اللہ

اور اگر فرضاً کوئی چیز موجود نہ ہوتی۔ تو آپ سکوت فرماتے اور سائل کی دلجوئی کرتے اور معذرت فرماتے مگر صریح نہ کہتے کہ نہین دیتے۔ غرض کہ سائل کے سوال کو رد نہ فرماتے۔ اگر کچھ پاس نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ ہم پر قرض کر لو۔ جب میری پاس آئیگا۔ مین ادا کر دونگا۔ ایک بار ایک سائل آیا آپ نے فرمایا۔ میرے پاس تو کچھ نہین تم جاؤ اور قرض لے لو۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ خدا تعالے اس چیز کی تکلیف نہین فرماتا۔ جو آپ کی قدرت مین نہین۔ یہ بات حضور کو ناگوار ہوئی۔ ایک شخص انصار مین سے تھے اونہون نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ دیجیے۔ اور خداوند عرش سے اندیشہ نہ کیجیے۔ آپ نے تبسم فرمایا۔ اور چہرہ مبارک پر تازگی اور خوشحالی پائی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ مین ایسا ہی حکم کیا گیا ہون۔

ترمذی سے روایت ہے کہ نو ہزار درہم حضور کے پاس آئے اور ایک تخت پر رکھے گئے۔ آپ نے سب تقسیم کر دئے۔ اور کسی سائل سے انکار نہ کیا۔ روز حنین ہر ایک عرب کو سو سو شتر اور ہزار ہزار گوسفند دئے۔ غرض جو کچھ ہاتھ آتا آپ دیدیتے۔ اور فقر و تنگدستی کا اندیشہ نفرماتے۔ جب کسی محتاج کو دیکھتے با وصف اپنی حاجت کے اُسکو عنایت کرتے کبھی کوئی چیز ہبہ کرتے۔ اور اگر کسی پر حق اور قرض آپ کا ہوتا۔ تو اُسکو بری فرماتے۔ اور کبھی صدقہ دیتے کبھی ہدیہ کرتے کبھی اسباب

خرید فرماتے اور قیمت ادا کرکے پھر اُس اسباب کو اُسی بیچنے والے کو بخشدیتے۔ اور
کبھی قرض لیتے۔ اور قرض سے زیادہ ادا کرتے۔ اور کبھی اسباب خرید فرماتے اور قیمت
زیادہ دیتے کبھی ہدیہ قبول فرماتے۔ اُس سے دو چند انعام دیتے۔ اپنی زندگانی فقیرانہ
کرتے ایک ایک دو دو مہینہ گذر جاتے۔ آپ کے گھر مین آگ روشن نہ ہوتی اور اپنے
شکم مبارک پر بوجہ گرسنگی پتھر باندہے۔

انتخاب خطبات احمدیہ

بشارات توریت نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بشارت اول

مین نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق مین قبول کی۔ ہان مین نے اسکو برکت دی اور اُسے بارآور کیا۔ اور اُسے بہت کچھ فضیلت دی۔ اُس سے بارہ امام پیدا ہونگے۔ اور اسکو بڑی قوم کرونگا (توریت کتاب اول باب ۱۷ - ۲۰) کہا اللہ نے ابراہیم سے تیری نظرون مین برا نہ معلوم ہو اس لڑکے اور اپنی لونڈی کی وجہ سے جو کچھ تجھسے سارہ کہے۔ اسکی بات مان لے کیونکہ اسحاق سے تیری نسل کہلائیگی۔ اور اس لونڈی کے لڑکے کو بھی ایک قوم کرونگا کیونکہ وہ تیری نسل ہے (توریت کتاب اول باب ۲۱ - ۱۲ - ۱۳) ان آیتون مین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح بشارت ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل کو برکت دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ اسطرح پر پورا ہوا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اسمٰعیل کی اولاد سے تھے۔ تمام دنیا کے لئے دنیا کی ختم ہونے تک نبی مقبول مقرر کیا۔ جو لوگ ہمارے مخالف ہین وہ یہ کہتے ہین کہ خدا نے اسمٰعیل سے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ اسکی اولاد مین بارہ سردار پیدا ہونگے چنانچہ حضرت اسمٰعیل کے بارہ بیٹے جو بمنزلہ بارہ بادشاہون یا بارہ سردارون کے تھے پیدا ہوئے۔ اور جس برکت دینے کا اسمٰعیل سے وعدہ ہوا تھا وہ دنیاوی برکت تھی نہ روحانی۔ مگر یہ تاویل کسی طرح صحیح نہین ہوتی۔ ہر ایک منصف مزاج ان آیتون کو پڑھکر معلوم کریگا۔ کہ ان آیتون مین جدا جدا تین لفظ استعمال

ہوئی ہین۔ اول یہ کہ مین نے اُسکو برکت دی۔ دوم یہ کہ اُسے بار آور کیا۔ اور اُسے بہت کچھ فضیلت دی۔ سوم یہ کہ اُسکو بڑی قوم کرونگا۔ پس اب ہم پوچھتے ہین کہ کیا یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ ان تینون جدا جدا لفظون کے ایک ہی معنی ہین۔ یعنی اولاد کا زیادہ ہونا۔

بشارت دوم

خداوند تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو بہت سے احکام بتلائی ہمین یہ بھی فرمایا قائم کرے گا تیرا معبود موجود تیرے لئے نبی تجھہ مین تیرے بھائیون مین سے مجھہ سا اُس کو مانیو۔ ان کے بھائیون مین سے نبی تیرا سا قائم کرونگا۔ اور اپنا کلام اُسکے منہ مین دونگا۔ اور جو کچھ مین اس سے کہونگا وہ انسے کہدیگا (توریت کتاب پنجم باب ۱۸۔ ۱۵۔ ۱۸)

ان آیتون مین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی ایسی صاف اور ایسی مستحکم بشارت ہے جس سے کوئی بھی انکار نہین کر سکتا خدا نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل کے بھائیون مین سے ایک نبی مثل موسیٰ کے مبعوث کریگا۔ اور کچھہ شبہ نہین ہوسکتا۔ کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل ہین اور بنی اسمٰعیل مین بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نبی نہین ہوا اور اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ بشارت ہمارے ہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔

بشارت سوم

حضرت موسیٰ پیغمبر اور حضرت حبقوق نبی نے نبی عربی حجازی محمدؐ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اسطرح بشارت دی ہے اور
کہا خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کی پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اسکو داہنے
ہاتہ مین شریعت روشن ساتہ لشکر ملائکہ کے آیا۔

(توریت کتاب پنجم باب ۳۳ - ۲)
آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے۔ آسمانون کو جلال سے
چھپا دیا۔ اسکی ستایش سے زمین بھر گئی (کتاب حبقوق باب ۳ - ۳)
ان آیتون مین جو کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا اور شریعت کا اسکی ہاتہ مین
ہونا بیان ہوا ہے۔ علانیہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث
ہونے اور قرآن مجید کے نازل ہونے کی کہ وہی شریعت ہی بشارت ہے۔
یہ بات عرب کے قدیم جغرافیہ سے اور بڑے بڑے عالمون کی تحقیق اور
تسلیم سے اور توریت کے محاورات سے بخوبی ثابت ہو گئی ہے کہ مکہ معظمہ
کے پہاڑون کا نام فاران ہے۔ چنانچہ امر مذکور کے ثبوت کی کافی دلیلین بیان
کرتے ہین۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء کے کوارٹرلی ریویو مین اسلام پر ایک آرٹکل چھپا
ہے جو ایک بہت بڑے عالم یہودی زبان جاننے والا کا لکھا ہوا ہے اسکے
صفحہ ۳۹۹ مین لکھا ہے کہ سٹیفر نے اُن خاص آیتون کی جنمین سینا اور سعیر
اور فاران کی بشارت مذکور ہے۔ اس طرح پر تشریح کی ہے کہ خدا سینا سے
نکلا۔ یعنی عبرانی زبان مین شرح دی گئی (جس سے مراد توریت ہے)

اور سعیر سے چمکا۔ یعنی یونانی زبان مین بھی شریعت دی گئی (جس سے مراد انجیل ہے) اور مسلمان کل عیسائیون کو رومی کہتے تھے۔

اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اور اُسکے ہاتھ مین شریعت روشن یعنی عربی زبان مین شریعت دی گئی۔ جس سے مراد قرآن مجید ہے۔ پس اس عالم کے قول سے ثابت ہے کہ فاران وہی جگہ ہے جہان سے مذہب اسلام ظاہر ہوا یعنی حجاز یا مکہ معظمہ۔

بشارت چہارم

حضرت سلیمان اپنے محبوب سے ملنا چاہتے ہین۔ اور جب نہین ملسکتے تو خدا کی مناجات اور اپنے محبوب کی تعریف اسطرح پر کرتے ہین میرا دوست نورانی گندم گون ہزارون مین سردار ہے اوسکا سر ہیرہ کا سا چمکدار ہے۔ اُسکی زلفین مسلسل مثل کوتے کے کالی ہین۔ اُسکی آنکھین ایسی ہین۔ جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر دودہ مین دُہلے ہوئے نگینہ کی مانند جڑے ہین خانہ مین۔ اُسکے رخسارے ایسے ہین۔ جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چہائی ہوئی اور جیسے پر خوشبو رگڑی ہوئی اسکے ہونٹ پھول کی پنکھڑیان جن سے خوشبو ٹپکتی ہے۔ اسکے ہاتھ ہین سونے کے ڈہلے ہوئے جواہر سے جڑے ہوئے اسکا پیٹ جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے لپی ہوئی اسکی پنڈلیان ہین۔ جیسے سنگ مرمر کے ستون سونے کی بیٹھکے پر جڑے ہوئے اوسکا چہرہ مانند مہتاب کے جوان مانند صنوبر کے اُسکا گلا نہایت شیرین اور وہ بالکل محمدؐ یعنی تعریف کیا گیا ہے۔ یہ ہی میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹیو

یروشلیم کے (کتاب تسبیحات سلیمان باب ۵ - آیت ۱۰ لغایت ۱۷)

اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمان نے خدا کی تسبیح مین گیت گایا ہے اور اسکی مناجات کی ہے - مگر ضرور وہ ایک کسی بڑے شخص قابل تعظیم و ادب کے متوقع ہین - اور اسکی بشارت دیتے ہین - اور اُسی کو اپنا محبوب بتاتے ہین اور اپنی اس محبوب کی شاعرانہ تعریف کرتے ہین اور پھر صاف بتاتے ہین - کہ وہ میرا محبوب محمدؐ ہے - صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم -

محمدؐ کے معنے تعریف کئے گئے ہین -

پس حضرت سلیمان نے اپنی مناجات مین اپنے محبوب کی تعریف کرتے کرتے اُسکا نام ہی لے دیا - کہ اگر اُسکے معنی لو تو وہ بھی ایک لفظ تعریف ہے ورنہ صاف صاف نام تو ہے یہ مقام ایسا ہے جسمین صاف نام محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بتا دیا گیا ہے - مگر ہماری خطبہ کے پڑھنے والون کے دل مین شبہہ جائیگا - کہ اگر نام بتانا تھا - تو محمدؐ کہا ہوتا (محمدیم) کیون کہا - مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے - کہ عبرانی زبان مین تے اور میم علامت جمع کی ہین اور جب کوئی بڑی قدر کا شخص اور عظیم الشان ہوتا ہے - تو اسکے اسم کو بھی جمع بنا لیتی ہین - جیسا کہ خدا کا نام الوہ ہے اسکی جمع الوہیم بنا لی ہے - اسی طرح بعل جو ایک بت کا نام تھا جسکو نہایت عظیم الشان سمجھتے تھے اس کی جمع بعلیم بنالی تھی اور یہی قاعدہ اسم استروث مین لگایا گیا ہے جو دوسرے بت کا نام ہے - پس اسطرح اس مقام پر بھی حضرت سلیمان نے بسبب ذیقدر اور عظیم الشان ہونے اپنے محبوب کے اُسکے نام کو بھی صیغہ جمع کی صورت مین بیان کیا ہے

اور سچ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کون شخص محمدیم کہلانیکا مستحق ہے۔

پس یہ ایسی بشارت ہے جس مین صاف صاف نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتلایا گیا ہے

بشارت پنجم

حجی نبی ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اسطرح بشارت دیتے ہین۔

سب قومون کو ہلادونگا۔ اور حمد سب قومون کو آوے گا اور اس گھر کو بزرگی سے بھرونگا۔ کہا خدا وند خلائق نے (کتاب حجی نبی باب ۲۔ آیت ۷)

اس آیت مین لفظ حمدت جو آیا ہے۔ اُس سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بشارت نکلتی ہے۔ ریورنڈ مسٹر پارکہرسٹ حمد کے مادہ کی نسبت کہتے ہین۔ کہ ہر قسم کی پاک چیزون کے لئے بولا جاتا ہے اسی مادہ سے محمد اور احمد اور حامد اور محمود ہمارے پیغمبر خدا صلعم کے نام مبارک نکلے ہین اور اس آیت مین لفظ حمدت کے کہنے سے صاف اشارہ ہے کہ جس شخص کے مبعوث ہونیکی اس مین بشارت ہے۔ وہ ایسا شخص ہے۔ کہ اُسکا نام حمد کے مادہ سے مشتق ہے اور وہ کوئی نہین۔ سوائے محمد مصطفے احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

عیسائی مذہب کے پادری خیال کرتے ہین کہ یہ بشارت حضرت عیسیٰ کے مبعوث ہونے کی ہے۔ مگر یہ خیال دو وجہ سے صحیح نہین۔ اول۔ اسلئے کہ

حضرت متی نے جسقدر بشارتین عہد عتیق مین حضرت عیسیٰ کی کی ہین - اُن سب کو بالتفصیل اپنی انجیل مین لکھا ہے - کیونکہ وہ انجیل عبرانی زبان مین یہودیون کی ہدایت کے لئے لکھی گئی تھی - اور اسی سبب سے تمام بشارتین جو توریت و زبور وصحف انبیا مین حضرت عیسیٰ کی نسبت تہین - ان سب کو حضرت متی نے لکھا تھا مگر اس بشارت کا ذکر حضرت متی نے نہین کیا - اگر یہ بشارت حضرت عیسیٰ سے متعلق ہوتی - تو ضرور حضرت متی اسکا ذکر کرتے -

دوسرے یہ کہ حمد کے مادہ سے حضرت عیسیٰ کے نام پر کسی طرح اشارہ نہین ہوسکتا - بلکہ یہ اشارہ خاص اُسی شخص کے نام کا ہے - جس کا نام اسی مادہ سے مشتق ہوا ہے - اور اس لئے یہ بشارت حضرت عیسےٰ کی نہین ہے - بلکہ اُسکی بشارت ہے - جس کی نسبت حضرت عیسےٰ نے بشارت دی تھی -

کاڈفری ہیگنس نے بھی اپنی کتاب مین استدلال قول ریورنڈ پارک ہرسٹ کی لکھا ہے - کہ یہ بشارت حضرت عیسےٰ کی نہین ہوسکتی - بلکہ اُس شخص کی ہے جس کے آنے کی بشارت خود حضرت عیسےٰ نے دی تھی

بشارت ششم

حضرت اشعیا نبی وحی کی روسے اُن لوگون کا ذکر جو خدا کی سچی پرستش ازسرنو قائم کرینگے - اسطرح پر کرتے ہین -

اور ایک جوڑی سوارون کی دیکھی - ایک سوار گدہے کا اور ایک سوار اونٹ کا اور متوجہ ہوا (کتاب اشعیاہ نبی باب ۲۱ - آیت ۷)

اس آیت مین حضرت اشعیاہ نبی نے دو شخصون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو
خدا کی سچی پرستش از سر نو قائم کرین گے۔ اُن مین سے ایک کو گدہے کی سواری
کے نشان سے بتلایا ہے۔ اور اس مین کچھہ شبہ نہین ہے۔ کہ اس سے حضرت
عیسیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جناب ممدوح گدہے پر سوار ہو کر یروشلم
(بیت المقدس) مین داخل ہوئے تھے۔ اور بلاشبہ حضرت عیسیٰ نے خدا کی
سچی پرستش قائم کی۔ اور یہودیون نے جو مکاری اور دغابازی سے شریعت
کے صرف ظاہری احکام کی ریاکاری سے پابندی اختیار کی تھی اور دلی نیکی
اور روحانی پاکیزگی کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اُسکو بتلایا اور سچی پرستش خدا کی قائم کی
دوسرے شخص کو اونٹ کی سواری کے نشان سے بتایا۔ اور اسمین کچھہ شبہ
نہین۔ کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اشارہ
ہے۔ جو عرب کی خاص سواری ہے۔ بچے سے بوڑہے تک اور عالم سے
جاہل تک جس سے چاہو پوچھو۔ اونٹ کا نام لیتے ہی عرب کا اشارہ سمجھہ جائیگا
اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے تو اونٹ پر
سوار تھے اور بلاشبہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدائے واحد کی
پرستش قائم کی۔

حضرت عیسیٰ کے بعد جو لوگون نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانا اور تین خدا
قائم کرکے پھر تین سے ایک خدا بنایا تھا۔ اور خدائے واحد کی پرستش مین
خلل آگیا تھا۔ اُسکو مٹایا۔ اور پھر سے خدا کی سچی پرستش قائم کی۔

بشارت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انجیل مین سے

بشارت اول

عید فسح سے تھوڑی مدت پہلے جب حضرت عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ اب اُن کا وقت بہت قریب آگیا ہے ۔ اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہین تو انہون نے اپنی حواریون کو بہت سی نصیحتین کین ۔ اُنہین نصیحتون مین یہ بہی فرمایا ۔ کہ یہ امور مین نے تم سے کہے ۔ جبکہ تمہارے ساتہ ہون ۔ لیکن پیریکلیطاس پاک روح جس کو باپ بہیجے گا ۔ میرے نام سے ہر بات تم کو سکہا دیگا اور یاد دلاویگا تمکو وہ باتین جو مین نے تم سے کہی ہین ۔

(انجیل یوحنا باب ۱۴ ۔ ۲۵ و ۲۶)

تاہم مین تم سے سچ کہتا ہون ۔ یہ بہلا ہے تمہارے لئے کہ یہان سے مین چلا جاؤن ۔ کیون کہ اگر مین نہ جاؤن ۔ تو پیریکلیطاس تمہارے پاس نہ آوے گا (انجیل باب ۱۶ ۔ ۷)

بالفعل جو انجیل کے نسخے موجود ہین ۔ ان مین لفظ پیریکلیطاس اسی املا سے لکہا ہوا ہے ۔ جسطرح کہ ہم نے لکہا ہے ۔

مگر ہم مسلمان یہ یقین نہین کرتے کہ حضرت عیسیٰ نے یہ یونانی لفظ بولا تہا کیونکہ اُن کی زبان عبرانی تہی ۔ جس مین کالدی یعنی خالدیہ زبان کے لفظ بہی ملے ہوئے تہے ۔

عبرانی و خالدی دونون زبانین ایک ہین ۔

پس ہم مسلمانون کا یہ یقین ہے۔ کہ حضرت عیسے نے اس مقام پر فارقلیط کا لفظ فرمایا تھا۔ کہ بشب مارش صاحب کی بھی راے ہے۔

بشارت دوم

جب بعد مصلوب ہونے اور قبر مین دفن کئے جاتے کے حضرت عیسیٰ زندہ ہو کر اُٹھے اور حواریون سے ملے اور اُنکے سامنے مچھلی کا ٹکڑا اور شہد کھایا تو بیت عینا مین جانے اور آسمان پر چلے جانے سے تھوڑی دیر پہلے اُنھون نے اپنی حواریون سے یہ فرمایا۔ دیکھو مین بھیجتا ہون۔ وعدہ اپنے باپ کا تم پر لیکن تم ٹھیرو۔ شہر یروشلم مین جب تک کہ تم مین عطا ہو قوت اوپر سے۔ (انجیل لوقا باب ۲۴۔ آیت ۴۹)

اب ہمکو اوس شخص کی تلاش کرنی مناسب ہے۔ جس کے آنے کی حضرت عیسے نے بشارت دی۔ جب ہم اس آیت کو دیکھتے ہین کہ حضرت عیسے نے حواریون سے فرمایا۔ کہ اس وعدہ کے آنے تک تم شہر یروشلم مین ٹھیرے رہو۔ تو سب کو تعجب ہوتا ہے۔ کہ اس وعدہ کے آنے اور شہر یروشلم مین ٹھیرے رہنے سے کیا تعلق ہے۔ اگر بالفرض اُس وعدہ سے حواریون پر روح قدس کا نازل ہونا ہی مراد تھی۔ تو بھی یروشلم مین رہنے اور روح قدس کے آنے سے کوئی ضروری مناسبت نہین پائی جاتی کیونکہ اگر حواریون مین شہر کے باہر چلے جاتے۔ تو بھی اُنکے پاس روح قدس

اُسی طرح آسکتے تھے۔ جیسے کہ شہر مین رہنے کی حالت مین آسکتے تھے۔

پس شہر یروشلم مین ٹھہرے رہنے سے یہ مطلب نہین ہے۔ جو اُسکی لفظی معنون سے نکلتا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ جب تک وہ وعدہ پورا ہو تم شہر یروشلم سے وابستہ رہو۔ اور اُسی کی عزت و تعظیم جیسے کہ پیشتر سے کرتے آئے ہو کرتے رہو اُسی کی طرف اپنا سر جھکاؤ اپنا منہ اُسی کی طرف رکھو جب تک وہ وعدہ پورا ہو چنانچہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور وہ وعدہ پورا ہوا۔ اور یروشلم مین رہنے کا زمانہ منقطع ہو گیا۔ اور بیت اللہ مین رہنے کا زمانہ آیا۔ باپ کا وعدہ پورا ہوا۔

اور اوپر سے عطا ہو گئے۔ بیت المقدس کی طرف جو مدت دراز سے قبلہ تھا موقوف ہوا۔ اور مکہ مین ابراہیم کے بنائے ہوئے خانہ خدا اور کعبۂ معظم کی طرف قبلہ اہل ایمان قرار پایا۔ پس یہ بشارت صاف ہمارے پیغمبر کے مبعوث ہونے اور بیت المقدس کے قبلہ رہنے کے زمانہ کے اختتام اور بیت اللہ الحرام کے قبلہ ہونے کی بشارت ہے۔

بشارت سوم

جبکہ یحیٰے پیغمبر ہوئے تو یروشلم سے یہودیون نے کاہنون اور لیویون کو انکے پاس بھیجا۔ تاکہ اون سے پوچھین کہ وہ کون ہین چنانچہ وہ لوگ گئے اور اُن سے یہ گفتگو ہوئی۔ اُس نے یعنی حضرت یحیٰے نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ اور اقرار کیا کہ مین کرسٹاس یعنی عیسےٰ مسیح نہین ہون اور انہون نے

پوچھا۔ اُس سے پھر کون۔ کیا تو الیاس ہے۔ اور اس نے کہا مین نہین
ہون۔ تو وہ نبی ہے۔ اور اُس نے جواب دیا نہین۔
تب اونہون نے اُس سے کہا کہ کون تو ہے تاکہ ہم جواب دیسکین۔ اُن کو
جنہون نے کہ ہمکو بھیجا ہے۔ اپنے تئین تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا مین ہون
آواز اُس کی جو کہ جنگل مین چلاتا ہے۔ سیدھا کرو راستہ خداوند کا جیساکہ
نبی اشعیاہ نے کہا۔ اور وہ جو بھیجے گئے تھے۔ فردوسی تھے۔ اور اونہون نے
اُس سے پوچھا۔ اور اس سے کہا کہ تو کیون اصطباغ کرتا ہے۔ جبکہ تو نہ
کرستاس ہے یعنی عیسےٰ مسیح ہے اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی۔
(یوحنا باب ۱۔ آیت ۲۰ لغایت ۲۵)
ان اوپر کی آیتون مین تین پیغمبرون کا ذکر ہے۔ ایک حضرت الیاس کا
اور دوسرے حضرت عیسیٰ کا تیسرے اُس پیغمبر کا جو علاوہ حضرت عیسیٰ کے
ہونے والا تھا۔ یہودی یقین کرتے تھے۔ پیغمبر الیاس جنکو مسلمان خضر کہتے
ہین۔ مرے نہین ہین۔ بلکہ صرف انسانون کی نظرون سے غائب ہو گئے
ہین۔ اور یہودیون کو حضرت عیسےٰ مسیح کی نسبت یہ یقین تھا اور اب بھی ہے
کہ وہ کسی نہ کسی دن آوین گے۔ لیکن اُن آیتون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
علاوہ حضرت مسیح کے ایک اور پیغمبر کے آنے کی اُمید رکھتے تھے اور وہ
پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ بجائے نام کے صرف اشارہ ہے اُسکے بتانے کو
کافی تھا۔ جیساکہ ہم مسلمان بھی پیغمبر کے نام کی جگہ کی آنحضرت اشارہ مین
لکھتے بولتے ہین۔

اور مشہور پیغمبر کون ہوسکتا ہے۔ بجز اُسکے جسکے سبب خدا تعالے نے ابراہیم و اسمٰعیل کو برکت دی۔ اور جس کی نسبت خدا تعالے نے موسیٰ سے کہا۔ کہ تیرے بھائیوں میں تجھسا پیغمبر پیدا کرونگا۔ اور جس کی نسبت حضرت سلیمان نے کہا۔ کہ میرا نام محبوب سرخ و سفید سب میں تعریف کیا گیا محمدؐ ہے یہی میرا محبوب ہے۔ اور یہی میرا مطلوب ہے۔ اور جس کی نسبت یحییٰ نبی نے فرمایا۔ کہ محمد تمام قوموں کا آوے گا۔ اور جس کی نسبت حضرت عیسےٰ نے فرمایا کہ میرا جانا ضرور ہے۔ تاکہ فارقلیط آوے۔ اب مین نہایت مضبوطی سے کہتا ہون۔ کہ یہ نامی اور مشہور پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں یعنی اللہ حضرت محمدؐ ہین

غیر قوموں کی اخبار

انتخاب از کتاب سیل صاحب مصنف ترجمہ قرآن

صفحہ ۱۹۹ — ۲۰۰ — مطبوعہ سنہ ۱۹۰۶ء

پہلے مسلمان جو چین میں آئے - وہ عرب کے تاجر تھے - یہ کہتے ہیں کہ تجارت کے تعلقات مابین عرب اور چین کے حضرت کے زمانہ سے پہلے سے تھے زبانی ایک اہل چین کی روایت ہے - کہ بادشاہ چین جسکا نام تای سانگ تھا - اوس نے سنہ ۶۲۶ء میں خواب دیکھا - اور خواب میں ایک سپاہی نظر آیا - جو پگڑی باندہے ہوئے تھا - اور وہ سپاہی ایک دیو کے پیچھے تھا - اور یہ دونوں کمرہ میں داخل ہوئے - نجومیوں نے ستاروں کی نظام پر غور کر کے یہ تعبیر خواب کی دی - کہ ایک مقدس شخص عرب میں پیدا ہونیوالا ہے - اور سپاہی جو تم نے خواب میں دیکھا ہے - وہ سلطنت عرب سے آیا ہے اور جو تم نے دیکھا ہے - کہ سپاہی نے دیو کو قتل کیا - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قوم بہت قوی ہے - اور شاہ عرب دولتمند اور طاقتور ہے اور نیز ایک ولی اللہ ہے - اور اسکے تولد کے وقت عجیب عجیب واقعات ظاہر ہوئے ہیں اگر اسکے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھے جائینگے تو سلطنت کو نفع ہوگا - بادشاہ نے بعد غور و تامل کے فیصلہ کیا - کہ ایک سفیر تحائف لیکر عرب کو بھیجا جاوے - اسکے بعد سفارت عرب سے آئی - جسکا سرغنہ قاسم تھا

شہنشاہ چین نے اس سفارت مین سے ایک شخص کو شناخت کیا۔ کہ اُسکو ہین نے خواب مین دیکھا تھا۔ شہنشاہ نے عرب کے حالات دریافت کرنے کے بعد یہ کہا۔ کہ تمہارے ملک مین کانفیوکس کے اقوال پہونچے ہین یا نہین۔ تو سفیرون نے جواب دیا۔ کہ ہم اون اقوال سے واقف ہین اور یہ بھی کہا۔ کہ ہمارے پاس جو کتاب مقدس آسمانی ہے۔ ہم اُسکو قرآن کہتے ہین۔ اور وہ تمام دنیا کی کتابون سے بہتر ہے۔ اسمین بہت قسم کی ہدایتین چھوٹی و بڑی تحریر ہین۔

قاسم نے نماز کے ارکان ظاہر کیے۔ اور اسلام کے اصول بھی بتلائے بادشاہ قاسم کی مستعدی سے خوش ہوا۔ اور مسلمان سفیرون کی خاطر تواضع کی۔ اور انکو احترام کے ساتھ رکھا۔ اور اُنکو اجازت دی۔ کہ آپ لوگ نانکن اور کانٹن مین آباد ہون۔ اور وہان انہون نے ایک مسجد بنائی اور اُسکا نام یادگار مقدس رکھا۔

اس گروہ نو آباد کے سرغنہ کا چینی نام دنگ قاضی تھا جس کے معنی صحابی رسول ہین۔

مصنف ویری پرسینٹ یہ کہتا ہے۔ کہ اس شخص کا عربی نام وہاب تھا اور حضرت کا چچا تھا۔ اور تاریخ اس سفارت کی ۶۲۸ء ہے۔ یکو رشتہ داری کا تذکرہ ٹھیک نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اس نام کا حضرت کا کوئی چچا نہین تھا۔

یہ شخص جو کوئی تھا۔ یہ پہلا چینی مسلمان ہے۔

سنہ ۶۳۲ء مین وہ عرب کو واپس آیا۔ مگر اُس وقت حضرت کا انتقال ہو چکا تھا۔ یہ شخص اپنے گھر بہت دنون نہین رہا۔ اور پھر کانٹن کو واپس آیا اور اپنے ساتھ حضرت ابوبکر کا قرآن مرتب کیا ہوا لایا۔ یہ شخص کانٹن مین رہا اور وہین وفات پائی۔

مسلمان اس کے مزار کی بہت تعظیم کرتے ہین۔ کیونکہ یہ ایک ایسا شخص ہے جس نے چین مین اسلام پھیلایا۔

اخبار زردشت بآمدن پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ

چنانکہ در ہمین کتاب منسوب بزردشت رسالۂ مفصلی در اخبار بآمدن او صلی اللہ علیہ و آلہ ہست کہ عنوانات آن رسالہ چترم بیاد است - کہ چترم بمعنی آشکار است وبیاد بمعنی بیداری و ہوشیاری است - پس در آیۂ اول میگوید -

چترم بیاد اہمہ نماند فتوم بیاد اہمہ نماند تواہم فتوم بیاد اہمہ نماند بیداے باد اندرین این مان دہان کہ ہمیشہ پد سخ وا دادانہ فرستہ باد فہ یزدان باد ورہ دہان ماہمانی دوستان اندرش باد - یعنی کہ خود ایشان کردہ اند این است آشکار باد - درین خانہ دہان ہمیشہ آسانی و آبادی برساد و درین خانہ باد فرشتگان دہان ہمانے دوستان - عرض میشود کہ لغت این کتاب را بطوریکہ باید وشاید ندانستہ اند - ابتدائی ترجمہ را ازین عبارت کردہ اند کہ گفتہ پیدائی باد و مقصود این است کہ پیدا شوند - درین خانۂ دنیا خوبان کہ ہمیشہ بواسطۂ ایشان آسانی و آبادی برسد باد و فرشتگان ہمانی دوستان یعنی ارزاق ظاہرہ و باطنۂ ایشان و در آیۂ دوم میگوید دہ وشیو خشتیا

اشتو اہمہ نمانہ خشتیاو یجیر تو ہمہ نمانہ خشتیا افرشتوا ہمہ نمانہ دیگم شیم

خناپہ راہم خشتیا بادہ میتو پچہ اہماد نماباد ستو باچہ زارہ دچہ ہر شود

وفرشتوا ہجو رسہ فرد اشنام ستنام باچیم کرہ تزا ابادہ تاشیو ہجیہ

اہماد نماباد اہمانچہ فرزدہ بیستہ نام وخشنودی آنید اشتا بیند ان

وفرہ و میران اندر این مان فہ خشنودی آنید دہ و فد اندرین مان فہ خشنودیا

آخر کنند اندرین مان فره خشنودی فراز پروند ازاین مان ادی وادار-
آذر هرود امشاسفندان مه فره چشج گرزشن بروند ازاین مان ماهما که مازد
یسنی ایم - معنی که خود ایشان کرده اند این است امشاسفندان ازین مان
پرش وستایش شایه کار وکرمه برند هیچ وفره وهران خشنود گردیده در این
خانه بیایند وخشنود گردیده دراین خانه دیپاسے ارشوالک یعنی دولت که از
خویش کاری وفراخی جمع شده باشد بکنند وبدهند وخشنود گردیده ازین خانه
بگذرند وازین خانه ستایش ونیایش کار وکرفه کرپا کی وفروتنی کرده شده
بداوار اورهرود امشاسفندان ببرند وآن فره وهران ازین خانه که از ان
مامازدیسنان است فریاد وزاری کنان وازرده شده نروند - عرض میشود
که ترجمه این عبارت را مثل عبارت سابق مطابق نکرده اند بجهة ندانستن
بعضے از لغات یا بجهة اختصار و به هر تقدیر مقصود معلوم است که بعد از ان که
مژده میدهد - در چهار موضع که خشنود باشید میگوید وخبر میدهد بآمدن مردمان بزرگ
که بخوشنودی میآیند ودر بزرگی ایشان همین بس که میگوید امشاسفندان وفره
وهران اندرین مان بخوشنودی آیند وروند وملایکهاے بزرگ را امشاسفندان
میگویند - که گویا آن مردمانے که باید بیایند ملایکهاے مقرب بزرگ هستند وعبارات
آخری که میگویند وآن فره وهران ازین خانه که از ان مامازدیسنانست فریاد
وزاری کنان وآزرده شده نروند دلیل است بر آن که این آیندگان از مجوس
نیستند چرا که میگوید - ایشان از این خانه که خانه مامازدیسنانست - پس چون
ودر آن زمانها سلطنت باکیانیان بود وایشان بدین مجوس بودند مملکت مملکت

ایشان و خانهٔ خانهٔ ایشان کاآنمردمان خوب که باید بیایند در مملکت ایشان خواهند
آمد و دلیل اینکه از مجوس نیستند۔ اگر میخواست جزو بود۔ از آمدن یکے از بزرگان
مجوس نے گفت۔ از خانهٔ ما ماز دیستان چراکه اگر بزرگ مجوس سے آمد مملکت
مملکت خود آنہا بود و معنی نداشت که بگوید از مملکت ما فریاد و زاری کنان نروند
و مقصود از این که مردمان آینده فریاد و زاری کنان و آزرده شده نروند
این است که ایشان بر مجوس غالب خواهند شد۔ پس فریاد و زاری و آزردگی
از مجوس نخواهند داشت۔ یا آنکه مجوس عداوت زیاد با ایشان نخواهند داشت
مثل سائر فرقہا که آن مردمان نیک را آزار کنند که ایشان از دست فریاد و
زاری کنان و آزرده بروند۔ بارے و مقصود از مردما نے که باید بیایند عیسے
و تابعان عیسے نخواهند بود چراکه بعد ازین خواهد گفت که این مردمان آینده
مانند زردشت هستند۔ در پیغمبری و مانند گشتاسپ هستند در پشوتنی و حضرت
عیسے کتاب مفصلے نداشت۔ در احکام شرع بلکه بتوریة رجوع میکرد در احکام
شرع مگر نادری و خود او و اصحاب او جهادی نکردند و مملکتی را تسخیر نه کردند
اما پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیه وآله بود که بعد از زردشت آمد و کتاب مفصلے
آورد مانند کتاب مفصل زردشت و بجهاد برخواست و مملکتها تسخیر کرد مانند گشتاسپ
گشتاسپ را بصفت پشوتن توصیف میکنند چراکه بسیار شجاع و قوی البدن
بود و شجاعت ہائے حضرت امیر علیه السلام و قوت ہائے بدنی او بود که شهرهٔ
آفاق بود۔ مانند گشتاسپ که در زمان خود مشهور بود به پشوتنی بارے وکسی گمان نکند
که عقیده مجوسان اینست که دین حق دین مه آباد است و بس۔ پس چگونه میشود

که جز- دهند- از مردمانے که آنها را باوصاف حسنه نامیده باشند و حال آنکه
ایشان دینے غیر از دین مه آباد داشته باشند- چراکه مراد بزرگان مجوس از
دین مه آباد دینے است- که از جانب خدا باشد- نه آنکه بنیان جمیع جزئیات
دین حق باید از کتاب مه آباد باشد و اگر چنین بود بایستی تفاصیلے که در کتاب
زردشت است و در کتاب مه آباد نیست- باطل بدانند و حال آنکه با اینکه
تفاصیل کتاب زردشت در کتاب مه آباد نیست- بسیارے از ایشان تصدیق
حقیه زردشت و کتاب او را دارند- حتے آنکه کشتن زند بار که در کتاب
مه آباد و سائر کتب مه آبادیان جائز نیست و گناه آنرا از اغلب گناہان
بزرگ تر دانسته اند زردشت از برائے قربانی بهرام کشتن گوسفندان
سفید را جائز دانسته بلکه امر کرده که در مهمانے که باید بهرام امداد کند
گوسفندے سفید را قربانی کنند و گوشت آن را مردمانے که اهل از دین
ایشانند و پرهیزگارند بخورند نه غیر ایشان و با این حال بسیارے تصدیق
او را دارند و این مطلب را خود ایشان هم تصریح کرده اند- چنانکه در سیمنا
سیم در آیه دویم از کتاب ساسان اول است که گفته آئین مه آباد استوار
کن و خود ایشان در شرح این فقره میگویند اینکه یزدان همه جامی پرمایه
آئین بزرگ آباد را استوار کنید نه آنست که این آئین بر نهاده آباد است
پیش ما درست آن است که آئین یزدان پسند گوئیم- چه باید که یزدان
رسند یزدان پسند است و آن آئین یزدان پسند را ایزد بزرگ آباد
روان شاد داده و بر همان آئین وخشوران همه آمدند و جم آباد یزدان

جم بفتح اول بمعنی بخت باشد
کردوان یعنی مردوان باشد

پسند است۔ پس یزدانی را چون پرسند۔ چه کیش داری گوید یزدان پسند
کیش و من یزدانیم ۔ بارے پس بتصریح خود ایشان معلوم شد که پیشوو پیغمبرے
بیاید۔ و امرے را از جانب خداوند عالم جلشانہ بیاورد که آن امر بر نهاده
مه آباد نباشد۔ پس ازین جهت خبر میدهند از آمدن مردمانے نیک از جانب
خداوند عالم جل شانہ که امورے چند را اظاهر کنند که آن امور بر نهاده مه آباد
نیست و با این حال یزدانیت بارے بعد از آیه دویم آیه سیم و چهارم و پنجم
را در مژده کسانے که خبر آیندگان نیکان را با ایشان داده و ثنا و مانی و
دعاے در حق ایشان ذکر میکند و در آیه ششم باز عود میکند مطلب اول و میگوید
که هرچه زود تر شهد بید تا برسادا نه مردان دادار استار کیهان و پیرا ستارا
شایه ورزید ارمرو اشید رزره تشتان و پشوتن و نشتاسبان و وهرام هماوند
زو دادی پیدایه دین ده آیند و رسند و اردین ده او واته او رهزد دین پدوید باد
یعنی که آنچه زود تر شایسته برساد تا ازان مردان مردانے که راستی از ستا
کیهان پیر استار و اشایه ورزنده اند چون اشید رزردشت و پشوتن گشتاسپ
و بهرام هماوند یعنی همت مند باشکار کردن دین ده زود بیایند و برسند و راستی
دین ده با آن دین او رهزدی پاینده بمانا د عرض میشوند۔ که عبارت صریح است
در اینکه با آن مردمانے که مژده داده که بعد ازین مے آیند مانند زردشت
و گشتاسپ و بهرام اند پس مانند زردشتند در آوردن کتاب مفصل چراکه
زردشت کتاب مفصلے داشت۔ اگرچه الحال درمیان نیست و آن را سوزانیدند
و مانند گشتاسپ و بهرامند در جنگ کردن و کشور بدست آوردن و شجاع بودن

و قوت بدنی داشتن - وصاحب سخاوت بودن وبخشش کردن ودین زردشت
آزاد گرفتن ورواج دادن ومشهور کردن وپس معلوم است که بعد از زردشت
کسانے که از مجوسان بودند وپیغمبر ایشان بودند - ساسان اول وساسان
پنجم بودند - که هیچ یک صاحب کتاب مفصلے مانند زردشت نبودند وپیغمبرے
که غیر از ایشان بعد از زردشت آمد - پیغمبران بنی اسرائیل بودند مانند یحیےٰ
وعیسےٰ وهیچ یک صاحب کتاب مفصلے نبودند وکتاب مفصل ایشان توریة بود
که بآن عمل میکردند وآن را حضرت موسے پیش از زردشت آورده بود - و
هیچ یک جهادی نکردند - وکشورے بدست نیاوردند - پس بسے واضح است
که زردشت مژده آمدن پیغمبر آخر الزمان صلی الله علیه وآله را داده که بعد
از او مے آید که مانند زردشت صاحب کتاب مفصل است وبنائے او بر جنگ
وجهاد کردن وکشور بدست آوردن وحضرت امیر المومنین علیه السلام بود
که مانند گشتاسپ که دین از زردشت گرفت دین را از رسول خدا صلی الله
علیه وآله گرفت ودین او را در حیات وممات او رواج داده وجهاد بها در حیات
وممات او کرد وشجاعتها وقوتهاے بدنی وپشتوتی از وظاهر شد وهمت ها وسخاوتها از وبروز
کرد وفتح ها از وظاهر شد بارے در آیه هفتم میگوید - هودینه هو فرمانه اندر ایران - کیهان روان
کناد وجدُ دینه جدُ فرمانه اندر ایران کیهان بهادهناد یعنی نیک دینی ونیک فرمانی در کشور ایران
رواج کناد وجز دین نیک وجز فرمان نیک وراستی از کشور ایران نابود
گرداناد - عرض میشود - که اگرچه جمیع ادیانے که از جانب خداوند عالم
جلشانه در این عالم ظاهر شده همه نیک است وهر کتابے وهر فرمانے که از

جانب او جلشانہ آمن ہمہ خوب و راست است ولاکن مخفی نیست کہ چون خداوند عالم
جلشانہ حجتی وپیغمبرے فرستاد و فرمانے وکتابے براو نازل کرد و تغیرے
و تفصیلے از جانب او جلشانہ ظاہر شد مردم نمیتوانند تخلف از ان حجت
وپیغمبر وفرمان او کنند و نمیتوانند۔ اکتفا کنند۔ بانچہ سابق در دست دارند
واگر اکتفا کنند۔ بانچہ درسابق داشتہ اند بہانہ آنکہ انچہ درسابق بود از جانب
خدا بود۔ دین ایشان دین نیک و فرمان سابق ایشان بعد از فرمان لاحق
در حق لاحقین نیک نخواہند بود۔ پس بر مردمان صاحب شعور مخفی نخواہد ماند
کہ زردشت این مطلب را در این عبارت پروردہ و بعد از عبارت اول گفتہ
کہ دین نیک و فرمان نیک کہ بعد از این خواہد آمد ہمان دین و فرمان از برای
اہل آن زمان نیک است و از این جہت دعا کردہ کہ آن دین نیک و فرمان
نیک در ایران کیہان رواج کناد و جز آن دین و فرمان راستی و نیک از کشور
ایران و کیہان نابود گرداناد و چون این دعا را کرد باز رفت بر سر اصل مطلب
و در آیۃ ہشتم گفت۔ کہ دین بہ داران شان از دین نیکہ رساد تا آنہ
مدن مردان داد دار آستار کیہان و ویراستار اشایہ ورزیدار مرد اشید
زرہ تشتان پشوتن وشتاسپان وہرام ہماوند دین فرخ پادہ شاہ زمانہ او
او رہماوہان وہد نیان بستہ کشتیان ہفت کشور زمین ہمہ چشم ہونکر بیار کناد
یعنی و او شان کہ دین پذیرندگان اند۔ از دین نیکی باوشان رساد تا برسید ن
آن مردانے کہ داد آرایندہ و جہان پیرایندہ و آشو بے و پاکی ورزندہ
اند چون اشید رندہ تشت و پشوتن گستاسپ و بہرام ہماوند یعنی ہمت از ندہ

یعنی عدل گسترندگان
یعنی ویراستار کنندگان
یعنی پیرایندگان

که باین دین فرخ و پادشاد زمانه که همه دهان و به دینان و بسته کشتیان هفت کشور
زمین را نیک نظر و نیک بننده میکنا د ـ عرض میشود که این عبارت صریست
که آن نیکان و نیک دینان و کمربستگان و داد آرایندگان و جهان پیرایندگان
پادشاه زمان و هدایت کنندگان هفت کشور زمین که تمام روے زمین باشد
و رهنمائے جمیع روئے زمین‌اند ـ که جمیع آنها را نیک نظر و نیک بین مے کنند از این
جهته دعاے کنند ـ کسانے را که پذیرندگان و ایمان آوران بان بهدینان اند
که از آن دین نیکی بایشان برسد که جزاے پذیرفتن و ثواب آن باشد تا وقتیکه
آن نیکان بیایند و آن دین نیک را بیاورند و پذیرندگان آن دین را
بپذیرند و ایمان آورند ـ و بعد از این توضیح مے کند و در توصیف آن آیندگان
بجهته تاکید در آیة نهم و میگوید دهان اور دست اوی دستار و پرورندارند
و تران اور دست اوی زدار او سیدارند تا و بان اوی کامدرسند
یعنی نیکان بدست دارنده و پرورش کننده باشند و بدکاران بدست
زدار و نابود باشند تا نیکان بمراد و کام رسند ـ عرض میشود که ممکن است
که مراد از نیکان و بدکاران مطلق مردمان خوب و مردمان بد باشد پس دعا
کرده برائے خوبان و نفرین کرده بر بدان و احتمال قوی میرود که مقصودش
از نیکان همان مردمانے باشد که پیش مژده داده که مے آیند و مانند زردشت
و گشتاسپ و بهرامند و مقصودش از بدکاران دشمنان ایشان باشد بلکه
در نزد مردمان صاحب شعور نکته دان واضح است ـ که مقصودش از نیکان همان
اشخاص موعودی است که در عبارت سابق مژده داد پس دعا میکند بعد از ان

بلا فاصله که آن نیکان دست آور باشند یعنی قدرت داشته باشند که
دشمنان خود را بدست آورند و داشتار باشند یعنی دارا باشند که بتوانند
عطا کنند و پروردتار باشند یعنی بتوانند مردم را پرورش دهند و تربیت
کنند و بدکاران و دشمنان ایشان دست شان از کار مانده و مغلوب و
مقهور باشند تا نیکان بمراد خود برسند و بازده آیه دهم دعا میکند با آن
اشخاص موعود میگوید - هرچه وهمان وهان آفرین پیدایه ایزد دیگر را ده ده را
صد صد را هزار هزار تا بیوران بیور زود رساد دیر تا ما همان باد -
یعنی آنچه آفرین نیکان و دهان پیداست با ایزد یک تا ده ده تا صد صد
تا هزار هزار تا بیوران بیور زود برساد و پایدار و رسیده باد عرض
میشود - که مقصود این است که آنچه آفرین خداوند درباره آن نیکان پیداست
و مراد از آفرین خدا درباره ایشان رضامندی اوست از ایشان پس دعا
میکند در حق ایشان که یک را ده و ده را صد و صد را هزار و هزار را
ده هزار هزاران کرده بایشان زود برساد و بیوده هزار است و دیر
پاینده و جاوید همان باشند - یعنی در فیوض الٰهی منعم باشند بعد ختم میکند
دعا را در آیه یازدهم باینکه میگوید انه یزدان اوی یزدان رساد
انه وهان اوی وهان رساد - هرچشنی یعنی هر چیز که آن یزدان است
بیزدان رساد و هر چیز که آن نیکان است به نیکان رساد و مقصود این است
که آنچه شایسته خداوند عالم جلشانه و ثنای اوست بازگشت آن باو باد
و آنچه شایسته و جزای آن نیکان موعود است - بایشان برساد بعد میگوید

ایدون باد ایدون ترج بادفہ اورمزد اشا سفندان کامہ باد - یعنی اینچنین باد
اینچنین تر باد - بیاری خداوند و ملائکہ مقربان کام و مراد ایشان بر آوردہ باد
واین عبارت آخر آن رسالہ ایست کہ تمام آن مژدہ آمدن آن مردمان نیک
است - کہ بعد از زردشت باید بیایند کہ مانند زردشت صاحب کتاب
و فرمانے مفصل باشند و مانند گستاسپ پشوتن وقوی البدن و شجاع
و کشور کشاد مانند بہرام باہمت وسخاوت باشند -

انتخاب از ورنخفیہ صفحہ ۲۷۹ لغایت ۲۸۶

اول رہنما سری کشن کی سوانح عمری مکمل نہین ملی - کیونکہ ان کو تین چار ہزار برس کا زمانہ گذرا - اُس زمانہ کے حالات قصون اور افسانون مین منتشر تھے - اور کتابت کا بھی وجود اُس وقت پایا نہین جاتا - تاہم جوکچھ اس سوانح عمری سے معلوم ہوتا ہے - وہ یہ ہے کہ سن تمیز سے تا وفات وہ جنگ وجدل مین آلودہ رہے - مگر اس جنگ وجدل کا عقدہ کچھ نہین کھلتا - ان لڑائیون سے مطلق فائدہ ذاتی سری کشن نے نہین اُٹھایا - جب کنس بادشاہ متھراکو مارا - اُسوقت سلطنت اُن کے ہاتہ مین تھی - مگر کنس کے چچا کو تخت پر بٹھایا - پھر کورو - پانڈون کی باہمی لڑائی مین کورون کو اپنی فوج دی اور پانڈون کے خود شریک ہوکر انکو داؤن گھات بتائی - اور فتحیاب کرایا تیسرے واقعہ کے ساتہ اُن کا خاتمہ ہے - اپنے تمام خاندان کو جمع کرکے جلسہ کیا - اور شراب مین پلاکر کُشت وخون کرایا - بعدازان خود ایک شکاری کے نشانہ بنے - اور عالم بقا کو سدہارے -

اس زندگی کا نتیجہ یہ ہے - کہ بلا غرض یہ سب کام دنیا کے کیئے اور خدا سے بھی لو لگائے رہے - اور بالآخر خود انا الحق کہا - اور دوسرونکو مظاہر قدرت کی پرستش کی رہنمائی کی - ان کی ابتداء عمر کے حالات حضرت موسےٰ سے ملتے ہین - مگر یہ اُن سے پہلے گذرے ہین - ان کے الوہیت کے ادعا نے بالآخر معبود خلائق بنایا -

دوسرے رہنما زردشت ہین - یہ حضرت عیسےٰ سے سات سو برس پہلے ہوئے ہین - ان کی آغاز زندگی سے آخر تک ایک خاص رنگ مذہبی

پایا جاتا ہے - وہ حیوان اور انسان دونون سے بہت ہمدردی کرتے تھے - اور ریاضت ہاے شاقہ کرتے تھے اور عبادت کرتے ہوئے ہاری گئی

ادنھون نے سیارون - اور اگ کو محض قبلہ نماز ہی نہین بنایا تھا - بلکہ ان کو ذریعہ پہونچانے عبادت کا کیا تھا - وہ سمجھتے تھے - کہ ہر ستارہ اور آگ کا رب النوع یعنی پروردگار ہے - اور وہ مقرب بارگاہ آلہی ہے اس لئے اسکو واسطہ پہونچانے عبادت کا کیا تھا - اور بالآخر توحید ابتر ہوئی - اور نتیجہ یہ ہوا - کہ ایرانیون مین رب النوع کی خود پرستش ہونے لگی - یہ اپنے سلسلہ کے آخر رہنما ہین - اور اپنے مقدم رہنماؤن کی ہدایتونکو تسلیم کرتے ہین -

تیسرے رہنما گوتم ہین - یہ حضرت عیسےٰ سے چار سو برس پہلے گذرے ہین یہ اسوقت پیدا ہوئے کہ سانکیا فلسفہ جاری تھا - اور تصوف پر اعلیٰ تصنیفات ہو چکی تھین - اور عوام مین بت پرستی پھیلی ہوئی تھی - یہ بھی ابتدای عمر سے تا زمان وفات مذہب پر فدا رہے - اور سب سے نرالا فلسفہ نکالا - نہ سری کشن کے موافق بے غرض کام کئے - نہ علامہ الوہیت کا ادعا کیا نہ سانکیا فلسفون کی طرح انکار خدا کا کیا مگر اپنے آپ کو عقل کل قرار دیا جو دوسرے لفظون مین الوہیت مراد ہے - ان کا مذہبی طریقہ درویشانہ ہی دنیا داری بہت کم تھی - گوتم اپنے سلسلہ کے رہنماؤن مین آخر ہے - اور اپنے پہلے جینی بودھون کو اور ان کی ہدایتون کو تسلیم کرتا ہے -

اس سلسلہ مین توحید بالکل نہین ہے -

چوتھے اور آخری رہنمائے دین اسلام کے ہین۔ ان کو تیرہ سو برس ہوئے۔ ان کی زندگی بھی مذہب کی اشاعت مین گذری۔ انھون نے توحید کی بہت سختی کی۔ اور معاشرت مین نیک و بد کا امتیاز بتلایا۔

اس سلسلہ مین پچھلون نے آیندہ رہنماؤن کی بشارت دی ہے چنانچہ آخر رہنما کے متعلق بشارتین درج ہین۔

ان چارون رہنماؤن کی زندگی کا خاص کام مذہبی ہے۔ اور بلحاظ نسب کے سب اپنی قوم مین اعلےٰ درجہ رکھتے تھے۔ اور بعض شاہی خاندان سے تھے۔ رہنمائے دوم و چہارم جو مغربی ایشیا کے تھے اُن کا اصول توحید خالق اور مخلوق مین امتیاز پیدا کرنا تھا۔

رہنمائے اول اور سویم جو مشرقی ایشیا کے تھے وہ مظاہرِ قدرت اور اصل قدرت کو جدا نہین سمجھتے تھے۔

حصہ دوم بزرگان دین

اس حصہ مین بزرگان دین کا طریقہ عمل مندرج ہے - اس حصہ مین زردشتی (یعنی پارسی) آریہ (یعنی اہل ہند) اور اہل اسلام کے مقدس لوگون کا طریقہ عمل لکھا جاتا ہے -

طریقہ بزرگان دین کا عمل ریاضی کا سا نہین ہے کہ نتیجہ فی الفور سامنے آجاے عمل کی بابت روایتین چلی آتی ہین - اور جن پر اُس عمل کا اثر ہوا وہ مذہب کے سرگروہ ہین - اور وہ سب تاریخی قصہ ہین - مگر جو آثار ان بزرگون کے باقی ہین وہ مذہب کا نمونہ ہے -

میری اس مضمون سے یہ غرض ہے - کہ سرگروہان مذہب نے خدا شناسی کے لئے کیا کیا عمل کئے - اور کس طریقہ سے خدا کو پہچانا - جو اصل مذہب کا ماخذ ہے -

یہ امر خیال کرنا یا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے - کہ جب خدا شناسی کے خاص طریقہ ہین - تو کیون نہین اس امر کو پہلے ہی نہ ثابت کیا گیا - اور محض خدا کا تسلیم کرنا منقول پر منحصر رکہا - اور ہمیشہ کے لئے یہ عقدہ اور راز رہا - بزرگان دین کو چاہئے تھا - کہ جو منکر تھے اُن کو خدا شناسی کے طریقہ بتلاتے اور وہ عمل کرکے خود قائل ہو جاتے -

یہ سوال ایسا ہی ہے - کہ ہر انسان کی طبیعت اور مزاج اور عادت کیون ایک سی پیدا نہ کی گئی - کہ سب مساوی ہوتے - اور یہ سب دشمنین

رفع ہوجاتین - خدا شناسی کے لئے مقدم خلوص عقیدت تلاش کی ہے
معترض ہین کس طرح ممکن تھا - کہ یہ کیفیت پیدا کیجاتی - اور علاوہ اِسکے
ہر کسی را بہر کارے ساختند -
ہر شخص جبکہ اعلےٰ ریاضی دان نہین بن سکتا - تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہر شخص
مین قابلیت خدا شناسی کی ہو -
طریقہ عمل بزرگان دین کو دیکھکر ہر ذیشعور یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ مجنونانہ
ہین یا شعبدہ بازی ہے - یا نمایش دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے - یہی لوگ
اس کے مدعی ہین - کہ ہمکو روح موجودات سے فیضان حاصل ہوا ہے
سب سے پہلے پارسیون کے طریقہ عمل کو ظاہر کیا جاتا ہے -
صاحب دبستان مذاہب پارسیون کے طریقہ عمل کو اس طرح سے
بیان کرتا ہے - در شرح موسوم بجام کیخسرو کہ متن منظومہ شت آذر کیوان
نوشتہ آوردہ است کہ رہ سپر را باید خود بہ پزشکی دانا نماید - تا آنچہ از اخلاط
برتر و بیشتر بود بہ اصلاح آرد - پس ہمہ عقائد دین و آئین و کیشہا و راہ ہا
از خویش دور کند - و با ہمہ صلح گیرد - و در جاے تنگ و تیرہ نشیند - و خواہش
بتدریج کم سازد - و آئین کم خوری در سارستان حکیم آلہی فرزانہ بہرام ابن
فرہاد چنین آوردہ کہ از غذاے میعاد روزی سہ درم کم کند تا بدہ درم رسد
آنگاہ تنہا نشیند - و بخود پردازد - و ازین گروہ بساکس بہ یکدرم رسانیدہ
اند و مدار ریاضت ایشان بہ پنج چیز است -
(۱) گرسنگی -

(۲) خاموشی۔

(۳) بیداری۔

(۴) تنہائی۔

(۵) یاد یزدانی۔

واذکار در ایشان بسیار است۔ انچہ پسندیدہ این فرقہ است ذکر یک ژوپ است۔ ومک در لغت ادریان چار را گویند۔ ژوپ ضرب است واین ذکر را چار سنگ وچار کوب نیز خوانند سو دیگر ذکر سیا ژوپ است۔ سیاسہ را نامند۔ یعنی سہ ضرب وسہ کوب ہم سرائند۔ ونشستہاے نزد ایشان بسیار است وانچہ پسندیدہ برگزیدہ آید ہشتاد وچہار است وازان ہم چہاردہ انتخاب بودہ اند۔ وازان پنج برآوردہ۔ وازان پنج دو برگزیدہ اند وچندی از جلسات موئد سروش۔ وزردشت افشار آوردہ۔ ویکے ازان برگزیدہ اند۔ آنست کہ چارزانو نشیند۔ وپای راست بہ فراز ران چپ گذارد۔ وپاے چپ بربالاے ران است۔ ودستہاے پس پشت۔ وبدست راست نر انگشت پای چپ گیرد وازچپ پشت۔ پاے راست وچشم بر سر بینی بدارد واین جلسہ را فرنشین خوانند۔ وجوگیان ہند پدم آسن گویند۔ پس اگر ذکر یک ژوپ کند بدستہا نر انگشتان پا بگیرد۔ بلکہ اگر خواہد پاے ہا از ران بردارد وبہ جلسہ متعارف نشیند۔ کہ پسندیدہ وکافی است۔ وچشم فرو بندد ودستہا بر ران ہا گذارد وبغل ہا کشادہ دارد۔ وپشت راست سازد۔ وسر در پیش افگند وکلمہ نیست را از سر ناف بہ نیروے۔ تمام برآہیختہ کند۔ وآہستہ گویان بسوی پستان راست

بسر اشارت نماید- و نگر سرا پان سر بالا برد- و یزدان خوانان بجانب پیشانی چپ که آن جائے دل است سر خم کند- و درمیان کلمات جدای بیاورد- واگر تواند چند ذکر بیکدم گوید- و به آہستگی بیفزاید- و کلمات ذکر نموده اند- نیست ہستی مگر یزدان- یعنی نیست موجودے مگر اللہ- یا نیست ایزدی جز از یزدان- یا نیست بایستی جز از بایست- یا آنکہ پرستش سزاے این معنی ہست ناپسند بود- یا آنکہ بیچون و بیچگون- بیرنگ- بیمون- و این ذکر بہ جہر نیز جائز است- ولے پسندیدہ بمریدان و پرہیزگاران ذکر خفی است- چہ از افعال و خروش حواس پریشان گرداند- مراد از خلوت ہمہ جمعیت حواس است ودر عین ذکر سہ چیز حاضر دارند- نخست ایزد- دوم دل- سوم روان استاد- و معنی ذکر در دل گذارند- یعنی نیست موجود مگر حق- واگر بدم گرفتن پردازد ودل داش مردم و سمرا داست- یعنی علم دم و وہم- پس چشم نہ بندد کشادہ بر سر بینی برگمارد- چنانچہ در نخست جلسہ گفتہ آید-

و این آئین در سر دستان است- و این نامہ گنجائش بیان بہ تفصیل ندارد-

آریہ ہند کا بھی قریب قریب یہی طریقہ ریاضت کا ہے- جوگ بششت سے چند فقرہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں-

اگر انانیت و پندار از خود دور کنی و دل را از حرکت باز داری و نسبت وجود و فعل تعین خاص نہ کنی- کہ من چنین کردم ہیچ چیز غیر ہستی باقی نماید واگر ادراک خود را از محسوسات نگاہداری- چنانکہ تغیر و تبدیل محسوسات

در تو اثر نکند۔ و باوجود حیات و حس ظاہر اگر باد سرد و گرمے آفتاب ببدن تو رسد کیفیت آن ندانی کہ چیست و چنان باشی۔ کہ جان ترا خواب و بدن توان گفت و خواب کلان کہ عبارت از بیداری عوام است نیز برو اطلاق نتوان کرد در این صورت خبر دانائے لطیف کہ از تغیر و زوال منزہ است ہیچ باقی نمے ماند۔ و آن عین حق است۔

مسلمانون کے اوستادِ طریقت یعنی مولانا روم تصور خداشناسی کیلئے فرماتے ہین۔

مدتے بے گوش بے فکرت شوید — تا خطاب ارجعی را بشنوید
مدتے خاموش خو کن ہوش دار — گفتگوے ظاہر آمد چون غبار
پنبہ اندر گوش حسِ دون کنید — بند حس از چشم خود بیرون کنید
پنبہ آن گوش سر گوش سر است — تا نگردد این گران باطن کر است
تا بہ گفت و گوے بیدار اندری — تو بہ گفت خواب بوئے کے بری
ہمچو آہن ز آہنے بے رنگ شو — در ریاضت آئینہ بے زنگ شو
جہد کن تا ترک غیر حق کنی — دل ازین دنیائے فانی بر کنی

بعد اس کے مولانا یہ ہدایت کرتے ہین کہ رہبر کی تلاش کرو۔

پیر را جوئے زانکہ بے پیر این سفر — بس دراز است و پر از خوف و خطر
آن رہے را کہ ہمیشہ رفتہ — بے قلاوز اندر و آشفتہ
پس رہے کہ ندیدستی گہے — اندر آن رہ چون روی بی ہمرہے
ہیچ پیرے کہ باشد زاہدان — مرد را انگہ نہین عین راہ دان

هر که او بے مرشدے در راه شد — او ز غولان گمره و در چاه شد

مولانا فرماتے ہین کہ ہر شخص کو یہ قابلیت نہین ہے کہ فیضان حاصل ہو

هر گهر را علم و فن آموختن — دادن تیغ است دست راه زن

تیغ دادن در کفِ زنگی مست — به که آید علم ناکس را بدست

علم و مال و منصب و جاه و قران — فتنه آید در کف بدگوهران

چشم خاکی را به خاک افتد نظر — باد بین نوعے بود چشم دگر

اسپ نے راکب چه داند رسم راه — شاه باید تا بداند شاه راه

چون که نورِ حس نمے بینی به چشم — چون نه بینی نور آن غیبی به چشم

مولانا تلاش کی صورتین بتلاتے ہین۔

در طلب زن دائما تو هر دو دست — کین طلب در راه دنیا رهبر است

گه بگفت و گه به خاموشی و گه — بوئے کردن گیر هر سو بوئے شه

هر کجا بوئے خوش آید بو برید — سوئے آن سر کاشناے آن سر اید

اسم خواندی رو مسمی را بجو — رو بدریا کار بر ناید ز جو

در گذر از نام و بنگر در صفات — تا صفاتت ره نماید سوئے ذات

مولانا مثالاً فرماتے ہین کہ اس تلاش صادق کا نتیجہ کیا ہے۔

دانهٔ پُر مغز با خاک دژم — خلوتے و صحبتے کرد از کرم

خویشتن در خاک کلے محو کرد — تا نماندش رنگ و بوئے و سرخ و زرد

پیش اصل خویش چون بے خویش شد — رفت صورت جلوه ہائینش شد

مولانا کی یہ ہدایت ہے کہ یہ راز مخفی رہے۔

تا توانی پیش کس مکشاے راز | بر کسے این در مکن زنہار باز
چون کہ اسرارت نہان در دل شود | آن مرادت زود تر حاصل شود
گفتمش پوشیدہ بہتر ستر یار | خود تو در ضمن حکایت گوش دار

یہ طریقہ ریاضت اور تصور بزرگان دین کے ہین۔ بانیان دین نے بجز ظاہری طریقہ عبادت اور خلوص نیت کے کبھی زبان نہین کھولی۔ اگر کچھ کہا تو رمز اور کنایہ مین کہا۔ جس کو خاص سمجھ سکتے ہین۔ عوام کو کبھی طریقۂ معرفت کی ہدایت نہین کی۔ کیونکہ عوام مین قابلیت نہ اس راز کے سمجھنے کی تھی۔ اور نہ وہ ضبط کر سکتے تھے۔ جیسا کہ وہ مولانا کا قول اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ اس طریقہ کو ہر شخص دیکھکر سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسمین کہان تک دنیا داری کا شائبہ ہے۔ اور اگر بانیان دین اس طریقہ کی عام ہدایت کرتے۔ تو دنیا کیسے آباد رہ سکتی۔ اور کیسی ابتری ناقابلون کی وجہ سے تمدنی حالت انسان مین پڑتی۔ یہ فریلشن کا سارا راز سینہ بسینہ اس وجہ سے چلا آتا ہے جب کہ انسان خواب کی حالت مین ہوتا ہے۔ کہ اُسکی حس بغیر جگانے کے کام نہین دیتی۔ اور ادراک بغیر حس کے ناقص ہوتا ہے۔ کیونکہ خیالات خواب کی حالت مین پیدا ہوتے ہین۔ وہ ہمیشہ صحیح نہین ہوتے۔ اسی طرح حس کو بظاہر معطل کر کے قوت واہمہ و ارادہ سے نامعلوم قدرت کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ حس اور ادراک بیکار ہونے سے یہ کیفیت روح کو حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ فاتر العقل اور وہ اشخاص جن کے حواس زائل اور نکمے ہو جاتے ہین۔ ان مین زیادہ تر ایسی قابلیت پیدا ہو جاتی۔ مگر یہ ہرگز نہین ہے

حس و ادراک کا دنیاوی یا ظاہری دروازہ بند کیا جاتا ہے - اور ان سے محض
نا معلوم شئے کیطرف ارادہ اور خیال سے ہیجان پیدا کیا جاتا ہے - اور وہ ہی
روح اپنی مرکز اصلی سے ملجاتی ہے - اُسوقت روح مخفی آئینہ بن جاتی ہے
اور تمام موجودات اسکے پیش نظر ہوتے ہین - اہل ایجاد جس طرح سے ظاہری
سامان سامنے رکھکر نا معلوم شئے کی ایجاد کی کوشش کرتے ہین اور وہ نا معلوم
شئے اتفاقیہ ان کے متواتر عمل سے نکل آتی ہے وہی صورت بزرگان دین
کی مشق کی ہے - کہ تمام سامان تصور کے فراہم کرکے اپنی خودی کو مٹا دیتے ہین
پھر ایک ہی دہیان باقی رہتا ہے - اور وہ اپنے مرکز اصلی سے واصل ہو جاتا ہے
اس قضیہ پر یہ اعتراض ہوگا - کہ بانیان مذہب کی جب روح مین ایک کیفیت
مقناطیسی پیدا ہو گئی - اور روح موجودات کا پرتو اوسپر پڑنے لگا - تو پھر
دنیاوی تعلقات کا مذاق اُن مین کیون باقی رہتا ہے - اور یہ دورنگی کیسی ہے
ہے - گہے بر طارم اعلےٰ نشینم ✿ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم -
اسکا جواب یہی ہو گا - کہ اُن کا حس اور ادراک موجودات کے تعلقات پر رعب
کرتا ہے - اور اصل ہمدردی فطرت کی ان مین پیدا ہو جاتی ہے - کہ جس کی اصلی
غرض بقائے نوع انسان ہے - اور انہین دونون کیفیون کے جمع ہونے سے
وہ دیگر نوع سے برتر ہوتی ہین اُن سے نوع انسان کو حد سے زیادہ نفع پہونچتا ہے کہ اوسی تذکیہ
نفس کے سبب سے اخلاق انسانی کی حسن و قبح اچھی طرح سے ظاہر ہوتے ہین اور ان ہادیونکی
اقوال و افعال اخلاق مین جان ڈالدیتے ہین اور اوسکو مضبوط کرتے ہین - اور
یہی سبب ہے - کہ رہنمای مذہب سے دینی اور دنیاوی فائدہ پہونچتا ہے -

حصۂ چہارم

نمبر ۱۴۰

کیا مذہب کی انسان کو احتیاج تھی یا یہ کہ انسان کی فطرت تھی

فلسفی جو حس اور ادراک کے بندہ ہین وہ تو یہی کہتے ہین کہ مذہب ایک
خیالی ڈہکوسلہ ہے اوہام پرستون کی اختراع ہے۔ نہ اسکی انسان کو
ضرورت ہے۔ اور نہ یہ انسان کی فطرت ہے۔ مذہب کسیطرح انسان کی
عقل مین نہین آتا۔ وہ ایسا جال ہے کہ انسان اسمین پہنس کر بیکار ہوجاتا ہے
اور دنیا کے لذائذ کا کچہہ لطف نہین اوٹہاتا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ انسان کو
جو اس خیالی کیفیت مین مزہ آتا ہے اگر اسکی حقیقت کچہہ نہین تو دنیا کی
موجودہ نعمتون کو کیون حقیر سمجہتا ہے اور اس خیالی کیفیت مین محو رہتا ہے
ظاہری احتیاج تو کچہہ نہین۔ نہ یہ ایسا مشغلہ ہے کہ دل بہلانے کے یا خالی
وقت کاٹنے مین کام مین لایا جائے۔ بوستان خیال۔ یا الف لیلے
کا قصہ نہین نہ بازیگر کا تماشہ ہے۔ کہ اسمین جی لگے۔ زاہدون کو عبادات
و ریاضت صوفیون کو نفس کشی تصور اور مراقبہ مین کیفیت پیدا ہونا
ظاہر کرتا ہے کہ انسان کی فطرت مین مذہب کا مادہ تہا جسنے جوش
اور ولولہ پیدا کیا۔ اور نہ معلوم قدرت کی طرف عشق کی نیرنگیان دکہائین
اگرچہ انسان کو مذہب کی ضرورت ظاہری نہین تہی مگر وہی انسانی معاشرت
کا وہ جزو غالب رہا ہے۔ اگر ضرورت نہ تہی تو کیسے ایسا عظیم الشان نظام
قایم ہوا۔ اور جب سے تاریخی دنیا ہے اوسوقت سے اب تک برابر بروع

بشر مین چلا آتا ہے۔ اگر اسکی حقیقت کچھ نہین تو اسکی مسلسل پائیداری کیون چلی آتی ہے
اور مختلف اقوام مین مختلف طریقہ سے کیون معبود کا خیال قائم ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
انسان کی فطرت مین ہے جسطرح جمادات۔ نباتات۔ حیوانات کی خاص فطرت ہے۔ اور اسیطرح مذہب انسان کی فطرت
ایک بدیہی ثبوت مذہب کے داخل فطرت انسان ہونے کا یہ ہے کہ انسان کی
حسن وادراک مین نامعلوم شئے کی تحقیقات کا مادہ ہے تحقیقات سے مطلب
یہ ہے کہ انسان ہر شئے کے اسباب اور تعلقات کو مسلسل کرکے اوسکی
بابتہ فیصلہ کرتا ہے اور اوسکو اپنی دلیل راہ کی قرار دیتا ہے۔ کچھہ تحقیقات
معاشرت انسانی کی ضرورت سے ہوتی ہین اور بعض ابتدأ محض غیر معین
ہوتی ہین جنکی اصلی غرض نظام عالم کے تسلسل قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے
اور کچھہ تحقیقات اشیاء کے دریافت کے لئے ہوتی ہین۔ ان سب کو
کسی کو فن معاشرت کسی کو فلسفہ اور کسی کو علم کہتے ہین یہی تلاش اور تحقیقات کا
مادہ مذہب کی فطرت ہے جسکے علم بردار رہنما۔ صوفی۔ زاہد۔ گوشہ نشین ہین یا
فن فلسفہ۔ اور علم۔ مین ابتدأ ایک غیر معین یا مجہول بنیاد ہوتی ہے اور
انسان یہ چاہتا ہے کہ اس مجہول کو معروف کرون۔ یہ خیال مجہول کو معروف
کرنے کا تمدنی انسان مین ترقی کی حالت مین ہوتا ہے۔ اور وحشی مین ٹھیرا
ہوتا ہے۔ اور وہ تجربہ سے پختہ ہوجاتا ہے۔ یہ وہ خیال ہے جسے فطرت
مذہب یا نامعلوم شئے پر غور کرنے کا مادہ کہنا چاہیے۔ جسطرح سے شاعری
یا موسیقی کے آغاز مین اوس فن کے خیالات نشو نما ہونے مین اسیطرح سے
جس مین قدرتی خاص مادہ نامعلوم شئے کے تحقیقات کرنے کا ہوتا ہے۔

وہ بڑھتا جاتا ہے اور اوس مین خاص کیفیت اوسکو معلوم ہوتی ہے اور اپنے معلومات سے دوسرونکو موثر کرتا ہے۔

تمدن کے چار ارکان ہین۔

۱۔ معاشرت۔

۲۔ مذہب۔

۳۔ سلطنت۔

۴۔ علم۔

انمین سے پہلے تین کے اصول اور قواعد کا انسان پابند مقلد اور مطیع ہوتا ہے اور چوتھے کا عامل ہوتا ہے۔ یعنی پہلے تین کا خادم بنتا ہے۔ انمین معاشرت اور سلطنت کے خادم ہونیکے اسباب ظاہر ہین مگر مذہب مین تو ظاہری سبب کچھہ بھی نہین اوسکا خادم کیون بنا۔ سب سے زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ سوا مذہب کے اور سب مین باہم دادوستد اور نفع جس سے مضبوط اور مستحکم سلسلہ بقا اور قیام کا ہے۔ مگر مذہب مین کوئی بین اور بدیہی سلسلہ معاوضہ اور انتفاع کا نہین ہے جس سے مذہب کے بقا کو قوت ہوتا ہم انسانی تمدن کے ساتہ ساتہ ابتدا سے بہت قوت اور اثر کے ساتہ چل رہا ہے۔ اگر اسکی گہری جڑ انسان کی فطرت مین نہوتی تو اتنی پایداری محال تہی۔

ایک کرشمہ اس مین یہ ہے کہ باوصف عدم معاوضہ اور انتفاع کے انسان کے دل اور دماغ پر ایسا محیط ہے کہ موت کی تکلیف شدید کا خوف بھی اسکو

متزلزل نہین کرسکتا۔ بلکہ اوسکے جوش مین اکثر خود مہالک مین گھس پڑتا ہے اتباع۔ اور مہالک سے بے خطر ہونا ہی اسکا بڑا وصف نہین ہے اس مین کمال یہ ہے کہ اصلی محبت کا وجود اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی بے معاوضہ شے اور اوسکے لئے انسان مال۔ جان۔ آبرو۔ تصدق کردیتا ہے یہی جذبہ محبت ہے جو حقیقت کی طرف لیجاتا ہے۔ واقعی یہ ہے کہ اگر مذہب محض واہمہ ہوتا تو فدایانہ محبت جو انسان اور خیالی معبود کو ایک کردیتی ہے اور انسان اپنی خودی کو بھول جاتا ہے تو یہ جذبہ کبھی ایسی ترقی نہ کرتا۔ اور نہ تمدن مین اتحاد اور تسلسل قایم ہوتا۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت فطرتی ہونے کا ملسکتا ہے۔

بہ لحاظ تسلسل قدامت۔ اور نیز اسوجہ سے کہ نوع انسان مین یہ موجود ہے اور بغیر معاوضہ اس مین فدایانہ محبت پائی جاتی ہے اسکے فطری ہونے مین کلام نہین ہوسکتا۔

احتیاج مذہب کے ہونے کا علانیہ ثبوت یہ ہے کہ تمدن کی روح یہی ہے۔ قوم معاشرت سلطنت۔ کے اصولون کا قیام اسی سے ہے اور علوم کی تحقیقات کے لئے مذہب کی فطرت جیسے نامعلوم قدرت کی تلاش کہنا چاہیئے ہم نے انسانی عقل کو روشن کردیا ہے۔

اور مذہب ایک ایسی مستقل قوت ہے جس سے قومی روح قایم ہوتی ہے اور انسان کو ایک مضبوط سہارا ملتا ہے جسکی وجہ سے انسان تمام کائنات کو مسخر کرتا چلا جاتا ہے۔

بعض کوتہ نظر جو مذہب کو اوہام پرستی کہتے ہین وہ یہ نہین سوچتے
کہ قدیم متمدن قومین جنہین باہم ذرائع آمد و رفت کے نہتے وہان
مذہبی رہنما اور مذہبی اقوال کیون مقبول ہوتے رہے اور وہم کی
مقبولیت عام دنیا مین کیون ہوتی ہے۔ خواہ اسکو وہم کہے خواہ اسکو
خبط سے منسوب کیجے یہ ایک عام فطرت نوع انسان مین پائی جاتی ہے
اور اس سے انسان کو بے انتہا فائدہ پہونچتا رہا ہے اس سے چشم
پوشی نکرنا چاہیئے۔
ان معترضون نے اوہام پرستی کہکر سکوت اختیار نہین کیا بلکہ بانئی مذہب
کی پاک زندگی، مجنونانہ حالت سے تعبیر کی ہے۔ اور الہامی کیفیت کو
دماغی عارضہ قرار دیا ہے تمام دنیا کی رہنماؤن مین جب یہ عارضہ موجود
تہا اور متمدن قومون نے اونکی تقلید کی تو یہ عارضہ رہنماؤن کی فطرت
مذہب موسوم ہونا چاہیے۔ اور متواتر رہنماؤن کے ظہور کے وقت
جوش اور ولولہ پیدا ہونا بہی فطرت کا ثبوت ہے۔

نمبر ۱۳

مذہب کی صحت کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے

مذہب کی صداقت کا معیار دریافت کرنا باہمی الہامی مذاہب کا
متقابلہ کرنا اور اُن مین کسی ایک کو سچا سمجھنا اور دوسرون کو رد کرنا یہ
انسان کا تو کام نہین۔ جہان حسن وادراک کام کر سکے وہان انسان اپنی
عقل دوڑا سکتا ہے۔ تاہم واقعات سے جو کیفیت ظاہر ہوتی ہے
وہ بیان کیجاتی ہے۔ اِس سے ہر ایک اندازہ کر سکیگا کہ معیار صداقت
کیا ہونی چاہیئے۔ دنیا مین تین بڑے سلسلہ مذہب کے اس وقت تک
موجود ہین۔

۱۔ مذہب اہل کتاب یعنی یہودی۔عیسائی۔مسلمان۔

۲۔ مذہب اہل کتاب زردشت۔

۳۔ بودھ۔

ان تینون سلسلون مین یہ اصول مشترک ہے کہ ہر رہنما اپنے سلسلہ کے
ماسبق کو رد نہین کرتا بلکہ تصدیق کرتا ہے اور اپنی رسالت کے ادعا کے
ساتھ یہ کہتا ہے کہ مین اپنے ماسبق ہادی کے مذہب کو تازہ کرنے
آیا ہون۔ اس سے رہنما مذہب اور اصول مذہب دونون کی صداقت
تسلیم ہوتی ہے۔ یہی حضرت عیسی نے کہا کہ مین شریعت موسوی کو زندہ
کرنے آیا ہون۔ یہی زردشت نے کہا کہ مین مذہب مہ آباد کو تازہ کرنے
آیا ہون۔

یہی گوتم نے کہا کہ مین اپنے تین ماسبق جینی بودہ کا مقلد ہون -
اب سلسلہ کے رہنماؤن کے باہم تو کوئی حجت باقی نہین رہی کیونکہ ہر سلسلہ کے
رہنما اپنے سلسلہ کے ماسبق رہنماؤن کی صداقت کے شاہد ہین اور
اپنے سلسلہ کے ماسبق مذاہب کو مسترد نہین کرتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ اسکو
تازہ کرنے کو آئے ہین اب جو کچھ اختلاف ہے وہ ایک سلسلہ کا دوسرے
سلسلہ سے یا ایک قوم کے مذہب کا دوسری قوم کے مذہب سے ہے -
اسکی بابت ہر سلسلہ کے رہنما کے اقوال کا مقابلہ کرنا ہے کہ ایک نے
دوسرے کو کیا کہا یعنی یہ کہ یہودی اپنے وقت مین - زردشت اور
گوتم کی بابت کیا کہتے رہے - اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت موسیٰ صرف
بنی اسرائیل کے رہنما تھے تو اسوقت زردشت اور جینی مذہب کے
رہنما پرسرام یا گوتم کا مقابلہ رہے گا مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زردشت نے
چین یا بودہ مذہب کے مخالف جنگ کی جو اوسوقت وسط ایشیا مین
پھیلا ہوا تھا - اسکا نتیجہ یہ ہے کہ زردشت نے موجودہ جین یا بودہ
مذہب کو تسلیم نہین کیا اور ہر مذہب مین بوجہ امتداد زمانہ اور
کثرت روایات سے اختلاف پیدا ہوجاتا ہے اور اصلیت مذہب کی
تاریکی مین پڑجاتی ہے - یہانتک کہ ایک ہی سلسلہ مین نئے رہنما کی
ضرورت پڑتی ہے اور اوسکا انتظار رہتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی
آمد کا انتظار تھا اور اونہون نے اگر موسوی مذہب کی اصلاح کی -
اسی طرح یہ سمجھنا چاہیے کہ زردشت نے جین مذہب سے مقابلہ کیا

تو اوسکی غرض موجودہ جین مذہب کی خرابی دور کرنے کی تھی۔ نہ کہ اصلی جین مذہب کی مخالفت مقصود تھی۔ زردشت جسوقت ظاہر ہوا ہے اوسوقت گوتم پیدا نہین ہوا تھا۔ اُس زمانہ مین جینی مذہب ایشیا کے مشرق مین جاری تھا۔ زردشت کا زمانہ سات سو برس قبل حضرت عیسے کے قرار دیا جاتا ہے۔ اوسوقت یہودی مذہب زندہ تھا۔ اُس مذہب سے چھیڑ چھاڑ زردشت نے نہین کی۔
اسلئے یہ سمجھنا چاہیے کہ زردشت نے ایشیا کے شرقی حصہ کے مذہب (یعنی جینی) سے اختلاف کیا۔ غربی ایشیا مین دست اندازی نہین کی یعنی یہود کے مذہب کو اپنی حالت پر چھوڑا۔ زردشت سے تین سو برس بعد گوتم پیدا ہوا۔ اوسنے جینی مذہب کو زندہ کیا۔ زردشتی مذہب سے مواخذہ نہین کیا۔ گوتم سے چار سو برس بعد حضرت عیسے مبعوث ہوے اُنہون نے یہودی مذہب کی اصلاح کی اور کسی سلسلہ کے مذاہب کو نہین چھیڑا۔
حضرت عیسے سے چھہ سو برس بعد ہمارے حضرت مبعوث ہوے اُنہون نے تینون سلسلون یعنی دنیا کے مذاہب کی اصلاح کا دعویٰ کیا اپنی حیات مین مصر۔ روم۔ ایران۔ مین سفارتین بھیجین۔ اور چین مین سفارت گئی جسکا ذکر ہم حضرت کی حیات کے ذیل مین کر چکے ہین۔
ان حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سلسلہ کے رہنما نے اپنے موجودہ وقت کے مذہب کو تسلیم نہین کیا۔ یہ کہین معلوم نہین ہوتا کہ

دوسرے سلسلہ کے رہنما کو جعلی یا فرضی تبلایا ہو۔ یہ اصلی واقعات ہین جو ظاہر کئے گئے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک الہامی مذہب دوسرے کی اصلاح کے لئے پیدا ہوا رہنماؤن مین باہم معارضہ نہین ہوا۔ نہ تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے ہر سلسلہ مین ایک ہی وقت مین رہنما جدا جدا ظاہر ہوسے ہون جس سے اختلاف کی صورت پیدا ہو۔ تینون سلسلون مین یکے بعد دیگرے رہنما ہوتے آئے ہین زردشتی مذہب مین سات سو برس قبل عیسے زردشت ہوا۔ اسکے بعد کوئی رہنما نہین ہوا اور بودہ کے سلسلہ مین گوتم کے بعد سے کوئی رہنما نہین ہوا جسکو قریب چوبیس سو سال کے ہوے۔ اور مذہب اہل کتاب مین دو ہزار برس ہوے کہ حضرت عیسیٰ ہوے یہ صرف بنی اسرائیل کے لئے تھے۔ ان کے بعد ۱۳ سو برس ہوے کہ حضرت رسالتماب کا ظہور ہوا۔ انکا ادعا مذہب تمام دنیا کے لئے ہے۔ میرے نزدیک کوئی صاحب رائے اس امر سے انکار نہین کرسکتا کہ ان تینون سلسلون مین ایک قدرتی امر آنکی صداقت کے لئے موجود ہے یعنی یہ کہ ہر سلسلہ مین یہ بات پائی جاتی ہے کہ آخر رہنما اپنے سلسلہ کے ماسبق کے رہنما کی صداقت کی گواہی دیتا ہے اور اپنا ادعا یہ کرتا ہے کہ مین مذہب کو تازہ کرنے آیا ہون چینی۔ ایرانی۔ شامی۔ رہنما۔ کی زبان سے ایک ہی بات نکلنا سب سلسلون کی صداقت کی قدرتی دلیل ہے اور ایک ہی وقت مین تینون سلسلون مین رہنما کا نہ ظاہر ہونا

یہ ہی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ تینون سلسلون مین توحید مختلف طریقہ سے
ظاہر ہوی ہے اور ایک ہی وقت مین تین طریقہ سے توحید کا ظاہر ہونا آبری
قانون قدرت کی ہے ۔ یکے بعد دیگرے ظاہر ہونا کل جدید لذیذ کی
کیفیت ہے اب حس ادراک سے صداقت کی جانچ کیجیے ۔
سر سید نے جو صداقت مذہب کے معیار اپنے لکچر مین بیان کی ہے وہ
بجنسہ اس جگہ درج کیا جاتا ہے اسکے بعد اوسکا حسن و قبح آخر مین جانچا جائیگا
انتخاب از لکچر اسلام سرسید احمد خان ۱۸۸۴ء
ہم مذہب کی صداقت پہچاننے کے لیئے ایک ایسی معیار پیدا کرین اور ایسی
کسوٹی قائم کرین جو سب مذہبون سے یکسان نسبت رکھتی ہو اور جس سے
ہم اپنے مذہب یا اعتقاد کو سچا ثابت کر سکین ۔
ا۔ کوئی شخص لا مذہب یا کسی مذہب کا معتقد اس بات سے انکار نہین کر سکتا
کہ انسان کی بناوٹ اس قسم کی ہے یا خدا نے اوسکو ایسے قوا سے مرکب ہے
پیدا کیا ہے جن سے وہ کسی کام کے کرنے کے لایق ہے اور کسی کے نہ کرنے
کے لایق ہے اور اس لیئے حالت زندگی مین اوسکو ایک ایسی روش اختیار
کرنی چاہیے جس سے اوسکے قوائے بیرونی و اندرونی وہ کام دین جسکے
لیئے اونکا ہونا یا پیدا کرنا پایا جاتا ہو ۔ پس جو مذہب کہ ہمارے سامنے پیش
کیے جاتے ہین اونکی صداقت کی یہی معیار ہو سکتی ہے کہ اگر وہ مذہب
فطرت انسانی یا نیچر کے مطابق ہے تو سچا ہے اور اس بات کی صداقت
دلیل ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے

اور اگر وہ مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خلقت اور اون قوا کے
جو انسان مین ہین اور اون حقوق کے جو اون قوا سے انسان کے لئے پائے
جاتے ہین اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ مندی سے کام مین لانے
سے باز رکھتا ہے تو اس بات مین شبہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا
بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے کیونکہ ہر شخص غالباً اس بات کو
قبول کریگا کہ مذہب انسان کے لئے بنایا گیا ہے اور اگر اوسکو اولٹ
دو اور یون کہو کہ انسان مذہب کے لئے بنایا گیا تو بھی متحد نتیجہ پیدا ہوتا ہے
۲ - پس مین نے مذہب کی صداقت دریافت کرنے کے لئے او
مذہب اسلام کے صداقت کی جانچ کے لئے بھی یہ اصول قرار دیا ہے
کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہے یا نہین جو انسان مین بنائی گئی ہے یا
انسان مین موجود ہے اور مجکو یقین ہوا ہے کہ اسلام اوس فطرت کی مطابق ہے اور
اس معیار کے قائم کرنے کے بعد مین نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ اسلام بالکل فطرت
کے مطابق ہے اور اسلئے مین نے کہا کہ الاسلام ہو الفطرت و الفطرت ہو الاسلام
بہت ٹھیک مسئلہ ہے مگر افسوس ہے اون لوگون پر کہ جنہون نے واسطہ
فطرتی یا نیچری ہونیکا دوسرے معنون مین مجھ پر الزام لگایا ہے -
۳ - آپ لوگون نے مجھسے چاہا ہے کہ مین بیان کرون کہ اسلام کیا چیز ہے
اوسکے جواب مین مین کہتا ہون کہ وہ چیز جسپر یقین کرنے سے کوئی شخص مسلم
یا مسلمان کہا جا سکتا ہے وہ خدا کی توحید ہے جو شخص خدا کو برحق جانتا ہے اور
اوسکی توحید پر یقین رکھتا ہے وہ مسلم یا مسلمان ہے یہی رکن اول اور رکن

اعظم اسلام کا ہے اور باقی ارکان اوسکے تحت مین اور اوسکے ساتہ اسطرح
ملے ہوے ہین جیسے کہ کسی خالص دوا کی معجون ہو اور اوسکے ساتہ اور اجزا
بہی ملے ہوے ہون ۔ خدا کو واحد مطلق اور خالق تمام چیزون کا جاننا اور
سمجھنا نہ صرف جاننا اور سمجھنا بلکہ اوسپر یقین ہونا اسلام ہے اور جو اوسکا
یقین کرے وہ مسلم ہے ۔ خدا تعالے نے قران مجید مین یہود و نصاری
کی تکرار کا ذکر فرما کر فرمایا ۔ ،، بلی من اسلم وجہہ اللہ و ہو محسن فلہ اجرہ عند ربہ
یعنی جسنے خدا پر یقین کیا اپنا منہ خدا کے سامنے کیا اور نیک کام کیا ہی
تو اوسکا اجر اوسکے خدا کے پاس ہے ۔ خدا نے اہل کتاب سے اور
کچہہ نہین چاہا بجز اسکے کہ خدا کی توحید مانین اور اوسی کی عبادت کرین ۔
جہان فرمایا ۔ ،، یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد
الا اللہ ،، اور ایک جگہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و الہ وسلم نے فرمایا میری
نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت خدا کے لئے ہی
اور اوسکے بعد فرمایا ۔ ،، انا اول المسلمین ،، اسمعیل و ابراہیم نے یہ دعا
مانگی ،، ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ،، حضرت
عیسی کے حواریون نے بہی خدا پر ایمان لانے کے بعد کہا کہ ،، اشہد باننا
مسلمون ،، حضرت ابراہیم کو خدا نے کہا ،، اسلم ،، حضرت ابراہیم نے
کہا ،، اسلمت لرب العالمین ،، حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کو نصیحت کی
،، یا بنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون ،، اور ایک جگہ
خدا نے فرمایا کہ ،، ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما ،،

یعنی ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی بلکہ مسلمان تھا۔ پس جو حقیقت اسلام
کی خدا نے بتلائی وہ خدا کو ماننا اور اوسپر یقین ہونا ہے۔

بلاشبہ تصدیق نبوت دوسرا رکن اسلام کا ہے۔ موحدین محض کے مخلد
فی النار ہونے یا نہ ہونے پر قدیم سے علماء مین بحث ہوتی چلی آئی ہے
کوئی کہتا ہے مخلد فی النار ہونگے کوئی کہتا ہے کہ بعد عذاب نجات
پائینگے۔ اس بحث کو اونہین عالمون کے لئے چھوڑ دو۔ اور ہم کو اپنے
حبیب کے اس قول پر رہنے دو۔

۴۔ وحدانیت و رسالت کی تصدیق کے بعد اور چیزین بھی اسلام
کے ساتھ جنکو خدا تعالے نے فرض قرار دیا ہے مثلاً نماز۔ روزہ
زکاۃ۔ وغیرہ وغیرہ۔ جسطرح خدا کو اپنی ذات و صفات مین وحدت ہے
اوسی طرح رسول کو تبلیغ احکام یا احکام شریعت کے قرار دینے مین
وحدت ہے اور کسی کو اسمین شرکت نہین۔

پس جو شخص رسول کے سوا کسی اور شخص کے احکام کو دین کی باتون مین
اسطرح پر واجب التعمیل سمجھتا ہے کہ اوسکے برخلاف کرنا گناہ ہے
اور اوسی کی تابعداری کو باعث نجات یا ثواب سمجھتا ہے وہ بھی ایک
قسم کا شرک کرتا ہے۔ خدا نے یہود اور نصاری دونون کو اسی بات پر
ملزم ٹھیراکر فرمایا۔ اتخذوا احبارہم و رہبانہم اولیاء من دون اللہ۔ پس
اسطرح کی بیہدردی اربابًا من دون اللہ تک پہونچا دیتی ہے۔

۵۔ محمدی ہونے کے لئے یا مرادف معنی کے لحاظ سے اسلام کے دائر

مین داخل ہونے کیواسطے رسالت یعنی نبوت کی تصدیق بہی واجب ہے
اسلام کی نسبت نوجوان انگریزی خوان یا آزاد خیال والون کو وہ
چیزین ہین جو شک مین ڈالتی ہین ایک تصدیق نبوت - دوسرے
وہ مسائل جو اس زمانہ کی حکمت و فلسفہ یا عقل کے برخلاف یا بعید
از عقل معلوم ہوتے ہین نبوت کی بحث فطرت کے اصول پر ایک
طولانی بحث ہے اسوقت مین اسکو نہ چہیڑونگا -
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر چند
باتین بطور خطابات کے جنکو دل قبول کرسکتا ہے بیان کرونگا -
بڑے بڑے فلاسفر جو گذر گئے ہین اور جو اب بہی موجود ہین جنہون نے
علوم مین بہت بڑا درجہ حاصل کیا اور عمدہ عمدہ کتابین تصنیف کی
ہین وہ بہی اصل اسلام کی ہدایتون کو اور ان اصولون کو جن پر
اصل اسلام مبنی ہے لاثانی تسلیم کرتے ہین -
اونکو جانے دو اور خود جانچ لو کہ اصل اسلام کے اصول فقہا کے
اجتہادات اور پیچیدہ مسائل کو چہوڑ کر جو سیدہے سادہے اصول اسلام سے
مناسبت نہین رکہتے کیسے عمدہ اور کیسے لاثانی ہین جسنے تمام عمر فلسفہ
اور حکمت و علوم طبعی اور ایقان کے نیچر کی حقیقت کی تحقیق مین بسر
کی ہو وہ بہی ایسے اصول قائم نہین کر سکتا پس اب کیا میرا یہ کہنا سچا
ہوگا کہ ایک ایسے شخص نے جو ایک ریتیلے اور کنکریلے ملک مین پیدا
ہوا اور جو چہوٹی عمر مین یتیم ہوگیا اور جس نے نہ کسی دارالعلوم مین تعلیم پائی

پائی نہ سقراط بقراط اور افلاطون کے مسائل کو سنا نہ کسی اوستاد کے سامنے تعلیم کو بیٹھا نہ حکما اور فلاسفروں اور پولیٹکل و مارل لیٹر کے عالمون کی صحبت اوٹھائی بلکہ چالیس برس اپنی زندگی کے نا تربیت یافتہ اور بداخلاق اونٹ چرانے والون مین بسر کئے۔

چالیس برس تک بجز ایسی قوم کے جو بت پرستی اور باہمی جنگ جدال مین مبتلا تھی چوری اور زناکاری پر عورت مرد کو فخر تھا اور کسی کو نہین دیکھتا تھا وہ دفعتاً اپنی تمام قوم کے برخلاف اوٹھا۔ چارون طرف سے وہ بت پرستی مین گھرا ہوا تھا مگر اوسنے کہا تو یہ کہا کہ وہ لا الہ اللہ" اوسنے صرف یہ کہا ہی نہین بلکہ تمام قوم سے بھی جو سیکڑون برس سے لات و منات و عزیٰ کو پوجتے آتے تھے یہی کہلوا دیا۔

اون تمام بداخلاقیون و مارل عادتون کو تمام قوم سے مٹوا دیا۔ بتون کو زمین پر گروا دیا انکو تڑوایا اور خدا کے نام اور خدا کی پرستش کو تمام عرب کے جزیرہ نما مین بلند کیا۔ وہ جزیرہ جو ابراہیم و اسمعیل کے بعد سے ہزارون ناپاکیون سے ناپاک ہو گیا تھا پھر اوسکو اسکی اصلی پاکی اور دین ابراہیم کی بزرگی تک پہنچا دیا۔ چالیس برس کے بعد کس نے یہ نور اوسکے دل مین ڈالا جسنے نہ صرف جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو روشن کر دیا اوسنے لا الہ اللہ کی تعلیم کے بعد جو احکام دین کے اخلاق کے لوگون کو بتائے کیا کوئی فلاسفر اس سے زیادہ کچھہ بتا سکتا ہے جو اوس امی نے بتائے صرف بتائے ہی نہین بلکہ انہی پاک

دل اور پاک زبان کے اثر سے لوگون کے دلون مین بٹہلا دئے یہ
کام وہ تہا جو نہ کسی فلاسفر سے ہوسکتا نہ کسی سلطان مقتدر سے۔ یہ
کیا چیز اوس یتیم بچہ مین تہی جسنے نہ جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو
خدائی کا کرشمہ دکہلا دیا۔
اے میرے دوستو۔ کوئی سخت سے سخت دہریہ اور لامذہب
بہی ایسے شخص کو معاذ اللہ نبی نہ مانیگا تو اوسکو یہ ماننا تو ضرور
پڑیگا کہ بعد خدا کے کوئی دوسرا شخص بزرگ ہے تو یہی ہے۔
روحی فداک یا رسول اللہ۔ پس کوئی شخص نبوت کی حقیقت کو
سمجہ لیگا تو امکان سے خارج ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کی تصدیق نکرے۔ یہ مختصر الفاظ تصدیق نبوت کے ایسے
شخص کے دل کی تشفی کے لئے جو کچہ بہی سمجہ بوجہ رکہتا ہے۔ مین سمجہتا
ہون کہ بالکل کافی ہین۔

۶۔ قرآن مجید مین جو تیرہ سو برس سے (۱۳۰۰ ہجری) معجزہ یقین کیا جاتا ہے
مین بہی اسکو معجزہ مانتا ہون مگر ہماری قدما نے صرف ایک اوپری دلیل اسکے
معجزہ ہونے کی قرار دہی تہی یعنی فصاحت اور کلام کی عمدگی اور وہ بہی اسلیے
ہے کہ آجتک کسی بشر سے نہ کسی فصیح بلیغ سے اوسکی ایک یا دس
آیتون کی برابر بہی ویسا فصیح کلام نہین کہا گیا باوجودیکہ اونسے بطور
مقابلہ کے کہا گیا کہ اگر کہہ سکتے ہو تو کہہ لاؤ۔ بلاشبہ مین بہی قرآن مجید کو
ایسا ہی فصیح و بلیغ تسلیم کرتا ہون اور کیون نہ تسلیم کرون جبکہ مین یقین کرتا

ہون کہ وہ خدا کا کلام اور وحی خدا ہے اوسکے الفاظ وہی ہین جو خدا کی طرف سے رسول کے دل مین ڈالے گئے تھے اور رسول کی زبان سے ہم لوگون تک پہونچے اور مین بھی قبول کرتا ہون کہ آجتک کسی بشر سے مثل اوسکے نہین کہا گیا۔ مگر مین اس دلیل کو ایک خام دلیل سمجھتا ہون اور جو الفاظ قرآن مجید مین اس امر کی نسبت آئے ہین اونکا یہ مطلب قرار نہین دیتا ہون اور اگر یہ دلیل ایک دلیل ہونے کی رتبہ مین بھی ہو تو بھی ایسی نہین ہے جو غیر معتقد لوگون کے مقابلہ مین پیش کیجا سکتی ہو۔ اور اونکے دل کو تسلی دیسکتی ہو۔ مین ایک اور دلیل رکھتا ہون جسکو مین اوس دلیل سے زیادہ مضبوط سمجھتا ہون وہ دلیل کیا ہے وہ ہدایتین انسان کے لیے ہین جو قرآن مجید مین بیان کی گئی ہین کوئی اور ہدایت اوسکی مثل بیشک نہین ہوسکتی۔ مین اوسکو بھی معجزہ بلکہ اصلی معجزہ قرآن مجید کا سمجھتا ہون۔

۷۔ اب مین اون بعض احکام کی نسبت کچھہ کہنا چاہتا ہون جو قرآن مجید مین مذکور ہین۔ مثلاً نماز۔ مین سمجھتا ہون کہ انسان مین جو فطرت خدا نے رکھی ہے اوسکے لحاظ سے نماز کو فرض کیا ہے۔

جس سے یہ مراد ہے کہ معبود کی یاد دل مین رہے اور انسان اوسکو بھول نہ جاوے۔ اپنا دلی نیاز و تنزل اوسکے سامنے ادا کرتا رہے یہی اصلی جزو نماز کا ہے جو خدا نے فرض کیا ہے مگر اسلیئے کہ یہ فرض کیونکر ادا ہو اوسکے لیے ارکان مقرر کیے ہین جو حقیقت مین اوسکی اصلی جزو نہین

ہین بلکہ اوسکے محافظ ہین اور محافظ ہونے کی حیثیت سے اصلی جزو سے جدا نہین ہوسکتے اور اسلئے اصلی جزو مین داخل ہوگئے ہین اور بطور اصلی جزو کے واجب الادا ہوگئے ہین - اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ طریقہ نماز کا خلاف فطرت انسان ہے -

سرسید کے اِس مضمون کا خلاصہ یہ ہے -

۱ - مذہب کی معیار صداقت یہ ہے کہ وہ انسان کی فطرت کے موافق ہو -

۲ - اسلام فطرت انسان کے موافق ہے -

۳ - اسلام کیا چیز ہے اِس ضمن مین توحید اور رسالت اوسکے ارکان خیال کئے ہین -

۴ - تبلیغ احکام شریعت مین سوائے رسول کے دوسرے کا اتباع شرک فی الرسالت ہے -

۵ - تصدیق نبوت کی بحث ملوانی ہے - نبوت کی صداقت پر چند باتین بطور خطابیات بیان کی جاتی ہین -

۶ - قرآن شریف کی خوبی پر بحث کی ہے -

۷ - احکام قرانی فطرت انسان کے موافق ہے -

ہر حصہ پر جداگانہ بحث ہوگی - سرسید نے اول دفعہ مین مذہب کی معیار صداقت یہ قرار دی ہے کہ وہ فطرت انسانی کے موافق ہو - اور فطرت انسانی کی گو تعریف نہین لکھی مگر اوسکی توضیح ان الفاظ مین کی ہے اگر مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خلقت اور اون قوا کے جو انسان

مین ہین اور اون خصوصی کی جو اون قوا سے انسان کیلئے پائے جاتے ہین
اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ مندی سے کام مین لانے سے
باز رکھتا ہے تو اس بات مین شبہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا
بھیجا ہوا ہے جسنے انسان کو بنایا ۔ اگر عام طور سے اس مضمون کا نتیجہ
نکالا جائے تو جن مذہبون مین رہبانیت ۔ تجرد ۔ یا کسی عضو کا بیکار
کر دینا ۔ یا محنت شاقہ کرنا جسکا انسان متحمل نہو ۔ یہ امور جائز ہین وہ اس
معیار سے خارج ہو جاوینگے ۔ اور یہان تک یہ اصول ٹھیک ہوگا ۔
مگر جب انسان کی فطرت ۔ خلقت ۔ قوا سے خاص بحث کیجاویگی تو اوقت
یہ مشکل پیش آویگی کہ وحشی ۔ اور تعلیم یافتہ کی فطرت خلقت ۔ قوا ۔ مین بہت
فرق ظاہر ہوگا ۔ علاوہ اسکے ہر اقسام ملک اور موسم کا اختلاف بھی ان
تینون مین امتیاز پیدا کر دیتا ہے ایسے وقت مین مذہب کی مناسبت
مختلف فطرت ۔ خلقت ۔ قوا سے کیسے باقی رہسکتی ہے ۔ اور کیسے
موازنہ ہوسکتا ہے ۔
البتہ اگر اس بات پر زور دیا جائے کہ جو مذہبی احکام ہین وہ ہر ملک ہر
موسم ۔ وحشی ۔ تعلیم یافتہ ۔ کے لئے مناسب ہین ۔ اور ملک ۔ موسم
تعلیم ۔ جہل ۔ کی موافقت یا ناموافقت کا کچھ خیال نہ کرنا چاہئے تو اوسوقت
یہ قاعدہ معیار مذہب ۔ اور فطرت کی مطابقت کا ٹوٹ جائیگا ۔ مگر حقیقت
یہ ہے کہ مذہب ایک قسم کی تعلیم ہے اور اوس سے انسانی فطرت
خلقت ۔ قوا ۔ کی بقا اور اصلاح مقصود ہے ۔ یہ معلم انسان کے اخلاق

اداب معاشرت کا ہے ۔
میری راے مین سرسید کا خیال اگر بالفعل اور فوری موازنہ کرنے مذہب
اور فطرت کا ہے تو صحیح نہین ہے بلکہ اگر مقصود اونکا امتحان مذہب او فطرت
کا ہے تو بیشک صحیح ہے یعنی یہ کہ جو مذہب امتحان مین مغرب فطرت
ثابت ہو وہ غلط ہے اور جو مصلح ثابت ہو وہ سچا ہے ۔

تجویز دویم یہ ہے کہ اسلام فطرت انسان کے موافق ہے

اس امر کی بابتہ سرسید نے وجوہ پیش نہین کئے نمبر ۲ مین توحید اور رسالت
کا مجمل ذکر کیا ہے ۔ نمبر ۳ مین تبلیغ احکام شریعت کو رسول پر محدود کیا ہے
نمبر ۵ مین رسول کی صداقت خطابیات سے ثابت ۔ نمبر ۹ ۔ ۔ ۔
مین قران کی خوبیان اور اوسکا فطرت انسان کے موافق ہونا ثابت کیا ہے
ان سب کو ملا کر اگر غور کیجئے تو سرسید کی تجویز کے بموجب اسلام فطرت
انسان کے موافق ہے ۔ مین اپنے آپ کو اس قابل نہین سمجھتا کہ سرسید کی
راے کی اصلاح یا ترمیم کرون مگر اوسکی توضیح اور تفسیر کرنا چاہتا ہون ۔
نمبر ۲ ۔ کی بابت میری یہ راے کہ اسلام ہر قسم کی فطرت کا مصلح ثابت
ہوا ۔ کل جزیرہ نما عرب رسالت سے قبل وحشیانہ حالت مین تہا ۔
اوسکی اصلاح کی ۔ قمار بازی مین قوم مبتلا تہی وہ اوس سے چہوڑوائی
اور اوسکو قبیح سمجہنے لگے ۔ شراب خواری وباے عام کی طرح پہیلی ہوئی
تہی اوسکو محض متروک ہی نہین کرایا بلکہ دلی نفرت اوس سے قوم کے لوگون
پیدا کر دی ۔ وحشت گشتی مشاقی ۔ اور فحش اور زنا کو بند کر کے انہین مظلوم

بیٹیون کو مار ہی جاتی تہین اور جو فاحشہ بنی ہوئی تہین اونکو محترم بیبیان بنایا ۔ غلامونکو جنکی حالت باربرداری کے جانورون سے بدتر تہی اونکے حقوق قائم کیے اور اونکی آزادی کی ترغیب دی ۔ اور امر نوحی کا ایسا قانون دیا جسنے وحشی عرب کو مہذب انسان بنادیا ۔ اور بقول ایک یورپین مورخ کے انسانی قربانی کی جگہہ نماز اور سجدہ اور خیرات کی تعلیم دی ۔

ایشیا ۔ افریقہ ۔ جزائر ۔ یورپ ۔ مین یہی ایک قانون قدرت تہا جو سب درجہ کے لئے مناسب تہا ۔ اسوقت تک مہذب یورپ امریکہ ۔ اپنی حالت کے مناسب سمجہتے ہین اور قبول کرتے جاتے ہین ۔ خطابیات کا حصہ سرسید کا آب زر سے لکہنے کے قابل ہے ۔ اسکے بعد کون صداقت نبوت مین کلام کرسکتا ہے کہ ایک اُمی شخص نے کس خوبی سے قومی اصلاح کی اور اوسکا نتیجہ بہی دیکہہ لیا کہ ایک بت پرست قمار باز ۔ شراب خوار ۔ عیاش قوم کو جو بیشمار فرقون مین منقسم تہی وہ ایک متحدہ قوم بن گئی اور تمام عیوب سے پاک ہوگئی یہ سب کچہہ ۲۳ برس کے ایک تن واحد کی محنت کا نتیجہ تہا ۔ اور اسی قوم نے تمام دنیا کی قومون مین ایک نئی روح پہونک دی ۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۰ کرور انسان یعنی ⅕ حصہ دنیا کی آبادی کا ایک رنگ مین رنگا ہوا ہے ۔ اور ایک مختصر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اوسکے پورے مذہب کا خلاصہ ہے ۔

کلام آلہی کی بے انتہا خوبیون مین سے ایک خوبی کا ذکر کیا جاتا ہے
کہ نفس طبیع کی اصلاح کسطرح کی۔
فطرتی اصلاح کے درجہ قانون قدرت (کلام آلہی) مین اسطرح ہین
اول درجہ طبعی یا فطرتی ہے۔ جسے نفس امارہ کہتے ہین۔
بانئی مذہب کا اخلاقی اثر پڑنے سے وہی فطرت نفس لوامہ کا رنگ
پکڑتی ہے اور تیسرے قلبی روحانی ہے اوس سے نفس لوامہ کو
نفس مطمئنہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ ان فطرتون کو آریہ مذہب والے
تموگن۔ رجوگن ستوگن۔ کہتے ہین یہی اصلاح مذہب اسلام نے کی
میری رائے یہ ہے کہ مذہب کی صداقت کا ثبوت نتیجہ بانئی مذہب
کی سعی کا دیکھنا ہے کہ کیسا ہوا۔ جسکو سرسید نے خطابات نمبر۲ کے
ذیل مین بیان کیا ہے۔
دوسرا ثبوت رہنما کے حالات زندگی۔ اور تیسرا النفس مذہب کا
جانچ کرنا ہے۔ یہ سب ملاکر صحت مذہب کا ثبوت ہو سکتا ہے
دراصل معیار صداقت کی بحث مناظرہ کی راہ کھولتی ہے۔ معیار صداقت
کے اصول کوئی صاحب مذہب ایسے قائم نہین کرسکتا کہ مخالف
جواب نہ دے سکے۔ البتہ ایک محقق ان تینون امور سے جو اوپر مذکور
ہوے ہین نتیجہ نکال سکتا ہے اور وہ قابل لحاظ ہو سکتا ہے۔ اور علاوہ
اسکے تینون سلسلہ مذاہب سے کچھ کچھ استنباط صداقت کا ہو
سکتا ہے۔

نمبر ۱۴

ہر سلسلہ مین برابر قدیم سی تغیر تبدل رہنما کا جاری رہا۔ اور آخر کو ایک رہنما عام ہونا۔ آیا انقلاب فطرت مین داخل ہے

تمام کائنات جو محسوس ہوتی ہے اوسپر غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ انقلاب ہی اعلی صفت اس دنیا کی ہے۔ اور تنوع اور ترقی کا باعث ہے۔ یہ انقلاب ہمیشہ بیرونی اثر سے ہوتا ہے۔ یا یہ کہنا چاہیے کہ دو چیزون کے باہمی اتصال سے نئی صورت پیدا ہوتی ہے پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تواتر انقلاب کے بعد قیام اور استقلال کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دوام کی شکل عادتاً پائی جاتی ہے

انقلاب۔ اور دوام۔ دونون صورتون مین اصل حقیقت معدوم نہین ہوتی کثرت۔ اور وحدت۔ دونون کا جلوہ نظر پڑتا ہے۔

انقلاب اور دوام طبعیات۔ اور معقولات دونون مین جہانتک قدرتی امور کا دخل ہے پایا جاتا ہے۔ مذہب بھی اسی قانون قدرتی کا پابند ہے۔

مذہب کی صورت بوجہ اختلاف معاشرت۔ زبان۔ قوم ملک کی بدلتی رہتی ہے۔ اوراسوجہ سے تین سلسلہ مذہب (مندرجہ نمبر ۱۳) کے دنیا مین پیدا ہوتے ہین۔ اور ہر سلسلہ مین رہنما نئے آتے رہے ہین۔ مگر باوصف تجدید مذہب ہر سلسلہ کے رہنما یہی کہتے رہے کہ ہم نیا مذہب نہین لائے۔ پرانے کو تازہ کرنے آئے ہین۔

اگرچہ ظاہری صورت ایک سلسلہ کے قدیم اور جدید مین کچھ کچھ
فرق ضرور نظر آتا ہے مگر یہ تغیر زیادہ تر اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اصل
مذہب رہنما کے بعد جماعت کے ہاتہ مین پڑجاتا ہے۔ اور مختلف
رائین اور خیالات مذہب مین داخل ہوجاتے ہین اور مذہب ایک
مجموعہ الہامی۔ اور انسانی۔ ترکیب کا ہوجاتا ہے۔ اور اس عرصہ
مین تمدن بھی نیا رنگ پکڑلیتا ہے۔ ان اسباب سے مذہب
جدید خواہ مخواہ نئی صورت مین پیش ہوتا ہے۔ قدیم صورت
اگرچہ اختیار کیجاتی تو جوش اور ولولہ پیدا نہین ہوتا۔ علاوہ اسکے
مجموعہ الہامی۔ انسانی۔ کی ترکیب بدلنا گویا نیا مذہب بنانا ہے
اور پھر آپس مین ضد اور اختلاف پڑجاتا ہے۔ یہ اصلی سبب قدرت
کے نئے رنگ مین نشو نما ہونے کا ہے۔ یہی فطرت تمام کائنات
مین ہے اور یہی مذہب کے تغیر کا باعث ہے۔
مضامین سابق (نمبر ۱۔ ۱۳) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایشیا کے تین حصہ
مذہب نے کر دئے تھے۔ شرقی بودہ یا چینی مذہب۔ وسطی آریہ یا ہندی
مذہب مغربی۔ مذہب اہل کتاب۔ اور ان تینون سلسلون مین سے
ہر سلسلہ مین یکے بعد دیگرے رہنما ہوتے آئے مگر ہر سلسلہ کے رہنماؤن
کے حدود ارضی قریب قریب مثل سابق کے رہے یعنی قدیم رہے۔ ہر
خیال محال تھا وہ نہوا۔ باعث یہ تھا کہ ذریعہ آمد و رفت دشوار
گذار تھے اسلئے دوسرے سلسلہ کی حد مین کم دست اندازی ہوتی تھی

دوسری وجہ یہ تھی کہ قدیم رہنماؤن مین سے کسی نے ادعا رعام عملاً نوع انسان کے لئے رہبر ہونے کا نہین کیا اسلئے حدود ارضی مذہب کی کم بدلتی رہی۔

تخمیناً قریب پانچ چھہ ہزار برس تک ہر سہ سلسلہ مین رہنماؤن کا ظہور بغرض اصلاح مذہب کے ہوتا رہا ہے۔ شرقی سلسلہ مین چوبیس۲۴ سو برس سے رہنما جدید کا مبعوث ہونا بند ہوا۔ آخری رہنما گوتم بودہ تھا۔ وسطی سلسلہ زردشتی مین ستائیس سو برس سے جدید رہنما کا ظہور نہین ہوا۔ غربی سلسلہ مین دو ہزار برس حضرت عیسیٰ کو ہوے۔ ہر سلسلہ مین توحید کا اظہار الگ الگ ڈھنگ سے ہوا۔ شرقی مین خدا۔ انسان۔ کائنات۔ کو ایک قبول کیا۔ اور وحدت الوجود کا اظہار کیا۔ اور اوسکا نام بودہ یا عقل کل رکھا۔ اور انسان نفس کشی اور تصور سے ترقی کر کے خدا سے واصل ہوتا ہے۔

وسطی مین خدا۔ انسان۔ رب النوع دیوتا جنکے ہاتھ مین نظام کائنات ہے جدا جدا اور درجہ بدرجہ ہین۔ انسان۔ رب النوع کے وساطت سے خدا تک پہونچتا ہے۔

غربی مین خالق۔ مخلوق۔ بالکل جدا ہین۔ مخلوق مین انسان اشرف المخلوقات ہے اس مین رہنماؤن کو خالق نے اپنی خاص نشانی مثل عصا ر موسوی۔ شان مسیحائی امتیاز کے لئے عطا کی۔ ہر سہ سلسلہ مین رہنماؤن کے بعد شرک پیدا ہوا۔ شرقی مین رہنما کو الوہیت کا درجہ دیا گیا۔

وسطی مین خود رب النوع کی پرستش ہونے لگی - غربی مین خدا کی
کی تجزی خاص نشانی کی وجہ سے ہوے اور تثلیث قائم ہوئی جب
تینون سلسلون مین توحید اسطرح ابتر ہوگئی اور شرک عام ہوگیا
اوسوقت غربی سلسلہ مین رہنما کا ظہور ہوا جسکو ابتک تیرہ سو برس
ہوئے - اور حضرت عیسیٰ کے بعد سات سو برس ہوے - پہلے
رہنما اپنے سلسلہ کی صداقت کرتے چلے آتے تھے - اس آخر
رہنما نے سب قوموں کے ہادیوں کی صداقت خدا کے کلام سے کی -

١ - لکل قوم ہاد -

٢ - وان من امتہ الا خلا فیہا نذیر

٣ - قولوا امنا باللہ - وما انزل الینا - وما انزل الی ابراہیم - و
اسمعیل و اسحق - و یعقوب والاسباط - وما اوتی موسیٰ - و عیسیٰ
وما اوتی النبیون من ربہم - لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون -

اس صداقت عامہ کے ساتھ یہ ادعا رکیا کہ یہ رسالت تمام دنیا کے
لئے و واسطے ہے - اور اسکے بعد اختتام رسالت ہے - ہر
ذی ہوش خیال کرسکتا ہے کہ بعد مختلف قومی تعلیم مذہب کے اور
اسکے ایک قسم کی ابتری پیدا ہونے سے قدرتاً یہ ضروری اور لازمی تھی
کہ اب تعلیم مذہبی یکسان ہو - اور چونکہ شرک تینون سلسلہ مین پیدا ہوا
باوصف اسکے کہ تینون مین طریقہ توحید کے مختلف تھے اب اصلاح
شرک کی واجب ہوی - اب سب اسباب پر غور کرنے سے

اب ایک ہی رہنما دنیا کی قوموں کے لئے ہونا چاہیے۔ علاوہ اسکے تمدن یورپ کا میلان کل بنی نوع انسان کے متحد کرنے کا ہے اور یہی مدعا مذہب کا ہے کہ وہ بھی انسان کے لئے یکسان ہو۔ آخر رہنما کی کتاب مقدس بھی یہی ظاہر کر رہی ہے کہ یہ قانون سب قسم کے انسانون کی ضرورتون کے خیال سے بنایا گیا ہے۔ اور اس مین دیگر کتب مقدس مین خاص قانون اور عام قانون ہونیکا فرق ہے۔ اسکی چند مثالین ہر قسم کی یہان درج کیجاتی ہین اون سے اس کے عام قانون ہونیکی تائید ہوگی۔

۱۔ توحید کے ذہن نشین کرنے اور شرک کے مٹانے کا اہم مقصد اس کتاب مقدس کا ہے اور اوسکا اظہار ایسے طریقہ عام فہم سے کیا گیا ہے کہ سب کی سمجھ مین آسکے۔ اور مختلف حصہ دنیا مین شایع ہونا خود اس امر کی دلیل ہے کہ یہ عام فہم ہے۔

۲۔ مسئلہ تعدد ازدواج۔ و ازدواج واحد۔ کس خوبی سے ہر قوم اور ملک کے لحاظ سے قائم کیا گیا ہے۔

گرم ممالک جہان پہلے سے دستور تعدد ازدواج جاری تھا۔ وہان مرد اور عورت دونون کے طبیعتین عادی ہوگئی تھین وہان عدل ممکن تھا اسلئے وہان تعدد جائز کیا گیا۔ سرد ممالک مثل یورپ جہان ازدواج واحد کا قاعدہ تھا وہان کے باشندے اسی کے عادی تھے وہان تعدد ازدواج مین عدل ہونا غیر ممکن تھا اسلئے وہان ایک ہی جائز ہونا

الہامی مذہب مین انسانی خیالات جب مخلوط ہوجاتے ہین تو وہ گندہ
ہوجاتا ہے وہ قابل استعمال نہین رہتا ۔ از سرِنو تجدید مذہب کی
ضرورت ہوتی ہے اور وہی عمل کے قابل ہوتا ہے ۔

نمبر ۱۵

مذہب سے انسان کو کیا نفع پہونچا

مذہب انسانی معاشرت کی پُشت پناہ ہے ۔ مذہب اگر نہوتا تو
انسان مین بیم رجا کے مادہ کو کبھی تقویت اندرونی نہوتی اور نہ اعتدال
انسانی حالت مین پیدا ہوتا ۔ نہ خواص کو عوام کی تکلیف رسانی سے
کبھی تنبہ ہوتا ۔ نہ عوام کی طبیعتین شور شر سے باز رہتین ۔ نہ مختلف
رنگ اور نہ مختلف مزاج ۔ نہ مختلف ملک کے اقوام مین قوت اجتماعیہ
پیدا ہوتی ۔ اگر مذہب نہوتا تو کبھی اتحاد قومی نہ قائم رہتا ۔ نہ تمدنی حالت
استقلال ہوتا ۔ ملکی سخت قواعد تہدید و غضب کے فی نفسہٖ انتظام
قائم رکھنے کے لئے کبھی کافی نہوتے ۔ اگر بادشاہ مین محافظ دین یا حامی
دین ہونے کا پرتو نہ داخل ہوتا ۔ اور نہ کبھی ہمدردی رعایا اور بادشاہ
مین ہوتی ۔ تمام دنیا کے علوم کی نہ کبھی ایجاد ہوتی اور نہ ترقی ہوتی اگر
مذہب انسانی دماغ کو روشن نہ کرتا ۔ تصور خدا کا ایسا فلسفانہ طریقہ
ہے کہ جسکو یہ رتبہ ہوا اوسکی فطرت مین ایک جامعیت کی کیفیت
پیدا ہوجاتی ہے اور اوسی سے عالم بن جاتا ہے (جیسا کہ آخیر ہما

کی کیفیت ہو لے) اور بالطبع انسانی ہمدردی اوسکو ہوتی ہے
اور اسوجہ سے عمدہ اخلاق اور معاشرت کے قواعد کا وہ رہنما
ہوتا ہے۔

مذہب انسان اور انسانی معاشرت کی روح ہے اگر مذہب نہوتا
تو انسان کی کبھی جماعت متحد نہ ہوتی۔

بعض ناانصاف انگریزی وجرمنی فلسفی مذہب پر بہتان ودغابازی کا
لگاتے ہین۔ اور اونکا یہ بھی خیال ہے کہ مذہب سے بجز سفاکی اور
ظلم کے اور کسی امر کی ترقی نہین ہوی۔ بالخصوص مذہب وحدانیت
کو سب سے زیادہ ظالم اور جابر کہتے ہین۔

یہ امر صحیح ہے کہ مذہب اہل کتاب خصوصاً اسلام کی اشاعت مین خونریز
جنگین واقع ہوئین۔ مگر نتیجہ دنیاوی اوسکا دیکھنا چاہیئے کہ اچھا ہوا یا
برا آغاز اسلام کے وقت۔

یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ کیسے تنزل کی حالت مین تھا۔ کتاب انگریزی
مسمی بہ افسانہ قوم سے خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

روم کے مشرقی ملک نہایت خراب اور ذلیل حالت مین تھے۔
شام۔ مصر۔ یونان۔ مشرقی ایشیا کو خود ذلیل رومی چھٹی صدی کی
نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور رومیون کا یہ حال تھا کہ اونکے یہان
خواجہ سرا۔ غلام۔ اعلی عہدون پر تھے۔ اور ملکی معاملات مین سراسر
کھلی ہوی دغابازی اور دیدہ ودانستہ جھوٹ جاری تھا۔

مشرقی رومیون کے اوصاف بزدلی تعیش - اور دغابازی کے تھے
اور ان افعال نے اونکو خراب کر رکہا تہا -
برائی کی بڑی شکلون سے بڑے شہر کم بچتے ہین - اور قسطنطنیہ چھٹی صدی
کی لندن اونیسوین صدی سے مختلف نہ تہی -
یہ اوس مورخ کے اقوال ہین جو برابر آدمیون کے برے افعال کو تاویلون
اور مثالون سے اصلاح کرنا چاہتا ہے -
یہی مورخ ایرانی اور رومی سلطنت کا اسطرح ذکر کرتا ہے -
صلح ۶۲۸ء کے بعد یونانی - ایرانی - لڑتے لڑتے عاجز ہوگئے تھے اور
کسی مین جان باقی نہ رہی تہی - اسوقت ان دونون کو نئے دشمن کا
مقابلہ تہا - جب خسرو - ہرکیوس - آپس مین لڑ رہے تھے - عرب مین
ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہونے والا تہا - یہ اول اور نیز تاریخ کا
آخری واقعہ ہے جو عرب پیدا کر رہے تھے - جہانسے ایک شخص ایسا
پیدا ہوا - جو دنیا کی طبیعتون کو مطیع کرنے والا تہا - اور دنیا کے حالات مین
ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے والا تہا - اور بڑہ اعظمون کی شکلین بدلنے
والا تہا - آٹہہ سات برس پہلے انگریزی مورخ مسلمان قوم کے نظارون
کے جوش کو کم خیال مین لاتے تھے - مگر طای - الوقیہ - کے لڑائیون نے
وہ خیال دور کردیا ایسا دہاوا جو انگریزی قلعہ (مربع) کو توڑ ڈالے اوسمین
ہنری ایلیٹ برابر جگمگا رہے تھے اسکو تحقیر کی نگاہ سے نہ دیکھنا چاہیے -
یہی جوش تہا جو عربون نے حضرت اور خلفا کے وقت مین شام کے

جنگون مین دکہایا۔
اسی کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اوسوقت ابتری علمی اور اخلاقی ساری دنیا کی تہی۔ اور جو جو دنیاوی کرشمہ اِس قوم نے اور مذہب نے تینون برہ اعظم مین دکہائے وہ دنیا کے عجائبات سے ہین۔ (مضمون نمبر ۱۱ مین یورپین محققین کی رائے لایق ملاحظہ ہے)
دنیا مین سب سے بڑا کام جو مذہب نے کیا وہ اخلاقی حالت کی اصلاح ہے۔ تاریخ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اجماع مختلف فرقہ کا بجز مذہب کے اور کسی طریقہ سے ہوا ہے۔ توحد سلطنت سے کبہی ایک قوم نہین بن سکتی تہی جب تک مذہب کی روح اونہین نہ داخل ہوتی اور عام وخاص مین باہم اتفاق پیدا کرنے کے لئے مذہب سے زیادہ کوئی شے نہ تہی۔ جب تک اجتماعی حالت نہ پیدا ہوئی تہذیب کی ترقی محال تہی۔ وحشی اقوام مین جس مین مذہب کے اصول متفرق ہین اونہین دیکہو کہ کوئی بڑی قوم بنی ہے یا آیندہ بن سکتی ہے۔ اونہین بالعموم چہوٹے چہوٹے فرقہ اور گروہ ہین اور حکومتیں ہین۔
ایرانی۔ مصری۔ بابلی۔ یونانی۔ رومی۔ مسلمانی۔ قومون نے عظیم الشان سلطنتین دنیا مین قائم کین۔ جہانتک مذہب کو توسیع ہوتی گئی۔ وہانتک وہ قومین متحد ہوتی گئین۔ اور اوسیقدر سلطنتون کو مضبوطی ہوتی گئی۔
مسٹر میکس میولر کی رائے ہے کہ زبان۔ اور مذہب۔ دو باعث

قوم بنے کے ہوئے ہین - وہ کہتے ہین کہ زبان مین فی نفسہ کوئی بات
ایسی نہین ہے کہ جماعت کو متحد کرے - بلکہ مذہب ہی مین ایسی قوت
جاذبہ اصلی ہے کہ جو جماعت کو متحد کرتی ہے -

شوپنہار جرمن فلاسفر کی یہ رائے ہے کہ یونان اور روم مین گو مذہب تھا
مگر مذہب کی ایک خاص حد تھی وہ معاشرت انسانی کو گھیرے ہوئے
نہ تھا تو جیسے ترقی بلا مذہب کے سہارے ان قومون نے کی - ایسے ہی تمام
دنیا بغیر مذہب کے ترقی کر سکتی تھی - یہ دلیل خلاف واقعہ کے ہے
یونان تمام دنیا کے مذاہب کا مخزن تھا - زردشتی - یہود - آریہ
مذہب کی بت پرستی - فلسفی مذہب - یہ سب وہان جمع تھے -
دنیا مین بغیر مذہب کے کہین ترقی نہین ہوئی - قدیم قوم مصری جسکو تمام
یوروپین مورخ حد سے زیادہ مذہب کا پابند بتلاتے ہین - دیکھو
اوسنے کیسی ترقی کی - سب مورخ یہ کہتے ہین کہ یونان مین عمارتین خوشنما
ہین مگر شان شوکت مصر کی سی نہ تھی - ریاضی علم ہیئت نے مصر ہی مین
ترقی کی - یونان نے اوسکی تقلید کی - اخلاق و دنیا مین بہتر مصر سے نہ تھا -
فلاحت و زراعت مصری کا حصہ تھا - جہاز رانی اہل فنیشیا مصر کے
متعلقون سے یونان نے سیکھی - لقمان حکیم سب سے پہلے مصر ہی
مین پیدا ہوا - جسکے فلسفہ کی تقلید یونانی حکما نے کی - الغرض سب سے
بہتر جو ترقی کی وہ اصول قانون مین اہل روم نے کی ہے - اسکی خاص وجہ
تھی کہ سلطنت کی وسعت ہوئی اور قومی امتیاز کرنے کے لیے ہمیشہ قانون

بنائے جاتے تھے اور اپنے ہمسایہ یونان کی بربادی باہمی نفاق سے
دیکھکر اپنی قوم کو زیادہ قوی کیا جاتا تھا۔ یہ اسباب ترقی کے ہوئے
یورپ مین بیشک مذہب عیسائی کے سخت تعصب نے ترقی
تہذیب کو روکا۔ اِس تعصب کے بڑہنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ مذہب
عیسائی مین اول ہی سے مختلف فرقہ بہت سے ہوگئے تھے جو ایک
دوسرے کے دشمن تھے۔ اور علاوہ اسکے یورپ کی مذہبی سلطنت
قائم ہوگئی۔ اور اوسنے علوم کو فروغ ہونے نہ دیا۔ اور علوم کو مخالف
مذہب تصور کیا۔ اسلئے تہذیب کی ترقی رکی رہی اور اسکے بعد
ایک رقیب مذہب اسلام پیدا ہوا۔ وہ یورپ کی طرف بڑہتا
آتا تھا۔ اِس سے اور بھی عیسائی عقیدون مین سختی ہوی۔ اور جہاد
یورپ نے جو مسلمانون پر کیا سب سے زیادہ مذہب عیسائی
مین تعصب پیدا ہوا۔ یہ وجوہ اتفاقیہ ایسے پیدا ہوگئے کہ مذہب نے
تہذیب کی ترقی کا موقع نہ دیا۔

جب تک مذہب نہ تھا کوئی پشت پناہ یا سہارا مستقل انسان کیلئے
نہ تھا اور تحقیقات اور تجربہ ایسے متغیر آلے تھے کہ ہر شخص اونمین اپنی ایجاد
سے بدل سکتا تھا اور نیز مضبوطی سے ہر حالت مین بھروسہ نہین ہوسکتا تھا
تمام حیوانات کو قدرت نے ایک ایسی مضبوط اور مستحکم آلہ یعنی عقل جبلی
عطا کی تھی کہ اونکو کسی سہارے کی ضرورت نہ تھی وہ پیدا ہوتے بغیر وسوسہ
کرکے بلا وغدغہ اپنی ضروریات بہم پہونچاتے تھے۔

انسان کو اوسکے عیوض مین ایک عمدہ شئے عنایت ہوئی جو غایت درجہ
تجربہ سے ترقی کر سکتی تھی۔ مگر کوئی مستقل سہارے کی شئے اوسکے پاس
نہ تھی اور وہ مضبوط سہارا اس مذہب سے ملا۔ یعنی انسان اگر مذہبی
احکام کا پابند رہے تو اوسکا دل ایسا قوی رہتا ہے جیسا کہ حیوان
عقل حیوانی سے ہوتا ہے۔ خصوصًا وقت مرگ مذہب ہی ایک
شئے ہے جس سے کچھ سہارا ہو سکتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ انسان باطل اور کاذب کی شناخت کیسے کرے اسکا بڑا ثبوت
مخلوق کی عقل اور تجربہ ہے۔ شعبدہ باز۔ ساحر۔ اور اہل تسخیر پیدا
ہوے۔ مگر وہ ہمیشہ اوسی طرح سے مانے گئے۔ اور اگر کبھی اونکی شناخت
مین دہوکا ہوا تو اونکے مرنے کے بعد قلعی کھل گئی۔

یہ کہنا کہ اختلاف مذاہب کیون ہوے اور ایک ہی مذہب دنیا
مین کیون نہوا جبکہ خالق کو انسان کی کمزوری رفع کرنا منظور تھا اسکا
جواب یہ ہے کہ تمام دنیا مین یکے بعد دیگرے تجدید مذہب کی ہوتی
رہی اور مختلف رہنما ایک وقت مین کبھی نہین ہوے۔ اصل مذہب کی
بگڑتے بگڑتے یہ مختلف شاخین ہو گئی ہین۔ اسلیے بھی انسان کا کچھ
نہ کچھ سہارا ہے اور تقویت کا باعث ہے۔ اگر مذہب دنیا مین
نہوتا تو انسان کو کبھی ایسی مضبوطی دل کی نہوتی اور نہ کوئی کام قوت اور
جرأت کے ساتھ کر سکتا۔

انسان کے تمدن مین کوئی جزو ایسا نہین ہے کہ باہمی لین دین۔ معاوضہ

یا ضرورت اوسکے اجزا مین نہو - انہین اسباب سے تمدن قایم ہوا ہے
مذہب مین نہ کوئی ظاہری ضرورت - نہ ظاہری معاوضہ نہ ظاہری
باہمی لین دین ہے - اسمین ایک نامعلوم برقی قوت اجتماع انسانی
کی ہے کہ جو بظاہر محسوس نہین ہوتی مگر ہر فرد بشر کو باہم متحد کرنے مین
ویسا ہی اثر رکھتی ہے جیسا کہ تمام کائینات کو ایک قدرت قائم
کئے ہوتی ہے اخلاق جو تمدن کی جان ہے - وہ مذہب کا ایک رکن
اعظم ہے - خواہشات نفسانی کو اعتدال مین لانا یہ مذہب کا
کام ہے اور یہی جڑ اخلاق کی ہے - یہ مذہب کی بدولت پیدا ہوا
اِس نامعلوم قدرت (مذہب) نے انسانون مین باہم ایسا
پیوند لگایا کہ جسمون کو متحد کر دیا - اور بعد زوال جسم کے روحون
کو یکجا کیا - ایسا پیوند تمدن نے باہم انسان کے کوئی نہ لگایا تھا
کہ موت کے بعد بھی قایم رہے -

نمبر ۱۶

مذہب کی ترقی و تنزل کا اندازہ

مذہبی ترقی و تنزل کے اندازہ کرنے مین یہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے
کہ رہنما کے اقوال اپنی اصلی حالت مین بلا آمیزش کمی بیشی کے قایم رہنا
یہ ترقی کا مفہوم ہے - اور اوس مین کمی بیشی معلوم ہونا یہ مذہب کے
تنزل کا مفہوم ہے - واقعی یہ نہ ہے کہ مذہب کے لئے ترقی اور تنزل

کے الفاظ صادق نہین آتے - کیونکہ اصل مذہب مین گھٹانا اور
بڑہانا دونون منع ہین - اور گھٹانے اور بڑہانے سے تنزل کی مراد
ہوسکتی ہے - مگر ترقی کی حالت کسیطرح ظاہر نہین ہوسکتی - البتہ
بلحاظ کمی بیشی تعداد معتقدین کے عروج زوال کہا جاسکتا ہے اور
اِس خیال سے ترقی اور تنزلی بہی کہہ سکتے ہین - اور اِس مضمون مین
اِس ترقی اور تنزل کی تعداد سے بحث نہین ہے - اِس مین مذہبی
نظام سے بحث ہے -

ایک مذہب مین فرقے کثرت سے ہونا وہ حالت ابتری مذہب
کی ہے - اوسے تنزل مذہب کا کہنا چاہیے مختلف فرقے مذہب
مین قائم ہونے سے اصول مذہب پریشان ہوجاتے ہین اور یہی
سبب بربادی مذہب کا ہوتا ہے -

مذہب کے پشت و پناہ علماے دین ہوتے ہین اور جب باہم
اصول مذہب مین متواتر اختلاف ہوے تو عوام خواہ مخواہ کسی
فرقہ کے علماے کے مقلد ہوجاتے ہین اور رفتہ رفتہ وہی اپنے
گروہ کو حق پر سمجھنے لگتے ہین اور جب ایک زمانہ دراز اِس
تقلید کو ہوجاتا ہے تو وہ ایک جداگانہ جماعت ہوجاتی ہے اور
جب مختلف جماعتین ہوئین تو باہم نزاع پیدا ہوجاتی ہے اور اِس
نزاع کی اوسیطرح ترقی ہوتی ہے جیسی اور دنیاوی امور کی ہوتی ہے
اور اصلیت معاملہ کی باہمی نزاع سے مخفی ہوتی جاتی ہے اور مذہب

ابتر ہو جاتا ہے۔ قومی اتحاد زائل ہو جاتا ہے جسقدر فرقے مذہب مین
کثرت سے ہوتے جائینگے تو عام اصول جو مختلف فرقے تسلیم کرین
اوسیقدر وہ کم ہوتے جائینگے۔ اور جسقدر زمانہ گذرتا جائیگا بوجہ
نزاع فرقہ اصلیت مخفی ہوتی جائیگی۔ اور بالآخر یہ نتیجہ ہوگا کہ
جماعتین بڑہتی جائینگی۔ اور مذہب جماعت مین متفرق ہوتے ہوتے
ہر شخص دعویدار ہونے لگے گا اور بجائے اسکے کہ مذہب باعث
اجتماع ہو وہ باعث افتراق ہوگا۔ اور یہی اصلی حالت تنزل کی ہر
مذہب کا ایک دوسرا سبب تنزل تغیر معاشرت و تہذیب ہی
جب مذہب حالت موجودہ انسان کے موافق نہین ہوتا یا یہ کہ
مخالف اوس حالت کے ہوتا ہے تو اوسمین تاویل کرکے تہذیب کے
موافق کیا جاتا ہے۔ اور مذہب کو تہذیب کے سانچہ مین ڈہالا
جاتا ہے۔ اور اصلیت مذہب مخفی ہوتی جاتی ہے۔ اور جسقدر تہذیب
مین تغیر ہوتا جاتا ہے اور مذہب اوسکے ساتہ چلتا رہتا ہے تو اصلیت
مذہب بالکل معدوم ہو جاتی ہے۔
غرضکہ مذہب کو دیندار۔ اور دنیادار۔ دونون کے ہاتہ سے
نقصان پہونچتا رہتا ہے اور یہ دونون باعث اوسکے تنزل کے
ہوتے ہین۔ تیسرا تنزل ضعیف الاعتقادی ہی جو رفتہ رفتہ بت پرستی کے
درجہ پر پہونچ جاتی ہے۔
مثل تہذیب کے یہ ممکن نہین ہے کہ مذہب کی اصلاح جماعت سے ہو

مذہب کی اصل وحدانیت پر ہے اور ایک ہی شخص اوسکا مصلح ہوسکتا ہے
اوسی کی ایک نگاہ سب عیوب پر جاسکتی ہے۔ وہی حسن وقبح تبلا سکتا ہے
اور یہی سبب ہے کہ بانی مذہب شخص واحد ہوتا ہے۔
تہذیب مین مختلف فرقے قائم ہونے سے نامعلوم شئے کی تحقیقات
کی راہ کہلتی ہے اور علوم کی باریکیان معلوم ہوتی ہین۔
مذہب منقول شئے ہے اوسمین مختلف فرقے قائم ہونے سے مختلف
منقول قائم ہوتے ہین اور اصلیت جاتی رہتی ہے۔
یہ اسباب اور اندازہ تو تنزل اور بربادی مذہب کا ہوا۔ مگر
ترقی کی حالت دیکھنی چاہیئے۔ مذہب کی ترقی اوسیوقت متصور
ہوگی۔ جب تک اوسکے اصول صاف اور سیدہے ہون اور مذہبی
گروہ مین باہم اتفاق اور اتحاد بڑہتا جائے۔ اور جو فرقے اوس مین
داخل ہوتے جائین وہ ایک ہوتے جائین۔ قدیم اور جدید مین کوئی
امتیاز نہو۔ یہ معلوم ہو کہ سب قوم ایک خیال اور ایک راہ پر چلتی ہے
کثرت اقوام کا قبول کرنا مذہب کا یہ عین دلیل اسکی ہے کہ مذہب
قومون کی حالت کے موافق ہے اور مذہب ترقی پر ہے۔
یہ ممکن ہے کہ نئی قوم کے مذہب مین ہنوز وہ اسباب تنزل نہ پیدا
ہوے ہون جو قدیم مذہب مین تہے۔ غرضکہ مذہب پر بلحاظ تعداد
کے ترقی کا لفظ صادق آتا ہے ورنہ نہین۔

نمبر ۱۷
مذہب اور تہذیب کی بحث

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے تین سلسلہ قرار پاے ہین
اور ان تینون سلسلون مین آخر مذہب اسلام ہے اور اس مذہب کی
حالات بہی تفصیل سے ملتے ہین۔ اسلئے اسی مذہب کو بحث کے لئے مضمون
ہذا مین منتخب کیا ہے اور دنیا کے آخری تہذیب یورپین تہذیب ہے وہ
مقابلہ کے لئے اختیار کی ہے۔ اس تہذیب کا آغاز یورپ سے پندرہ صدی
عیسوی مین ہونا کہا جاتا ہے اور یہہ اب تک جاری ہے۔ یہی دونون مقابلہ
اور موازنہ کے لئے مناسب ہین۔ مذہب کی تعریف پہلے بہت کچھ ہو چکی ہی
یہان صرف اسقدر توضیح کرنا کافی ہے۔ کہ مذہب کی بنیاد صانع کائنات کا
تسلیم کرنا اور اوسپر یقین لانا ایک برگزیدہ انسان کی شہادت پر ہے
اور اسکا نقش کالحجر ہونا صنائع بدائع مخلوقات سے ہے اور اس توحید کیساتھ
جو نظام نیک وبد کا رسول نے ظاہر کیا۔ یہ قانون قدرت انسان کی رہنمائی
کے لئے ہے۔ اور یہ ناقابل ترمیم و اصلاح انسان کر ہے۔

اور تہذیب کی تعریف یہ ہے۔ کہ یہ عقلی نظام انسانی ہے جو ذیشعور
اور مہذب انسانون نے تحقیق اور تنقیح کرکے انسان کے فوائد اور معلومات
اور عمل کے لئے تجویز کیا ہے۔ اور اس کے حسن اور قبح پر ہمیشہ جرح قدح
ہوتی رہتی ہے۔ اور وہ رد و بدل ہوتا رہتا ہے۔

مذہب اور تہذیب کی عملی تعریف تو اوپر مذکور ہوئی۔ ان مین کچھہ اسرار

روحانی نظام مذہب کے اور تہذیب کے معنے بہی ہین۔ جن کی کیفیت و ابتدا وانتہا مفصل کچہ نہین معلوم ہوتی۔ صرف نام ہی۔ نام تنبیہہ و ترغیب او ربنیاد علوم کی لئی ظاہر ہوتی ہین۔

مذہب کی بنیاد ایک قدرت کاملہ پر ہے۔ جس کی ہستی کا ثبوت رہنمایان مذاہب کی شہادت اور صنایع بدایع مخلوقات پر ہے۔ اور اسی قدرت کاملہ کی یہ روحانی اسرار ہین جو یہان درج کئے جاتے ہین۔ ان کی حقیقت انسان کی حس وادراک مین نہین آتی۔

اسرار مذہب

(۱) مبدا۔ معاد۔

(۲) دوزخ۔ بہشت۔

(۳) ملائکہ۔

(۴) شیطان۔

(۵) صور۔

(۶) پل صراط۔

(۷) روح۔

(۸) روزِ الست۔ لوحِ محفوظ۔

تہذیب کے معنے بہی اس قسم کے ہین۔ کہ انسان اُن کی حقیقت کچہ نہین سمجہ سکتا۔ انسان نے معذور ہوکر اُن کی فرضی نام رکہہ لئے ہین۔ اور ان موہوم مضمون پر فلسفہ کی بنیاد قائم کی ہے۔

معمہ تہذیب غیر مرئی

(۱) حرکت۔

(۲) طاقت۔

(۳) قدرت یا فطرت۔

(۴) قوت جاذبہ۔

صنعت و حقیقت اشیاء کی توضیح کے لئے یہ نام رکھے گئے ہین۔ یہہ حس و ادراک مین نہین آتی۔ تہذیب کے معمے جو نظر آتے ہین۔ مگر محدود نہین ہوسکتے وہ یہہ ہین۔

معمہ تہذیب مرئی

(۱) جگہہ۔

(۲) وقت۔

(۳) شمار کثرات و احاد۔

یہہ دونون قسم کے معمے فلسفہ کائنات مین ہین نہ مذہب کے اسرار کی حقیقت کھلتی ہے اور یہہ تہذیب کے معمونکی وسعت ماہیت دریافت ہوتی ہے۔ علاوہ ازین مذہب اور تہذیب کا معیار سمجھنے کا عام فہم ہے۔ اُن کا مخرج جدا ہے۔ اور ان کی صداقت کی معیار بہی الگ ہے۔ مذہب کا مخرج رہنما یا رسول ہے۔ اور رسول اپنے علم کا حصول بذریعہ فیضان قدرت کاملہ ظاہر کرتا ہے۔ اور اس فیضان کا مذہبی نام الہام ہے۔ رسول کے الہام یا قول کی صحت رسول کے اطوار اور تاثیر کلام پر منحصر ہے۔ تہذیب کا مخرج حس و ادراک انسان ہے اور وہ بغیر

متواتر اعانت تجربہ اور تحقیقات اپنے ماتقدم کے کسی امر کی صحت کا فیصلہ نہین کرسکتا اور یہ فیصلہ بہی آیندہ دیگر ذیشعور تجربہ اور تحقیقات کا محتاج رہتا ہے۔ اور اسکا سلسلہ کبہی بند نہین ہوتا۔ اور ہمیشہ انسان کے لئے کہلا رہتا ہے۔ تاکہ انسان ترقی کرتا رہے۔

اہل مذہب کے نزدیک نظام الہامی۔ نظام عقلی۔ دونون عطیہ آلہی ہین اور دونون قابل قدر کے ہین۔ اور انہین دو عطیون کی وجہ سے انسان کو تمام مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔

اہل تہذیب کا ایک خاص فرقہ الہامی نظام کا قائل نہین۔ اُن کا اعتراض یہ ہے کہ یہ نظام حس و ادراک سے باہر ہے۔ اس لئے عقلاً قبول نہین کرسکتے معے نمبرا حس و ادراک سے باہر ہین۔ مگر ضرورتاً اُن کو قائم کرلیا ہے مذہب ایک خاص نظام انسانی ہے۔ اس کے انکشاف کی شرح کیون نہین کیجاتی۔ یہہ انسانی نظام جو انسان کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ اس کو انسان پیش کرتا ہے۔ اسکے پیش کرنے والے کو حس و ادراک سے جانچئے۔ اور نفس نظام کے عمل اور تاثیر کا بہی حس و ادراک سے وزن کیجئے۔ اور نتیجہ پر غور کیجئے۔ کہ کیا ہوا۔

ہر شاہد کی صداقت دو امر پر منحصر ہے۔ ایک یہ کہ شاہد معتبر ہو۔ دوسرے یہ کہ شہادت کے طرز سے صداقت پائی جائے۔ اسی پر اہل تہذیب کا برابر عمل درآمد ہے۔ مگر مذہب کے معاملہ مین اسپر عمل نہین کیا جاتا۔

رسول۔ اور نظام پیش کردہ رسول کو مثل امور عقلی کے جانچنا چاہئے۔ رسول کی

جانچ کے لئے اُس کی سوانح عمری بغور پڑہو - اور یہہ اندازہ کرو کہ ابتدا سے انتہا تک اُسکا مدعا زندگی اشاعت مذہب تہا یا نہین - اور اِسکی اشاعت مین کچہہ تکلیفین اٹہانا پڑین - اور دنیاوی فائدون سے دستکشی کی - اور اُن تکالیف کی وجہہ سے اپنے مدعا مین تزلزل ہوا یا نہین - اور اُس کی اخلاقی حالت کیسی تہی -

نظام پیش کردہ رسول کو دیگر موجودہ نظام مذہبی اُسوقت سے مقابلہ کرو - اور اس کے حسن و قبح کا فیصلہ کرو - نظام عقلی سے اس نظام کے اخلاق معاشرت کا مقابلہ کرو - اور بعدہ انجام اور نتیجہ پر غور کرو کہ اصلاح ہوئی - اور کیسے ہوئی -

اب اس امر پر لحاظ کرنا چاہیے - کہ ہر شے جو حس و ادراک کے ذریعہ سے نہ پہونچی - وہ انسان کے عمل کے قابل نہین - باوصف اسکے کہ رسول بہی قابل اعتبار ہو اور نظام بہی مصنوعی ظاہر نہو - اور جانچ مین بہی پورا اُترے اور اسکا نتیجہ بہی اچہا ثابت ہوا ہو - اور تہذیب مین جو معے ہین اور حس ادراک سے باہر ہین - اونکو تسلیم کیا جائے - اور ان پر تحقیقات کی بنیاد قائم کی جائے اس گروہ کے تعصب پر غور کرو - کہ ہر اشیا کی فطرت یا قدرت کو جو محسوس نہین ہوتی - اور نہ ادراک مین آتی ہے - اوسے تو قبول کرین - مگر فطرت مذہب جو انسان کی زبان سے نکلے - اور وہ انسان صاحب حس و ادراک ہو اوسے نہ قبول کرین - حیرت ہے - کہ ساکت فطرت تسلیم ہو - اور بولتی ہوئی فطرت تسلیم نہو - اصل سبب اس ہٹ دہرمی کا یہ ہے - کہ فطرت کی جگہہ اگر خدائی مذہب

داخل ہوگیا - تو وہ سب پر محیط ہو جائے گا - اور تہذیب کی راہ بند ہوجائیگی

اب خاص اعتراضات اس گروہ کے جو مذہبی نظام پر ہین - وہ سنئے - پہلا اعتراض آخر مذہب وحدانیت کے نظام پر ہے اور باقی عام ہین -

(۱) تعدد ازواج - طلاق - غلامی - نے نوع انسان کے مساوات مٹادی اور اخلاق کو خراب کیا -

(۲) الہام - اور الہامی تذکرے محض واہمہ اور تخیل ہین - عقلاً انکی صحت ثابت نہین - علاوہ اس کے علمی تحقیقات سے اکثر الہامی تذکرے غلط ثابت ہوئے

(۳) - چونکہ مذہبی نظام عقل اور تجربہ سے اصلاح اور ترمیم کے قابل نہین اور ابتداً مذہبی تعلیم ہونے سے وہ اقوال نوعمرون کے ذہن مین جاگزین ہوجاتے ہین - اسلیئے ان کی جانچ کرنے کی آیندہ سعی نہین ہوتی - اور ترقی کی راہ مسدود ہو جاتی ہے -

(۴) مذہب اپنے منقول قانون سے انسان کو قیدی بنا دیتا ہے - اور عقل کو کند کر دیتا ہے -

(۵) مذہب خدا پرستی خونریزی -

مذہب کے غازی قیمتی جانین بلا وجہ ضائع کرتے ہین -

امر اول - عرب مین فحش اور زنا کا ایسا رواج ہوگیا تھا - کہ جلسون مین بیٹھکر فخریہ اسکا ذکر کرتے تھے - روم مین زوجہ کی پابندی بالکل نہ تھی اور اپنے آشناؤن کو عام جلسون مین لئے پھرتے تھے - ایران مین نکاح کیلئے کوئی حد رشتہ کی معین نہ تھی - اور نہ تعداد معین تھی جسقدر چاہتے عورتین رکھتے

بے قید عیاشی کا یہی علاج تھا۔ کہ تعدد ازدواج جائز کیا جامی۔ اوسکی حد معین کردی جائے۔ یونائیٹیڈ اسٹیٹ امریکہ مین ایک فرقہ عیسائیون کا ہے جنھون نے مذہباً تعدد ازواج جائز رکھا۔ اور یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکے جواز سے اس گروہ سے عیاشی جاتی رہی۔ مہذب یورپ کو دیکھہ جہان ایک بیوی ہے۔ وہان کس درجہ عیاشی پہیلی ہوئی ہے۔

طلاق۔ یہ ایک انسانی ضرورت سے گہر کی خرابی رفع کرنے کے لئے مجبوراً جائز رکھی گئی۔ عیسائی اقوام جن مین طلاق جائز نہین۔ وہان علیحدگی شوہر اور زوجہ کی ہوجاتی ہے۔ اور دونون بار ثانی نکاح کرنے سے ممنوع ہوجاتی ہین ظاہر ہے۔ کہ شوہر و زوجہ یا بے انتہا اپنی خواہش نفسانی کا ضبط کرینگے۔ اور گہر کی آسایش کو خیرباد کہین گے۔ یا دونون عیاشی مین مبتلا ہونگے

غلامی۔ اِسکا الزام تہذیب یورپ اسلام پر نہین لگا سکتی۔ امریکہ کی غلامی چارسو برس تک اس بیدردی سے جاری رہی۔ کہ باربرداری کا جانور انسان بن گیا تہا۔ بتیس برس ہوئے۔ کہ اُسکی روک ہوئی ہے۔ اُسوقت ایک کروڑ بیس لاکہہ حبشی غلام امریکہ مین تہے۔ مسلمانون کے غلام بالعموم جنگ کے قیدی ہوتے تھے۔ اور اس قسم کے قیدی جنگ اب تک تہذیب یورپ نے جائز رکہی ہین بانئے مذہب نے ذاتی حقوق غلامون کو دئے۔ اور ہمیشہ غلامون کو آزاد کیا کرتے تھے۔ اور مسلمان غلام کے ساتہ مساوات کا برتاؤ ہوتا تھا۔

امر دوم۔ الہام یا وحی ایک وجدانی کیفیت ہے۔ جسکو انسان خود پیدا نہین کرسکتا۔ بلکہ ازخود پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح خواب مین انسان سمجھتا ہے

کہ مین باتین سنتا ہون - ویسے اسوقت بہی مخاطب شکل سے سنتاہی اور اوسکو یاد رکہتا ہے -

مصنف روضۃ الاحباب وحی کی صورت اس طرح بیان کرتا ہے بدانکہ نزول وحی بران حضرت بر چند نوع بودہ یکے از خوابہا راست - چنانچہ گذشت و در حدیث از عائشہ رضی اللہ عنہا - کہ اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ وفی الرویۃ الصادقۃ - دوم آنکہ جبرئیل در دل آنحضرت القا میکرد - بے آنکہ ویرا بہ بیند - چنانچہ آیۃ کریمہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین - دلالت بران میکند وحدیث صحیح ان روح القدس نفث فی روعی ان من تموت نفس حتی تستکمل رزقہا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب مقتضی آنست - سیوم آنکہ جبریل بران حضرت بصورت مردی متمثل میشد و وحی بروے میخواند و گویند - بیشتر بصورت دحیہ کلبی بود - وگاہ گاہ بعضے از صحابہ وے را میدیدہ اند - چہارم آنکہ وحی بران سرور فرود مے آمد - در مثل آواز درای وان صورت اشد صور وحی بود بروے - چنانچہ اگر درین حالت بر شتر سوار بودی ہر دو دست شتر خم گشتی واگر تکیہ بر ران یارے داشتے خوف شکستن ران وے بودی و در روز سرمای عرق از جبین مبین روان شدے - پنجم آنکہ جبریل را بر صورت اصل خود بے آنکہ متمثل بصورتے دیگر شود - بدیدے و وحی بروے خواندی - ششم آنکہ انچہ بروے نازل شدہ بالائے آسمان در شب معراج - ہفتم انچہ حضرت حق تعالے بے واسطۂ ملک با وے تکلم فرمودہ از ورائے حجاب چنانچہ در احادیث معراج

وارد شدہ ہشتم - انچہ با وے گفتہ بے واسطہ و بے حجاب در شب معراج
اس وحی کی حالت کو بعض اہل تہذیب دماغی عارضہ بتلاتے ہین مگر دیگر ہمشکل
روحانی اسرارون کو مرض نہین بتلاتے - اونکی صحت کے قائل ہین -
روحانی کیفیتون کا ثبوت مسمریزم کے عمل سے ظاہر ہے کہ معمول کی روح
عامل کی روح کے تابع ہوجاتی ہے - اور معمول کا حس و ادراک معطل ہوجاتا ہے
معمول کی روح مثل کل کے عامل کے ہاتھہ مین کام کرتی ہے - یہہ ایک بدیہی
ثبوت روح کے کرشمون کا ہے - مسمریزم اور وحی مین یہ فرق ہے کہ اول الذکر
انسانی روحون کا باہمی اتصال ہے -
اور وحی روح کائنات کا فیضان ہے - اور اسوقت انسانی روح کائنات
کی روح سے خاصکر واصل ہوتی ہے - اور جو کچہ تذکرہ اس حالت کا ہے
وہ قدرتی ہے - انسان کی قوت واہمہ اور تخیل کو اسمین دخل نہین - وہ
اسوقت بیکار محض ہوتے ہین - یہہ اعتراض کہ الہامی واقعے علمی تحقیقات سے
غلط ثابت ہوتے جاتے ہین - یہہ اُسوقت قابل لحاظ ہو کہ جب حس ادراک
کی تحقیقات کامل متصور ہو - اور مثل مذہب کے ناقابل ترمیم و اصلاح جرح
قدح کے ہوجائے - اور یہ امر علم کی حقیقت کے خلاف ہے - علم مین جہانتک
تجربہ اور انکشافات مزید ہوتے جاوینگے - اور ترمیم اور اصلاح ہوتی
رہیگی - وہ ترقی کرتا رہے گا -
ایسی بڑہنے اور گہٹنے والی شئے الہامی واقعہ کو غلط ثابت نہین کرسکتی
جبکہ یورپین علوم کی تحقیقات کی رفتار ایسی تیز ہے کہ ہر دس پچیس برس مین

ایسا انقلاب ہو جاتا ہے - کہ اگر ایک طالبعلم دس برس کا وقفہ دیکر پھر اس علم کو شروع کرے - تو اُسکو پُرانے اور نئے مین عظیم فرق معلوم ہوگا تو ایسے علوم کی بنیاد پر مذہب کو باطل قرار دینا نازیبا ہے - جب تک کہ مذہب مین ایسے محقق پیدا ہون جیسے کہ علوم مین ہین اُسوقت تک مذہب کی اصلی حالت نہ ظاہر ہوگی انگریزی ترجمہ مذاہب سے بہت کم نفع پہونچتا ہی محققون کو چاہئی کہ جسطرح اپنے مذاق کے علم و فن مین جانفشانی کرتے ہین اسیطرح مذہب کے اجزا تقسیم کرکے ہر جزو کا ایک محقق بنے اسوقت محقق مذہب کی رائے قابل لحاظ ہوگی - پچھلی صدی مین ایک نامور محقق مسٹر میکس میولر ہوئے ہین - مگر وہ عام مذہب کے محقق تھے - کسی خاص حصہ مذہب کے محقق نہ تھے - ہنوز مذہب کی تجزی نہین ہوئی اور ایک فنی (یعنی اسپیشلسٹ) نظر نہین آتی - اس لئے مذہبی تحقیقات ہنوز ناتمام ہے - تاہم تہذیب یورپ کا خیال ادہر رجوع ہوا ہے - اور امید ہے کہ آئندہ سنجیدگی سے مذہب کی جانچ ہوگی -

تہذیب یورپ کے محققین کا ایک خاص احسان مذہب پر ہے کہ انیسوین[19] صدی سے قبل اکثر عیسائی مورخ دوسرے رہنماؤن کو بُری نام سے خطاب کیا کرتے تھے وہ اب اس گروہ نے متروک کردیا - اور جرح قدح بھی بکرُہ[5] طریقہ سے نہین ہوتی - اور جب ایک گروہ مذہب کے محققین کا پیدا ہوجائیگا تو مذہب کی اصلی حالت اُنپر روشن ہوجائیگی - اسوقت تہذیب اور مذہب کا ٹھیک موازنہ ہوسکیگا -

امر سوم - سوائے اسرار حقیقت اور عبادات کے جو محض روحانی ہین

باقی نظام مذہب ایک قانون معاشرت انسانی ہے۔ اس مین نیک کام کی ہدایت اور بد کی ممانعت ہے۔ جن کے مذہبی نام اوامر نواہی ہین اور جن سے عادت کی اصلاح ہوتی ہے اور باہمی میل جول مین فائدہ پہونچتا ہی علم اور فلسفہ سے کلام الٰہی مین بحث نہین کی گئی صنعت اور حکمت ظاہری کائنات کی جابجا مذکور ہے۔ علم۔ فلسفہ انسان کی عقل۔ تجربہ۔ اور غور و فکر کا کام تہا۔ وہ قدرت نے اُنہی پر چہوڑ دیا۔ معاشرت کی بالفعل ضرورت تہی۔ اس لیئے اسکے نیک و بد کی ضروری صورتین ظاہر کر دی گئین اور نوعمرون کو اُسکی تعلیم دینا نیک عادات سکہلانا ہے۔ اس سے آیندہ زندگی مین انکو مدد ملتی ہے۔

معاشرت کا قانون الہامی غیر متبدل ہونا اسوجہہ سے ضرور ہے۔ کہ اُس سے حیوان انسان کا امتیاز رہنے۔ اور انسان پہلے سے ٹہوکرین کہائے اور تجربہ کی تکلیف سے بچ جائے۔

علم۔ فن۔ صنعت۔ حرفت۔ تجارت۔ زراعت۔ ملازمت کی بےروک ٹوک راہ کہلی ہوئی ہے۔ اُسمین مذہب کی صرف اسقدر ہدایت ہے۔ کہ کسب حلال کرو۔ یعنی خلاف اخلاق کوئی فعل نہ کرو۔

یہ بہی کہا جاتا ہے۔ کہ ملک اور موسم کی وجہ سے معاشرت مین اختلاف ہوجاتا ہے۔ تمام دنیا کے لیئے ایک قانون بنانا قدرتی اسباب کا درہم برہم کرنا اور انسان کو ایک شکنجہ مین کہنچکر بیکار کر دینا ہے۔ وحشی۔ نیم وحشی مہذب کے لیئے کبہی ایک قانون معاشرت کارآمد نہین ہوسکتا۔ اسپر غور کرنا چاہیئے

کہ مذہب وحدانیت ہر قسم کے ملک گرم و سرد اور ہر قسم کے اقوام مین پہیلا - اور اس تغیر معاشرت کو بخوشی سب قومون نے قبول کیا تو یہ علانیہ ثبوت اس امر کا ہے - کہ مذہب مناسب حال اقوام تہا - اس تغیر معاشرت نے وہ زہریلا اثر پیدا نہین کیا - جو تہذیب یورپ نے امریکہ کی وحشی اقوام مین تباہی پہیلائی - عیسائی تہذیب اشاعت ادسے اسلام پر تو یہ الزام لگاتی ہے - کہ بزور شمشیر اشاعت ہوئی - مگر اب چین - اور افریقہ مین جو اسلام پہیلتا جاتا ہے - اور نئے عیسائی اُن ممالک کے اسلام قبول کرتے جاتے ہین - تو اس سے کیا نفس اسلام کی خوبی ظاہر نہین ہوتی اور کیا اس سے یہہ ظاہر نہین ہوتا - کہ اسلام سب قسم کی معاشرت کی مناسب حال ہے انیسوین صدی کی اشاعت اسلام انگلینڈ - اور امریکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام سب درجہ کے اقوام کے مناسب حال ہے - اور یہی رای غیر متعصب تہذیب یافتہ لوگون کی ہے -

سب سے زیادہ یہہ اعتراض ہے - کہ اسلام نے معاشرت کے قاعدہ غیر متبدل کیون بنائے - اب ان غیر متبدل قانون کے اثر اور عملدرآمد کی کیفیت ایک تہذیب یافتہ کی زبان سے سنئے - چمبرس انسائکلوپیڈیا مین ایک مضمون نگار نے قرآن کے علم اخلاق کی بابتہ یہہ لکھا ہے -

(۱) - ناانصافی -

(۲) - کذب -

(۳) - غرور -

(۴) انتقام۔

(۵) غیبت

(۶) ۔ استہزا۔

(۷) ۔ طمع ۔

(۸) ۔ اصراف

(۹) ۔ عیاشی

(۱۰) بے اعتباری۔

(۱۱) ۔ بدگمانی ۔

(۱۲) ۔ بخل ۔

یہہ نہایت قابل ملامت ہین۔

(۱) نیک نیتی۔

(۲) فیاضی ۔

(۳) حیا۔

(۴) تحمل۔

(۵) صبر۔

(۶) بردباری۔

(۷) کفایت شعاری۔

(۸) سچائی ۔

(۹) راست بازی۔

(۱۰) - ادب

(۱۱) صلح -

(۱۲) - سچی محبت -

اور ان سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا - اور اوسکی مرضی پر توکل کرنا سچی ایمانداری کا رکن ہے - (یہہ مضمون خطبات احمدیہ مین درج ہی) -

اس قسم کے امور مین اگر غیر متبدل قانون نہ قائم کیا جاتا اور کثرت رای پر فیصلہ رکھا جاتا تو ظریف - اور عیاش - اور مصرف اخلاق رزیلہ کو اپنی حق مین ووٹ حاصل کر کے داخل اخلاق حسنہ کرا لیتے - اور صبر تحمل کو بزدلی کا شعار قرار دیکر اور کفایت شعاری کو بخل تصور کر کے داخل اخلاق رزیلہ کرا دیتے - اور اسیطرح روز تبدیلیان اخلاق حسنہ اخلاق رزیلہ کی ہوتی رہتین - کیونکہ ذراسی تبدیلی سے ایک قسم کا اخلاق تبدیل ہوجاتا ہے اور اصلی وصف زائل ہوجاتا ہے - مشاغل مین قمار بازی - شراب مین شرابخواری اور عام مسکرات - افتخار جاہلیت مین - دختر کشی کا امتناع کیا تو کیا ان افعال قبیحہ کی اسوقت یا آئندہ کسی وقت مین جواز کی صورت نکل سکتی ہی البتہ کثرت رائے پر فیصلہ رکھا جاتا - تو قمار بازون شراب خوارون کی لئے ضرور کثرت رائے ہوتی - اور یہہ سب امور جائز قرار پاتے - جیسا کہ اب تہذیب نے جائز کر رکھا ہے - مذہب کی ہدایتین اصول موضوعہ قدرتی ہین - اُن کی دوسری صورت ممکن نہین -

امر چہارم - ہندوستان - بخارا - ایران - مصر - اندلس - عراق مین جو

ترقی تہذیب کے مذہب کی وجہ سے ہوئی۔ اس سے صاف عیان ہے کہ مذہب وحدانیت ترقی کے لئے موزون ہے۔ مذہب واحدنیت عقل کو اگر کند کرتا تو عباسیہ بغداد۔ بنی امیہ اندلس فاطمیہ مصر۔ مغلیہ ہند کے زمانہ مین ترقی علوم کیسے ہوتی۔ چنگیز خانی نسل نے اسلامی شہر وسط ایشیا ایسے تباہ اور برباد کر دیئے تھے کہ کسی وبائی مرض یا خونخوار جنگ سے بھی نہوتی یہ سیلاب بلا کا تہا۔ کہ جو سامنے پڑا اوسکو بہالے گیا۔ اسی خونخوار قوم مین جب اسلام آیا۔ تو کیسی شان و شوکت کی سلطنتین ہند و ایران مین قائم کین۔ اور اسی قوم کی ایک گروہ نے جاکر اپنا دار السلطنت یورپ مین بنایا اور یہ ترکی سلطنت کئی صدی تک ایسی باجاہ و جلال رہی۔ کہ تمام یورپ اس سے سر بر نہو سکتا تہا۔ اگر اسلام ترقی کا مانع ہوتا تو عربی۔ تاتاری۔ ترکی مغلیہ سلطنتین دنیا کی حکمران کیسی ہوتین۔ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا مین جب مذہب اسلام اور اسلامی تہذیب پھیل گئی۔ تو عیسائی یورپ نے متحد ہوکر اسلام پر جہاد شروع کیا۔ اس جہاد مین پس پا ہونے سے یورپ کی آنکھین کہلین۔ اور اسلامی تہذیب کی افضلیت قبول کی۔ اور اسی زمانہ سے تہذیب یورپ کا آغاز ہوا۔ اور غیر آباد اور نئے ممالک دریافت کئے۔

اسلام کسی طرح ترقی تہذیب کا مانع نہین ہے۔ اب زوال مذہب سے اسلام ضعیف ہوا۔ اور تہذیب کی ترقی بہی رکی۔ اسوقت ہر نئی بات کے آغاز کرنے سے جہجکتا ہے۔ کیونکہ پہلی سی اولالعزمی اور ہمت باقی نہین رہی اور برق تار مذہب کا سرد ہوگیا۔

امر پنجم - الزام خونریزی جو مذہب وحدانیت پر لگایا جاتا ہے - یہہ اعتراض بغیر کسی حجت اور دلیل کے ہے - محض جنگ ہونے کا تذکرہ سنکر یہ رائے قائم کرلی گئی ہے - کہ خونریزی ہوئی - کوئی ایسی خونریزی ثابت نہین کیجاتی ہے کہ غیر معمولی ہو - جبکہ یہ ثابت ہے - کہ بانے اسلام نے تیرہ برس حالت قیام مکہ مین مذہب کا اظہار کیا - اسوقت کیسے کیسے آزار بانی اسلام کو پہونچائے اور مسلمان جان سے تنگ آکر غیر ملکون کو چلے گئے - اور وہان بہی انکا پیچہا نہ چہوڑا - لاچار ہوکر اور سازشون سے عاجز آکر ہتیار اٹہائے - اُسکو ناحق پسند خونریزی سے منسوب کرتے ہین - اس خونریزی کا زمانہ گیارہ برس قیام مدینہ اور تیس برس زمانہ خلافت کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اسکی بابت نمبر ۸ شیوع اسلام - اور شیوع تہذیب یورپ مین پوری بحث کیجاےگی

مذہب اور تہذیب کے بارہ مین سوائے رفع ان اعتراضات کے اور باتین بہی ہین - جو قابل غور ہین -

۱ - مذہب اور تہذیب کے باہمی تعلقات کیسے رہے -

۲ - آیا موجودہ حالت تطبیق مذہب اور تہذیب سے فائدہ پہونچ سکتا ہے

۳ - آیا یہ کہ مذہب - تہذیب جداگانہ نظام کی حیثیت سے چلسکتے ہین مذہب اور تہذیب کے باہم اسوقت رقابت کرنیکا درجہ باقی نہین رہا - بلکہ مذہب اب بالکل مغلوب ہوگیا - اور کہین پناہ کی جگہہ نہین رہی - مذہب نے نئے نئے بہیس بدلے کہ کسی طرح تہذیب مین مل جلکر جان بچ جاے - مگر کسی صورت سے تہذیب کا رنگ نہ چڑہا اور تہذیب نے اپنی جماعت سے الگ انکا لکر پہینکدیا

اصل سبب اس مخالفت کا یہ ہے - کہ مذہب نے ابتدا سے تہذیب کو اپنے سایہ مین قید رکھا - اور جداگانہ نشو و نما ہونے سے روکا - اور مذہبی فروغ مین تہذیب ہمیشہ دبی رہی - کبھی یہہ ثابت ہونے نہ دیا - کہ سواے مذہب کے کوی دوسری شے انسانی نظام مین ہے - جو قابل التفات ہو - اب مذہب کی قید سے جو تہذیب چھوٹی تو اس نے اپنا نظام جداگانہ قائم کرکے دنیا کو یہہ ثابت کردیا کہ بغیر مذہب کے دنیا مین بسر کرسکتے ہین -

اس قسم کی بحثون سے تمام مذاہب دنیا مین ہلچل پیدا ہوگئی اور بجاے اسکے کہ مذہب اور تہذیب کی حقیقت کی جانچ کی جاتی - اور باہمی فرق دریافت کیا جاتا - مذاہب کی ترمیم اور اصلاح شروع کردی گئی - اس اصلاح کا یورپ سے آغاز ہوا - اور پروٹسٹنٹ مذہب قطع برید کرکے تہذیب کو پیش نظر رکھکر بنایا گیا - جہان جہان یورپین تہذیب پہیلتی گئی - مذاہب زیر مشق ہوتی گئی ہندوستان مین بہی صدی گذشتہ سے ہندو مذہب کی اصلاح شروع ہونے لگی اور ریفارمر بننے لگے -

کیشب چندر سین نے بنگال مین برہم سماج مذہب قائم کیا اور دیانند سرسوتی نے شمالی ممالک مین آریہ سماج کی بنیاد ڈالی -

مسلمانون مین بہی دیکہا دیکہی تحریک پیدا ہوئی - مذہب کی کمزوریون پر نظر ڈالی گئی - اس خیال کے لوگون کو پرانے تعلیم یافتہ نیچری کہنے لگے اور سرسید کو پیشرو سمجہنے لگے -

واقعی سرسید کسی نئے خیال کے موجد نہ تھے - وہ اس جستجو مین تھے کہ ملکی

ترقی تعلیم کے کوئی نیا فلسفہ بنایا جائے۔ جس سے مذہب اسلام کی عقلی مضبوطی
ہو جائے۔ اور اہل اسلام لامذہب اور ملحد ہونے سے بچ جائین۔ اور انکا
خیال تہا۔ کہ جسطرح دوسری صدی ہجری مین یونانی تہذیب کے ترجمون نے
مذہب اسلام مین لغزش پیدا کر دی تہی اور علم کلام نے اسکو سنبہالا تہا اسیطرح
یورپین تہذیب کے مقابلہ کے لئے کوئی علمی ہتیار تیار کیا جائے مگر کوئی کامیابی
نہوئی دنیا کے جملہ پرانے مذاہب کی اصلی حالت بوجہ امتداد زمانہ کے تاریکی مین
ہے۔ اور ہر مذہب مین فرقے اور شاخین کثرت سے ہوگئی ہین۔ اس لئے
اور بہی مشکلات اصلیت دریافت کرنے مین ہوگئی ہین۔ اسلام گو اس نقص سے
مبرا نہین ہے۔ مگر اسلام مین ابتدا سے مذہب اور تہذیب کی حدبندی
ہوتی رہی۔ اور ایک کو دوسرے مین خلط ملط نہونے دیا۔ اسلیئے اسکی کیا ضرورت ہے
کہ تہذیب سے مذہب کو جانچا جائے۔ اور اصلاح کے لئے قلم اوٹہایا جائے۔

اسلامی تہذیب کے اجزا یہ ہین۔

۱۔ قرآن۔ اور علوم القرآن۔
۲۔ حدیث۔ اور علوم حدیث۔
۳۔ فقہ۔ اور علوم فقہ۔
۴۔ فلسفہ علوم فنون۔ علم کلام۔
۵۔ تصوف۔ اور اُسکے قواعد۔

ہر جزو کے دو حصہ ہین۔ ایک اصل دوسرے تاریخی حالات اور دیگر مباحث
جسکو مین نے علوم کے نام سے بیان کیا ہے۔ اور جس کی ترمیم اور صلاح

ہوسکتی ہے۔ ان پانچون مین خالص مذہب صاف طور سے الگ ہے
اور عقلی جزو مذہب بالکل علیحدہ ہے۔
اول قرآن۔ یہہ خالص مذہب ہے۔ اسمین کمی بیشی اصلاح ممتنع ہے باقی
علم القرآن وہ عقلی منصوبہ اور اقوال ہین۔ جو بحث مین آسکتے ہین۔
دویم حدیث۔ وہ حکم رسول ہے۔ اور اسکی پابندی واجب ہے۔ باقی
علوم حدیث انکی ترمیم اور اصلاح ہوسکتی ہے۔
سویم فقہ۔ اس کی پابندی اول اور دوم درجہ کی نہین ہے۔ مگر جب تک
علما اس کی اصلاح نہ کرین۔ یہہ اسلامی قاعدہ ٹوٹ نہین سکتا۔ تاہم انکو
ناقابل اصلاح اور ترمیم نہین کہہ سکتے۔
چہارم علوم فنون علم کلام۔ یہہ ہمیشہ تحقیقات اور تجربہ سے گھٹتے بڑہتے
رہتے ہین۔ جسقدر عقلی حصہ اسلامی تہذیب مین ہے۔ وہ صاف کہلا ہوا ہے
عالم ماہر فن اسمین بحث کرسکتا ہے۔ باقی نمبر ۱۔ ۲ کا پہلا جزو یہہ ناقابل
ترمیم ہے۔ اسپر بحث ممتنع ہے۔
پنجم۔ تصوف۔ یہہ عوام کے لئے نہین ہے۔ یہہ خواص کے مسلمہ اصول
ہین۔ یہہ بحث طلب نہین ہین۔ مگر یہہ بھی ناقابل ترمیم قرار نہین دئے
جاسکتے۔ یوریپین تہذیب اب سو برس سی اسلامی ممالک مین پہیلتی
جاتی ہے۔ اسنے رفتہ رفتہ اپنا اثر یہہ پیدا کیا کہ بہت سے مذہبی مسئلہ
جو محض اسرار تھے۔ اونپر بحث مباحثہ شروع ہوگیا اور انکی تاویلین
ہونے لگین۔ اور ما بین مذہب اور علوم کی تطبیق ہونے لگی یہہ طریقہ

مذہب کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ مذہب کے بہت تھوڑے حصہ میں
تہذیب سے مطابقت ہوسکتی ہے۔ اور اس قلیل مطابقت سے تمام نظام
مذہب کی تصدیق مسلم نہین ہوسکتی۔ اور غیر مصدق حصہ مشکوک ہوجائیگا۔
اور معتقدات مین خلل پیدا ہوجائیگا۔ اور مذہب مین زوال کے آثار نمایان ہوجائینگے
مذہب۔ تہذیب مین یہہ فرق ہے۔ کہ مذہب کی اعلے درجہ کی ترقی محض سادگی
اور قناعت ہے۔ اور نفس کائنات کا فیضان ہے جیسا کہ بانیان مذہب کی
سوانح عمری سے ظاہر ہے۔ اور تہذیب یا تمدن کی ترقی پیچ در پیچ حالت انسانی
اور ہوس اور حظ نفسانی ہے۔ انسان ہر مجہول شے کو معروف کرنا چاہتا ہے
اور اس سے منتفع ہونے کا قصد کرتا ہے۔ اور اسکا حاکم بنتا ہے مذہب کی
ایک حد ہے۔ اور قناعت اور فیضان روح کائنات اسکی تسلی بخش ہے تہذیب
یا تمدن کی کوئی حد ہوس کے سبب سے نہین اور ذاتی ناموری اسکا منتہاے
خیال ہے۔ بوجہہ نہ معلوم ہونے انتہا اور حقیقت کے انسان کائنات مین تغیر
پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اس تغیر کا عجیب و غریب اثر کائنات مین کسی
دوسرے رنگ مین ظاہر ہوتا ہے۔
انیسوین صدی تہذیب کی معراج ہے۔ قریب ہے کہ سبع سیارہ مین انسان
عملی تحقیقات کی بنیاد ڈالے اربعہ عناصر مہذب انسان کے مطیع فرمان ہوگئے ہین
اگ۔ پانی کے اجتماع ضدین سے کلین۔ ریلین۔ جہاز متفرق حصہ دنیا کو یکجا
کرتے جاتے ہین۔ وقت۔ اور جگہہ۔ جسکا خیال غیر محدود تہا۔ بہاپ اور بجلی کے
تار کے ذریعہ سے انسان قابو مین لاتا جاتا ہے۔ دوربینون نے افلاک کی

دوری مٹا دی۔ قطب شمالی کی قدرتی مزاحمتون کو انسان نے فروکر کے
وہان اپنا جھنڈا نصب کردیا بجلی سے ادنے خدمتگار اور پیام رسانی کا کام لیا جاتا ہے
آواز کو قیدی بنایا۔ اور اپنی خوشی کا جلیس کیا۔ ہوائی جہاز۔ غبارہ تارون تک
پہونچنے کا قصد کر رہے ہین۔ اور قریب ہے کہ چاند کی نہرین اور پہاڑون کا
علم طبیعات نیا قائم ہو۔ اور وہان کے باشندون سے سلسلہ مراسلت اور
ملاقات کا نکل آئے۔ یہ سب کرشمہ حس اور ادراک کے ہین۔ دنیا کے مظاہر کو
خوب روشن کیا۔ مگر حقیقت ہنوز سربستہ راز ہے۔

یہہ کچھہ نہین کھلتا۔ کہ اس انسانی ترقی تمدن کا حقیقت پر کیا اثر پڑتا ہے
جنگلون کے معدوم ہونے سے بارش کی کمی ہوئی۔ اور زراعت کی کثرت سے
قوت نامیہ اراضی مین فرق آیا۔ نہین معلوم کہ لوہے۔ کوئلہ کے کھودنے اور
سطح زمین پر پہیلانے کا کیا اثر طبقات الارض پر ہو۔ بجلی۔ بھاپ کے سبب سے
نہین معلوم کہ کیا انقلاب نظام عالم مین ہو۔ ان قدرتی اشیاء کا اپنے مرکز سے
ہٹا دینا ضرور کوئی تغیر عظیم پیدا کریگا۔

تھذیب حال مین معاشرت کی ضرورتین بے انتہا ہو گئین۔ صرف دولتمند
اس سے متنفع ہو سکتے ہین۔ غربا کو سادہ زندگی بسر کرنا مشکل ہی۔ تجار آسودہ
سلطنتین مقروض۔ جنگی سامان ایسا بیش قیمت ہو گیا ہی۔ کہ سلطنتون سے بار
نہین اوٹھہ سکتا۔

تھذیب پیچہین آگے بڑہنے والی شے ہے۔ مذہب مین ایک استقلال اور
مضبوطی ہے۔ یہہ اہل یورپ کی غلطی تھی۔ کہ مذہب۔ تہذیب کو آپس مین لڑایا

ایک کو دوسرے سے مقابلہ کیا۔ یہہ دونون باہم مقابلہ کے لایق نہ تھے۔

ایک طرف محض روحانی سلسلہ سے انسانی نظام قائم کیا گیا جس کی ترمیم اصلاح روحانی تبدیلی سے ہوتی رہی ہے۔

دوسری طرف ظاہری۔ تجربہ اور مشاہدہ سے نظام قائم کیا گیا۔ جو ہمیشہ ترقی کرتا رہے گا۔

جو صورت کہ اب پیدا ہوئی ہے۔ کہ مذہب اور تہذیب کی تطبیق کر کے اسکو متحد کر دیا جائے۔ یہ مذہب کے خاتمہ کا ڈھنگ ہے۔ مذہب متواتر منجھتے منجھتے پھلنی ہو جائیگا۔ اور تہذیب کے زیر مشق آ کر بیکار ہو جائیگا مثالاً ایک مسئلہ علمی ارتقا کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی رو سے محض ارتقا بنیاد پیدائش انواع ذی روح کی قرار دی گئی ہے۔ اور مذہب کی رو سے جو انسان کا خاص خلق کیا جانا کہا جاتا تھا۔ وہ مرتفع ہو گیا۔ مذہب کو کوئی تردد اس مسئلہ سے نہین۔ یہہ ہنوز مکمل نہین ہوا۔ قبل از مرگ واویلا ہے۔ اور یہہ جو کہا جاتا ہے کہ ارتقا سے خدا کی ضرورت نہین رہی۔ یہہ بالکل بیجا ہے۔ اس مسئلہ ارتقا کی بنیاد علم تشریح و طبقات الارض کی تحقیقات اور انکشافات پر ہی۔ اور سلسلہ یہہ قائم کیا جاتا ہے۔ کہ پہلے بیدماغ کے گھونگے ذی روح تھے۔ اسکے بعد مچھلی (دماغ دار) اور پھر حشرات الارض پھر چوپایہ۔ پھر انسان۔ وجود مین آیا۔ اور اقسام کی بنیاد۔ (۱) نیچرل سلیکشن۔ اقتضاء قدرت

(۲) اسٹرگل فار اگزسٹنس۔ بقاء حیات کی تلاش

(۳) سروائول آف فٹسٹ۔ قوی باقی رہتا ہے۔

۴ - ہیرڈٹی - توریث

اور صحرای - خانگی جانوررون کے اسی قسم کے اسباب اور تشریحات عادات دریافت کرکے اور مقابلہ کرکے اصول ارتقا معلوم کیا۔

مدت ذی روح کے جو فرض کی گئی ہے - اوسکی تقسیم یہہ ہے۔

۱ - تغیر دماغ - ۵۴

۲ - مچھلی - ۳۲

۳ - حشرت الارض - ۱۱

۴ - چوپایہ - ۳

۵ - انسان - ۱

کروڑون برس کے بعد انسان بنا ہے - انسان کے تین درجہ ہین دو درجہ ایک برفستان - دوسرا بعد برفستان - تیسرا التعلیم کا زمانہ ہے - یہہ نظام کسیطرح مکمل نہین ہے - کیونکہ تحقیقات سطح آراضی ہنوز نامکمل ہے - قطب شمالی کے سرے تک مہذب انسان پہونچ گیا ہے - جنوبی قطب پر ابہی انسان کا سایہ بہی نہین پڑا - صحرائی افریقہ کے پار کچھ نکل گئے ہون - مگر پورے طور سے اُس مین دخل نہین ہوا - نہ اُسکی تحقیقات ہوئی - ہنوز سمندر مین جزائر نکلتے آتے ہین - پہاڑ بہی پورے انسان کے قدم سے نہین نکلے -

زمین کے وارپار ابہی چہید نہین ہوا جس سے طبقات آراضی کی پوری تکمیل ہوتی - نئے نئے جانور - آبی - خشکی اور ہوا کے نکلتے آتے ہین - ہنوز ارتقار کی مسئلہ کی ابجد ہے - سو برس سے کم کی تحقیقات ہے - اور کروڑون برس کے سلسلہ کے

انکشافات ہین - اور ہنوز سلسلہ بھی ناتمام ہے - گہونگہ سے اوپر کا سلسلہ نہین ہے
اور روحانی سلسلہ انسان کی کوئی تحقیقات نہین ہوئی - اور نہ چوپایہ اور انسان
کا روحانی طریقہ ہنوز دریافت ہوا -

اسی تحقیقات ناقص پر جو سو برس سے ہو رہی ہے - چھ سات ہزار برس کے
نوع انسان کے مقبولہ خدا کو چہوڑنا انصاف کے خلاف ہے - یہہ اختیار ہی
کہ اشرف المخلوقات سے گہونگہ بنجاؤ -

مسئلہ ارتقار کو دیکھکر انسان نے گہونگہ کو اپنا مورث بنایا - اور چھ ہزار
برس کے مقبولہ خدا کو چہوڑ دینا پسند کیا - یہہ دہریون کی انسانیت ہے
ابھی تو انقلابات عالم سے اسفل کا درجہ طے کرنا باقی ہے - نہین معلوم اسکی
انتہا کہان پہونچے - اور کیا معلوم ہے - کہ جہان انسان نہین پہونچا وہان
نیا ذی روح ملجائے - اور پھر از سر نو سلسلہ بنانا پڑے -

مسٹر ہٹرس نے ایک کتاب انسان خدا کا پرتو ہے - لکھی ہے - اسمین ارتقا
کے منصوبہ کو تسلیم کر کے اوسکی تاویل اسطرح کی ہے - کہ مادہ پرست حکیم اس
واقعہ کی نسبت ایک مثال بھی پیش نہین کر سکتے - کہ بیجان چیز سے جان عقل
پیدا ہوئی - اور چونکہ نظام عالم سے یہہ ثابت ہے - کہ عالم پرازحکمت ہے
اسلئے پہلے کیڑہ سے قبل جان - اور عقل - خالق کائنات کی تہی - اس نے
ترقی کا نظام قائم کیا - اور اس سے مذہب یعنی خدا کی صحت ثابت ہوتی ہے
حکما کے مقابلہ مین یہہ جواب شافی نہین ہے - اول اس فرض کرنے سے
آئندہ تحقیقات کا راستہ رکتا ہے - جیسا کہ قدیم سے رکا ہوا تہا علاوہ اسکی

یہہ اصول بہی بغیر ثبوت کے ہے - کیونکہ کائنات کی حکمت دیکہکر فرض کرلیا
گیا ہے - علاوہ ازین یہہ پڑس کا پیدا کیا ہوا اصول نہین ہے - یہہ اہل مذہب کا
اصول بہ تبدیل الفاظ ہے - روح کا پیدا کرنا اہل مذہب کہتے ہین - اور
جان جسم کا اتصال حکم خدا سے ہوا -
مگر ایک اور گروہ محققین کا ہے - جنکا یہہ خیال ہے - کہ شکل سے مختلف اقوام
کی یہہ ظاہر ہوتا ہے - کہ سب انسان ایک جوڑہ سے پیدا ہوئے - اور بعضون
کی یہ رائے ہے - کہ اگرچہ تشریح مین انسان اور بندر ایکسا معلوم ہوتے ہین
مگر روحانی نظام انسانی وحیوانی دونون مین بین فرق ظاہر کرتا ہے - اسلئے
ڈارون کے اصول کی صحت ہنوز متنازعہ ہے - (ریزل کی تاریخ انسان)
غرضکہ طبعی تحقیقات مسئلہ ارتقا کی ناقص اور ناتمام ہے - اور روحانی سلسلہ
کو چہیڑا ہی نہین - ایسی بے بنیاد تحقیقات پر خدا کو نہین چہوڑا جاتا -
اسی مسئلہ کو اگر اہل مذہب کامل سمجہکر مذہب سے تطبیق کرتے تو یہی ہوتا
کہ مذہب مین بہی کوئی ایسی صورت تلاش کرتے - اور اسکو کہینچ تان کر ثابت
پیدا کرتے - اور آیندہ تحقیقات سے دوسرا قاعدہ دریافت ہوتا تو مذہب مین
کیسا بدنما داغ باقی رہتا - اور جب علم کی اصلاح ہوتی تو مذہب کی اصلاح
ساتہہ ساتہہ ہوتی رہتی - اور اسکی اصلی حالت بالکل منقلب ہوجاتی -
ہر قوم مین بعض مراسم شادی اور غمی ایسے ہوتے ہین - کہ وہ بظاہر سمجہہ مین
نہین آتے - مگر اُن کی پابندی ہوتی ہے - کیا مذہب کا ایسا رتبہ بہی نہین ہے
کہ اگر کوئی واقعہ مصدقہ مذہب ایسا ہو - کہ تہذیب کے پلہ مین نہ آتا ہو تو

اس سے گریز کیا جائے۔
تطبیق مذہب اور علوم کی باہم جائز رکھنا کسی ایک کو پہلے سے ترجیح دینا ہے
دوسری شکل یہہ پیش آئیگی کہ جس امر مین تہذیب اور مذہب مین اختلاف
ہے۔ اسمین کس کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائیگا۔ تطبیق ایک مبہم اصول واسطے ملانے
منقول۔ اور معقول کو ہے۔ گویا پہلے سے یہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کہ دونون
ایک ہین اور کوئی نزاع بدرام تطبیق کا معارض ہے۔
مذہب جو محض منقول ہے وہ ہمہ جہت موجود ہے۔ اور تہذیب کچھ تو موجود
ہے۔ اور کچھہ دانشمندون کے ذہنون مین ہی۔ اور کچھہ مجہول ہے جسکی تلاش
محققون کو ہے اور کچھ ایسی ہے کہ جس مین دو گروہ ہو گئے ہین اور باہم خلاف ہے
ایسی دو شے مین تطبیق دینا آیا عقلاً کار آمد ہو سکتا ہے۔
علاوہ اسکے معمہ تہذیب جسکی ایک مختصر تفصیل شروع مین لکھہ چکے ہین اوس سے
یہہ ثابت ہوتا ہی کہ انسان کی تجربہ اور امتحان مین ایسی چیزین آتی ہین کہ انکی حقیقت
مطلق سمجھہ مین نہین آتی۔ مگر صرف لفظون مین انکے نام لکھدی ہین اور ان معمون کے
علاوہ کل اشیاء کائنات جنکو ہم محسوس کر سکتے ہین انکا علم جزوی ہمکو حاصل ہوتا ہی
اور علم کلی یعنی حقیقت ہماری سمجھہ سی باہر ہی۔ تو جو شئے ہمکو علم جزوی سی حاصل نہین ہوتی بلکہ
ہمارا ادعا یہہ ہی کہ ہمکو علم کلی سی حاصل ہوئی ہی تو اسکی صحت کی جانچ علم جزوی کی تحقیقات سے کیسے
کر سکتی ہین ہمارا مدعا یہہ ہی کہ انسان کی عقل بالانفراد یعنی اجزا کر کی اشیاء عمل کرتی ہی اور تمام
علوم اور فنون اسیطرح ایجاد ہوتی ہین اور مذہب اس عقل سی حاصل نہین ہوا ایک دوسر
کی صحت باہمی مقابلے سے ثابت نہین ہو سکتی۔

نمبر ۱۸

اشاعت اسلام اور اشاعت تہذیب یورپ کا موازنہ

اشاعت اسلام اور اشاعت تہذیب کے ضرر و فوائد کے موازنہ کا مسئلہ کسقدر پیچیدہ ہے - اگرچہ دونون کا اصلی مدعا انسانی بہبودی ہے مگر ایک طرف غیر متبدل فطرت مذہب ہے اور دوسری طرف ترقی کرنیوالا حس و ادراک و تجربہ انسانی ہے - علاوہ اس کے ایک طرف بہبودی دنیا و آخرت مقصود ہے - دوسری طرف محض دنیاوی فوائد زندگی کے مطلوب ہین سب سے زیادہ مشکل مقابلہ اور موازنہ کے لئے یہہ پیش آتی ہے کہ مذہبی نظام مستقل اور غیر متبدل عام مخلوق کے لئے ہے - اور بوقت شیوع تمامہ بذریعہ رہنما واحد پیش ہو گیا -

تہذیب یورپ بذریعہ جماعت ہر ملک کے جدا جدا وقت مین پیدا ہوتی رہی اور آہستہ آہستہ ترقی کرتی رہی اور بدلتی رہی - اور اُسکی بابتہ رائون مین اختلاف ہوتا رہا - کسی قوم نے نئے ملک اور جزیرہ دریافت کیئے - کسی نے آباد کیئے - کہین علوم و فنون مین ترقی ہوئی - کہین عمدہ قواعد سلطنت نافذ کئے گئے - کہین تجارت و معاشرت کو فروغ دیا - یہہ سب مل جاکر تہذیب یورپ بنی ہی اب دونون کا موازنہ اُسی وقت ہو سکتا ہے - جب ہر ایک کو محدود کر کے ان کے دور قائم کیئے جائین - اور پھر اون کے ضرر و فوائد پر نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے - کہ ترجیح کدھر ہے -

ابتداءً میرا یہہ ارادہ تہا۔ کہ پیغمبر اسلام کے گیارہ برس ہجرت کی جنگین اور خلفاء اربعہ کی مدت خلافت تیس برس کے فتوحات چہل اکتالیس برس کی جنگون کا نقشہ بنایا جاوے تہذیب یورپ کے چار مشہور جنگ مندرجہ حاشیہ سے مقابلہ اور موازنہ کیا جاوے۔ اسمین مشکل یہہ پیدا ہوئی۔ کہ پیغمبر اسلام کے گیارہ برس کے اعداد کشتگان قریب بہ صحت معلوم ہوگئے۔ مگر خلفاء کے حالات دریافت کرنے کے لئے زیادہ مدت درکار تہی اس لئے یہہ طریقہ متروک کیا۔

اب مین نے صرف حضرت کے زمانہ کا یہ نقشہ بنایا ہے۔

۱۔ سول جنگ امریکہ سنہ ۶۵-۱۸۶۱ء

۲۔ جنگ فرانس و جرمنی سنہ ۱۸۷۰ء

۳۔ جنگ روس و ترک سنہ ۱۸۷۷ء

۴۔ جنگ روس و جاپان سنہ ۵-۱۹۰۴ء

نقشہ غزوہ و سرایا آنحضرت زمانہ گیارہ سال بہ قیام مدینہ

نمبر شمار	نام غزوات	سن	تعداد اہل اسلام	تعداد دشمن	مقتولین اہل اسلام	مقتولین دشمن	کیفیت
۱	بدر	سنہ ۲ھ	۳۱۴	۱۰۰۰	۱۴	۷۰	
۲	اُحد	سنہ ۳ھ	۱۰۰۰	۳۰۰۰	۷۰	۳۰	
۳	المریسیع	سنہ ۵ھ	۳۰	۰	۱	۱۰	
۴	خندق	سنہ ۵ھ	۳۰۰۰	۱۰۰۰۰	۰	۴۰۰	مسلمانون کی تعداد مورخون نے نہین لکھی
۵	بنی قریظہ	سنہ ۵ھ	۰	۰	۰	۲۵۰	اسمین بھی مسلمان ضائع نہین ہوئے
۶	غابہ	سنہ ۶ھ	۵۰۰	۷۰۰	۱	۲	
۷	خیبر	سنہ ۷ھ	۱۴۰۰	۰	۱۵	۳۹	
۸	مکہ	سنہ ۸ھ	۱۰۰۰۰	۰	۰	۲۴	اس دفعہ لڑائی نہین ہوئی اس لئے مسلمان نہین مارے گئے بعض مشہور مفسد اور مجرم فریق ثانی کے قتل ہوئے
۹	حُنین	سنہ ۸ھ	۱۲۰۰۰	۰	۴	۷۰	
۱۰	طائف	سنہ ۸ھ	۱۰۰۰	۰	۱۲	۰	مسلمانون نے کچھ روز دن محاصرہ کر کے چھوڑ دیا اسلئے فریق ثانی کو نقصان جان کا نہین ہوا۔
	میزان		۲۹۲۴۴	۱۴۷۰۰	۱۱۷	۸۹۵	
	۱۸ سرایا	۰	۰	۰	۹۰	۵۸	میزان غزوات ۱۰۱۲ میزان سرایا ۱۴۸ ۱۱۶۰

اس نقشہ سے گیارہ برس کی جنگون کی گو بالکل ٹھیک تعداد مقتولین کی نہین معلوم ہوئی۔ مگر جسقدر کتابون سے معلوم ہوا۔ وہ تعداد ایکہزار ایکسو ساٹھ (۱۱۶۰) ہے

دوسو تخمینہ سے بہول چوک کے بڑہا دئے جملہ ایکہزار تین سو ساٹھہ ہوئے
یہہ کل جنگین یا قریش یا یہود کی چڑہائیون کے تحفظ مین ہوئین۔ یا انکی بدعہدی
اور دست درازی کی سبب سے ہوئین۔ ان مین سے ایک لڑائی بہی شیوع
مذہب کی غرض سے نہین ہوئی۔ اگر یہ سمجہا جاسے۔ کہ اسلام کی اشاعت
سے دیگر مذہب معرض خطر مین تہے۔ اس سبب سے مخالفون کو مناقشہ
کی وجہہ پیدا ہوئی۔

بنظر انصاف غور کرو۔ کہ تیرہ برس قیام مکہ مین کسقدر خاموشی اور صبر اور
تحمل سے مذہب کا وعظ کیا گیا۔ اُسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دو دفعہ مسلمانون کو وطن
چہوڑنا پڑا۔ اور جب غیر ملکون مین سکونت اختیار کی۔ تو وہان سے بہی بیخ کنی
کی سعی کی گئی۔ اب مجبوراً تحفظ مین ہتیار اوٹہانے پڑے۔ بعض نکتہ چین
اور عیب جو طبیعتین مدینہ کی جنگون کو بغض اور کینہ کی طرف تاویل کرتی ہین
اسی قسم کے لوگون مین مصنف تمدن اسلام ہے جو حضرت کے زمانہ کی خوبی
دکہلانا نہین چاہتا۔ اس لئے مسلمانون پر مدینہ کی جنگون کا الزام لگاتا ہی
اور سردار لشکر کا نام شریک نہین کرتا تاکہ مصنف پر تعصب کا احتمال نہ ہو
وہ اس طرح ذکر کرتا ہے۔

"عہد و پیمان دوستی سے جب فراغت ہوگئی۔ اور پُرامن جگہہ مین رہنے سے
اطمینان ہو گیا۔ تو مسلمانون کو اہل مکہ کی ایذادہی اور ان کے مظالم کا خیال
آیا۔ اونہون نے انتقام لینے کی غرض سے قریشون پہ چہاپہ مارنے اور
جنگ کرنے کا قصد مصمم کیا۔ اور بہت سے مشہور غزوات وجود مین آئے

جو اسلامی جنگون کا مقدمہ تھے "

اس لئے ضرور ہوا - کہ بانی اسلام اور مسلمانون کی طبیعت کا رنگ انہین قریشیون کے برتاؤ سے دکھلایا جاوے - مہم مکہ آٹھ برس بعد ہجرت مدینہ کی پیش آئی - اس مہم کی بابت تمام مورخین متفق ہین - کہ بدعہدی قریش مکہ کی طرف سے ہوئی - علاوہ ازین یہ وہی قریش تھے جنہون نے تیرہ برس متواتر قیام مکہ کے زمانہ مین بانی اسلام اور مسلمانون کو سخت سے سخت آزار پہونچاے تھے اور کوئی دقیقہ ان کی نیست و نابود کرنے کا اوٹھا نرکھا تھا - یہان تک تنگ کیا کہ تین برس تک ایک تنگ گھاٹی پہاڑ مین وہ بند رہے اور ان کی رسد بھی بند کر دی گئی - اور جب بانی اسلام کے قتل کا منصوبہ کیا - تو اپنی جان بچانے کے لئے مدینہ کو ہجرت کی - جسوقت مکہ پر چڑھائی ہوئی اسوقت یہ سب واقعے یاد تھے - اور مسلمانون کی قوت اسوقت ایسی بڑہی ہوئی تھی - کہ اہل مکہ کسی طرح مقابلہ نہین کر سکتے تھے - دس ہزار فوج انکی رہنما کے ساتھ تھی - اور اس فوج مین اکثر وہ مہاجر شامل تھے جو اہل مکہ سے آزار اوٹھائے ہوئے تھے -

کیا ایسے زخم رسیدہ سردار اور ایسے آزار رسیدہ فوج سے یہ امید ہو سکتی تھی - کہ ایک قریش ابوسفیان کی سفارش اہل مکہ کے لئے سننا گوارا کرتے - اگر رہنما کے دل مین بغض اور کینہ کا میل ہوتا - تو اس کا عمل یہی ہوتا کہ جب ابوسفیان کے داخلہ سے ہی سب فوج برانگیختہ ہو گئی تھی ان کے غصہ کو فرو کیا جاتا - اور اس اعلان کے ساتھہ داخلا مکہ کا تجویز کیا جاتا

۱- جو ابوسفیان کے گھر مین پناہ لے وہ امان مین ہے -
۲- جو شخص خانہ کعبہ مین پناہ لے - وہ امان مین ہے -
۳- جو ہتیار ڈالدے - وہ امان مین ہے -
۴- جو شخص مکان بند کر کے خاموش رہے - وہ امان مین ہے -
باوصف اس اشتہار کے اہل مکہ سے کچہہ لوگ بمقابلہ پیش آئے - اور خفیف لڑائی ہوئی - یہہ لڑائی بہی حضرت نے ناپسند کی -
بعد فتح مکہ کے حضرت نے کہانے کی خواہش ظاہر کی - تو نان خشک اور سرکہ پیش ہوا - وہ رغبت سے کہایا - کیا ایسے صبر وتحمل کی کوئی مثال دنیا مین ملسکتی ہے - اور ایسے بے نفس کی نسبت یہہ گمان ہوسکتا ہی - کہ مدینہ پہونچکر جب اطمینان ہوگیا - اور فوت ہوگئے تو بغیر سخت سازش کی جنگین شروع کین اور لوٹ مار پہیلائی -
یہہ جنگین فوجی لڑائیون کا درجہ نہین رکہتین اگر اُن کی نسبت قیاس ہوسکتا ہے - تو یہی ہوسکتا ہے - کہ یہہ خانہ جنگیان تہین جنکا فی سال اوسط کچھ اوپر سو کے ہوتا ہے - اور اسقدر وار داتین ایک چہوٹے سے حصہ ملک مین ہوجاتی ہین - مگر بنظر انصاف خیال کرو کہ ان خانہ جنگیون کا نتیجہ کیا ہوا - پہلے عرب کیا تہا - اور اس مذہب نے کیا بنا دیا -
۱- کل جزیرہ نما عرب جسمین بیشمار چہوٹے چہوٹے فرقہ اور حکومتین تہین - چوبیس سال کے وعظ سے جس مین گیارہ برس جنگ وجدل مین گذری - کل عرب کا متحد ایک مذہب ہوگیا - اور ایک قوم بلحاظ مذہب کے ہوگئی

۲- شراب خواری - قمار بازی جو قومی وتیرہ تہا وہ معدوم ہی نہین ہوا بلکہ اُس سے تنفر ہو گیا -

۳- غلامی جس نے انسان کو جانور بنا رکہا تہا وہ پہر انسانی جماعت مین برابر کے حصہ دار ہو گئے -

۴- بیرحم دختر کشی کی جگہہ لڑکیون کی محبت مثل لڑکون کے ہو گئی اور وہ شرعی حصہ دار قرار پائین -

۵- فحش اور زنا جس نے عورتون کو شرمناک حالت مین مبتلا کر رکہا تہا - اوسکے عوض نکاح کی حد معین کرنے سے وہی محترم بیبیان بن گئین

۶- بت پرستی جس مین انسانی قربانی بتون کے سامنے ہوتی تہی اوسکی جگہہ انکسار اور ایثار کے خیال سے نمازون مین خدا کے سامنے سر جہکنے لگا

۷- اتحاد مذہبی کی وجہہ سے خونخوار جنگین بند ہو گئین - اور ملک مین امن امان پیدا ہو گیا - یہہ وہ نتائج ہین جنکو غیر متعصب عیسائی مصنفون نے اخذ کیا ہے - اور متعصب عیسائی مصنف جرجی زیدان بہی ان واقعات مین رنگ آمیزی نہ کر سکا - جو ان نتائج کی معین ہین - وہ اسطرح آغاز اتحاد باہمی مسلمانان قائم ہونا تحریر کرتا ہے " مدینہ پہونچکر پہلا کام حضرت نے یہہ کیا کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ (انصار) مین عہد دوستی اور بہائی چارہ کا کرادیا اور دونون فریقون کے درمیان مین ایک عہد نامہ لکہا گیا جسمین انہون نے ایک ہی قوم کے افراد ہونے کا اقرار کیا تہا - عہد اسلام کا پہلا بنیادی پتہر یہی عہد موا خاۃ ہے - نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن اشراف مکہ کا

جو اسلامی فتح کے بعد ایمان لائے مولفۃ القلوب نام رکھا۔ اسلام کے بعد عرب
وہ عرب ہی نہ رہے تھے جو قبل از اسلام تھے انکی حالت بالکل کایا پلٹ ہوگئی
تھی۔ پہلے تو وہ جدا جدا اور منتشر قبیلے تھے۔ اور ایک دوسرے سے بیگانہ تھا
اور اسلام کے بعد ایک قوم اور ایک دل ہوگئے۔ البتہ جو امر اسقدر جرات
پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ وہ یہ اعتقاد تھا کہ جس چیز کی طرف اُن کو بلایا گیا ہے
یعنی دین اسلام۔ وہ واقعی حق اور راست ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ وہ دنیا
کو دین کے لئے فتح کرتے ہین۔ اور خداوند پاک انکو روئے زمین پر اسلام
پھیلانے کے لئے حکم دیتا ہے۔ اسلامی اتحاد کا جلوہ تمام کاروبار مین نظر
آتا ہے۔ ہمارے اس دعوے کی یون بھی تائید ہوتی ہے کہ اسلام توحید کا
عنوان ہے۔ یہ اجمالی تذکرہ رسالت کے دور کا ہے۔ اس سے ہر شخص
اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ اسلام کا شیوع کس طریقہ سے ہوا۔ دوسرا دور
خلافت راشدہ کا ہے۔ اُس کے آغاز کا خطبہ اسی کتاب تمدن اسلام سے
نقل کیا جاتا ہے۔

ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ جو انہون نے بیعت خلافت لینے کے بعد پڑھا ہے اسلام
کی حقیقت اصلی کی تصویر کھینچ رہا ہے۔ اور اس راز کو عیان کرتا ہے جسکے
سبب سے اسلام نے اس تیزی کے ساتھ محیط زمین پر اپنا سایہ پھیلا دیا
وہ خطبہ یہ ہے۔ اے لوگون مین تمہارا والی مقرر کیا گیا ہون اور اسمین
کوئی شک نہین کہ مین تمسے بہتر نہین۔ اگر مین اچھا کام کرون تو میری مدد کرو
اور اگر بدی کا مرتکب ہون۔ تو مجھے ٹھیک بناؤ۔ صدق امانت ہے۔ اور

کذب خیانت - تم مین کا زور والا میرے نزدیک اُسوقت تک کمزور ہے جب تک کہ مین اُس سے حق کو حاصل نکر لون - اور تمھارے گروہ کا کمزور شخص اُسوقت تک میری نظرون مین زور وار ہے - جب تک کہ مین انشاء اللہ تعالے اُسکا حق اسے نہ دیدون - تم مین سے کوئی شخص (جہاد) کو نہ ترک کرے - کیونکہ جو قوم اسکو چھوڑ دیتی ہے - خداوند کریم اسے ذلت مین مبتلا فرماتا ہے - جنگ مین خدا و رسول کی اطاعت کرتا رہون تم بھی میرے مطیع رہو - اور جسوقت مین اس امر سے باہر ہو کر نافرمانی کرون تو تمپر بھی میری اطاعت واجب نہین - بنظر انصاف اگر اس خطبہ کے مضمون پر لحاظ کیا جائے - تو ہر لفظ سے اظہار انکسار اور مستعدی عدل اور اتباع حکم خدا اور رسول کا پایا جاتا ہے - دوسرا خطبہ اسی خلیفہ کا مہم کی روانگی کے وقت کا یہان درج کیا جاتا ہے - جس سے فوجی کاروائی کا طریقہ ظاہر ہوگا -

مہم کی روانگی کے وقت حضرت ابو بکرؓ نے اُسامہ سردار لشکر کو جن امور کی ہدایت کی اُسکا ذکر کتاب تمدن اسلام مین [illegible] ہے - بدویانتی بیوفائی - ظلم زیادتی نہ کرنا - لوگون کے اعضا کاٹنے بچون - سن رسیدہ بڈھون اور عورتون کے قتل کرنے - پھلدار درخت کاٹنے اور جلانے اور درختون کو بے ثمر بنانے سے پرہیز کرنا - بکری - گائے - اونٹ قربانی کرنے کے - علاوہ اور کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا - اور عنقریب تم ایسے لوگون کے پاس سے گذروگے جنھون نے خدا کی عبادت کیلیے

عباد تگاہ ہون۔ اور خانقاہ ہون ہین سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی ہی
اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑنا۔ اور ان کی عبادت گاہ اور خانقاہ سے
معترض نہونا۔ یہی مصنف خلفار کے عہد کی بابتہ یہہ رائے ظاہر کرتا ہے
خلفار راشدین کی حکومت خداترسی پر قائم ہوئی۔ اور انصاف وعدل
کے ساتہہ مستحکم تہی۔ خلفا بہت سادہ زندگی لبسر کرتے تہے انکے وقتوںمین
خلافت کا طرز ایک دینی رتبہ سے ملتا جلتا تہا۔ حکومت دنیاوی سے اسکو
کوئی مناسبت نہ تہی۔ ان خلفائے راشدین مین سے ہر شخص موٹے کپڑے
کا لباس پہنتا تہا۔ ان کے پیرون مین وہ کہجور کی چہال کی نعلین بنی ہوتی تہین
ان کی تلوار کا پرتلہ بہی کہجور کی چہال کی رسیون سے بنا ہوا ہوتا تہا۔ وہ
بازارون مین اسطرح چلا پہرا کرتے تہے جیسے کوئی عام رعایا مین کوئی
شخص گہومتا پہرتا ہو۔ اور جسوقت کسی چہوٹے سے چہوٹے آدمی سے کچھ کہتے تہے
تو جواب مین اپنی بات سے کہین زیادہ سخت گفتگو سنتے تہے۔ وہ پاک طینت
لوگ ان تمام باتون کو دینداری کی قسم سے خیال کرتے تہے۔ اور لوگون پر
خداترسی اور انصاف اور عمدہ برتاؤ کے ساتہہ حکمرانی کرتے تہے خلفار راشدین
کی غذا اُن کے یہان کے فقیرون کی غذا سے بہی کم درجہ ہوتی تہی۔ وہ لوگ
محتاجی یا تنگدستی کی وجہہ سے اس قسم کی کمی نہین کرتے تہے۔ بلکہ ایسا کرنیسے
انہین اپنی غریب رعایا کے ساتہہ ہمسری اور ہمدردی کا خیال رہتا تہا
حضرت علی بن ابو طالب کو ان کی املاک سے بہت بیش قرار آمدنی ہوتی
تہی جو وہ سب کے سب فقیرون کو دے ڈالا کرتے تہے اور اپنا گذارا

اسی قناعت اور صبر کی روش پر کرتے رہتے تھے - ابوبکر - عمر - علی
ابن العاص - معاویہ و خالد جیسے لوگ اگر آج کے دن ظاہر ہوتے تو اسمین
کلام نہین - کہ ان کا شمار اُن بڑے بڑے لوگون مین ہوتا جنکی عظمت چہرے
دنیا بطور ضرب المثل پیش کرتی - جیسا کہ یورپ کے لوگ ان دنون بونا پارٹ
کرام ویل - بسمارک اور گلیڈاسٹن وغیرہ کو ضرب المثل بناتے ہین -

مذکورۂ بالا اشخاص ان نامور لوگون کے علاوہ ہین جو اموی اور عباسی
حکمرانون کے عہد مین پیدا ہوئے - اور شہرت اور عظمت کے آسمان پر نیر اعظم بنکر چمکے
خداوند عالم نے عرب والون کی قسمت مین فتحمندی لکھدی تھی - کہ اُن کو
ایسے سردارون اور سپہ سالارون کے ساتھ مختص کیا جو فنون جنگ و
حسن تدبیر اور حکمت عملی مین دنیا کے چیدہ چیدہ لوگون مین شمار ہوتی ہین
مثلاً خالد بن ولیدؓ - خالد بن سعیدؓ - ابی عبیدہ ابن الجراحؓ - سعد بن ابی وقاصؓ
یزید بن ابی سفیانؓ - حمزہ بن عبد المطلبؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ جیسے
لوگ جن مین دلیری اور سپہ سالاری کا مادہ غالب تھا اور عمر بن العاصؓ
معاویہ بن ابو سفیان - مغیرہ بن سعبہ اور زیاد کی مانند مدبر اور ہوشیار لوگ
اور ابوبکر صدیق و عمر بن الخطاب کے مثل دانا اور متقی اور صاحب ہمت لوگ
اُن مین پیدا ہوئے -

عربون کا قاعدہ تھا - کہ جب کسی شہر یا ملک کو فتح کرتے وہان کے رہنے والونکو
بدستور سابق انہین کے طور طریق پر رہنے دیتے اُن کے مذہب مین اونکے
معاملات مین - ان کی تمدنی اور انتظامی حالتون مین کوئی تغیر نہ کرتے تھے

جبکہ عمر ابن العاص نے مصر کو فتح کیا - تو انہون نے وہان بہی ویساہی برتاؤ کیا یعنی قبطیون کی حکومت اور انتظامی حالت خود انہین کے ہاتہہ مین رہنے دی - حتی کہ قبطی اپنے ہی گروہ مین سے اپنا قاضی مقرر کرتے تہے جو ان کے معاملات کا فیصلہ کیا کرتا تہا - خلفائے راشدین کے وقت مین خلافت شورے کے ذریعہ سے ہوتی تہی -

یہہ انتخاب زمانہ خلفا راشدین کا روانگی لشکر اسامہ سے شورے کے ذکر تک کتاب تمدن اسلام مصنفہ عیسائی مصنف جرجی زیدان سے کیا گیا ہے - یہہ مصنف بظاہر دشمن اسلام نہین - مگر بانی اسلام پر جو در پردہ حملہ کئے ہین اس سے اُسکی نیت ظاہر ہوتی ہین - اسکی کتاب جامع اضداد ہو تاہم ایسا مصنف خلفا اربعہ کی خوبیون کے ظاہر کرنے پر اس سبب سے مجبور ہوا تاکہ بانی اسلام کے حالات پر شک نہو اور وہ مسلمہ سمجہے جائین -

خلافت کے زمانہ کا ذکر محض اس غرض سے کیا ہے تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ ان بزرگون کے عادات کیسے تہے - اور انپر لوٹ مار اور خونریزی کا الزام لگانا جائز تہا - یا محض تعصب اور ظلم کے راہ سے لگایا -

اسی خیال سے اسلام کے تمدنی دور کا تذکرہ بہی یہان درج کیا جاتا ہے یہہ انتخاب بہی تمدن اسلام جرجی زیدان سے کیا ہے -

دور سوئم

۱- خلافت بنی امیہ دمشق - قریب سو برس - } بر اعظم ایشیا
۲- خلافت بنی عباس بغداد | پانچسو برس مدت قیام }
سو برس بعد خلافت اول کے قائم ہوئے |

۳- خلافت بنی امیہ اندلس - } آٹھہ سو برس تک رہا } بر اعظم یورپ
آخر زمانہ خلافت اول کے قائم ہوئی -

۴- خلافت بنی فاطمہ مصر } دو سو برس } بر اعظم افریقیہ
خلافت دوئم کے آخر زمانہ مین قائم ہوئی

ان سب کی مدت نو سو برس ہوئی - خاتمہ عربی قوم کی سلطنت کا اندلس مین ۱۵۰۱ع مین ہوا -

علاوہ اس کے ترک - مغل - افغان (غیر عرب) اسلامی قومون کی سلطنتیں دور دوئم کے زمانہ مین پیدا ہوئین - اور اب تک باقی ہین - اُن کی تمدن سے مقابلہ کرنے مین بہت کچھ قطع برید کرنی پڑے گی - اور یہہ امر بحث طلب ہوگا کہ تا زمان قیام سلطنت عرب کے غیر عرب اقوام عرب کی برتری قبول کرتی تھے یا نہین - اور کس وقت سے غیر عرب اقوام مین خلافت کی شان مسلم ہوئی - غرضکہ مین اس تیسرے زندہ دور سے اس جگہہ قطع نظر کرتا ہون -

انتخاب از تمدن اسلام

قرآن - اول اہل عرب جیسا کہ ہمنے بیان کیا اپنی شاعری - خطابت اور فصاحت پر فریفتہ تھے - لیکن جب قرآن اُترا - تو اُسکی فصاحت و بلا

اُن کو مبہوت کر دیا - اسکا اسلوب بیان اور اسکی بلاغت اُن کو
بالکل اعجوبہ معلوم ہوئی - کیونکہ یہہ کاہنون کی مسجع عبارت کی طرح نہین تھا
اور نہ شعر کی طرح مقفیٰ اور موزون - بلکہ دونون سے جداگانہ تھا جسکی
کوئی نظیر اُن کی زبان مین نہین تھی - اُس کی خوبیان دیکھکر انکو حیرت ہوئی
اور جادو کی طرح اسنے ان کے دلون کو مسخر کر دیا - جب اہل عرب اسلام
لائے - تو اسکی تلاوت مین محو ہو گئے - اور چونکہ اُس کے احکام دین کی اصل
اور دنیا کی جڑ ہین - اور انہین کی پابندی کی وجہہ سے اسلامی دولت اور
سلطنت کو ترقی ہوئی - اس لیئے وہ اسکے معانی مین بہی بہت غور کیا کرتے تہے
جب بعض بعض مقامات پر اُنکو دشواری پیش آتی - تو حدیث تلاش کرتے
جس سے اُن اشکال کی توضیح ہو جاتی -

حدیث — اس لیئے اُن کو احادیث جمع کرنے اور اُسکے مسلسل بالروایت
کرنے کا شوق پیدا ہوا - چونکہ بہت سی روایتون مین تباین اور تغایر معلوم ہوا
اس لیئے صحیح اور فاسد روایتون مین تمیز کرنے کے لیئے درس اسانید اور
اور راویون کے اخبار اور حالات دریافت کرنے کی طرف متوجہہ ہوئے
اور انہون نے محدثین کے طبقات مقرر کیئے اور اُنکے حالات چہان مارے

مغازی — جب اسلامی دولت قائم ہوئی اور مختلف ممالک مفتوح ہوئے تو
انکے اوپر خراج اور لگان مقرر کرنے کے لیئے اُنکو ابتداء اسلام کی تواریخ
پر نظر ڈالنی پڑی - کہ اُسوقت جب ملک فتح کیئے گئے تھے - تو کس طرح خراج
مقرر کیا گیا - کیونکہ ممالک کے فتح کرنے کی مختلف صورتین ہوتی ہین -

کوئی لڑائی سے فتح کیا جاتا ہے۔ کوئی صلح سے کوئی امن دیگر اس لیئے
ان کے خراج کی مقدار اور کیفیت جداگانہ ہوتی ہے۔ اس غرض کیلئے
انکو مغازی اور فتوح کے حالات مدون کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

سیر

سیر۔ خلفاء بنی امیہ کے زمانہ مین امور سلطنت وغیرہ مین بہت کچھ خرابیان
واقع ہوگئین۔ اس لیئے علماء نے مواعظ اور سلف کے حالات بیان کرکے
لوگون کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا شروع کیا۔ اس غرض کیلئے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور ان کے صحابہ اور خلفاء راشدین کے تاریخی حالات جمع کیئے گئے
چونکہ سنت (حدیث) اور قرآن کے معانی اور احکام سمجھنے کیلئے فہم عبارت

تفسیر

اور استخراج معانی کی بھی ضرورت پیش آئی۔ اسلیئے علم تفسیر معہ راویون
اور ناقلون کی سند اور اختلاف قرآء کے مرتب کیا گیا۔ اور اسی طرح
طبقات حدیث اور محدثین کے درجے مقرر کیئے۔ اور انکے لیئے یہہ بھی
ضروری ہوا کہ اصول مقرر کیئے جائین جن سے معانی سمجھنے مین غلطی نہو
چنانچہ اصول فقہ مقرر کیئے گئے۔ اور فقہ اور علم کلام کی طرف بھی توجہہ کیگئی

لغت

جب غیر اہل عرب تلاوت قرآن کی طرف متوجہہ ہوئے۔ تو انکو
اسکے اعراب مین بہت دشواری پیش آئی۔ اس لیئے انکو علم لغت کی ضرورت
ہوئی انہون نے اسکو مدون کیا۔ اور الفاظ کی معانی متعین کیئے اور اسکی قواعد مقرر کیئے
اس لیئے علوم لغت مین جو لوگ مشغول ہوئے۔ ان مین عجمیون کی تعداد زیادہ
علم لغت مین انکو خاص طور پر قریش کی زبان کی کیفیت تلاش کرنی پڑی۔ کیونکہ قرآن
انہین کی زبان مین اترا تھا۔ اس لیئے انہون نے عربون کے اشعار اور امثال

کی تحقیق شروع کی۔ اسکے ضمن مین عربون کے حالات ان کی شاعری کی
کیفیت اُن کے آداب اور انساب کے حالات معلوم کرنے کی ضرورت بھی
پیش آئی۔ اسی کا نام علم ادب رکھا گیا۔
اشعار مین مختلف روایت اور نقل کی وجہہ سے تفاوت واقع ہوتا تھا۔
اسلئے شعرا کے حالات اور اُن کے طبقات چھانے گئے۔ اُن کی قبیلے
اور مقامات دریافت کئے گئے۔
الغرض جسقدر علوم اہل اسلام نے مرتب کئے۔ اُن سب کا مرجع قرآن شریف
ہے۔ اور یہہ تمام کام اُسکے معانی سمجھنے کے لئے کئے گئے گویا وہ مسلمانونکی
علمی دائرہ کا مرکز ہے۔

مقابلہ اہل اسلام و رومیون کا۔

اہل عرب نے دولت اسلام کی بنیاد ڈالی۔ اور بہت سی قومین دین اسلام
مین داخل ہو کر اہل عرب کے ساتھہ خلط ملط ہو گئین اور متفقہ طور پر سب کا
نام اہل اسلام رکہا گیا۔ اسیطرح اہل روما نے اٹلی کی دولت کی بنیاد ڈالی
اور مختلف ممالک کو فتح کر کے وہان کی قومون سے ربط ضبط کر لیا جس سے
وہ سب ایک قوم شمار کئے جانے لگے۔ اور اونکا نام اہل روما رکھا گیا
جب ان دونون قومون کو ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے دیکھا جاتا ہے
تو اہل اسلام علمی مشغلہ مین بہ نسبت اہل روما کے زیادہ دیکھے جاتے ہین
کیونکہ ان دونون قومون نے علوم کو اہل یونان سے لیا۔ لیکن یونانی
قومونکا اُن سے مقابلہ کرنا فضول ہے۔ کیونکہ وہ علم اور فلسفہ کے
موجد ہین۔ اگرچہ اُنھون نے اُسکا زیادہ ترحصہ قدما مصر اور کلدانیون سے لیا

لیکن وہ واضع خیال کئے جاتے ہین۔ اس حیثیت سے وہ اہل روما اور
عرب سے افضلیت رکھتے ہین۔ لیکن بحیثیت دولت اور سلطنت کی انکا
درجہ دونون سے گرا ہوا ہے۔ کیونکہ انتظام اور حکومت کا مادہ نہین تھا
اسلئے اُن کی حکومت زیادہ عرصہ تک نہین رہی۔ اور نہ وہ اپنی ایک مستقل
قوت قائم کرسکے۔ بلکہ مختلف چھوٹی چھوٹی سی سلطنتین تہین جو آپس مین ایک
دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہتی تہین۔
اہل رومانی یونانیون سے فلسفہ اور علوم لئے۔ لیکن انہین کوئی معتدبہ
زیادتی نہ کرسکے۔ البتہ انہون نے شرائع اور قوانین حکومت وضع کئے
اور ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی۔ جو یونانیون کو نہین نصیب ہوئی
گویا اہل روما فتح اور سلطنت کے لئے بنائے گئے تھے۔ اور اہل یونان تصور
اور خیال کے لئے۔ اور اہل عرب مین یہ دونون باتین تہین۔ اسلئے انہون نے
اعلےٰ درجہ کا نظام حکومت اور قوانین مقرر کئے۔ اور ایک وسیع اور پرشان
سلطنت قائم کرلی۔ اور یونانیون سے جسقدر علوم نقل کئے ان کو اسی حال پر
باقی نہین رکھا۔ بلکہ اونکی درس تدریس شروع کردی۔ اور اپنی عقل کی تیزی
اور ذہن کی صفائی سے اسمین بہت کچھ اضافہ کیا۔ اسکے علاوہ اہل فارس
ہند۔ اور کلدانیون کی بہی انہون نے علوم نقل کئے۔ مزید بران خود بہت سے
علوم بنائے۔ جو اسلامی علوم کہلاتے ہین۔ علم فصاحت و بلاغت بہی
انہین کی لطافت طبع کا نمونہ ہے۔
یہہ بات پہلے ہم نے بیان کردی۔ کہ اسلامی تمدن مین جن علمون کو ترقی

ہوئی - وہ دو قسم کے ہین - ایک تو اسلامی علوم - دوسرے علوم دخیلہ
یعنی جو دوسری زبانون سے لئے گئے - علوم اسلامیہ زیادہ تر اُن لوگون
مین رائج ہوئے - جو عرب نہین تھے - اِسکا سبب یہ ہے - کہ اہل عرب
اسلام کو سنبھالنے اور فتوحات ملکی کی طرف متوجہ ہوگئے - وہ جنگلون کے
باشندے امی لوگ تھے - اس لئے دعوت اسلام دین کے پھیلانے اور
دولت کے بڑہانے مین مصروف ہوگئے - جنہین علم کی چندان ضرورت نہ تھی
وہ صرف قرآن جانتے تھے - اور اسی سے لوگون کو اسلام کی طرف بلاتے تھے
اور اسی کی تلقین کرتے تھے - ابہی اسلام کو پچیس برس بہی نہ ہوئے تہے کہ شام
عراق - مصر - فارس - افریقہ وغیرہ ممالک مفتوح ہوگئے - مسلمانون کی تعداد
زیادہ تر وہی فاتح لشکر تہا - اور اس وسیع ملک کی حیثیت سے اُن کی تعداد
بہت کم تہی - علاوہ برین ان مین سے بہت سی لڑائیون مین مارے گئے مگر
اُس کے ساتھہ ہی اُس پریشان سلطنت اور اُسکے باشندون کی حمایت
اور اُسکے انتظام کی کافی تدبیرین کرتے تھے - ان کی ہمتین سلطنت اور
لشکرکشی کی طرف زیادہ متوجہ ہوگئین - اور اپنے فطرتی مادے کی وجہہ سے
شاعری اور خطابت مین وہ مشغول ہوئے - یہی ان کی جاہلیت کے علوم تھے
اپنی اولاد کو بہی بدنی ریاضت - سواری اور سپہگری کی تعلیم دیتے تھے
تاکہ وہ فتح ممالک اور دین کے پہیلانے مین کام آسکین - انکا پرشان
بادشاہ عمر بن خطاب اپنی دوربین آنکہون سے اُن کی آیندہ حالت سنبھالنے
کے لئے طرح طرح کی تدبیرین کیا کرتا تہا - اُس نے انکو زراعت اور تجارت

رواج علوم اسلامیہ مابین مسلمانان غیر عرب

ترقی سپہگری شاعری خطابت فتوحات عرب

پیشون سے جو اُن کو خانہ نشین کردین ممانعت کردی۔ اسی سبب سے عربونکا گہر گہوڑے کی پیٹہہ تہی۔ اور پیشہ تلوار بازی۔ جب وہ مختلف ممالک مین پہیلگیے اور ان کے فتوحات کے آگے سمندر آگیا۔ تو حضرت عمر نے اُن کے پاس یہہ حکم بہیجا۔ تم اپنی اولادون کو تیرنا سکہلاؤ۔ اور اچہی اچہی ضرب الشلون اور اشعار سے اُن کی ہمت بڑہاؤ۔

تحصیل علم بنی امیہ عباسیہ۔ فاطمیہ

خلفاء عباسی مین سب سے زیادہ عالم مامون تہا۔ یہہ شریعت۔ لغت بخوم فلسفہ اور منطق خوب جانتا تہا۔ اسی کے مقابل خلفاء اندلس مین حکم بن ناصر تہا جسکی وفات ۳۶۶ھ ہجری مین ہوئی۔ اور دوسرا حاکم بامر اللہ فاطمی مصر مین تہا۔ جسکی وفات ۴۱۱ھ ہجری مین ہوئی۔ حکم بن ناصر عالم اور فاضل ہونے کے ساتہہ ہی کتابون کے جمع کرنے کا بے حد شوق رکہتا تہا۔ اسنے بہت مال و دولت اس شوق کے پورا کرنے مین صرف کیا۔ اور حاکم بامر اللہ بہت بڑا انجوم کا عالم تہا۔ اُس نے ایک رصدگاہ قاہرہ مین بنوائی اور ایک کتب خانہ جمع کیا۔ عبد الرحمن اوسط حکمران اندلس بہی ایسا ہی تہا۔ اس کی وفات ۲۳۸ھ ہجری مین ہوئی۔ یہہ پہلا بادشاہ تہا۔ جسکو اندلس مین پہلے پہل بغداد سے فلسفہ کی کتابین ملین اسکے پیشتر اندلس مین فلسفہ کا کوئی نام بہی نہین جانتا تہا۔

ادب اور شعر مین خلفاء کو خاص دلچسپی ہوتی تہی۔ سفاح کو عرب کے مفاخرات اور اُن کی شاعری کے پرانے قصے بہت پسند آتے تہے۔ منصور۔ اخبار اور آداب عرب سے بہت واقف تہا اُسنے ایک کتاب بہی

اسمین تصنیف کی ہے - ہادی کی مجلس مین ادبا اور شعرا کا مجمع رہا کرتا تھا
ابن المعتز پہلا حکمران ہے - جس نے علم بدیع مین کتاب لکھی - ابراہیم ابن مہدی
بہت بڑا ادیب اور شاعر تہا - ایسا ہی امراء ہمدان - حلب اور اندلس کا
کا حال تہا - یہہ خلفا چونکہ خود عالم ہوتے تھے - اسلئے تلاش کرکے اہل علم کو
بلاتے تھے - اور انکو بڑے عہدے اور وزارت دیتے تھے ایسی صورتون مین
کوئی وجہہ نہ تھی - کہ علم کی ترقی معراج کمال پر نہ پہونچ جاتی - اسامہ بن معقل
لکہتا ہے - کہ سلاح خطبون اور رسائل کا بہت شائق تہا - اور ایسے لوگون پر
بہت کچھ احسان کرتا تہا - چنانچہ اسنے ایک ہزار رسالے اور ایکہزار خطبے
جمع کرائے تھے - منصور اخبار اور قصون کا بڑا شائق تہا - اسکے زمانہ مین
تمام قدیمی قصے اور پرانے واقعات لوگ جمع کرتے تھے - موسیٰ ہادی اشعار کا
شیدائی تہا - اسکے لئے لوگون نے اچھے اچھے اور لطیف اشعار جسقدر ملسکے جمع کیے

تصنیفات اسلامیہ

ایسی علمی دلچسپی کی حالت مین کوئی تعجب نہین ہے - اگر مصنفان اور تصنیفات
کی تعداد زیادہ ہوجائے - کیونکہ بادشاہ - امرا - وزرا - اغنیا - فقرا
جسمین عرب - فارس - روم - یہود - سریان - ہنود - ترک - دیلم اور قبط
وغیرہ شامل تھے - تمام اسکے طرف مائل ہوگئے - اور شام - مصر - عراق فارس
خراسان - ہند اور اندلس کے علما اسمین مصروف ہوگئے - ان کی
تصنیفون مین ہر قسم کے علوم طبیعات - الہیات - ادب - ریاضی -
تاریخ اشعار وغیرہ وغیرہ بھرے پڑے ہین - انھون نے علم کی اسقدر
شاخین نکالین - جنکی تعداد پانسو سے زیادہ ہوگئی جنکو ملا کشی کبری زادہ

مفاتیح العلوم مین ذکر کیا ہے۔ بعض ایسے علم بہی انہون نے ایجاد کیئے
جنکا وجود اسلام کے قبل نہ تہا جیسے اقتصاد سیاسی اور فلسفۂ تاریخ۔
سب سے پہلے اسلام مین ولید بن عبد الملک نے ۸۸ھ ہجری مین دمشق
مین ایک شفاخانہ جذامیون کے لیئے تعمیر کیا جب عباسیونکی سلطنت
قائم ہوئی۔ اور منصور نے فارس سے طبیبون کو بلایا۔ تو ایک پاگل خانہ
مجنونون کے علاج کے لیئے تعمیر کرایا۔ اچہا شفاخانہ جو اسلام مین قائم ہوا
وہ رشید کے زمانہ مین تعمیر کرایا گیا۔ یہہ فارس کے جندیسا پور کے مارستان
(بیمارستان) کے ڈہنگ پر بنوایا گیا برامکہ نے بہی اپنے نام سے ایک
بہت بڑا شفاخانہ تعمیر کیا۔ چونکہ انکو ہندوستان کی طبابت سے بہت زیادہ
الفت تہی۔ اسلیئے اُسکا افسر ایک ہندو کو مقرر کیا۔ جسکا نام ابن دہن تہا
اسنے برامکہ کے لیئے سنسکرت سے طبی کتابونکا عربی مین ترجمہ کیا۔
جب بغداد کا شفاخانہ مشہور ہوا۔ تو دوسرے بڑے بڑے شہرونمین
بہی اس کی تقلید کی جانے لگی۔ متوکل کے وزیر فتح ابن خاقان نے مصر مین
ایک شفاخانہ تعمیر کیا۔ جو المتاخر کے نام سے مشہور ہوا ۲۵۹ھ ہجری مین
جب ابن طولون وہان کا حاکم ہوا۔ تو اُس نے اپنے نام سے ایک شفاخانہ
تعمیر کیا۔ جسمین ساٹہہ ہزار دینار صرف کیا۔ اور یہہ حکم دیدیا کہ کسی سپاہی
اور سلطنت کے ملازم کا علاج یہان نہو۔ عام مرضا اور مجانین کو مفت
دوائیان دیجاتین۔ ہر جمعہ کو خود بہی اُسکا معائنہ کرنے کے لیئے جاتا تہا
لیکن ایکدن کسی پاگل نے وار کر دیا۔ جس سے اُسکو تکلیف پہونچی اور پہر

شفاخانہ

جانا بند کر دیا - تیسری صدی ہجری ابھی پوری نہ گذرنے پائی تھی - کہ مکہ اور مدینہ مین بھی شفاخانے تعمیر کیئے گئے - چوتھی صدی ہجری مین خلیفہ مقتدر اور اُسکے وزرا نے بغداد اور اسکے اطراف مین شفاخانے بنانے شروع کیئے علیسے وزیر نے حربیہ مین ۳۰۲ھ ہجری مین ایک بڑا شفاخانہ قائم کیا جسمین ابو عثمان دمشقی مشہور طبیب ملازم تھا -

سیدہ کا شفاخانہ بھی بہت مشہور تھا - اسکو سنان ابن ثابت نے ۳۰۶ھ ہجری مین کھولا تھا - اسکا ماہوار صرفہ چھ سو دینار تھا - مقتدر نے بھی اپنے نام سے بغداد کے باب الشام پر ایک شفاخانہ بنایا تھا جسمین دو ہزار دینار ماہوار خرچ ہوتے تھے - وزیر ابن الفرات نے بھی اپنے نام سے شفاخانہ تعمیر کیا تھا اُنکی علاوہ رے - اور نیشاپور وغیرہ مین بھی لوگون نے مارستان بنائے تھے مصر مین مارستان کافوری بہت مشہور تھا - عضد الدولہ نے ۳۶۸ھ ہجری مین بغداد مین پل کے پاس ایک بہت بڑا شفاخانہ تعمیر کیا جسمین چوبیس طبیب ملازم تھے - ان سب کا افسر جو شخص تھا - اُسکا نام ساعور تھا - یہہ مارستان اس زمانہ مین تمام شفاخانون سے بڑا خیال کیا جاتا تھا - لیکن جب نور الدین زنگی نے چھٹی صدی ہجری مین دمشق مین اور سلطان صلاح الدین نے قاہرہ مین شفاخانے تعمیر کرائے - تو اُسکی وقعت گھٹ گئی - ملک منصور نے ۶۸۳ھ ہجری مین دمشق کے شفاخانہ کیطرح مصر مین بھی شفاخانہ تعمیر کیا جسکے آثار اب تک باقی ہین - انکے علاوہ تمام بلاد اسلام فارس - خراسان - موصل - شام اور اندلس وغیرہ مین بھی بہت سے شفاخانے تعمیر ہوئے تھے جنکا بیان کرنا

طوالت سے خالی نہین ابن جبیر مشہور سیاح نے اپنے سفرنامہ مین چھٹی صدی ہجری کے بلاد اسلام کے مشہور شفاخانون کے چشم دید حالات بیان کئے ہین ان تمام شفاخانون مین باقاعدہ نہایت عمدگی کے ساتہہ علاج کیا جاتا تہا اور دوا اور غذا مین مختلف مذاہب کے لوگون کا خیال رکھا جاتا تہا خدام تیمار دار۔ اور نرسین مریضون کی خدمت کے لئے ملازم رکہی جاتی تہین جو مریض مرجاتا تہا۔ وہ سرکاری طور پر دفن کردیا جاتا تہا۔ انہین شفاخانون مین طب بہی پڑہائی جاتی تہی۔ بعض شفاخانے ایسے بہی تہے۔ جو فوجون کے ساتہہ رہا کرتے تہے۔ سلطان محمود سلجوقی کے لشکر مین چالیس اونٹون پر شفاخانہ رہا کرتا تہا۔ یہہ بات پہلے معلوم ہوچکی ہے۔ کہ قرآن اسلامی علوم کی بنیاد ہے اور پہلی تعلیم اسلام کی یہی ہے۔ گویا مسلمانون کا معلم اول جو شخص ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ کیونکہ انہون نے صحابہ کو اُس کی تعلیم دی اُسی کے اقتضا سے دوسرے علوم مثلاً فقہ۔ تفسیر۔ حدیث۔ تاریخ۔ اور ادب وغیرہ کی تعلیم شروع ہوئی۔ یہی وجہہ تہی کہ اسلام کے پہلے مدارس اکثر مسجدون مین ہوا کرتے تہے۔ اور ہر جامع مسجد مین ایک مدرسہ ضروری خیال کیا جاتا تہا۔ وہان کتابون کا بہی ایک ذخیرہ مطالعہ کے لئے رکھا جاتا تہا امرا اور خلفا البتہ اپنی اولاد کی تعلیم معلم کو ملازم رکھکر اپنے مکانپر دلاتے تہے جیسا کہ اب بہی بعض بعض جگہ طریقہ ہے۔ ان جوامع مین سب سے مشہور قاہرہ کا جامع ازہر ہے۔ یہہ ۳۶۱ھ ہجری مین قائم کیا گیا تہا۔ اسمین بہی قرآن وغیرہ کی تعلیم ہوتی تہی۔ یہان ترکستان۔ ہند۔ فارس۔ یمن۔ شام اور اندلس وغیرہ

قرآن اسلامی علوم کی بنیاد ہے۔

ممالک اسلامی کے طلبا ر آکر پڑہتے - نوین صدی ہجری کے اوائل مین یہان
سات سو پچاس طالبعلم تہے - جن کی تعداد اب دس ہزار سے بہی زائد ہے
اور کوشش کی جارہی ہے - کہ جدید علم بہی اسمین داخل کئے جائین - یہہ دنیا
مین سب سے پرانی اور بحیثیت طلبار کے سب سے بڑی درسگاہ ہے -
اسلام مین سب سے پہلا مدرسہ جو قائم کیا گیا - وہ خراسان مین مامون نے
بنایا تہا - جبکہ وہ وہان کا والی تہا - نیشاپور مین ابن فورک نے جس کی وفات
سنہ ۴۰۶ ہجری مین ہوئی ایک مدرسہ قائم کیا تہا - مدرسہ سعیدیہ سلطان محمود کی
بہائی نصر نے قائم کیا تہا - اسمٰعیل صوفی اور پروفیسر ابو اسحق نے بہی مدرسے
قائم کئے تہے - یہہ تمام مدرسے بغداد کے مشہور مدرسہ نظامیہ کے پیشتر قائم کئے
گئے تہے - نہین معلوم مورخین اسلام مدرسہ نظامیہ کو اسلام مین سب سے پہلا مدرسہ کیون
لکہتے ہین - نظام الملک نے خود ہی مدرسہ بغداد کے پیشتر نیشاپور مین الپ ارسلان
کے زمانہ مین ایک مدرسہ قائم کیا تہا - غالباً اسکا سبب یہ ہے - کہ مدرسہ نظامیہ
اس نوعیت کا پہلا مدرسہ تہا جسمین طلبا کو مفت تعلیم دینی شروع کیگئی اور
وہان کی تعلیم یافتون کے لئے سلطنت مین حقوق قائم کئے گئے اس مدرسہ کی
اسلام مین بہت بڑی وقعت ہے - اسمین سے بہت سے لوگ تعلیم پاکر نکلے
جو دنیا مین آفتاب بنکر چمک اٹہے - سب سے پہلے جو شخص اسکا پرنسپل مقرر کیا گیا
وہ ابو اسحق شیرازی تہا - پہر امام - ابو نصر - پہر ابو القاسم - پہر ابو حامد غزالی
پہر شاشی - پہر سہروردی اور کمال الدین اقہاری وغیرہ ہوئے جو علم کے
قطب تہے - یہی وجہہ تہی - کہ یہان کی تعلیم بہت اچہی ہوئی تہی اس مدرسہ کا

صرف چہہ لاکہہ دینار تہا۔ بعض لوگون نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت
کی۔ کہ اگر اسقدر صرفہ آپ ایک جرار لشکر پر کرین۔ تو آپ کا جہنڈا قسطنطنیہ کی
فصیلون پر پہرانے لگے۔ ملک شاہ نے نظام الملک کو بلواکر عتاب کیا اسنے
کہا کہ تم نوجوان شہزادہ ہو۔ لذات دنیوی اور شہوات مین منہمک ہو تمہاری
نیکیان کم اور گناہ بہت زیادہ آسمان پر جاتے ہین تم جرار فوج جو ممالک
فتح کرنے کے لئے تیار کرنا چاہتے ہو۔ ان کی تلوارین ڈیڑہ ہاتہہ کی ہونگی اور
ان کے تیر زیادہ سے زیادہ تین سو قدم جائین گے۔ لیکن مین جو اس لشکر کو
مدرسہ مین تیار کر رہا ہون۔ ان کی دعاؤن کے تیر سیدہے زمین سے عرش تک
جائین گے۔ ان کی دستِ دعا تمہاری فوج اور سلطنت کے لئے آسمان سے
وہ برکتین اتارین گی۔ جنکو تم کسی لشکر سے حاصل نہین کرسکتے ملک شاہ نے
اس کی بات بہت پسند کی۔ نظام الملک ۴۸۵ھ ہجری مین مقتول ہوا اس مدرسہ کی
تقلید مین بہت سے مدرسے مصر۔ شام۔ فارس۔ دیلم۔ اندلس وغیرہ مین
بنائے گئے۔ جنکا بیان کرنا طوالت سے خالی نہین۔ بہت سے اوستاد خود
اپنے مکان پر طلبا کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ ابوبکر رازی کے حلقہ درس مین
صف درصف اسقدر طلبا بیٹہتے تھے۔ کہ ان کی آواز سب نہین سن سکتے تھے
پہلے جو شخص کوئی بات پوچہتا۔ اسکو اول صف کے طلبا بیان کرتے اگر وہ
عاجز آتے تو دوسری صف کے طلبا بتلاتے۔ اگر درجہ بدرجہ کسی کو نہ آتا تو
خود رازی تقریر کرتا۔ جسقدر شاگرد زیادہ ہوتے اسی قدر اوستاد کی شہرت
ہوتی۔ طلبا کبھی اپنے استاد کا ساتہہ نہین چہوڑتے تھے۔ امام فخر الدین رازی

جب گھوڑے پر سوار ہو کر چلتے تھے۔ تو تین سو فقیہ پیدل دوڑتے تھے
ہندوستان کے مشہور مورخ سید امیر علی جسٹس نے اندلس کی تاریخ لکھتے ہوئے
بیان کیا ہے۔ کہ مسلمانون نے قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ غرناطہ وغیرہ مین بہت سے مدرسہ
قائم کئے تھے۔ صرف غرناطہ مین سترہ بڑے اور ایکسو بیس چھوٹے مدرسے تھے۔
تعلیم اس زمانہ مین ہر طبقہ اور فرقہ مین عام تھی غلام لونڈیون اور عورتون کو
بھی تعلیم دی جاتی تھی۔

نام کتب خانہ	تعداد کتب
بیت الحکما (بغداد)	۱۰۰۰۰۰۰
سابور	۱۰۰۰۰
الحکم (قرطبہ)	۴۰۰۰۰۰
خزائن القصور (قاہرہ)	۱۰۰۰۰۰۰
دار الحکمت	۱۰۰۰۰۰
کتبخانہ طرابلس شام	۳۰۰۰۰۰۰
کتب خانہ مراغہ	۴۰۰۰۰۰

اسی مصنف نے اس اسلامی تمدن کی مردم شماری تین۳ پچیس۲۵ کروڑ ظاہر کی ہے
میرے نزدیک جو اسباب اس تخمینہ کی قائم کرنیکے ہین۔ وہ سب قرین قیاس ہین
بعد ابتری و بربادی رومی و ایرانی سلطنتون کے اسلام کے زمانہ مین نئے نئے شہر
عظیم الشان گنجان آباد ہوگئے۔ ملک مین امن و امان قائم ہوا اور اعلی درجہ کا

تمدن قائم ہوا۔ اور اب ان ممالک کی آبادی نوّال کی حالتمین سات کروڑ ستائیس لاکھہ ہے تو اُسوقت سہ گنہ ہونا خلاف قیاس نہین ہی یہہ مردم شماری عربی خلافتون کی ہے۔ ترکی۔مغلی۔افغانی اس سے جدا ہین۔ اس مصنف نے اسلامی تمدن کا مخرج قرآن قرار دیا ہے۔ اور جن اسباب سے یہہ رائے قائم کی ہے۔ وہ سب صحیح ہین۔ قرآن مین خود یہہ ادعا موجود ہے

۱۔ یہہ جامع ہے۔

۲۔ اس کی مثل انسان نہین بنا سکتا

۳۔ قدرت اُسکی محافظ ہے۔

ایسا عالیشان تمدن ایک چھوٹی سی کتاب سے پیدا ہونا ایک بڑی حجت اسکے جامع ہونے کی ہے۔ اُسکا بے نظیر ہونا اس سے ثابت ہے۔ کہ وحشی نیم وحشی۔مہذب۔تینون درجہ کے انسانون پر سحر اور جادو کا اثر کیا اور اب تک وہی تاثیر باقی ہے۔ ۲۳ سال مین تھوڑا تھوڑا نازل ہونا اور بر وقت نزول حفظ کرنا۔ اور تیرہ سو برس تک حفظ کا طریقہ قائم رہنا اور اسوقت تک اسی حالت اصلی مین باقی رہنا۔ یہہ فطرتی دلیل اُسکے محفوظ رہنے کی ہے۔ جسقدر تمدن کہ اب تک دنیا مین پیدا ہوئے ہین۔ سوائے اسلام کے کوئی تمدن نہ ملیگا۔ جس کی نسبت دعوی سے یہہ کہا جا سکے۔ کہ اسکی بنیاد ایک چھوٹی سی کتاب پر ہے۔ ہر تمدن کے بہت سے اسباب ملینگے جو ایک زمانہ کے بعد اس تمدن کی بنیاد بعد کو قرار پائی ہین۔ اسلام ہی دنیا مین ایک نرالا تمدن ہے جسکی بنیاد مسلمہ قرآن ہے۔ اُسی سے مسائل سب کچھہ استخراج

ہوتا رہا۔ گویا یہہ خزانہ تمدن کا ہے۔ جس سے سب ضرورت کی چیزین نکلتی آئی ہین۔

اسلامی تمدن مین ایک بے نظیر ہمدردی نوع انسان کا ثبوت ہے کہ ملک عرب جہان سے یہہ تمدن پیدا ہوا۔ وہان سوائے مکہ۔ مدینہ (ایک خانہ خدا۔ دوسرا خانہ رسول ہے۔) کے کوئی نشانی تمدن کی نہین ہے باقی تمام اسلامی دنیا مین بیشمار یادگارین موجود ہین۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تمام دنیا کو فائدہ پہونچانا اس مذہب کا اصول تہا۔ بنی اُمیہ نے دمشق دار السلطنت بنایا۔ بنی عباس نے بغداد بنایا۔ بنی فاطمہ نے قاہرہ بنایا۔ اندلس مین غرناطہ وغیرہ بنائے۔ اور بیشمار شہر بیرون عرب بنائے۔ مکہ۔ مدینہ جیسے تہے۔ ویسے ہی رہے۔ ان چارون دار السلطنت کے موافق۔ مکہ۔ مدینہ کی نہ آبادی بڑہی۔ نہ وہان عمارتون کو ترقی ہوئی حالانکہ ان دونون شہرون مین تیرہ سو برس سے سالانہ مجمع ہوتا رہا ہے اُمیہ۔ عباسیہ کے زمانہ مین عرب ماتحت رہا تاہم کوئی مادی ترقی عرب کی نہوئی وجہ اسکی یہہ ہے۔ کہ مکہ۔ مدینہ۔ مرکز مذہب کے ہین اسلام نے دنیاوی جاہ وجلال کی شان ان مین پیدا نہین کی۔ اپنی قدرتی حالت پر چہوڑ دیا اور دین پہیلانے کے لئے دنیا مین پہیل گئے۔ اور جہان سکونت اختیار کی اسکو جنت بنایا۔

اب یوروپین مذہب۔ یوروپین تمدن (یعنی تہذیب حال) کے دو دور قائم کرکے ان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

پہلا دور مذہب عیسوی کا ہے۔ اُس کی مدت ایکہزار سال یورپ مین ہے
دوسرا دور تمدن یورپ کا ہے۔ اسکی مدت قریب چار سو سال کے ہے۔
اول دور مذہب عیسوی کا ہے۔ یہہ مذہب ایشیا مین پیدا ہوا اور دوسری
صدی عیسوی مین یورپ مین ہجرت کرکے آیا۔ اس زمانہ کی بابتہ مسٹر ڈریپر اپنی کتاب
معرکہ مذہب اور سائنس مین اسطرح آغاز کرتا ہے۔
اس زمانہ مین جب اس دین کا چشمہ گدلا ہو اتہا۔ اسکی کیا حالت تہی وہ
حالت ٹرٹلیس کی تحریر مرقومہ سنہ ۲۰۰ سو مہ قیصر سویرس سے ظاہر ہوتی ہے
وہ تحریر یہہ ہے۔
ٹرٹلیس اپنا بیان صفائی نہایت قابلیت سے شروع کرتا ہے وہ حکام عدالت
سے مخاطب ہوکر کہتا ہے۔ کہ مسیحیت دنیا مین نئی نئی آئی ہے۔ اور اس
ملک مین جو اسکا اصلی وطن نہین ہے۔ اگر اوسکو دشمنون سے سابقہ پڑے
تو اسمین کوئی اچنبے کی بات نہین۔ اس کی استدعا صرف اسقدر ہے کہ
روما کے مجسٹریٹ اسے برات کا موقع دین۔ اور اسکا بیان سماعت کئے
بغیر اُسکے خلاف تجویز صادر نہ کرین۔ اگر اسے ایسا موقع دیا گیا تو سلطنت
کے قوانین آفتاب و ماہتاب بنکر چمکینگے۔ لیکن اگر اسے اپنی برات
مین زبان ہلانے کی اجازت نہ دی گئی۔ تو اس انصاف کے اغراض پورے
نہونگے۔ جس کے لحاظ سے رومتہ الکبری شہرہ آفاق ہے۔ کسی شئے سے خواہ
وہ فی الحقیقت نفرت ہی کے قابل کیون نہو۔ ایسی حالت مین نفرت کرنا
جبکہ ہمکو اسکے متعلق کچھ علم نہو۔ خلاف شیوہ معدلت ہے۔ روما کے قوانین

کا تعلق اُن افعال سے ہے۔ جو اشخاص سے سرزد ہون نہ کہ اشخاص کے
اسمار سے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ باین ہمہ بعض اشخاص روما کی عدالتون مین
سزایاب ہوئے ہین۔ نہ اس لئے کہ اُن سے کوئی جرم سرزد ہوا تھا۔ بلکہ
اسلئے کہ وہ مسیحی کہلاتے تھے۔
اس کے بعد وہ مسیحیت کی ابتدا۔ اس کی ماہیت اور اسکے اثرات کا
ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے۔ کہ اس کی بنا عبری اناجیل پر ہے۔ جو سب کتب سے
زیادہ متبرک اور قدیم ہین۔ اور اس مسئلہ کے متعلق مجسٹریٹون سے اسطرح
خطاب کرتا ہے۔ صحف موسیٰ جنہین خدا نے یہودی۔ اور اس لحاظ سی عیسائی
مذہب کو ایک بیش بہا خزانہ کی طرح محفوظ کیا ہے۔ آپ لوگون کی قدیم ترین
کتب بلکہ آپ کی سرکاری عمارات آپ کی قائم کی ہوئی حکومت آپ کی بڑی بڑے
شہرون آپ کے تاریخی کارنامون آپ کے زمانی کی یادگارون اور آپ کے
اُس ابجد کے حروف کی ایجاد سے بھی زیادہ قدیم ہین۔ جو علوم و فنون کی
موڈل اور عجائبات قدرت کی محافظ ہے۔ بلکہ مین اس سے بھی ایک قدم
آگے بڑھ کر یہہ کہہ سکتا ہون۔ کہ وہ صحائف آپ کے دیوتاؤن آپکی مندرون
آپ کے غیب گو کاہنون۔ اور آپ کی رب النوعی قربانیون سی بھی عمر مین
زیادہ ہین۔ اُن صحائف کی تنزیل کا زمانہ محاصرہ ٹرائی سے ایکہزار سال
اور ہومر سے پندرہ سو سال پہلے کا ہے۔ زمانہ راستی کا حلیف ہی۔ اور
ارباب فہم و تمیز بجز اُن باتون کے جو متحقق اور مسلم ہون اور جنکی تصدیق
زمانہ کرچکا ہو۔ اور کسی بات کو نہین مانتے۔ اِن صحف مقدسہ کی صحت کا

سب سے بڑا انحصار اُن کی غیر معمولی قدامت پر ہے - سلسلہ بطلیموسیہ
کے سب سے زیادہ فاضل فرمانروا فلیڈلفس نے جس کی اہملیت مسلم الثبوت
ہے - ڈمیٹریئس فلیریئس کے مشورہ سے ایک نسخہ ان کتب سماوی کا بہم
پہونچایا تہا - جواب تک اُسکے کتب خانہ مین موجود ہے - اِن کتب کے
سماوی الاصل ہونے کا ثبوت یہہ ہے - کہ جو کچہہ ہمارے زمانہ مین ہو رہا ہی
وہ پہلے سے ان مین مذکور ہے - اور جو واقعات انسان کو ان کے نازل
ہونے کے بعد سے پیش آئے ہین وہ سب ان مین مندرج ہین -
کیا کسی پیشین گوئی کا پورا ہونا اُس کی سچائی کی دلیل نہین ہے ؟ اُن واقعات
نے جو پیش آچکے ہین - جب اُن پیشین گوئیون کی سچائی پر مہر لگادی ہے
جو اِن کے متعلق قبل از قبل کی گئی تہین - تو کیا اُن واقعات کو صحیح تسلیم
کرنے کے لئے جنکو وقوع کے متعلق دوسری پیشین گوئیان اسی قبیل کی موجود
ہین ہم مورد الزام قرار دئے جاسکتے ہین ؟ پس چونکہ ہم اُن باتون پر ایمان لائے
ہین - جن کے متعلق اناجیل مین پیشین گوئی کی جاچکی ہے - اور جو پیشین گوئی
کے مطابق ظہور مین آئین - لہذا ضرور ہے - کہ ہم دوسری باتون پر بہی ایمان
لائین - جو ابہی ظہور مین نہین آئین - لیکن اُن کے متعلق انہین اناجیل مین
دوسری پیشین گوئیان موجود ہین - اناجیل مقدسہ کی تعلیم یہہ ہے - کہ
خدا ایک ہے - جس نے کائنات کو عدم سے پیدا کیا - اور جو اگرچہ ہر روز
نظر آتا ہے - لیکن پہر بہی آنکہون سے نہان ہے - اُسکی غیر محدودیت کا
حال بجز اسکے اور کسیکو معلوم نہین - اوسکی بے انتہا بڑائی نے اوسے

چھپا رکھا ہے۔ لیکن ساتھہ ہی ظاہر بھی کر رکھا ہے۔ اُس نے انسان کی اعمال حسنہ و سیئہ کے لحاظ سے جزا و سزا مقرر کی ہے۔ یوم نشور کے دن تمام وہ انسان جو آفرینش کائنات سے اُسکے خاتمہ تک پیدا ہو کر مر چکے ہین اُسکے حکم سے دوبارہ زندہ ہونگے۔ اور اپنے دنیوی قالب اختیار کرینگے اسکے بعد وہ اُن کے اعمال کی جانچ کریگا۔ اور جو نیک ہونگے اُنہین تو لذت جاودانی عطا فرمائے گا۔ اور جو بد ہونگے اُنہین ابدی شعلون مین جھونک دیگا۔ دوزخ کی آگ سے مراد وہ چھپے ہوئے شعلے ہین۔ جو قعر زمین مین بھڑک رہے ہین۔ زمانہ گذشتہ مین وہ منادون یا پیغمبرون کو اخلاق و روحانیت کی تعلیم کے لئے مامور کر چکا ہے۔ اس قدیم زمانہ کے پیغمبر یہودیون کی قوم مین پیدا ہوئے۔ اور اُنھون نے غیب کی آواز بنی اسرائیل تک پہونچائی۔ جنہون نے اس آواز کو بشکل اناجیل قلمبند کر لیا۔ ہم پر یہہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ ہم ایک انسان کی پرستش کرتے ہین بنی اسرائیل کے خدا کی عبادت نہین کرتے۔ لیکن حقیقت مین ایسا نہین ہے ہمارے دلون مین جناب مسیح کی طرف سے جو ارادت و عقیدت جاگزین ہے۔ اُس سے خدا کی اُس عظمت مین جسکا ہمین اعتراف ہے کوئی فرق نہین آتا۔ ان بزرگان دین کی برگزیدگی کی وجہہ سے یہودیون پر خدا نے اپنے خاص احسانات اور برکتین نازل کین۔ اور اُنکو شرف ہمکلامی عطا کیا۔ تائید ایزدی سے وہ مراتب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ لیکن خبث نفس کے باعث یہہ سرکش قوم خدا کو بھول گئی۔ اور اُسکے قوانین پر جسب پرستی کو

ترجیح دینے لگی۔ اِسپر خدا نے اُنہین متنبہہ کیا۔ کہ اگر تم باز نہ آوگے۔ تو مین تمسے زیادہ وفادار اور اطاعت شعار بندونکو اپنی رحمتون کا شرف بخشونگا۔ لیکن جب اُن کے تمردنے اِس انتباہ کو بہی نظر انداز کیا تو خدا نے اُن کو اُن کے وطن سے خارج کر دیا۔ اور وہ دشت غربت مین سرگشتہ و سراسیمہ بہٹکنے لگے۔ آج وہ تتر بتر ہوکر تمام عالم مین پہیلے ہوئے ہین۔ اُن کے نصیبون مین ذلت و خواری ہے۔ وہ دربدر مارے مارے پہرتے ہین۔ اُس ہوا سے اُن کے مشام ناآشنا ہین۔ جس کے جہونکون نے ان کے گہوارون کو جہلایا تہا۔ اُس زمین کو اُن کی آنکہین ترس گئی ہین۔ جہان اُنہون نے اول اول عالم ہستی کا تماشا دیکہا تہا۔ اب اُن کا سرپرست نہ خدا ہے نہ انسان۔ خدا نے جس بات کی اُنہین دہمکی دی تہی۔ وہ پوری کرکے دکہا دی۔ اُسنے دنیا کے دوسری ممالک اور دوسری اقوام سے ایسے بندون کا انتخاب کیا۔ جو اُن کے مقابلہ مین زیادہ وفادار تہے۔ اپنے پیغمبرون کے ذریعہ سے اُسنے یہہ بشارت دی تہی۔ کہ اِن نئے بندون پر اُسکی خاص رحمتون کا ظہور ہوگا۔ اور اُن مین ایک مسیحا پیدا ہوگا۔ جو اُن مین ایک نئی شریعت کی اشاعت کریگا۔ یہہ مسیحا جناب عیسیٰ تہے۔ جو خدا ہی ہین اسلئے کہ جسطرح ایک شمع سے دوسری شمع جلتی ہے۔ اسی طرح ایک خدا سے دوسرا خدا پیدا ہو سکتا ہی۔ خدا اور اُسکا بیٹا متحد الوجود ہین۔ روشنی دونون شمعون کی ایک ہی ہے۔ کتب مقدسہ مین مذکور ہے۔ کہ ابن اللہ کا ظہور دنیا مین دو مرتبہ ہوگا

پہلی مرتبہ بحالت عجز و انکسار۔ دوسری مرتبہ محشر کے روز جاہ و جلال کیساتھ
یہودیون کو یہہ کل باتین اُن کے پیغمبر پیشتر سے جتا چکے ہین۔ لیکن اُن کے
گناہون کی تاریکی اُن کی آنکھون پر کچھ ایسی چھا گئی تھی۔ کہ جب وہ پہلی مرتبہ
آیا۔ تو اونھون نے اُسے بالکل نہ پہچانا۔ اور اسوقت تک اس کی آمد آمد کا
فضول انتظار کر رہے ہین۔ وہ یہی کہتے رہے۔ کہ مسیح کے معجزے آسمانی
نشان نتھے۔ بلکہ جادو کے کرشمے تھے۔ علمائے مذہب اور پیشوایان دین
اسکو حسد کی نظر سے دیکھنے لگے۔ اور حاکم وقت پالیٹ کے دربار مین جاکر
اُسپر طرح طرح کے بہتان باندہے۔ اسکو صلیب پر چڑہایا گیا۔ اور جب اُسکا دم
نکل گیا۔ اور وہ زمین مین دفن کر دیا گیا۔ تو تین دن کے بعد وہ قبر سے اٹھا
اور چالیس دن تک اپنی حواریون مین رہا۔ اِسکے بعد وہ بادل مین لپٹا ہوا
سیدہا آسمان کو چلا گیا۔ اور یہہ واقعہ ہے۔ جس کی شہادت رومیولس یا کسی
اور رومی بادشاہ کی معراج کی انسانی شہادت سے بدرجہا زیادہ معتبر ہے
اس کے بعد ٹرٹیلین نے شیطان اور اس کے گروہ کثیر الانفار کی تکوین اور
ماہیت بیان کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ شیاطین اپنے فرمانروا ابلیس کے حکم سے
طرح طرح کی بیماریان۔ تغیرات ہوا۔ امراض وبائی اور پیداوار ارضی کی تباہی
کے بانی ہوتے ہین۔ اِنہین کے ورغلانے سے انسان بتون کو بھینٹ دیتا ہے
تاکہ اِنہین قربانیون کا خون جو اِن کی غذا ہے چوسنے کو ملے۔ شیاطین پرندون
کی طرح سبک سیر ہوتے ہین۔ اسلئے ربع مسکون مین جو واقعات گذرتے ہین
سب اُن کو معلوم ہو جاتے ہین۔ اور چونکہ اُن کی بود و باش ہوا مین ہے

لہذا اُن کو عرش کے حالات بہی معلوم ہوتے رہتے ہین - یہی وجہہ ہے کہ وہ انسان کو دہوکا دیکر غلط باتین باور کرا دیتے ہین - اور غیب گوئی ہی کرتے ہین - جو انسان کو گمراہ کرتی ہے -

مثلاً روما مین شیاطین نے اس واقعہ کا اعلان کیا - کہ شاہ پرسیوس پر رومی فوجون کو فتح حاصل ہوگی - لیکن حقیقت حال یہہ ہے - کہ پیشین گوئی اسوقت کی گئی - جبکہ فتح کی خبر اُن کو ملچکی تہی - وہ بیمار دن کو جہوٹ موٹ اچہا بہی کر دیتے ہین - اور وہ اسطرح کہ اول تو کسی شخص کے جسم مین حلول کرتے ہین جس کی وجہہ سے وہ بیمار ہوجاتا ہے - اور اُسکے بعد کوئی نسخہ تجویز کرکے اُسکو ستانا چہوڑ دیتے ہین - اور آسیب زدہ کو یہہ خیال ہوتا ہے - کہ اُسے واقعی شفا ہوگئی -

اگرچہ عیسائی شہنشاہ کو خدا نہین مانتے - مگر پہر بہی وہ اسکی ترقی دولت و اقبال کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتے ہین - اسلئے کہ وہ عظیم ہلاکہ جو دنیا مین پڑنے والا ہے - اور وہ بلائے مبرم جس سے نظام عالم کا شیرازہ بکہر جانیکا خوف ہے - اُسی وقت تک رُکی ہوئی ہے - جب تک کہ یہہ سلطنت قومی شوکت قائم ہے - عیسائیون کی یہہ دعا ہے - کہ خدا ان کو دنیا کا ہیبتناک خاتمہ نہ دکہائے - وہ فقط ایک جمہوری سلسلہ کے قائل ہین - لیکن یہ سلسلہ تمام عالم کو محیط ہے - اُن کی ایک برادری ہے - وہ ایک خدا کی پرستش کرتی ہین اور نجات اُخروی کے امیدوار ہین - وہ صرف شہنشاہ اور حکام ہی کے لئے نہین - بلکہ قیام امن کے لئے بہی دعا کرتے ہین - وہ اپنی کتب مقدسہ کو اس

غرض سے پڑھتے ہین - کہ اُن کے ایمان مین استواری اُن کی امیدون مین
وسعت اور اُس بھروسے مین استحکام پیدا ہو - جو اونہین خدا کی ذات پر ہی
اُن کی مجلسین افہام اور تفہیم کی غرض سے منعقد ہوتی ہین وہ بدکردارون کو
اپنی جماعت سے خارج کر دیتے ہین - اور اُن کے پیشوایان دین اونکی
افراد کی رائے سے منتخب ہوتے ہین - جنہین اِن کا اقتدا کرنا ہوتا ہے -
ہر مہینہ کے ختم پر ہر جماعت کے ہر شخص کو اختیار ہے - کہ اپنی مقدرت کی
موافق کچھ رقم بطور چندہ دے - لیکن چندہ دینے پر کسی کو مجبور نہین کیا جاتا ہے
جو رقم اس طور پر جمع ہوتی ہے - وہ گویا چندہ دینے والونکی زہد و اتقا کی خیرات
یعنی اپنے نفس کی آسائش پر صرف نہین کیجاتی - بلکہ مساکین کی پرورش اور
تجہیز و تکفین بیکس اور نادار یتیم بچون کی خبر گیری ضعیف العمر خادمان دین
کی امداد اور اُن لوگون کی اعانت مین اٹھائی جاتی ہے - جنکے جہاز تباہی مین
آگئے ہون - یا جن کو دین حقہ پر ثابت قدم رہنے کی وجہ سے جلاوطنی یا قید
یا کانون پر مزدوری کرنے کی سزا دی گئی ہو - عیسائیون مین بجز اُن کی
بیبیون کے اور کل مال و متاع مشترک الاستعمال ہے - نہ تو وہ اس حرص سے
پیٹ بھرتے ہین - کہ گویا کل ہی مر جائین گے - اور نہ عمارتین ایسی عالیشان
بناتے ہین - جس سے یہ معلوم ہو - کہ قیامت کے بورئے لپیٹین گے انکی
زندگی کا مقصد پاکبازی انصاف صبر اعتدال اور عصمت ہے -
اپنا بیان صفائی ختم کرنے سے پیشتر ٹرٹلین نے اس دعوے کا از سر نو ذکر
کیا ہے - جسپر ازمنہ مابعد مین عملدرآمد ہونے سے یورپ کی علمی ترقیون پر

ایک بہت بڑا اثر پڑا۔ اُسکا دعوے یہ ہے۔ کہ کتب مقدسہ کو وہ گنج شائیگان سمجھنا چاہیئے۔ جس سے دنیا نے علوم و فنون اور دانش و حکمت کے موتی اور جواہر ریزے حاصل کئے ہین۔ اگر کسی حکیم نے فلسفہ کا کوئی نکتہ بیان کیا ہے۔ تو انہین صحف کے اسرار حکمیہ سے فیض پاکر اور اگر کسی شاعر کو کوئی اچھوتا مضمون ہاتھہ آیا ہے۔ تو انہین مقدس کتابون کے تخیل آفرینی کی بدولت غرض اُسنے یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ عہود جدید و عتیق صدق و حقیقت کا معیار مطلق ہین۔ اور جو مسئلہ انکے اصول کے مطابق نہو وہ لامحالہ غلط ہے ٹرٹین کی تحریر جو اوپر ختم ہوئی۔ اُسمین سے بعض امور کا انتخاب ٹرٹین کی عبارت مین کرکے یہان درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہہ مسیحا جناب عیسیٰ تہے۔ جو خدا ابہی ہین۔ اس لئے کہ جسطرح سے ایک شمع دوسری شمع سے جلتی ہے۔ اسی طرح ایک خدا سے دوسرا خدا پیدا ہوتا ہے۔ خدا اور اسکا بیٹا متحد الوجود ہین روشنی دونون شمعونکی ایک ہے

۲۔ اُن کی (یعنی عیسائیون کی) مجلسین افہام و تفہیم کی غرض سے منعقد ہوتی ہین۔ وہ بدکردارون کو اپنی جماعت سے خارج کردیتے ہین ان کے پیشوایان دین اُن کے افراد کی رائے سے منتخب ہوتے ہین۔ جنہین اُنکا اقتدا کرنا پڑتا ہے۔

۳۔ عیسائیون مین بجز اُن کی بیبیون کے اور کل مال متاع مشترک الاستعمال ہے

۴۔ کتب مقدسہ کو گنج شائیگان سمجھنا چاہیئے۔ جس سے دنیا کے علوم و فنون اور دانش و حکمت کے موتی و جواہر حاصل کئے ہین۔ جو مسئلہ ان اصول کے موافق

نہو وہ غلط ہے - یہی چار اصول آیندہ تغیر مذہب کے ذمہ دار ہین تثلیث
پوپ کا اقتدار - اخذ وجبر کی بنیاد - کتب مقدسہ سے غلطی اور صحت کا مقابلہ
کرنا باعث خرابی کا ہوا - ٹرٹین کی تحریر سنہ ۲۰۰ء کی ہے اُسوقت تک مذہب
عیسوی ادنےٰ درجہ مین پہیلتا جاتا تہا - شاہی حمایت مین نہ آیا تہا - اور
اِسوجہ سے عیسائیون کو تکلیفین پہونچتی تہین -
۳۱۲ء عیسوی مین شاہ قسطنطین نے مذہب عیسائی اختیار کیا اوسوقت
سے شاہی مذہب ہوگیا - اور بت پرست قوم کے عقائد مذہبی کی آمیزش
شروع ہوگئی - اِن سب اعتقادیونکا افسانہ ڈریپر کی زبان سے یہان درج
کیا جاتا ہے -

قسطنطین کی زمانہ مین مسئلہ تثلیث کا جائز قرار پانا

سب سے زیادہ اہم بحث اس مسئلہ مین یہہ تہی۔ کہ ابن اللہ ہونیکی حیثیت سے مسیح کا کیا درجہ قرار دیا جائے۔ اسکندریہ مین ان دنون ایک پادری ایریس نامی رہتا تہا۔ جو ایک دفعہ بشپ (اسقف) کا اُمیدوار تہا۔ مگر محروم رہا اُسنے یہہ بحث پیش کی۔ کہ بلحاظ رشتہ فرزندی و پدری ضرور ہے کہ ایک وقت ایسا ہوا ہو۔ جبکہ بیٹے کا وجود نہ تہا۔ اِس لئے کہ باپ کی عمر بیٹے سے زیادہ ہونی چاہیے۔ پس حضرت مسیح قدیم نہین بلکہ حادث ہین۔ لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ اِس بحث کا منشا یہہ تہا۔ کہ ہر سہ افراد تثلیث ازلی نہین ہین۔ تینون کے تینون ہم مرتبہ و مساوی الحیثیت نہین ہوسکتے ایک کو باقی دونون پر ضرور فوقیت ہونی چاہیئے۔ اور جب صورت یہ ہے تو ضرور ہے۔ کہ ایک وہ وقت تہا۔ جب تثلیث کا وجود نہ تہا۔ اُسپر اُس بشپ نے جسکو ایریس کے مقابلہ مین کامیابی حاصل ہوئی تہی مجالس عامہ مین اِس مسئلہ پر اپنی روانی تقریر کے جوہر دکہلانے شروع کئے اور جب مناظرہ نے طول کہینچا۔ تو یہودیون اور بت پرستون نے جو اسکندریہ کی آبادی کا جزو غالب تہے۔ اِس بحث کے متعلق ناٹکون مین مضحکہ انگیز نقلین کرنی شروع کین۔ اِن نقلون مین دل لگی کی سب سے بڑی بات یہہ ہوتی تہی۔ کہ باپ اور بیٹے کو مساوی السن ظاہر کیا جاتا تہا۔

اِس بحث کا جوش و خروش جب حد سے بڑہ گیا اور فتنہ و فساد کا اندیشہ

پیدا ہو چلا۔ تو معاملہ شہنشاہ کے پاس تصفیہ کی غرض سے بھیجا گیا پہلی تو
مزخرفات سمجھکر اسنے توجہہ نہ کی۔ اور شاید دل مین ایریس کے دعوی کو
حق بجانب خیال کیا۔ کہ باپ کی عمر حقیقت مین بیٹے کی عمر سے زیادہ ہونی
چاہیے۔ لیکن اُسپر اسقدر دباو چارون طرف سے ڈالا گیا۔ کہ آخر مجبور
ہوکر اُسنے نایسیا کی کونسل کے انعقاد کا حکم دیا۔ اِس کونسل نے جھگڑا مٹانے
کے لئے ایک فیصلہ صادر کیا۔ جس کی ذیل مین تکفیر و لعنت کا یہہ فتوی
درج تھا "جو شخص یہہ دعوے کرے۔ کہ کسی وقت مین خدا کے فرزند کا
وجود نہ تھا۔ یا پیدا ہونے سے قبل وہ موجود نہ تھا۔ یا وہ نیست سے
ہست کیا گیا۔ یا کسی ایسے مادہ یا جوہر سے اُس کی تخلیق ہوئی۔ جو ربانی
نہین ہے۔ یا وہ مخلوق یا متغیر ہے۔ ایسے شخص کو کلیسائے مقدس ملعون
قرار دیتا ہے"۔ اس فتوے کے صادر ہوتے ہی قسطنطین نے اِس کو
بزور حکومت نافذ کرایا۔

قیصران روم کے عہد مین بت پرستی کی آمیزش شروع ہونا
قسطنطین نے از راہ نہایت مال اندیشی کھُلم کھُلا مسیحیت کی حمایت کا
اعلان کیا۔ اِسکا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ ہر حصہ مین مرد عورت بچے۔ بوڑھے
اسکی جان نثاری اور ہوا خواہی کا دم بھرنے لگے اور اسکی خاطر لڑنے
مرنے کے لئے مستعد ہو گئے۔ اِس کے علاوہ شاہی افواج مین جو مسیحی
بہ تعداد کثیر موجود تھے۔ وہ اُس کی جانبازانہ متابعت کے لئے تیار ہو گئے
مِلویا کے پل کے قریب ایک بہت بڑی جنگ ہوئی۔ جسمین اُسے کامل

فتح حاصل ہوئی - اور اُسکے تمام منصوبے بار آور ہوگئے - پہلے میکسمن اور اُسکے بعد لائیسنس کی موت نے اُن تمام رکاوٹون کو جو اُسکی راہ مین حائل تہین دور کر دیا - اور اولین مسیحی فرمانروا ہونے کی حیثیت سے اُسنے قیاصرہ کے تخت پر قدم رکہا - فاتح اور کامیاب جماعت کیساتھ اب جو کوئی شریک ہوا - اوسے بڑے بڑے عہدے اور مرتبے ملنے لگے اِسکا نتیجہ یہہ ہوا - کہ دنیا دار لوگ جنہین مذہب کی خس برابر بہی پروا نہ تہی - مسیحیت کے سبب سے زیادہ جوشیلے حامی ہوگئے - چونکہ وہ بظاہر عیسائی لیکن بہ باطن مشرک و بت پرست تھے - لہذا اُن کے اثر کی وجہ سے عیسائیت مین بت پرستی و شرک کے عناصر کی آمیزش شروع ہوگئی - قسطنطین نے کہ وہ بہی اِنہین کا ہم مشرب تہا - کوئی ایسا طریقہ اختیار نکیا جس سے اُن کے اِس منافقانہ طرز عمل کا سد باب ہو - قسطنطین کی ساری عمر سیاہ کاریون مین گذری - اور کہین آخری وقت (۳۳۷ء) مین جاکر اُسنے اُن مذہبی مراسم کی پابندی کی - جنپر عمل کرنیکی کلیسا ہدایت کرتا ہے -

سلطنت کا بت پرست اور عیسائی مذہب کا معاون ہونا

تبرکات کا غلو - اوہام پرستی - تیوہارونکی ترقی ہونا

قسطنطین کا طرز عمل ہمیشہ اُس کے اِس عندیہ کی شہادت دیتا رہا کہ وہ اپنی رعایا کے کل طبقون کو ایک آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہے - فریق کامیاب کی وکالت کو اپنی فرمانروائی کا اصول نہین قرار دینا چاہتا تہا - پس جہان اُسنے گرجا تعمیر کرائے - بت پرستون کے لئے مندر بہی بنوا دیے اگر یادریون

کی سرگوشیون پر کان دہرا- تو بت پرست کاہنون سے بہی مشورہ کیا
تا ایسیا کی مسیحی کونسل منعقد کی تو دولت کے بت پر بہی چڑہاوی چڑہائے
اصطباغ کی رسم کو قبول کیا - تو ایک تمغہ بہی مسکوک کرایا - جسپر اُسکا بانی
لقب ثبت تہا- قسطنطنیہ مین سنگ سماق کے ایک مینار کی چوٹی پر اسکا
جو مجسمہ نصب کیا گیا - وہ اصل مین اپالو دیوتا کی ایک قدیم مورت تہی
جس کے خط و خال بدل کر قسطنطین کی صورت سے مشابہ بنا دئے گئے
اور سر کے گرداگرد وہ میخین جن کی نسبت بیان کیا جاتا تہا- کہ حضرت عیسیٰ
کو مصلوب کرتے وقت کام مین لائی گئی تہین - اس صنعت گری کیساتہ
جمائی گئین - کہ عظمت و جلال کے تاج کی شکل پیدا ہو گئی -
اس خیال سے کہ بت پرستون کے دل مین شکست نے جو ناسور ڈالدیا ہے
اسکا اندمال مراعات خاص اور نوازشہا سے پنہان کے مرہم ہی ضروری
ہے - قسطنطین نے اپنے دربار مین بت پرستی کی رسمون کی تجدید و ترویج
سے نہ صرف اغماض کیا - بلکہ ان کوششون کو استحسان کی نظر سے دیکہا
اور حقیقت یہہ ہے - کہ ان کوششون مین سب سے زیادہ حصہ لینے والے
اُسی خاندان کے اراکین تہے -
اس شہنشاہ کو جو محض دنیا کا بندہ تہا - اور جس کے مذہبی اعتقادات
کی خس سے بہی کم وقعت تہی اپنا ذاتی فائدہ سلطنت کی بہبودی اور
دونون مخالف جماعتون یعنی عیسائیون اور بت پرستون کی بہلائی اسمین
نظر آئی - کہ جہان تک ہو سکے - ان مین یگانگت و ارتباط پیدا کیا جائے

اور تو اور راسخ الاعتقاد عیسائیون تک کو اس حکمت عملی سے چندان اختلاف
نہ تھا۔ اس لئے کہ شاید وہ یہہ سمجھتے تھے۔ کہ نئی تعلیم کی شاخ مین اگر پرانے
عقائد کا پیوند لگا دیا گیا تو مذہب جدید کو بہت جلد ترقی ہو جائیگی اور
آخر کار بتپرستون کی آمیزش سے پاک ہو کر سچا مذہب باقی رہ جائیگا۔ اس
انضمام و اختلاط کی بزم آرائی مین شہنشاہ کی مان ہلینا نے شاہی دربار کی
بیگمات کے ساتھہ ملکر شمع انجمن کا کام دیا۔ مصلحت شناس اور مزاج دان
کو ملکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی ایک نئی تدبیر ہاتھہ آگئی۔ بیت المقدس
کے ایک غار سے حضرت عیسےٰ کی صلیب دونون چورون کی صلیبین
واقعہ تصلیب کا کتبہ اور وہ میخین جو اس موقع پر استعمال مین لائی گئی تھین
تین صدیون تک امانت رہنے کے بعد برآمد کی گئین۔ اور ایک مناسب
حال معجزے سے جس کی تصنیف کرنے مین ان بزرگوارون کو ذرا بھی
دقت پیش نہ آئی۔ ان متبرک آثار کی تصدیق بھی ہوگئی غرض اچھی خاصی
آثار پرستی شروع ہوگئی۔ یونانیون کے اوہام باطلہ از سر نو نمودار ہوگئے
اور اُس زمانہ کی تصویر آنکھون مین پھرنے لگی۔ جبکہ وہ آلات جن سے
محاصرہ ٹرائی کا مشہور ہریجی گھوڑا تیار کیا گیا تھا۔ مٹپا پانٹم مین رکھے ہوئے
نظر آتے تھے۔ جبکہ پیلاپس کا عصای شاہی کروینا مین ایکلیز کا نیزہ
فیسلیس مین اور میمنن کی تلوار نکومیڈیا مین کا ہنا موجود تھی۔ جب کہ
اہل ٹیجیا کلیڈرونیا کے جنگلی سور کی کھال دکھا سکتے تھے۔ اور بہت سی
شہرون کو یہہ دعوے تھا۔ کہ ان کے پاس شہر ٹرائی کے محافظ دیوتا کا

اصلی بت موجود تہا۔ جبکہ مزدا دیبی کے ایسے ایسے مجسمے پیش کیے جا سکتی تہی جو برچہی ہلا سکتے تہے۔ ایسی ایسی تصویرین دکہائی جا سکتی تہین جو ہنس سکتی تہین۔ ایسی ایسی مورتین موجود تہین جنہین پسینہ آسکتا تہا اور ایسی ایسے ہزارہا معبد اور ہیکل اطراف ملک مین پہیلے ہوئے تہے جہان معجزون سے مریض اچہے کیئے جا سکتے تہے۔

جون جون زمانہ گذرتا گیا۔ وہ مذہبی عقائد جن کی تفصیل ڈریپئن نے بیان کی ہے۔ متغیر ہو کر ایک عام پسند مگر پایہ اخلاق سے گرے ہوئی مذہب کی شکل اختیار کرتے گئے۔ ان عقائد مین قدیم یونانی اصنام پرستی کا عنصر مخلوط ہو گیا۔ اولمپس تو وہی پہلا سا موجود ہو گیا مگر دیوتاؤن کے نام بدل دئے گئے۔ سلطنت کے جن صوبون کی قوت بڑہی ہوئی تہی وہان کے باشندون نے علی رغم مذہب شاہی اپنے قدیم عقائد اختیار کر لئے۔ عقیدہ تثلیث قدیم مصری روایات کے سانچہ مین ڈہال لیا گیا۔ نہ صرف ائیسس کی پرستش بہ تبدیل نام از سر نو ہونے لگی۔ بلکہ اسکا بت بہی جو کسی زمانہ مین ایک ہلال کی قوس پر رکہا ہوا نظر آیا کرتا تہا از سر نو نمودار ہو گیا۔ اس دیبی کا مجسمہ جو گود مین اپنے بچے ہورس کو لئے ہوئی ہی بت تراشی اور نقاشی کی صنعتون کے ذریعہ سے ہمارے زمانہ تک حضرت مریم اور ان کے معصوم فرزند کی دلربا تصویر کی شکل مین پہونچا ہے نئے لباس مین قدیم تصورات کی اس تجدید کا ہر جگہہ بہ اشتیاق تمام خیر مقدم کیا گیا۔ جب اہل افیثر یا کے سامنے اس امر کا اعلان کیا گیا

کہ وہان کی مسیحی مجلس نے بصدارت بطریق سائرل یہ فیصلہ کیا ہے
کہ مریم عذرا کو "خدا کی مان" کے لقب سے یاد کیا جائے۔ تو اُن لوگون نے
خوشی کے آنسوؤن سے اپنے بطریق کے قدم دہوئے۔ یہہ اشک ریزی
اُسی قدیم ناسور کی تراوش تہی۔ جسپر اگرچہ مسیحیت کے اثر کی وجہہ سے انگور
آچلا تہا۔ مگر مادہ فاسد ہنوز اندر باقی تہا۔ اگر اُن کے آبا و اجداد کو زمانہ میں
ڈایتا دیبی کے لئے یہی بات کی جاتی۔ جو جناب مریم کے لئے کی گئی۔ تو
اُن کے دلون پر بہی یہی اثر ہوتا۔ دنیا دار لو مسیحیون کی تالیف قلوب کا
یہہ طریقہ جس پر ان کے رسوم وعقائد کے اختیار کر لینے سے عمل کیا گیا
اُن لوگون کے اعتراض سے نہ بچا۔ جن کی بصیرت اسکی علت غائی
کی تہ کو پہونچگئی تہی۔ چنانچہ فاسٹس نے قیصر اگسٹائین سے برملا ان ملامت
آمیز الفاظ مین خطاب کیا۔ "تم مین اور بت پرستون مین کیا فرق باقی رہا
اگر کوئی فرق ہی تو یہہ ہے کہ تمہاری جماعت علیحدہ اور انکی جماعت علیحدہ ورنہ افعال و رسوم تو
ایک ہی سے ہین۔ اُن کے ہان قربانیان ہوتی ہین۔ جن مین بدمستون کا
زور ہوتا ہے۔ تمہارے ہان بزم محبت ترتیب دیجاتی ہے۔ جو مذہبی
شکل مین ہوسناکی اور عیش پرستی کا دوسرا نام ہے۔ اُن کے ہان بت
پجتے ہین۔ تمہارے ہان شہدا و اولیا کی پرستش ہوتی ہے تم اُن کی طرح
مردون کی روحون کی تواضع شراب وکباب اور چنگ ورباب سے
کرتے ہو۔ بت پرستون کے تمام مذہبی تیوہار تمہارے ہان اُسی ذوق و
شوق سے منائے جاتے ہین۔ غرہ ماہ اور راس الجدی و راس السرطان مین

آفتاب کی تحویل کے وقت تم وہی رسمین ادا کرتے ہو۔ جو بت پرستونکے
ہان رائج ہین۔ اور طرز ماند و بود اور عادات و اطوار کے لحاظ سے
تو تم مین اُن مین مطلق فرق نہین" غرضکہ بت پرستی کے تمام رسم و رواج
جاری ہوے چلے جاتے تھے۔ یہان تک کہ شادیون مین عشق و محبت
کے دیبی وینس (زہرہ) کے بھجن گائے جاتے تھے۔
اس مقام پر تھوڑی دیر کے لئے ستا کر ہمین یہہ دیکھنا چاہئے کہ عیسائیت
کے ساتھہ بت پرستی کے شامل کر دینے کی اس چال نے بالاخر لوگونکو
اختلاط عقلی کے کس طبقہ سافل تک پہنچا دیا۔ بت پرستی کی رسمین جذب
کر لی گئین۔ پرستش کے نمایشی اور بھڑک دار طریقے جاری ہوگئے۔ پادریون
نے پر تکلف لباس اور ٹوپیان اور تاج پہننے شروع کر دئے۔ کافوری شمعین
سونے چاندی کے گلدان مراسم مذہبی کے لوازم مین داخل ہو گئے۔
عبادت مین براتون کے جلوس کی سی دہوم دہام نظر آنے لگی۔ قربانی کے
ذریعہ سے طہارت ہونے لگی۔ رومی بت پرست کاہنون کی جادو کی چھڑی
عیسائی اسقف کی حکومت ملی کا عصا بن گئے۔ گرجا۔ شہدا کے مزار
بنائے جانے لگے۔ اور ان کی تطہیر اور تقدیس اُن رسمون کے ذریعہ
ہونے لگی۔ جو سلف مین بت پرست پجاریون کے ہان رائج تھین۔
جھوٹ سچ جہان کہین کسی شہید کے کچھ آثار بہم پہونچ گئے فوراً اُن کی
یادگار مین میلے اور عرس قائم کر دے گئے۔ خدا کے غضب کو فرو
کرنے اور آسیب اُتارنے کا سب سے بڑا ذریعہ فاقہ کشی قرار دیا گیا

بیت المقدس اور شہدا کے مزارون کی زیارت وطواف کے لئے لوگ
ہزارہا کوس چلکر جاتے تھے۔ بیت المقدس سے منون خاک دہول لاکر
لوگ موتیون کے مول بیچتے تھے ۔ اور اُس مٹی کو شیطان کے دفیعہ کا ذریعہ سمجھا
جاتا تھا۔ دم کیئے ہوئے پانی کے اوصاف وخواص مین توکسی کو کلام ہی نتھا
مورتین اور تبرکات گرجاؤن کے ضروری لوازم تھے ۔ اور خوش عقیدہ
لوگ بتون کی طرح اُن کو بھی پوجتے تھے ۔جسطرح زمانہ سابق مین بت پرستون نے
بعض مقامات کو خوارق عادات اور معجزات کے لئے مخصوص کر رکھا تھا
اِسی طرح خاص خاص مقامات عیسائی دنیا مین بھی اعجاز وکرامات کے مرکز
قرار دئے گئے ۔عیسائیون کی نجات یافتہ روحون کو حاضرات کے طریقہ پر
طلب کیا جاتا تھا ۔ اور یہہ خیال کیا جاتا تھا ۔کہ یہہ روحین اطراف عالم مین
بھٹکتی پھرتی ہین ۔ یا اپنے مقابر کے اوپر منڈلا رہی ہین ۔ مندرون اور
قربان گاہون کی تعداد خارج از حد شمار تھی ۔توبہ اور ازالہ معصیت کیلئے
خاطی کو جو تکلیف دہ اور ایذا رسان لباس پہننا پڑتا تھا ۔ اُس کی بہت سی
قسمین تھین ۔حضرت مریم کی عید تطہیر کا تیوہار اِس غرض سے قائم کیا گیا ۔
کہ جو بت پرست نئے نئے عیسائی ہوئے تھے ۔ اُن کے دلون سے پیگن دیوتا
کے یوم جشن کے منسوخ ہونے کی کھٹک جاتی رہے ۔مورتون صلیب کی
ٹکڑون ۔ ہڈیون کیلون اور دوسرے تبرکات کی پرستش عام رواج
پاگئی ۔ گویا اچھی خاصی جماد پرستی رائج ہوگئی ۔ اُن آثار متبرکہ کی تصدیق کا
انحصار دو براہین پر تھا ۔یعنی پادریون کے حکم یا معجزات کے اظہار پر

اولیا کے پھٹے پرانے کپڑون اور اُن کی قبرون کی خاک تک متبرک سمجھی جاتی تھی
چنانچہ فلسطین سے کچھ بوسیدہ ہڈیان لائی گئین - اور اُن کی نسبت بہ وثوق
تمام یہہ مشہور کیا گیا - کہ یہہ حضرت مرقس اور حضرت جیمس اور دوسرے اولیائے
عہد سابق کے آثار جسمانی ہین - بت پرستی کے زمانہ مین انسان کو دیوتا بنا دیا
جاتا تھا - عیسائیون نے اُسے ولی کر دکھایا - کہ اِسکا تصرف بھی معاملات
انسانی مین ربانی مداخلت سے کسی طرح کم نہ سمجھا جاتا تھا - مقامی دیوتاؤن
کی جگہہ مقامی پیر اور اولیا قائم ہو گئے - اُس کے بعد عشاے ربانی کی
پُراسرار رسم کا ظہور ہوا - جسکا مطلب یہہ ہے - کہ پادری کے عمل سحر روٹی
اور شراب مسیح کے گوشت اور خون کی صورت مین منتقل ہو جاتی ہے - مرور
قرون نے عیسائیت اور بت پرستی کے اس الحاق کو اور زیادہ کامل و
مکمل کر دیا - نئے نئے تیوہار منائے جانے لگے - جنمین سے ایک تو اُس
برچھے کی یادگار مین قائم کیا گیا تھا - جس سے حضرت عیسیٰ کے پہلو مین چبھا
دیا گیا تھا - ایک اُن میخون کی یادگار کو تازہ رکھنے کیلئے قائم کیا گیا تھا جنسے آپ کا
جسم صلیب مین جڑ دیا گیا تھا - اور ایک سے کانٹون کے اُس تاج کی
یاد کو تازہ رکھنا مقصود تھا - جو مصلوب کرتے وقت آپکو پہنا دیا گیا تھا
اگرچہ بیسیون خانقاہون مین کانٹون کا یہہ بے بہا تاج موجود تھا - لیکن
زمانہ کا یہہ رنگ تھا - کہ کوئی شخص یہہ کہنے کی جرات نہ کر سکتا تھا کہ یہہ
کیونکر ممکن ہے - کہ سب کے سب تاج اصلی ہون

خانقاہون کے طبی کرشمون پر خاص خاص تبرکات کے معجز نما شفا گستری

مستزاد تھی۔ اُن مین سے بعض تبرکات ایسے تھے۔ جن کی نوعیت عقل کو محو حیرت کردیتی تھی۔ متعدد ویگر۔ اور خانقاہین ایسی تہین جنہین جناب مسیح کا کانٹون کا تاج موجود تہا۔ گیارہ ڈیرون مین وہ برچہار کہا ہوا تہا جس سے آپ کا پہلو چہید اگیا تہا۔ اگر کوئی شخص ازراہ جسارت یہ سوال کر بیٹھتا کہ اُن سب کا اصلی ہونا کیونکر ممکن ہے۔ تو وہ دہریہ اور مرتد قرار دیا جاتا حروب صلیبیہ کے دوران مین طبقہ ہیکلین کے سورماؤن نے یوروشلم سے مقدس دوشیزہ کی دودہ کی بوتلین لالا کر صلیبی افواج کے سپاہیونکے ہاتہہ مین من مانے اور منہ مانگے دامون بیچین۔ اور خوب ہی نفع کمایا۔ یہہ بوتلین ازراہ غایت ارادت وعقیدت بعض بڑی بڑی مذہبی اماکن مین مدتون نہایت احتیاط کیساتہہ محفوظ رکہی ہین لیکن دیدہ دلیری اور ڈہٹائی مین بیت المقدس کی اُس خانقاہ کا درجہ شاید سب سے بڑہا ہوا تہا جسکے تبرکات مین روح القدس کی ایک انگلی بہی داخل تہی۔ اِس شرمناک بطلان پرستی کو زمانہ موجودہ نے حقارت آمیز خموشی کیساتہہ رد کردیا ہے۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ یہی تبرکات ہزارہا خوش عقیدہ لوگونکی کشت ارادت کو اپنے روحانی چہینٹونسے سیراب کرتی تہی۔ لیکن آج وہ اِسدرجہ ناپاک اور ذلیل خیال کئے جاتے ہین۔ کہ کسی عجائب خانہ مین بہی انہین جگہہ نہین ملتی۔ آخر اُس حرمان کی کیا وجہہ ہے جو یورپ کی امانت سے عہدہ برانہ ہونیکی شکل مین کلیسا کو نصیب ہوا اگر رومانی یورپ کے روحانی و مادی ترقی کو حقیقت مین اپنا نصب العین قرار دیا ہوتا۔ اگر جانشین پطرس یعنی ساری دُنیا کی گڈریا فی الحقیقت صدق دل سے واحد الغرض ہوکر اپنے گلہ کی بہیڑونکی رکہوالی کی ہوتی اور اُنکی دنیاوی آسائش اور دینی نجات کو اپنی غایت المنتہا سمجہا ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ کلیسا کو اسناکامی کا منہ دیکہنا پڑتا

پادریونکا اقتدار بڑہنا اور قابو پانا اور ملک میں جہل و افلاس پہیلنا

اعلیٰ طبقہ کے پادریون نے تو ہر ملکی خدمت پر جو کچھ بہی باعث منفعت تہی۔ قبضہ کرہی رکھا تہا۔ اور ہر ڈیر کا صدر راہب کثیر التعداد غلامونکی مالک ہونے کے لحاظ سے بڑے بڑے امیرون اور جاگیر دارونکا مقابلہ کرتا تہا۔ چنانچہ بعض صدر راہبون کے پاس بیس بیس ہزار غلام موجود تہے لیکن گدائی پیشہ راہبون کے لئے بہی معاش کے وسیع ذرائع موجود تہے ملک کا کوئی حصہ ایسا نہ تہا۔ جہان یہہ نظر نہ آتے ہون۔ اور غربا کی قوت لایموت مین اپنا حصہ نہ بٹا لیتے ہون۔ نکمے اور نکہٹو پادریون کا ایک انبوہ کثیر جس کی ارادت مین ممالک غیر منسلک تہے ایسا تہا۔ جس کی زندگی کاہلی اور بیکاری مین کٹتی تہی۔ اور جو اپنا پیٹ محنت مزدوری کرنے والون کے پسینے سے پالتا تہا۔ ایسی حالت مین کیونکر ممکن تہا۔ کہ چہوٹے چہوٹے کہیت بڑی بڑی جاگیرون مین ضم نہ ہوتے چلے جائین۔ غربا کا افلاس روز بروز نہ بڑہتا جائے۔ اور جماعت انسانی کی حالت رو بہ اصلاح ہونے کے بجائے پایۂ اخلاق سے ساقط نہ ہوتی چلی جائے دیرون۔ صومعون اور خانقاہون سے باہر تحصیل علم کی کوئی کوشش نہ کی جاتی تہی۔ اور کیون کیجاتی۔ کلیسا کی مصلحت اسی مین تہی کہ لوگ جاہل رہین۔ چنانچہ یہہ اصول عام طور سے تسلیم کرلیا گیا۔ کہ جہالت زہد و اتقا کی مان ہے۔

پاپائی قوت کے اس اکتناز و اجتماع کے لئے ہر قسم کے حقوق نہایت

بیدردی سے پامال کئے گئے گدائی پیشہ راہبون کے طبقون سے پاپائیت
کو اِس مقصد کی تکمیل مین بہت بڑی مدد ملی - گویا پاپا اور یہہ طبقے ایک
طرف تھے - اور اساقف اور اُن کے ماتحت پادری دوسری طرف پاپائی
روما کے دربار نے تمام وہ حقوق غصب کر لیئے - جو مجالس عامہ - مجالس
سلطانیہ (کونسل متعلق بہ دار السلطنت) اساقف اور قومی کلیساؤن کو
حاصل تھے - چونکہ پاپا کے نائب بات بات پر دست اندازی کرتے تھے
لہذا اساقف نے اپنے ماتحتین کو ان کی بے عنوانیون پر روک ٹوک
کرنا ہی چھوڑ دیا - اور چونکہ گدائی پیشہ راہبون کی مداخلت حد سے زیادہ
بڑھ گئی تھی - اِس لئے دیہاتی پادریون کے اختیار بالکل سلب ہو گئے -
اور جو رہا سہا اثر تھا - اُسے اُن راہبون نے پاپائی تذکرات الغفران اور
پروانجات نقض قانون بیچ بیچ کر زائل کر دیا - اُن حرام کو حلال اور ناجائز
جائز کر دینے والی سندون کی فروخت سے جو روپیہ وصول ہوتا تھا وہ سیدھا
روما پہنچ جاتا تھا - مالی ضرورتون سے مجبور ہو کر بہت سے پاپا اِس ذلیل
حیلہ جوئی پر اُتر آئے - کہ جب کسی فرمانروا یا اسقف یا رئیس ہیکلین کا
مقدمہ پاپائی عدالت مین پیش ہوتا تھا - تو اُس سے کہا جاتا تھا - کہ
ایک جام طلائی جس مین دوکات بھرے ہوئے ہون بطور نذرانہ پیش
کرے - اِسی قسم کی ضرورتین جشن جوبلی کے انعقاد کی محرک ہوئین -
پاپائی سکسٹس رابع نے بہت سے جدید عہدے قائم کئے اور ہر عہدہ
بعوض تین یا چار سو دوکات کے فروخت کر ڈالا - پاپائی انوسنٹ سابع نے

اکلیل پاپائی رہن رکھا۔ پاپای لیو دہم کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اُسنے تین پاپاؤن کی آمدنی اڑا ڈالی یعنی جو رقم اُسکا پیشرو خزانہ مین چھوڑ مرا تہا۔ اول تو اُسپر ہاتہہ صاف کیا۔ اس کے بعد اپنی دولت پردست تبذیر دراز کیا۔ اور جب یہہ بہی کافی نہوئی۔ تو اپنے جانشین کے مترقبہ مداخل کو پہلے سے وصول کر کے لیکہا جو کہا برابر کردیا اُسنے دو ہزار ایکسو پچاس جدید خدمتین قائم کر کے فروخت کین مشتریون کے لئے روپیہ لگانے کی اس سے بہتر ترکیب نہ تہی اِس لئے کہ اصل سرمایہ پر بارہ فیصدی سود کہین گیا ہی نہ تہا۔ اُس سود کے استحصال کے لئے وہ ممالک موجود تہے۔ جہان کیتہولک مذہب رائج تہا۔ یورپ بہر مین کوئی شہر ایسا نہ تہا جہان سرمایہ اِسقدر بامنفعت طور پر لگایا جاسکتا ہو جیسے روما مین۔ اخلاق الرہن کے ذریعہ سے اور نیز عہدون کو نہ صرف ایک دفعہ بلکہ مکرر فروخت کر کے بڑی بڑی رقمین وصول کر لی جاتی تہین عہدہ دارون کا اضافہ اِس غرض سے کیا جاتا تہا۔ کہ وہ اپنے عہدہ کو دو بار بیچ ڈالین۔

اگرچہ سودخواری پاپای اجتہاد کی روسے ممنوع تہی لیکن پہر بہی پاپائی عدالت العالیہ کے متعلق ایک بہت بڑا بنک قائم ہو گیا تہا جو پادریوں ملازمت کے امیدوارون اور اہل مقدمہ کو نہایت سخت شرح سود پر روپیہ قرض دیتا تہا۔ پاپائی مہاجنون کے لئے تو گویا سود لینا مباح تہا اور باقی سود خوار مطرود و مردود تہے۔

پاپائی عدالت العالیہ کو یہہ بات معلوم ہوگئی تھی - کہ یورپ بھر کے پادری
اگر اُسکے مقروض ہون گے - تو پاپائیت کی اغراض کو بہت کچھ نفع ہوگا
اِس لئے کہ عدالت اُن پر من مانا دباؤ ڈال سکےگی - اور اگر وہ باوجود مانگنے
تو عدم آدائے سود کی علت مین اُنہین کلیسا کے حلقے سے خارج کر سکیگی
۱۳۲۸ع مین جب حساب لگایا گیا - تو معلوم ہوا کہ نصف مسیحی دنیا حلقہ
کلیسا سے خارج ہو چکی ہے - اساقفت کا اخراج اسلئے عمل مین آیا
کہ وہ پاپا کے نائبون کے مطالبات سے عہدہ برآ نہ ہوسکتے تھے اور عام
اشخاص اِسلئے خارج کیئے گئے کہ وہ مجبور ہو کر تذکرات الغفران یا اجازت
نامجات نقض قانون خریدین - اور پاپائی کارندون کو اُن کی منہ مانگی
قیمت ادا کرین - تمام یورپ کے قسیسی مداخل روما کی طرف کھنچے ہوئے
چلے جاتے تھے - جو ارتشاء یہ سمونیت - سود خواری - بد دیانتی اور تحصیل
بالجبر کا مرکز بنا ہوا تھا - ۱۲۶۶ع سے جو تحریک اجتماع و اکتناز کی تاریخ آغاز
ہے - پاپاؤن نے اپنے خاص گلے کی بھیڑون کی دیکھہ بھال بالکل چھوڑ دی
تھی - یعنی روما کی آبادی کی روحانی غور و پرداخت اور کلیسائی روما کے
اندرونی انتظامات کی طرف توجہ کرنے کی اُنہین مطلق فرصت نہ تھی -
ممالک غیر کے ہزارون معاملات جنہین سے ہر ایک بجائے خود بہت بڑا ذریعہ
آمدنی تھا - اُنہین ہر وقت مصروف رکھتے تھے - اسقف الوبرو پلایو کا بیان
ہے - کہ مین جب کبھی ایوان عدالت العالیہ پاپایہ مین داخل ہوتا تھا تو ارکان
عدالت یعنی پاپا کے گماشتون کو اشرفیان گنتے ہوئے پاتا تھا جنکی ڈھیر کے ڈھیر

ہر طرف لگے رہتے تھے۔ پاپائی عدالت کی حدود ارضی کی توسیع کا
کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جاتا تھا۔ قانون سے مستثنیٰ کرنے کا ڈھنگ
نیا ڈالا گیا تھا۔ کہ جو شخص مستثنیٰ ہوتا تھا۔ اُسے ہر وقت ایک نیا استثنا
حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اساقف کو مجمع الاکلیروس کی مقابلہ میں
خاص خاص رعائتیں حاصل تھیں تو مجمع الاکلیروس بھی بمقابلہ اساقف
خاص رعایات سے مستفیض تھا۔ علی ہذا القیاس اساقف خانقاہیں اور
عام اشخاص نائبان پاپا کے استحصال سے مستثنیٰ تھے۔ غرض استثنا کا
یہ سلسلہ پاپائے مقدس کی خواہش جلب منفعت کیطرح کہیں ختم ہوتا ہی نہ تھا۔

پادریوں کی مظالم

ہائے پیشیا جس کا باپ تھیان بڑے پایہ کا مہندس تھا نہ صرف فلاطون
و ارسطو کے فلسفہ کی شارح تھی۔ بلکہ اپالونیس اور دوسرے مہندسوں کی
تصانیف پر بھی اُسنے عالمانہ شرحیں لکھی تھیں ہر روز اُسکے مدرسہ کے
سامنے امرا و اعیان کے رتھوں کا ایک ہجوم رہتا تھا اور اسکندریہ کے
تمام وضیع و شریف اُس کی شاگردی کا دم بھرتے تھے۔ جن مسائل پر اُسکی
تقریریں ہوتی تھیں وہ وہی معمے ہیں۔ جن پر ہمیشہ سے بحث ہوتی چلی
آئی ہے۔ لیکن آج تک حل نہیں ہو سکے۔ یعنی "میں کیا ہوں کون ہوں
کہاں ہوں۔ اور میرے علم کی کیا حد ہے"۔
ہائے پیشیا اور سائرل ایک کو علم حکمت میں تبحر دوسرے کو جہل و تعصب میں

توغل۔ بہلا اجتماع ضدین کیونکر ممکن تہا۔ سائرل نے سمجہہ لیا کہ اگر یہی لیل و نہار رہا۔ تو ہائے پیشیا کے آگے اسکی مشیخت کا چراغ گل ہوجائیگا اور یہ سمجہہ کر اسنے فیصلہ کرلیا۔ کہ جسطرح بن پڑے اپنے حریف کا خاتمہ کردے۔ ایک دن ہائے پیشیا مدرسہ کو جارہی تہی۔ کہ سائرل کی امت کی ایک گروہ کثیر الانفار یعنی بہت سے پادریوں نے اُسے آگہیرا ان سب نے ملکر بیچ بازار مین اس کے کپڑے نوچ کہسوٹ ڈالے اُسے بالکل برہنہ کردیا۔ اور پہر کہینچتے گہسیٹتے ہوئے ایک گرجا مین لے گئے۔ جہان عصائے پترس کی متواتر ضربون سے اسکا سر توڑا گیا۔ اسکی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ گوشت و پوست کو سیپیون سے چہیلا گیا اور ہڈیان آگ مین جہونکدی گئین۔ اس خوفناک جرم کے متعلق سائرل سے جواب تک نہ لیا گیا گویا یہ تسلیم کرلیا گیا۔ کہ چونکہ مقصد محمود تہا۔ اسلئے اس کی تکمیل کا جو ذریعہ اختیار کیا گیا۔ وہ بہی محمود ہوگیا۔

محکمۂ احتساب عقائد نے پاپائی قوت کو ایسا زبردست بنادیا کہ اُسکی مزاحمت و مدافعت محال ہوگئی۔ جو شخص مخالفت کرتا تہا آگ مین زندہ جلا دیا جاتا تہا۔ کسی شخص کے دل مین مخالفانہ خیال کا ناشی ہونا عام اس سے کہ اس خیال کا اظہار کسی خارجی علامت سے ہوا ہو یا نہوا ہو جرم سمجہا جاتا تہا۔ جون جون زمانہ گذرتا گیا۔ محکمۂ احتساب عقائد کا طرز عمل زیادہ وحشیانہ ہوتا گیا۔ محض شبہہ کی بنا پر ملزم کو شکنجہ کی سزا دیجاتی تہی۔ ملزم کو الزام لگانے والے کا نام تک نہ بتایا جاتا تہا۔ اُسے کسی قانون دان

شخص سے مشورہ لینے کی اجازت تک نہ دیجاتی تھی اس محکمہ کی فیصلہ کی
نہ داد تھی نہ فریاد - افسران محکمہ یعنی ارکان احتساب کو حکم تھا - کہ
رحم ولینت کو دل مین مطلق نہ آنے دین - ملزم کا عقائد منسوبہ سے توبہ
کرنا بھی بے سود لاحاصل تھا - ملزم کے ناکردہ گناہ خاندان کا مال و اسباب
ضبط کر لیا جاتا تھا - جسمین سے آدہا پاپا کے خزانہ مین چلا جاتا تھا اور
آدہے سے ارکان احتساب اپنی دوزخ کی توا ضع کرتے تھے - پاپای
انوسینٹ ثالث کا قول تھا - کہ ملاحدہ کی اولاد کی صرف جان بخشی کرنی
چاہیئے - اور وہ بھی محض بہ تقاضاے ترحم - نتیجہ یہہ ہوا کہ نکولس ثالث
کے سے ڈاکو پاپاؤن نے اس مقدس عدالت کے لوٹ کے مال سے
اپنے خاندانون کو نہال اور مالامال کردیا - اور ارکان احتساب کو تو
ہر روز اس کی بدولت ترقیے ملتے رہتے تھے -

ہزار برس تک آبادی یورپ کی نہ بڑہنے کے اسباب

اب کسیقدر زیادہ تفصیل و وضاحت کے ساتھہ اُن مدافعانہ قوتونکی
نوعیت پر نظر ڈالتے ہین - جنہون نے یورپ کی آبادی کو ایکہزار سال
تک حالت جمود و سکون مین رکھا - بر اعظم یورپ کی سطح کا بہت بڑا
حصہ لق و دق اور بے راہ جنگلون سے گھرا ہوا تھا - کہین کہین راہبونکی
خانقاہین اور بستیان آباد تہین - نشیبی مقامات اور دریاؤن کی دونون
جانب سینکڑون میل لمبی دلدلین پہیلی ہوئی تہین - جن مین سے عفونت انگیز
بخارات نکل نکلکر دور دور تک وبا پہیلاتے تھے - پیرس اور لندن مین

مکانات لکڑی کے تھے۔

گھرون مین دودکش بھی نہ ہوتے تھے۔

بدررو ین بالکل موجود نہ تہین۔ اور صفائی کا مطلق انتظام نہ تہا۔ گارے سے لپے ہوئے سرکنڈون کی کوٹھریان۔ بہدے اور بے ڈھنگے ڈٹرون کے گھر۔ بے دودکش کے بے رونق دہوان دہار انگیٹھیان جوؤن۔ کھٹملون۔ اور پسوؤن سے بہرے ہوے جسمانی اور اخلاقی غلاظتون کے بہٹ۔ سردی سے بچنے کے لئے اعضا کے گرد پرال کی لپٹے ہوئے مٹھے۔ بخار سے سکتے ہوے کسان کے لئے عاملون و سیانون کی چارہ گری کے سوا اور کسی تدبیر کا نہونا۔ ان سب باتون کے ہوتے ہوئے کیونکر ممکن تھا۔ کہ آبادی مین ترقی ہوسکے۔ اقوام کی مادی حالت کی اصلاح و ترقی کے لئے کوئی نتیجہ خیز و مستقل بالذات تدبیر پاپاؤن کی طرف سے اختیار نہین کی گئی۔ اُن کے نشو ونما عقل کے لئے کوئی طریقہ عمل مین نہین لایا گیا۔ اور اُلٹا اُنہین اَن پڑہ بلکہ جاہل مطلق رکہنے کی کوشش کی گئی۔ صدیون پر صدیان گذرتی چلی گئین۔ لیکن کسانون کی حالت کہیت کے چوپایون سے بہتر نہونے پائی۔ وسائل نقل و حرکت اور ذرائع رسل و رسائل کو جو توسیع خیالات کے ممد و معین ہوا کرتے ہین جامد و غیر متحرک رہنے دیا گیا۔ آبادی کا اکثر حصہ ایسا تہا جیسے ساری عمر اپنے گھر سے قدم نکالنے کا اتفاق نہ ہوا۔ اس بدنصیب طبقہ کو نہ اصلاح حالت کی اُمید تہی نہ کسی ترقی کی توقع۔ افلاس کے سدباب اور قحط کے

اندفاع کے لئے بڑے پیمانہ پر کوئی تجویز نہ سوچی گئی وباکو اجازت تہی کہ جتنے بندون جہان چاہے۔ پہرے اور جس شہر پر چاہے چہاپہ مارے بہت ہی روک ٹوک ہوئی۔ تو کسی پادری نے دو چار لاطینی دعائین پڑہ دین بُری خوراک۔ ناقص لباس اور ناکافی مکان۔ برابر اپنا اثر کئے چلے گئے جس کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ ایکہزار سال کے بعد یورپ کی آبادی دگنی بہی نہ ہونے پائی۔

انتخاب مندرجہ بالا ہزار سالہ فروغ مذہب عیسوی کا ہے اور اُسی قسم کا ایک اجمالی انتخاب اس سے پہلے اسلامی خلافتون کی نوسو سالہ زمانہ کا درج ہوچکا ہے۔ اِن دونون کا مقابلہ اور موازنہ کرنے سے عام نتیجہ ظاہر ہوگا۔

ہمنے اسلام کے عہد رسالت۔ اور خلافت راشدہ کے حالات کا تذکرہ اسلام کے تمدنی دور سے پہلے لکہا ہے۔ ان کے لکہنے کا مدعا یہ ہے کہ رسالت اور خلافت راشدہ کا زمانہ شیوع اسلام کا ہے۔ انکو پڑہکر بجائے خود ہر شخص یہ اندازہ کرسکتا ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر خونریزی اور جبر سے پہیلا۔ یا اُس مین فی نفسہ کوئی خوبی تہی اور ایسے اشخاص جو باوصف استطاعت محض درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ جبر اور ظلم روا رکہہ سکتے تھے۔

یہان سے تہذیب یورپ کا ذکر شروع کیا جاتا ہے۔ یہہ وہ تہذیب ہے جس نے چار سو برس تک نئے برِ اعظم اور نئے نئے جزیرہ ڈہونڈہ ڈہونڈکر

نکالی - اور افریقہ سے دوزخ ملک کو بہشت بنایا - اور تحقیقات صحراہین جانین تلف کین - امریکہ - اور اسٹریلیا - دوبر اعظمون کا پیدا کرنا ٹری جان جوکھون کے کام تھے - اور سب سے آخر مصیبت ناک سفر قطب شمالی کے دریافت کرنے کا تہا -

اور علمی تحقیقاتون کی بابت جانفشانیون کی کوئی انتہا نہین مہذب انسان تسخیر کائنات کے پیچھے پڑا ہوا ہے - پہلے وحشیون کی مزدوری سی نفع اٹھایا اب قدرتی اشیا سے کام لیا جاتا ہے - ہر قسم کے علم اور فن اور صنعت کی ترقی روز افزون ہے - اس تہذیب کا آغاز غلامی کی ترقی اور وحشی اقوام کی بربادی سے ہوا اور نتیجہ یہہ پیدا ہوا جس کا انتخاب ذیل ہین کیا جاتا ہے -

۱ - انسان کی ضرورتین بڑہتی جاتی ہین - معاشرت نہایت قیمتی ہوگئی ہے

۲ - نئی نئی ایجادون نے انسان کو ہوسناک بنا دیا -

۳ - جنگین زیادہ خونریز معمولی ہین پہلے انسان جرأت سے بمقابلہ انسان لڑتا تھا - اب جرات کی ضرورت نہین - علم اور قواعد کا مقابلہ ہے -

۴ - انسانی قوا ر دماغی بار سے کمزور ہوتے جاتے ہین اور جرات ہین کمی ہوتی جاتی ہے -

۵ - تاجر اور اخبار دنیا ہین سب سے زیادہ مالدار ہوتے جاتے ہین امرا کم ہوتے جاتے ہین -

۶ - سلطنتین باہمی مقابلہ سے زیر بار ہوتی ہین -

۷ - وحشی اور غربا تہذیب کے ساتھہ نہین چل سکتے وہ معدوم ہوتی جاتی ہین
۸ - آبادی بڑہتی جاتی ہے - اور رزق گران ہوتا جاتا ہے -
۹ - مساوات اور آزادی اعتدال سے گذر کر خطرناک ہوتی جاتی ہے -
۱۰ - نہلسٹ - انارکسٹ - سوشلسٹ اسی تہذیب کی تعلیم سے پیدا ہوئین ہین وہ حکومتون کے مٹانے کے درپے ہین -
۱۱ - جمہوریت کی صدا ہر طرف سے آرہی ہے - اور باہم کشت و خون ہو رہا ہے
۱۲ - تہذیب یورپ سے الحاد دنیا مین پہیلتا جاتا ہے - اور اخلاق مذہبی معدوم ہوتا جاتا ہے - افسوس ہے کہ تہذیب نے تحقیقات علمی مین کیسی جانفشانیان کین اور مذہب کو نادانستہ چہوڑا اور اسیر توہمات کا الزام لگا کر مردود خلایق کیا اور نوع انسان کو اوس نعمت عظمے سے محروم کیا - تہذیب نے اپنے نفس کے لئے آرام اور راحت اور سامان عیش سب کچھ مہیا کیا - اور مذہب کا خون کرتے وقت یہہ رحم نہ آیا کہ کیسے بے نفسون نے اپنی جان پر کہیل کر یہہ کارخانہ دوسری دنیا کی انجام بینی کے خیال سے بنایا تہا - اور اخلاق کی کیسی عمدہ مثالین چہوڑین - تہذیب نے دنیا کی قدیم نشانیان ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر نکالین - اور تاریخ کی تاریکی پر روشنی ڈالی - مگر مذہب جو سب سے قدیم ہے اسکو خاک مین ملا دیا -
میرا ادعا صرف مذہب کی حقیقت اور اسکے انتفاع ثابت کرنے کا اور آیندہ تحفظ کا ہے - اسی کے ضمن مین یہہ اور تذکرہ ہے مقابلہ اور موازنہ کی غرض سے درج کردئے گئے ہین - میری رائے یہ ہے

کہ تہذیب یورپ مین سخت عیب الحاد اور اخلاق کے معدوم ہو نیکا ہی اور دنیا مین مطلق العنان آزادی اور انتہا درجہ کی مساوات پیدا ہونیکا بغیر مذہب کی شرکت کے یہہ تہذیب کبھی نوع انسان کے لئے فائدہ مند نہین ہو سکتی -

تہذیب پر واجب ہے - کہ مذہب کو اُس کی حقیقت دریافت کرنیکے بعد علیحدہ رکھے علمی سانچہ سے نہ مذہب بنا ہے اور نہ اُس سانچہ مین ڈہل سکتا ہے - اس عملدرآمد سے مذہب خراب ہو جائیگا - جسطرح انسان کے لئے غذا - لباس - مکان - طبعی ضرورت سے واجب ہے اسیطرح مذہب جسمانی و روحانی اصلاح کے لئے لازم ہے -

مذہب مین عام پسند ہونے کی قابلیت ہے - کیونکہ وحشی نیم وحشی مہذب - سب مین مذہب کا عالمگیر اثر ہے - تہذیب ایک خاص گروہ تعلیم یافتہ کا تجربہ اور تحقیقات ہے - وحشی - نیم وحشی نہ اُسکو سمجھہ سکتے ہین اور نہ اس سے منتفع ہونے کا قصد کرتے ہین - بلکہ بیشتر تہذیب کے انتفاع سے گریز کرتے ہین - اسلئے ایک عام پسند چیز کو تہذیب کے دایرہ سے نکالدینا زیبا نہین ہے - قوم مین متحد کرنے کی کوئی شے باقی نہ رہے گی ہر شخص مذہبی ہو سکتا ہے - مگر فلسفی - حکیم - محقق نہین ہو سکتا - قدرت کو عام عطیہ سے محروم کرنا نہ چاہئے -

تمام شد